ہارا جنون

از قلم ہما قریشی

مکمل ناول

****

”آ جا ہمارے یار ! مجھے پتہ تھا یہ ریس تو ہی جیتے گا۔۔“ وہ اِس وقت ریس ٹریک پر موجود تھے۔۔ جبکہ مزمل مسکراتا ہوا، ریس لگا کر لوٹا تھا۔۔۔ جبھی اُسکے دوست نے گلے میں بانہیں ڈال کر پر جوش لہجے میں سراہا تھا۔۔

”ہاہاہاہا! شارق کی شکل دیکھ یار!“اِس نے دور کھڑے شارق کی جانب اشارہ کیا تھا جو ریس ہارنے کے بعد غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔ کیونکہ وہ صرف ریس نہیں ہارا تھا بلکہ اپنی فیورٹ کار بھی ہار گیا تھا۔۔۔۔۔

”ابے چھوڑ! تو یہ بتا کہ اب ہمیں ٹریٹ کیا دے رہا ہے۔۔“عاطف نے مزید کہا۔

”تو بتا کہاں چلیں۔۔ آج جو تو بولے گا بس ہم وہیں کریں گے۔مزمل اپنی ہی خوشی سلیبریٹ کرنے میں لگا تھا۔۔ جبھی کسی نے اُسے گریبان سے پکڑ کر اسکا رُخ اپنی جانب کیا تھا۔۔۔

”یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔۔“شارق نے مزمل کا گریبان پکڑ کر اس قدر شدت سے مکا بنا کر چہرے پر جڑا تھا کہ اس کے چودہ طبق رُوشن ہو گئے تھے۔۔

”تو کیا سمجھتا ہے کہ میں یہ ریس ہار کر اپنی فیورٹ گاڑی تجھے دے دونگا؟“ اس نے شدّت سے سُرخ پڑتی آنکھوں سے گھور کر دیکھا تھا۔۔ جبکہ مزمل کے دوست ایکدم بیچ میں آئے تھے۔۔

”شارق اب تو بے ایمانی نہیں کر سکتا۔۔ یہ وعدہ تھا کہ یہ ریس جیتنے کے بعد اپنی گاڑی فاتح کو دینی پڑے گی۔“ منتظمِ ریس بیچ میں آیا تھا۔۔

”تو چپ کر جا۔۔۔ بہت خوش ہو رہا ہے یہ۔۔۔۔ ابے میں کہتا ہوں۔۔۔ آ ایک ریس اور لگاتے ہیں۔۔ پھر دیکھتے ہیں کون جیتتا ہے۔۔۔“ اس نے للکارنے والے آنداز میں کہا تھا۔۔

”ابے جا بزدل انسان۔۔۔۔ ہار کر بلبلا رہا ہے۔۔ اتنا ہی مرد کا بچہ ہے تو اپنی ہار تسلیم کر۔۔۔۔ ایک گاڑی کے لئے مر رہا ہے۔۔“ مزمل نے استہزائیہ آنداز میں قہقہہ لگایا تھا جبکہ اب باقی سب بھی زور سے ہنسے تھے۔۔۔

”چپ! ورنہ جان سے ماردونگا۔۔“ وہ ایکدم چنگھاڑا۔

”شارق دیکھ ہلکا ہو جا۔۔میں تیری کار کی چابی مزمل کے حوالے کررہا ہوں کیونکہ جیتنے کے بعد اب یہ اس کی ملکیت ہے۔“ مینجمنٹ کے بندے کی آواز پر وہ خون کے گھونٹ بھر کر رہ گیا تھا۔۔

”ہاہاہاہا! حامد بھائی لگتا ہے آپ کے شیر سے ہار ہضم نہیں ہو رہی۔۔“ مزمل کی آواز پر ایک بار پھر سب کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔ جبکہ وہ دو قدم نزدیک آیا۔۔

”جتنا مسکرانا ہے مسکرا لے کیونکہ اب تیرے رُونے کے دن شروع ہونے جارہے ہیں۔۔“ وہ درشتگی سے چنگھاڑا۔۔

"ابے جا! کمینے انسان۔۔" اس نے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر پرے دھکیلا تھا۔۔ ساتھ ہی چابی انگلی پر گھماتا اسکی فیورٹ کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا زن سے گاڑی بھگا لے گیا تھا۔۔۔

****

ہم بنے ہی تھے تباہ ہونے کے لئے۔۔

تیرا ملنا تو محض ایک بہانہ تھا

(جون ایلیا)

ڈھلتا سورج اپنی کرنیں سمیٹ رہا تھا، وہ رُوم ونڈو کے پاس فلور کشن سے ٹیک لگائے بیٹھی، گہری سُوچوں میں غوطہ زن ہاتھ میں کتاب تھامے، یک

ٹک ڈوبتے سُورج کو تک رہی تھی۔ جبھی سماعتوں سے کسی کی آواز ٹکرائی تھی۔۔ جس نے سُوچوں میں خلل ڈالنے کا کام کیا تھا۔۔

"ثمرہ بی بی!" وہ یکدم چونکی تھی۔۔ پھر گہری سیاہ آنکھیں موند کر خود کو تسلی کرائی۔۔

"جی!" وہ دھیمی سی آواز میں سوالیہ گویا ہوئی۔۔۔ رُخ پلٹ کر ترِچھی نگاہ سے سامنے کھڑی شکورن بی کو دیکھا تھا۔۔

"سر نے آپ کو نیچے بلایا ہے۔۔" اس نے گہری سانس بھری۔

"آپ چلیں میں آتی ہوں۔۔" وہ جواب دیتی دُوپٹہ درست کرتی فوراً سے بیشتر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔ اور اب اسکا رُخ نیچے کی جانب تھا، جہاں اسکا باپ اسکا منتظر تھا۔۔۔۔

******

کتابی چہرہ، گندمی رنگت، بڑی بڑی گہری سیاہ آنکھیں، مغرور ناک، کمان کی طرح بنے اَبرو، بھرے بھرے سے رُخسار، اور ساری شام کی اُداسی سمیٹی آنکھوں پر سجدہ ریز گھنی پلکیں، شولڈر کٹ سلکی بالوں کی چہرے پر آتی لٹوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتی وہ دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتی نیچے کی سمت قدم بڑھا رہی تھی۔۔۔

"جی بابا آپ نے مجھے بلایا!" اس نے دھیمے سے لہجے میں سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔۔ وہ جو لاؤنج میں موجود گلاس ونڈو سے باہر کے مناظر پر نظریں جمائے کھڑے سگار پھونک رہے تھے، بیٹی کی دھیمی سی آواز پر چونک گئے تھے۔۔۔ جبکہ بیگم نے ذرا نخوت سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"ہمم!" اس کی جانب رُخ پلٹتے انہوں نے ہنکار بھرا۔۔اسکی شکل دیکھتے ہی انہیں اپنی بے وفا بیوی کی یاد ستانے لگتی تھی۔۔جو مشکل وقت میں دو بچوں سمیت انہیں تنہا کر گئیں تھیں۔۔۔وہ بالکل اپنی ماں کا عکس تھی۔۔۔

"آپ نے اپنی مام سے بدتمیزی کی تھی؟؟" اس بار وہ سختی سے بولے، تو ثمرہ کے لبوں پر قفل پڑا تھا۔۔

"بس رہنے بھی دیں جبران! میں نے کہا بھی تھا بچی ہے۔۔۔اس میں اتنا سین کریئٹ کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔" اپنی عمر سے کم نظر آنے والی فرناز نے ان کے نزدیک آکر نزاکت سے کہا تھا۔۔

"پہلے تو آپ نے ڈیڈ سے میری شکایت لگادی۔۔۔اب کیوں اچھی بننے کا ڈرامہ کر رہی ہیں۔۔" وہ بغیر لحاظ کئے غصّے سے پھنکاری تھی۔۔۔۔۔۔

"ثمرہ! یہ کس انداز میں بات کر رہی ہو تم اپنی ماں سے۔۔" وہ درشتگی سے چنگھاڑے۔۔

"بس جبران کیا ہو گیا ہے جوان بیٹی ہے۔۔۔" ان کے کندھے پر ہاتھ دھرتے انہوں نے نزاکت سے کہا تھا۔۔

"اس کو بیٹی ہونے کا لحاظ ہے۔۔ جب سے ہم نے اس لڑکے کے رشتے سے انکار کیا ہے، یہ تو بالکل ہی باغی ہو کر رہ گئی ہے۔۔" انہوں نے باپ ہو کر اسکے زخموں پر نمک چھڑکنے کا کام کیا تھا۔۔ پلکیں جھپک کر بمشکل آنسو ضبط کئے تھے۔۔

"صحیح کہہ رہے ہیں اتنی پیاری بچی تھی ہماری، پتہ نہیں کیا جادو کیا تھا اس بدبخت نے اس پر۔۔۔" انہوں نے ذرا افسوس بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے سفید چمچماتے ٹائلز کو گھورتی لب دانتوں تلے دبا گئی۔۔

"باپ کی عزت تو پہلے ہی خاک میں ملادی۔۔اب پتہ نہیں کیا چاہتی ہے۔۔ہر وقت گھر میں مظلومیت کی تصویر بنی گھومتی ہے جیسے پتہ نہیں کونسا ظلم کا پہاڑ توڑ دیا ہو ہم نے اس پر۔۔۔"اس بار وہ لہجے میں شدید ناگواری سمو کر بولے تھے۔۔۔جبکہ وہ اب بھی خاموش رہی۔۔

"اب جاؤ کھڑی شکل کیا تک رہی ہو۔۔۔۔باپ کا بلڈ پریشر ہائی کرا کر ہی سکون ملتا ہے تمہیں۔۔۔بالکل اپنی ماں پر گئی ہے۔۔۔"فرناز نے ناگواری سے کہتے جبران کے سینے پر ہاتھ رکھتے ٹھنڈا کرنا چاہا۔۔۔جو باقاعدہ ہانپنے لگے تھے۔۔۔اس بار ثمرہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گالوں پر پھسل گیا تھا۔۔۔اور وہ رخ پلٹ کر بھاگتے قدموں سے سیڑھیاں چڑھنے لگی تھی، کہ جبھی ایک دلکش اور معصوم سی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔

"سرپرائز!"اس کی سوتیلی چھوٹی بہن قصویٰ تھی۔۔جو ماں، باپ کی لاڈلی اور انتہا کی حسین صورت لڑکی تھی۔۔۔

"اوہ مائی ڈاٹر! واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز!"انہوں نے آگے بڑھ کر بیٹی کو سینے سے لگایا تھا۔۔۔جو آج پورے ایک ماہ بعد پاکستان ٹور سے واپس لوٹی تھی۔۔۔

"آپ کو میرا سرپرائز اچھا لگا۔۔۔"وہ گلابی گڑیوں جیسی خوبصورت،اور نازک تھی۔ جھیل جیسی آنکھیں اشتیاق سے بڑی کئے وہ مزے سے سوال کررہی تھی۔۔جبکہ وہ دونوں ہی اسے پیار کرنے میں مصروف تھے۔۔۔ثمرہ کو اپنا آپ بہت بے مول اور غیر ضروری لگا تھا۔۔

"بہت۔۔۔۔سرپرائز ہو اور وہ بھی ہماری بیٹی کا۔۔۔تو بھلا کیسے نہ پسند آئے گا۔۔۔"انہوں نے محبت سے اسکا ماتھا چوما تھا۔۔۔سیڑھیوں پر کھڑی یہ منظر

دیکھتی ثمرہ کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔جب وہ مزید اس منظر کی تاب نہ لاسکی تو بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔۔۔۔

*****

علوی ہاؤس میں جبران صاحب اپنی تین اولادوں اور شریکِ حیات کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔۔۔شارق اور ثمرہ انکی پہلی بیوی سے تھے جو علیحدگی کے بعد کسی دوسرے ملک جا بسی تھیں، جبکہ قصویٰ جبران صاحب اور فرناز کی سب سے چھوٹی اور اکلوتی بیٹی تھی۔۔۔جو ثمرہ اور شارق سے عمر میں کافی چھوٹی تھی۔۔۔شارق کے لئے تو اسکی دونوں بہنیں ہی برابر تھیں مگر باپ کے لئے بڑی کے لئے دل میں ہمیشہ سے تنگ جگہ پانچ سال قبل ہوئے واقعہ کے بعد سے مزید تنگ ہوگئی تھی۔۔۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب ثمرہ نے اپنی پسند کا اظہار کیا تھا۔۔یونیورسٹی کے زمانے میں وہ جس کمپنی کے ساتھ انٹرن شپ کر رہی تھی، وہاں کے سی ای او نے اسے پرپوز کیا تھا اور پھر باقاعدہ طور پر اسکا رشتہ لے کر آیا تھا۔ مگر پھر معلوم ہوا کہ وہ اسکی سوتیلی ماں کے کوئی دور کے جاننے والے تھے، جن کے خاندان سے ان کا ماضی میں کبھی جائیداد کا تنازعہ رہا تھا۔۔پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اسکی سوکالڈ ماں اسے اسکی مرضی چلانے دیتیں۔۔وہ تو ویسے بھی اس سے بلاوجہ کی کھار کھاتی تھیں۔۔جبکہ شارق پر وہ ہمیشہ واری قربان رہتی تھیں۔۔یہی وجہ تھی کہ گھر میں سب کو ثمرہ ہی غلط لگتی تھی۔۔۔جبکہ اب وہ سب کی برداشت کرتے کرتے اب ذرا باغی ہو گئی تھی۔۔۔

*****

مصطفیٰ پیلس میں اس وقت افرا تفری کا عالم تھا۔۔آج مصطفیٰ پورے پانچ سال بعد پاکستان واپس لوٹ رہا تھا۔وہ گزشتہ پانچ سال کے عرصے میں ان سے دوبار ملنے دبئی تک ضرور آیا تھا مگر پاکستان وہ آج لوٹ رہا تھا۔۔زنیرہ بیگم تو بیٹے کی واپسی پر خوشی سے پھولے ہی نہیں سما رہی تھی۔۔گھر میں سب کی دوڑے لگی ہوئی تھیں۔۔۔۔

"نیرہ بیگم اور وجدان مصطفیٰ کے دو ہی بیٹے تھے۔۔بڑا بیٹا احد مصطفیٰ اور چھوٹا بیٹا مزمل وجدان مصطفیٰ۔۔دس سال قبل شوہر کے گزر جانے کے بعد انکی کل کائنات انکے دونوں بیٹے ہی تھے. جن میں انکی جان بستی تھی۔۔۔بڑا بیٹا پانچ سال قبل آسٹریلیا جا بسا تھا۔۔جبکہ چھوٹا تھا جو یونیورسٹی ختم ہونے کے بعد ماں کے پاس ہی تھا۔۔۔آج سالوں بعد انکا بیٹا اپنا بزنس وائینڈ اپ کرتا واپس آرہا تھا۔۔بھلا اس سے زیادہ اچھی اور کیا بات ہو سکتی تھی۔۔۔

******

”ماما یہ ثمرہ کہاں غائب ہے۔۔۔میں جب سے آئی ہوں ایک بار بھی مجھ سے ملنے نہیں آئی؟“ قصویٰ نے بہن کی غیر موجودگی محسوس کر پوچھا۔۔وہ سب اس وقت کھانے کی میز پر موجود تھے۔۔۔

”اپنے روم میں ہے۔۔۔پتہ تو ہے تمہیں، اس کا ہر وقت کسی نہ کسی بات پر منہ ہی بنا رہتا ہے۔۔“ انہوں نے ذرا ناگواری سے کہا۔۔

”شائستہ۔۔۔شائستہ!“ اس نے ملازمہ کو آواز دی۔۔جبکہ جبران لاتعلقی کا مظاہرہ کرتے کھانے میں مگن تھے۔۔شارق آج بھی ابھی تک گھر نہیں لوٹا تھا۔۔

”جی بی بی!“ وہ بوتل کے جن کی مانند غائب ہوئی تھی۔۔

”ثمرہ بی بی کو بلا کر لاؤ۔۔“ وہ آپی بولنے کا تکلف ہر گز نہیں کرتی تھی۔

”وہ بی بی۔۔۔ بڑی بی بی نے کہا ہے انکے سر میں درد ہے اس لئے انہیں کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔“ ملازمہ نے سر جھکا کر اسکا پیغام دیا۔۔

”اہمم! اچھا جاؤ تم۔۔“ اس نے اسے چلتا کیا۔۔ جو سر ہلاتی مودب سی کچھ قدم دور ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

”بابا آج کچھ ہوا تھا کیا گھر میں؟“ اس نے ماں کے بجائے باپ کو مخاطب کیا۔

’کچھ نہیں ہوا قصویٰ تم اپنا کھانا کھاؤ بیٹا۔۔‘ فرناز نے بیٹی کو باز رکھا۔۔

”مگر مما!“ اس نے باپ کو خاموشی سے رغبت سے کھانا کھاتا دیکھ کچھ ناسمجھی سے کہنا چاہا۔۔

"بس بچے خاموش ہو جاؤ۔۔۔" اس بار وہ سر جھٹکتی خاموش ہو گئی، جبکہ کھانا بہت خاموشی سے کھایا گیا تھا۔۔۔

******

"یار بس میں اب نکلوں گا۔۔۔ آج بھائی واپس آرہے ہیں۔۔ انکے لوٹنے سے قبل مجھے گھر پہنچنا ہے۔۔" مزمل جو شام سے ٹریک پر ہی موجود تھا، اب گھڑی میں رات کے آٹھ بجتے دیکھ بولا۔۔

"چل ٹھیک ہے۔۔ ویسے میں سوچ رہا تھا کہ شارق کی گاڑی پر ایک چکر لیا جائے۔۔۔ بہت مزہ آئیگا یار!" اس کے دوستوں نے اکسایا۔۔

"ہاہاہا! ضرور کیوں نہیں۔۔ مگر آج نہیں۔۔ پھر کبھی۔۔۔ ابھی بس میں گھر کے لئے نکل رہا ہوں۔۔ ویسے بھی اب گاڑی تو ہماری ہی ہے۔۔" اس نے نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔

"اچھا چل ٹھیک ہے۔۔ پھر تو نکل ہم بھی چلتے ہیں۔۔" وہ زن سے گاڑی بھگا لے گیا تھا۔۔۔

*****

چھ فٹ قد، کسرتی وجود، توانا سینہ، گہری ذہین آنکھیں، اٹھی مغرور ناک، سنجیدہ وجیہہ جاذب نظر چہرہ، پولو کے ٹراوزر ٹی شرٹ میں ملبوس وہ ڈرائیور کی ہمراہی میں سیدھا ایئرپورٹ سے مصطفیٰ پیلس پہنچا تھا۔۔۔ جہاں سناٹے میں ڈوبے گھر میں زنیرہ بیگم کی نم آنکھوں نے اسکا استقبال کیا تھا۔۔۔۔

"میرا بچہ! اتنے سالوں میں تمہیں ماں کی ذرا بھی یاد نہیں آئی۔۔۔ ایک بار بھی نہیں سوچا کہ تمہاری بیوہ ماں تمہاری کمی کس حد تک محسوس کرتی ہے۔۔" وہ کتنی ہی دیر سے مصطفیٰ کو سینے سے لگائے بیٹھی تھیں۔۔ جو ماں کا

ماتھا چومتا بارہا انہیں خاموش کرا چکا تھا۔۔ مگر آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔

"اب تو میں واپس آ گیا ہوں ناں ممی! پلیز خاموش ہو جائیں۔۔۔" وہ انہیں چپ کراتا صوفے پر بیٹھا تھا۔۔

"ایسی بھی کوئی سزا سناتا ہے اپنی ماں کو۔۔" انہوں نے دوپٹے سے آنسو پونچھتے ایک بار پھر شکوہ کیا تھا۔۔

"اچھا بس اب پلیز معاف کر دیں۔۔" اس کے ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا گئیں تھیں۔۔

"ویسے یہ آپ کا لاڈلا کہاں ہے۔۔۔ اتنی رات ہو رہی ہے، ابھی بھی گھر سے باہر ہے۔۔ میری واپسی کا سن کر بھی جلدی گھر آنے کی زحمت نہیں کی لاڈلے نے؟" اس نے ذرا خفگی سے استفسار کیا۔۔

"تمہارے بھائی کو کار ریسنگ کا شوق چڑھا ہوا ہے کچھ سالوں سے۔۔بس اس چکر مین رات کو دیر تک باہر رہتا ہے۔۔میں تو سمجھا سمجھا کر تھک چکی ہوں۔۔۔اب تم واپس آ گئے ہو ناں۔۔۔اب تم خود ہی سنبھالنا سب۔۔"

انہوں نے ذرا تاسفی آنداز میں کہا تو وہ لب بھینچ گیا۔۔۔

"آپ فکر نہ کریں۔۔اب میں واپس آگیا ہوں ناں۔۔سب سنبھال لونگا۔۔" وہ بیٹے کی تسلی پر دھیرے سے مسکرائیں۔۔

"میڈم آپ کے لئے فون ہے۔" وہ دونوں ماں بیٹا ابھی باتوں میں ہی مگن تھے کہ ملازمہ زنیرہ بیگم کا موبائل اٹھائے قریب چلی آئی تھی۔۔

"لاؤ مجھے دو۔۔" انہوں نے موبائل لے کر کان سے لگایا تھا۔۔

"ہیلو!"

"جی میں مزمل کی والدہ بات کر رہی ہوں!"

"جی میں مزمل کی والدہ بات کر رہی ہوں؟" مصطفیٰ نے نا سمجھی سے ماں کی جانب دیکھا۔۔ جن نے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔۔

"ماں! کیا ہوا؟" اس نے ماں کو سکت میں دیکھ موبائل لے کر کان سے لگایا تھا۔۔ جبکہ دوسری جانب سے جو خبر سنائی گئی تھی۔۔ وہ اسکے پاؤں تلے زمین کھینچ گئی تھی۔۔۔ جبکہ زنیرہ بیگم لہرا کر اسکے بازؤں میں جھول سی گئیں تھیں۔۔۔

"ماما!! مما! کیا ہو گیا آپ کو۔۔۔۔ شفیق۔۔۔ شفیق جلدی سے گاڑی نکالو۔۔" دوسری جانب سے ملنے والی خبر نے اسکے حواس تک جھنجھوڑ کر رکھ دیئے تھے۔۔۔ مگر فی الحال ماں کی غیر ہوتی حالت نے اسکے ہاتھ پاؤں پھولا دیئے تھے۔۔۔۔۔

مزمل اس وقت تیز رفتاری سے گانے گنگناتا فل مستی میں جھومتا ہوا اپنے گھر کے راستے کی جانب گامزن تھا۔ جبھی اُسے محسوس ہوا کہ کوئی گاڑی اس کے تعاقب میں آرہی تھی۔۔ سائیڈ مرر سے غور کیا تو اسے اندازہ ہوا یہ شارق کی گاڑی تھی۔۔ جو بہت اسپیڈ میں اسکی جانب آرہی تھی۔۔ وہ فوری الرٹ ہوا۔۔ اور گاڑی کی اسپیڈ بڑھادی تھی۔۔۔ جبکہ وہ بھی اسپیڈ بڑھا چکا تھا۔۔ سن سان سڑکوں پر ان دونوں کی گاڑیاں ہوا کی سی رفتار سے دوڑ رہی تھیں۔۔۔

"اب اُسے کون سا دورہ پڑ گیا ہے۔۔" وہ گاڑی بھگاتا سن سان گلیوں میں گھس گیا تھا۔۔ ساتھ ہی گاڑی گول گول گھماتے سڑک کنارے لگائی تھی۔۔

”کیا مسئلہ ہے بھئی تیرے ساتھ! میرا پیچھا کیوں کر رہا ہے۔۔“ان دونوں کی ہی گاڑیاں آنے سامنے لگی ہوئی تھیں۔۔ جبھی مزمل نے گاڑی سے باہر آتے سوال کیا۔۔ایک پاؤں ابھی بھی گاڑی میں ہی تھا۔۔

”ابھی بتاتا ہوں کیا مسئلہ ہے میرے ساتھ۔۔۔“اس نے یکدم ہی ڈیش بورڈ پر پڑی اپنی گن نکل کر اس پر تان لی تھی۔۔مزمل نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔

”یہ کیا کر رہا ہے شارق۔۔اب اگر تو ریس ہار گیا تو،اپنی خار اس طرح نکالے گا۔“مزمل طیش سے چیخ تھا۔۔

”بہت غرور ہے ناں تیرے اندر۔۔۔بہت اُچھل رہا تھا تو شارق علوی کو ہارا کر۔۔۔تیزی یہ آکڑ تو آج میں نکالو نگا۔۔“اس نے ایک لمحے میں آؤ دیکھا تھا نہ تاؤ اور چار گولیاں مزمل کے سینے کے پار اُتار دی تھیں۔۔وہ یکدم ہی لہرا کر

زمین بوس ہوا تھا۔۔۔رات کی پُر سکون فضا میں ارتعاش برپا کرتی گولیوں کی آواز نے اِرد گرد میں آباد سوسائیٹی میں ہلچل سی مچادی تھی۔۔۔

جبکہ وہ اب حواس باختہ سا جلدی سے گاڑی میں بیٹھتا زن سے کار بھگا لے گیا تھا۔۔۔جبکہ آخری سانسیں بھرتے مزمل کی آنکھوں کے سامنے اپنی ماں کو رُوتا بلکتا چہرہ گھوم گیا تھا۔۔۔

\----------------

"کہاں ہے میرا بھائی؟؟؟کیا ہوا اسے؟؟؟انسپکیٹر کچھ بولتے کیوں نہیں ہو۔۔۔"احد مطلوبہ ہسپتال میں پہنچتے ہی وہاں موجود پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں پر چلایا تھا۔۔۔جبکہ زنیرہ بیگم اس تک بے ہوش دوسرے روم میں تھیں۔۔۔

"احد صاحب۔۔۔"ایس ایچ او نے آگے بڑھ کر اسے تسلی دینی چاہی۔۔۔

"میرا بھائی؟؟؟میرا بھائی کیسا ہے۔۔۔کہاں ہے وہ۔۔۔"اس کی دھاڑ سے ہسپتال کے درودیوار تک ہل گئے تھے۔۔

"احد صاحب!ریلیکس!"اس نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا تھا۔

"کیسے ریلیکس کروں۔۔۔تم مجھے میرے بھائی کے بارے میں بتا کیوں نہیں رہے۔۔۔"جبھی آئی سی یو سے ڈاکٹرز باہر آئے تھے۔۔

"ائی ایم رئیلی سوری مسٹر احد!گولیاں دل کے بے حد نزدیک لگی تھیں۔۔ہم نے ہر ممکن کوشش کی تھی انہیں بچانے کی۔۔مگر جو اللہ کی مرضی!"ڈاکٹر کے اس قدر سخت لفظوں پر احد کو لگا وہ دوسرا سانس نہیں لے سکے گا۔۔وہ چھ فٹ کا لمبا چوڑا مرد ایک دم لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا تھا۔۔۔

”احد صاحب سنبھالیں خود کو۔۔۔“ایس ایچ او نے اسے پکڑ کر کرسی پر بیٹھایا تھا، جو پتھر کا ہو گیا تھا۔اسکالاڈلا چھوٹا بھائی یوں اسے تنہا کر گیا تھا، وہ چاہ کر یقین نہیں کر پا رہا تھا۔۔ گویا سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ گئیں تھیں۔۔۔

’میرا بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماں۔۔۔“لبوں نے بے آواز سرگوشی کی ’ تھی۔۔ آنکھ سے کتنے ہی آنسو ٹوٹ کر گالوں پر پھسلے تھے۔۔اور پھر وہ دیوانہ وار آئی سی یو کی جانب بھاگا تھا جہاں اس کا معصوم بھائی ایک پل میں اُسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"بابا مجھے ابھی اور اسی وقت دبئی جانا ہے۔۔پلیز کسی سے بھی کہہ کر میری اگلے ایک گھنٹے کی دبئی کی سیٹ بک کرائیں۔۔" وہ حواس باختہ سا گھر میں داخل ہوتا سیدھا باپ کے کمرے میں آیا تھا۔۔

"ہوا کیا ہے ؟؟ کچھ بتاؤ گے ؟" وہ سوالیہ گویا ہوئے۔۔۔ جس کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔۔

"بابا۔۔۔ مجھ سے۔۔۔ مجھ سے قتل ہو گیا ہے۔۔" بمشکل لبوں سے لفظ آزاد ہوئے تھے۔۔۔

"کیا؟؟ کیا بکواس کر رہے ہو ڈیم اٹ !" وہ باآواز بلند دھاڑے۔۔

"بابا پلیز ! میری دبئی کی سیٹ کنفرم کرائیں فوراً، ورنہ پولیس مجھے لے جائے گی۔۔۔" وہ اپنا غصہ تو اُتار آیا تھا۔۔۔ مگر اب خوف سے جان ہوا ہو رہی تھی۔۔

"یہ کیا کر آئے ہو بیوقوف لڑکے۔۔۔ کہا بھی ہے کہ اپنے غصے پر قابو رکھا کرو۔۔" وہ شدت سے چنگھاڑے تھے۔۔

"ائی ایم رئیلی سوری بابا! مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔" وہ لب دانتوں تلے دبا گیا۔۔

"ایسے کیسے غلطی ہو گئی تم سے ہاں۔۔ قتل بھی غلطی سے ہوتا ہے۔۔" انہیں سمجھ نہیں آیا وگرنہ وہ اپنے بیٹے کا کچھ کر ڈالتے۔۔

"بابا۔۔۔ پلیز میرے پاس وقت برباد کرنے کا ٹائم نہیں ہے۔ آپ جلد از جلد مجھے یہاں نکلوائیں۔۔۔۔ اپنے کسی دوست کو کال ملائیں۔۔ مجھے پاکستان سے نکلنا ہے ابھی اور اسی وقت۔۔۔" وہ بھاگتے قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بھاگا تھا، تاکہ اپنا پاسپورٹ وغیرہ نکال سکے۔

"یا میرے اللہ! یہ کیسی اولاد دے دی تو نے مجھے۔۔" وہ اپنا سر تھام گئے تھے۔۔اور جلدی سے اپنے اثر و سوخ والے دوستوں کا نمبر لگایا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کہاں گھسے چلے آرہے ہیں آپ لوگ؟" وہ ایس ایس پی کو گھر میں پوری نفری کے ساتھ گھر میں گھستا دیکھ کر کڑک دار آواز میں سوالیہ غرائے۔۔

"السلام علیکم جبران صاحب۔۔۔آپ کو اب تک خبر تک لگ ہی چکی ہو گی کہ آپ کے بیٹے نے قتل کیا ہے۔" وہ اب باقی نفری کو وہیں ٹھرنے کا اشارہ کرتے انکے نزدیک آئے تھے۔۔

"میرا بیٹا بے قصور ہے۔۔" وہ یکدم چنگھاڑے۔

"آگر آپ کا بیٹا بے قصور ہے تو اسے سامنے بلائیں، پولیس اپنی تفتیش خود کرے گی۔۔ آگر آپ کا بیٹا بے قصور ہوا تو آپ کو واپس مل جائے گا۔بے فکر رہیں۔۔" جبران صاحب غصّے سے پاگل ہو رہے تھے،اب وہاں ثمرہ اور فرناز بھی چلی آئی تھیں۔۔

"کیا ہوا بابا؟اتنا شور کس بات کا ہے؟" قصویٰ نے ایک نظر پولیس کو دیکھ استفساریہ آنداز میں پوچھا۔۔

"میڈم آپ کے بھائی نے وجدان مصطفیٰ کے چھوٹے بیٹے مزمل مصطفیٰ کا قتل کیا ہے؟" وہ شہر کی ایک معروف بزنس شخصیت تھے، تو بھلا لوگ انکے نام سے کیسے نہ واقف ہوتے۔۔

"وہاٹ؟یہ کیا بکواس کر رہے ہیں؟" سب سے پہلے ثمرہ کو ہوش آیا تھا۔۔

"جبران صاحب اپنے بیٹے کو بلائیں۔۔" وہ مزید بولے، جبکہ شارق جو وہاں سے بھاگنے کی پلیننگ میں تھا، گھر میں پولیس کو دیکھ الٹے قدموں بھاگا تھا۔۔

"پکڑو اسے!" پولیس اہلکار نے گھر میں ہی اسے چاروں جانب سے گھیر لیا تھا۔۔

"بابا!" وہ خود کو چاروں طرف سے گھرا محسوس کر کشمکش میں گھرا، کود کر دوسری جانب سے بھاگنے کو پر تولنے لگا، جبھی دور کھڑے ایس ایس پی نے اسکی ٹانگ کا نشان لیا تھا اور فائر کھول دیا تھا۔

"شارق۔۔۔ یا میرے اللہ!" ایک ساتھ کئی خوفزدہ آوازیں بلند ہوئیں تھیں۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں ایس پی صاحب!" قسمت اچھی تھی کہ نشان چونک گیا تھا، مگر اب وہ زمین پر گرتا مکمل طور پر پولیس کی حراست میں تھا۔۔

"شکر کریں جبران صاحب کہ ہم آپ کا لحاظ کر رہے ہیں۔۔ وگرنہ اس سے بہتر طریقے سے کارروائی بھی کرنا جانتے ہیں۔۔" ایس پی کے کاٹ دار لہجے پر وہ لب بھینچ گئے۔۔

"چلو یہاں سے۔۔" وہ شارق کو ہتھکڑیاں لگاتے وہاں سے نکل آئے تھے، جبکہ ثمرہ اور قصویٰ بری طریقے سے رونے لگی تھیں۔۔

"جبران صاحب کچھ کریں وہ ہمارے شارق کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔۔" فرناز نے حواس باختہ سے جبران کو جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔

"""تمہارے بیٹے کی حرکتیں ہی ایسی ہیں کون کیا کر سکتا ہے بھلا۔۔" وہ نخوت سے سر جھٹکتے خود بھی پولیس اسٹیشن جانے کے لئے نکلے تھے، تاکہ معاملے کی طے تک پہنچا جاسکے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسٹریلیا کے شہر ملبرن پر ایک اور سنہری شام اُتر آئی تھی۔۔ جبکہ اپنے روم میں موجود عریشہ گلاس ونڈو سے پار کے مناظر پر نظریں جمائے کھڑی پر سکون سانسیں بھر رہی تھی۔۔ جبھی کھٹکے کی آواز پر وہ چونکی ضرور تھی، مگر رخ پلٹ کر دیکھنے کی زحمت ابھی بھی نہیں کی گئی تھی۔۔

تم آخر چاہتی کیا ہو ہنی! تمہارا باپ ہمیں چھوڑ کر اس دنیا سے چلا گیا ' '

،اور کونسی سزا دینا چاہتی ہو مجھے۔۔" وہ حد سے زیادہ رنجیدگی کے عالم میں گویا ہوئیں تھیں۔۔

’’ مام پلیز!‘‘ وہ ناگوار لہجے میں چنگھاڑی۔

’’ کیا پلیز! مسئلہ کیا ہے آخر تمہارے ساتھ۔۔ تم کیوں پاکستان واپس جانا چاہتی ہو۔۔‘‘ وہ اس بار غصے سے بولیں۔۔

’’ آپ کو یہاں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ رہنا تو شوق سے رہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، مگر میں پاکستان واپس جانا چاہتی ہوں، اٹس ڈیٹ کلئیر!‘‘ اس نے پھاڑ کھاتے لہجے میں کہتے ماں کو باز رکھا تھا۔۔۔

’’ او کے ایز یو وش!‘‘ وہ کندھے اچکا گئیں، سال پہلے ہی انکا شوہر اس دنیا سے گیا تھا، جب سے انہوں نے اپنے شوہر کی اس بیٹی کو اپنی بیٹی طرح پالا تھا، مگر آگر اب وہ اپنی من مانی کرنا چاہتی تھی تو وہ فورس نہیں کر سکتی تھیں۔۔

’’میری ایک ہفتے بعد پاکستان کی کی فلائیٹ ہے۔‘‘اس نے مزید آگاہ کیا۔

’’اوکے فائن !‘‘ وہ اتنا بول کر کمرے سے باہر نکل گئیں تھیں، جبکہ اب وہ کھڑکیاں کھولتی باہر کی پر سکون فضا میں سانس لے رہی تھی۔۔۔

’’مصطفٰی مصطفٰی میرا مزمل ! میرا مزمل مجھے لا دو۔۔میں نہیں جانتی مجھے میرا بیٹا واپس چاہیے۔۔۔‘‘مزمل کو اس دنیا سے گئے پندرہ دن ہونے کو آ گئے تھے،اور شارق جب سے ہی جیل میں تھا،اس کے خلاف قانونی کارروائی شروع ہو چکی تھی۔۔

’’ماں حوصلہ رکھیں۔۔۔آپ اس طرح کریں گی تو مزمل کو تکلیف ہو گی۔۔‘‘خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے وہ ماں کو دلاسہ دینے لگا، جو

مسلسل روئے جا رہی تھیں، وہ آج آفس جانے کا ارادہ رکھتا تھا، مگر جانے سے قبل وہ ماں سے ملنے انکے روم میں آیا تھا، جبکہ وہ بیٹے کو دیکھ ایک بار پھر چھوٹے کی یاد میں بکھر سی گئیں تھیں۔۔

’’نہیں۔۔۔مجھے صبر نہیں آتا مصطفیٰ! بس کچھ بھی کرو مگر مجھے میرا بیٹا واپس چاہیئے!‘‘ انہوں نے ذرا ضدی لہجے میں کہا۔۔

’’اوکے اوکے ریلیکس! ابھی آپ یہ میڈیسن لیں، تھوڑا آرام کریں، مزمل ہمارے پاس آجائے گا۔۔‘‘ انکی حالت کے پیش نظر انہیں نیند کی گولی کھلاتا وہ بستر پر لیٹاتا ان پر چادر برابر کرتا روم سے نکل آیا تھا۔۔۔

\-

”الماس خالہ ! آپ پلیز ماں کا دھیان رکھئے گا۔۔میں کچھ دیر میں آفس سے واپس آجاؤنگا۔۔جب تک مما آپ کی زمہ داری ہیں۔۔۔“وہ ذرا مصروف لہجے میں بولا تھا۔۔

”ٹھیک ہے مصطفیٰ بابا!“الماس بیگم انکی کافی پرانی اور خاندانی ملازمہ تھیں،مزمل اور احد کی پرورش اِنہی کے ہاتھوں میں ہوئی تھی۔۔۔مصطفیٰ ہداہت جاری کرتا گھر سے نکل آیا تھا جبکہ وہ اب اپنے کاموں میں جت گئیں تھیں۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

’’جبران آپ کچھ کرتے کیوں نہیں ہیں۔۔کیا فائدہ اتنی مال و دولت کا جب ہم ہمارے بیٹے کو ہی نہیں بچا سکتے۔۔“وہ درشت لہجے میں چنگھاڑی تھی۔۔جبکہ وہ ماتھا مسلتے پریشان دکھائی دے رہے تھے۔۔عدالت سے

تاریخ پر تاریخ تو مل رہی تھی مگر وہ ضمانت کرانے میں پھر بھی کامیاب نہیں ہو رہے تھے۔۔

’’ میں نے بات کی ہے وکیل سے۔۔ وہ آج شام جائے گا مصطفیٰ ہاؤس ان سے خون بہا کی بات کرنے۔۔‘‘ انہوں نے پیشانی مسلی تھی۔۔ جبکہ ثمرہ بالکل خاموش کھڑی تھی۔۔

’’ اس کی تو ویسے ہی ہم سے پرانی دشمنی ہے اس لڑکی کی وجہ سے۔۔۔‘‘ انہوں نے ناگواری سے ثمرہ کو دیکھا، جو خاموش رہی۔

’’ بس چپ ہو جاؤ فرناز! ابھی میں بہت ٹینشن میں ہوں۔۔ آگر وہ خون بہا کے لئے مان گئے تو ہمیں بدلے میں بزنس کے ۵۱ پرسنٹ شئیرز کے ساتھ ساتھ شاید یہ گھر بھی چھوڑنا پڑے۔۔‘‘ بیٹا بہت عزیز تھا، مگر یہ مال و دولت بھی تو بہت محنت سے بنایا تھا۔۔

کیا؟؟ مگر اتنا سب دینے کی کیا ضرورت ہے؟"اس بار انکے ماتھے پر ' '

بل نمودار ہوئے۔

توظاہر سی بات ہے، تمہیں کیا لگتا ہے وہ بزنس ٹائیکون احد مصطفیٰ ' '

کیا صرف چند کرڑوڑ میں راضی ہو جایئے گا۔۔"انہوں نے ناگواری سے بیوی

کو دیکھا، جو خاموشی اختیار کر گئیں۔۔

شام کا وقت تھا، مصطفیٰ ہاؤس کے شاہانہ طرز کے بنے ڈرائینگ روم میں

موجود وکیل صاحب جبران صاحب کا پیغام لے کر حاضر ہوئے تھے۔۔

آپ ایک بار پھر سوچ لیں مصطفیٰ صاحب جبران صاحب اپنے بیٹے ' '

کی جان کے بدلے خون بہا میں منہ مانگی قیمت ادا کرنے کے لئے تیار

ہیں۔۔"وکیل نے اسکے سنجیدہ چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں رقم دیکھ ایک بار پھر باور کرایا۔۔

'' جی کیا کہا آپ نے؟؟"اس بار مصطفیٰ کڑے تیوروں سے انکی جانب پلٹا تھا۔۔

'' یہی کہ آپ خون بہا میں جو چاہے ڈیمانڈ رکھ سکتے ہیں۔۔"وکیل صاحب نے اپنے الفاظ دہرائے تھے۔

'' وکیل صاحب میں آپ کو جبران صاحب سے دگنی رقم دینے کے لئے تیار ہوں، لیکن کیا آپ مجھے اس دھن دولت کے بدلے میرا چھوٹا لاڈلا بھائی واپس لا کر دے سکتے ہیں؟؟؟آگر آپ اس طرح کر سکتے ہیں تو میں شارق جبران کو معاف کر کہ خون بہا کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔"اس بار وکیل صاحب گڑ بڑائے۔۔۔

’’یہ آپ کیا بات کر رہے ہیں مصطفیٰ صاحب بھلا ایسے کیسے ممکن

ہے۔۔‘‘ وہ ذرا کھسیا کر رہ گئے۔

’’جس طرح آپ اس دولت کے عوض میرا بھائی مجھے واپس لا کر

نہیں دے سکتے، بالکل اسی طرح میں پیسے کے بدلے اپنے بھائی کے قاتل کو

معاف نہیں کر سکتا سمجھے آپ۔۔‘‘ وہ یکدم ہی غصے سے چنگھاڑا تھا۔۔اسکی

اس قدر سخت آواز پر گھر میں موجود تمام گارڈز ہی ڈرائینگ روم میں بھاگے

چلے آئے تھے۔۔۔ جبکہ وکیل یکدم اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

’’بہتر ہے کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیں!‘‘ وہ غصے سے بولتا

ڈرائینگ روم سے نکل آیا تھا۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

بابا! اس سب میں میرا کیا قصور ہے؟ آپ لوگ مجھے کس چیز کی سزا سنا رہے ہیں؟" وہ اس وقت باپ کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھی آنسوؤں سے لبریز چہرہ لیا سوالیہ لہجے میں بولی تھی۔۔

' ' تمہارا قصور یہ ہے کہ وہ شخص، ہم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے رہا ہے، جس کی زمہ دار صرف تم ہو۔" صوفے پر نزدیک بیٹھی فرناز نے درشتگی سے کہا تھا۔۔

' ' مگر بابا! اس نے کچھ کہنا چاہا تھا۔۔

' ' بس خاموش ہو جاؤ۔۔۔ اور بہتر ہے کہ جیسے تمہاری ماں کہتی ہے بالکل ویسا ہی کرو۔۔" ثمرہ نے بے یقینی سے باپ کو دیکھا تھا، کیا واقعی مقابل بیٹھا شخص اسکا سگا باپ تھا۔۔

’’یہ کیا فضول بکواس ہے بابا! اس سارے میس میں ثمرہ کا کیا قصور ہے بھلا؟ قتل آپ کے بیٹے نے کیا ہے تو اسکا بھگتان یہ کیوں بھتگے گی۔۔‘‘ قصویٰ نے بہن کا دفاع کیا تھا۔۔

’’تم خاموش رہو قصویٰ، احد مصطفیٰ تمہاری بہن کی محبت رہا ہے، تم دیکھنا یہ منت کرے گی تو وہ خون بہا کرنے کو ضرور تیار ہو جائے گا۔۔‘‘ فرناز نے ذرا نخوت بھرے لہجے میں کہا۔۔

’’لیکن بابا آپ تو۔۔‘‘ قصویٰ نے تاسفی نظروں سے ماں کو دیکھا۔

’’بس خاموش ہو جاؤ بیٹا! صحیح کہہ رہی ہے تمہاری ماں، ثمرہ بات کرے گی تو وہ ضرور مان جائے گا، اب کیا میں اس فضول سی انا کے چکر میں اپنے بیٹے کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دوں۔‘‘ وہ ناگواری سے غرائے۔

"تم اٹھو یہاں سے۔" انہوں نے پاؤں میں بیٹھی بیٹی کو جھڑک دیا تھا، جبکہ ثمرہ زرشر مندہ شرمندہ سی اٹھتی ہوئی بھاگنے کے انداز میں وہاں سے جانے لگی تھی

"رک جاؤ۔۔" فرناز کی کرخت آواز پر اسکے قدموں کو بریک لگی تھی۔۔

' ' تم کل ہی احد مصطفیٰ کے آفس جاؤ گی اور اسے خون بہا کے لئے کنوینس کرو نگی۔۔۔ میری ایک بات کان کھول کر سن لو ثمرہ، کچھ بھی ہو جائے تم اس شخص کو راضی کئے بغیر گھر واپس نہیں آؤ گی۔" فرناز نے ساتھ تنبیہ کی تو وہ حیرانگی سے انکی جانب پلٹی۔

' ' آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟ اگر وہ نہیں مانے تو میں انہیں فورس تو نہیں کر سکتی ناں۔" اس بار وہ سختی سے غرائی تھی۔۔

کیوں نہیں مانے گا۔۔ جب وہ تم سے شادی کرنے کے لئے مان سکتا

ہے، تمہارے پیچھے تمہارے باپ سے بد تمیزی کر سکتا ہے، تو تمہاری خاطر

تمہارے بھائی کو اپنے بھائی کا قتل کیوں نہیں معاف کر سکتا؟؟" فرناز کی

گوہر افشائی پر اسکا چہرہ شدید ضبط کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔ ثمرہ نے ایک

شکوہ کناں نظر باپ پر ڈالی، جو سوتیلوں سے زیادہ برا رویہ اختیار کئے ہوئے

تھے۔۔

"ماما پلیز! آپ ثمرہ کو اس طرح لیٹ ڈاؤن نہیں کر سکتیں۔" قصویٰ

نے ایک بار پھر مداخلت ضروری سمجھی تھی۔۔

"ڈانٹ وری قصویٰ! میں کل احد مصطفیٰ کے آفس ضرور جاؤنگی، اور

آپ دونوں بے فکر رہیں۔۔ میں مرنا پسند کرونگی مگر آپ کے لاڈلے کی

جان بخشی کی نوید لئے بغیر علوی ہاؤس کی دہلیز پار کرنا نہیں۔" وہ درشت لہجے

میں بولتی تیزی سے باقی سیڑھیاں بھی عبور کر گئی تھی۔۔۔ جبکہ پیچھے سے فرناز نے نخوت سے سر جھٹکا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شام کا وقت تھا، شارق قتل کے کیس میں حوالات میں موجود تھا، وہ زمین پر بیٹھا اب اپنے غصے پر افسوس کر رہا تھا۔۔ کاش کے اسے وہ بے وقت غصہ نہ آیا ہوتا تو اس وقت مزمل زندہ ہوتا اور وہ اپنے اپنی لائف انجوائے کر رہا ہوتا۔۔ بھلا ایک کار کی کیا ہی اوقات تھی۔۔۔۔

’’ تمہاری ملاقات آئی ہے۔۔‘‘ وہ حولدار کی آواز پر چونکا، جہاں سامنے ہی وکیل کی ہمراہی میں اسکا باپ کھڑا تھا۔۔

’’ کیسے ہیں شارق صاحب!‘‘ وکیل صفدر محمود نے شارق کی پتلی ہوئی حالت دیکھ معنی خیزی سے خیریت دریافت کی۔۔

بابا ضمانت کا کچھ ہوا؟‘‘اس نے سیدھا باپ کو مخاطب کیا، جو جوان ’ ’

بیٹے کو یوں حوالات کے پیچھے دیکھ رنجیدہ ہو رہے تھے۔۔

نہیں احد مصطفیٰ اس وقت بہت غصے میں ہے۔۔ خون بہا کے لئے ’ ’

بھی نہیں مان رہا ہے۔۔ ہم نے ہر ممکن کوشش کی کہ ہم اسے منالیں مگر

ساری کوشیش بے کار گئیں۔۔۔ وہ تو تمہارے خون کا پیاسہ بنا گھوم رہا

ہے۔۔‘‘شارق نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

‘‘تو پھر؟ ’ ’

تو پھر یہ کہ شارق صاحب مینٹلی طور پر آپ ہر طرح کی صورت ’ ’

حال فیس کرنے کے لئے تیار رہیں۔۔ کیونکہ جہاں تک میں سمجھ پایا ہوں

مصطفیٰ صاحب آپ کو اتنی آسانی سے نہیں بخشیں گے۔۔ ہم اپنی پوری

کوشیش کریں گے کہ یہ کیس ہم ہی جیتے مگر پھر بھی۔۔‘‘وکیل صاحب پر

شاید احد کے سخت رویے کا اثر تھا کہ انہوں نے ڈینگے مارے بغیر شارق کو

باور کرایا تھا۔۔

''وکیل صاحب! ہمیں دو منٹ چاہئے!''

''شیور!'' وہ سر ہلاتے سائیڈ پر ہو گئے تھے۔۔

''تم فکر نہ کرو، تمہاری ماں نے اور میں نے مل کر حکمت عملی بنائی

ہے، بس دعا کرو یہ والا آئیڈیا کام کر جائے۔۔'' انہونے بے حسی کی انتہا کر

رکھی تھی۔۔۔

''وہاٹ؟ یہ کیا بکواس ہے بابا۔۔۔اب آپ لوگ ثمرہ کو استعمال

کریں گے؟'' اس کے آگ ہی تو لگ گئی تھی۔۔

ہاں تو؟؟ پھر تم کیا پھانسی کے پھندے پر لٹکنا چاہتے ہو؟'' انہوں نے دانت پیسے۔۔

نہیں! مگر میری بہن کو اس سب میں بیچ میں لانے کی قطعً کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔'' اس نے بنا گواری سے کہتے غرا کر کہا۔ کسی کی غیرت نے تو جوش مارنا ہی تھا۔۔

تم اپنے مشورے اپنے پاس ہی رکھو، تمہارے اسی جذباتیت کی وجہ سے آج ہم اس مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں۔۔ بہنوں کا اگر اتنا ہی خیال تھا تو ایسی حرکتیں کرنی ہی نہیں چاہئے تھیں نا۔۔'' وہ خاموش رہا۔۔

اب وکیل صاحب کی سنو! یہ جیسا کہتا ہیں بالکل ویسا ہی کرنا۔۔ اوکے!'' وہ بول کر وہاں سے نکل آئے تھے، جبکہ شارق لب بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔

’’تم آخر چاہتی کیا ہو لڑکی؟ کیوں میرے معاملات میں دخل آندازی کرتی ہو؟“ انہوں نے غصے سے غرا کر پوچھا تھا، جبکہ عریشہ پاگلوں کی طرح ایک ایک چیز کھنگال کر دیکھ رہی تھی۔۔

’’اوہ پلیز مما! مجھے پاگل سمجھنے کی کوشش بھی نہ کیجئے گا۔۔ کیا کہا تھا مجھ سے آپ نے۔ کہ وہ جسٹ آپ کا فرینڈ ہے۔۔۔اور اب آپ اس سے شادی کرنا چاہ رہی ہیں۔۔“ وہ اپنی سوتیلی ماں کی حرکتیں سن پاگل ہونے کے درپر تھی۔

’’ہاں تو کیا میں اب اپنی ساری عمر تمہارے باپ کی بیوہ بن کر گزار دوں؟“ انہوں نے ناگواری سے غرا کر کہا تھا۔۔

اوہ پلیز ! خاموش رہیں آپ۔۔اور مجھے بتائیں آپ کا پاسپورٹ کہاں ہے۔۔کیونکہ آپ میرے ساتھ پاکستان واپس جارہی ہیں۔۔"اس نے ذرا ناگوار لہجے میں کہتے ان کی طبیعت صاف کی تھی۔۔

"تم تو بالکل ہی پاگل ہو گئی ہو لڑکی۔۔اور تمہاری نالج میں اضافہ کرتی چلوں۔میرا پاسپورٹ ایکسپائر ہو چکا ہے۔۔"عریشہ نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔۔

"آپ میرے ساتھ پاکستان نہیں جائیں گی رائٹ ؟؟" سینے پر بازو لپیٹے استفساریہ پوچھا۔

"نہیں۔"انھوں نے بھی بغیر کسی پس و پیش اسکی خوش فہمی دور کی۔۔

"اوکے فائن !آپ کی جو مرضی آئے وہ کریں۔۔مگر بابا کی تمام جائیداد میرے نام ہے،اور میں یہاں سب سیل کرکہ پاکستان جاؤنگی۔۔پھر دیکھتی

ہوں آپ کا وہ بوائی فرینڈ کتنے دن آپکو پالتا ہے۔۔“انتہائی درشتگی سے پھنکارتی وہ وہاں سے واک آوٹ کر گئی تھی۔۔۔جبکہ وہ سر جھٹک گئی۔۔

”لے جاتی ہے تو لے جاؤ۔۔مجھے تمہارے باپ کی جائیداد کی کوئی ضروت ہے بھی نہیں۔۔“دل مسوس کر سوچتیں وہ اپنے بکھرا کمرہ سمیٹنے لگی تھیں۔۔۔

____

صبح صادق سے طلوع ہوتا سورج ہر سو اپنی روشن کرنیں بکھیر رہا تھا، ہر سو تازگی سی چھائی تھی، آج وہ بہت دنوں بعد خود میں تازگی اترتی محسوس کر رہا تھا۔۔مزمل کے گزر جانے کے بعد وہ دنوں ماں، بیٹا تو جیسے مسکرانا ہی بھول گئے تھے۔۔۔

”بابا!“وہ اپنی سوچوں میں گم کھڑا تھا، الماس خالہ کی آواز پر چونکا۔۔۔

"جی خالہ!" چہرے پر ہاتھ پھیر کر بمشکل خود پر قابوں کیا تھا۔۔

"بابا! وہ بیگم صاحب آپ کو یاد کر رہی ہیں۔۔" وہ سُن کر ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔۔ کیونکہ زنیرہ کی طبیعت اب ٹھیک نہیں رہتی تھی۔۔۔

"آپ چلیں! میں ریڈی ہو کر آتا ہوں۔آپ جب تک انہیں بریک فسٹ کرائیں۔۔ پھر انہیں میڈیسن بھی دینی ہے۔" وہ سر ہلاتی وہاں سے پلٹ گئی تھیں۔۔۔

' ' ---------------

بابا پلیز! تھوڑا عقل سے کام لیں، ثمرہ وہاں جا کر کیا کرے ' ' گی۔۔" وہ ہنوز اپنی بات پر ڈٹی ہوئی تھی۔۔

قصویٰ تم خاموش رہو بیٹا! جیسا ہم کہتے ہیں بس ویسا ہی کرو۔''فرناز ثمرہ کو شولڈر بیگ تھامے تیار دیکھ ناگواری سے بولیں۔

''ڈرائیور باہر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔''وہ سر ہلاتی آنکھوں پر سیاہ گلاسز چڑھاتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔۔

جبکہ قصویٰ نے افسوس سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔۔

صبح کا وقت تھا، یہ شہر کا متوسط علاقہ تھا، جہاں وہ اپنے جنگ کا میدان بنے کمرے کٹ شٹ سے تیار ایک بار پھر جاب تلاش کرنے کی غرض سے اپنے ڈاکومنٹس ترتیب دیتا، اب اپنا ایک پاؤں کا جوتا تلاش کر رہا تھا۔۔۔

ایزل !ایزل سُنو یار !" وہ بیزاری سے تیز آواز میں بہن کو پکارنے لگا۔۔۔

اب کیا ہوا؟" وہ جو کچن میں کھڑی اس کے لئے ناشتہ ریڈی کر رہی تھی، یکدم گڑبڑا کر اسکی جانب آئی۔۔

"میرا ایک جوتا کہاں گیا یار !" وہ اس سے عمر میں دو سال چھوٹا تھا،اور اسکی حرکتیں بھی کسی چھوٹے بچے جیسی ہی تھیں۔۔

"یہیں کہیں ہو گا۔۔۔ صحیح سے تلاش کرو۔۔۔" وہ بول کر واپس رخ کچن کی جانب کر گئی۔۔

"کہاں ہے بھئی۔۔" وہ جھنجھلایا گھڑی پر نگاہ ڈالی تو وہاں گھڑی اٹھ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔۔

"واپس آکر انسانوں کی طرح ترتیب سے رکھو تو ملے گی ناں تمہیں کوئی چیز جگہ پر! واپس آکر اُسے ہوا میں چیزیں اُچھالتے ہو جیسے دوبارہ کہیں جانا ہی نہ ہو۔۔" وہ دانت پیس کر غصے سے غرائی تھی۔۔

'' ابے یار لیکچر نہیں دو۔۔ میرا شوز ڈھونڈ کر دو جلدی مجھے آفس سے لیٹ ہو رہا ہے۔۔ نو بجے میرا انٹرویو ہے۔۔" سنگھار آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اسنے ایک بار پھر اپنی تیاری پر نگاہ دوڑائی تھی۔۔

صاف ستھری رنگت، سنجیدہ چہرہ، سیاہ گہری آنکھیں، اور توانا جسامت، ویٹ لفٹنگ کر کر کہ باڈی کسی ریسلر جیسی کر لی تھی، گھنے گھنگریالے بال، جنہیں سلیقے سے پیچھے سمیٹ کر پونی ڈال رکھی تھی۔۔ ٹی شرٹ سے اُبھرتا سینہ، وہ ایک مضبوط جسامت کا مالک ہینڈسم مرد تھا۔۔

’’میں تو تم سے بہت پریشان آگئی ہوں بھئی!‘‘ وہ پر پٹختی واپس کمرے میں آتی بیڈ کے نیچے سے ڈھونڈ ڈھانڈ کر جوتا نکالتی اسے ایک گھورتی نگاہ سے نوازتی واپس کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔

’’میں جارہا ہوں۔اپنا یہ انڈے پراٹھوں کا ناشتہ خود ہی کر لینا۔اور پلیز میرا کمرہ صاف کر دینا،رات کو یہاں چوہے پارٹی کر رہے تھے۔۔‘‘ وہ سنو سنو ہی کرتی رہے گئی تھی۔ جبکہ وہ یہ جا اور وہ جا۔۔ جبکہ وہ پر پٹختی آنکھیں میچ کر رہ گئی۔۔

چار سال قبل ایک روڈ حادثے میں ان دونوں نے اپنے ماں، باپ کو گنوادیا تھا،جب سے وہ دونوں ہی بہن بھائی اکیلے زندگی کی گاڑی کو دھکا دینے پر معمور تھے۔۔

سنجیدہ چہرے پر سوچ کی لکیرے واضح تھیں، وہ محو سا لیپ ٹاپ اسکرین پر نظریں جمائے بیٹھا کام میں مگن تھا، ایک ہاتھ کی مٹھی بنا کر لبوں پر جمار کھی تھی، کسی کی دستک پر وہ اسنے یونہی مصروف سے آنداز میں آندر آنے کی اجازت دی تھی۔۔

’’کم آن۔۔‘‘ دروازہ کھلتے ہی وجود سے پہلے بینگنی رنگ آنچل دیکھ اسنے ذرا نا سمجھی سے نظر اٹھا کر دیکھا، اور وہ جو مخمصے کا شکار دروازے پر ہی ٹھہر سی گئی تھی، آفس میں پہلا قدم رکھتے ہی اسکا چہرہ دیکھ تھم سی گئی۔۔۔

مصطفیٰ کی نظر اٹھی تھی اور اسکے چہرے پر ٹھہر سی گئی تھی، نظریں ٹھہری تھیں یا پھر ان دونوں کے درمیان وقت ٹھہر گیا تھا، مصطفیٰ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا۔ پانچ سال بعد، ہاں آج پورے پانچ سال بعد وہ ظالم لڑکی اسکے رُوبرو تھی، وہ یونہی ٹرانس کی سی کیفیت سے دو چار دو قدم لیتی آفس میں

داخل ہو چکی تھی، جبکہ نگاہیں مصطفٰی کی ساکت نگاہوں پر ہی تھیں، جو اپنا ہر کام ترک کرتا محو سا بس اسے ہی تکے جا رہا تھا۔۔اسکی یہاں موجودگی بالکل غیر متوقع تھی۔۔۔

' ' السلام علیکم !'' بے خیالی اور بے خودی کے چند لمحات تھے، جو اسکی دھیمی آواز پر تھم سے چکنا چور ہوئے تھے۔۔اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں۔۔

' ' وعلیکم السلام ! آپ یہاں۔۔۔ خیریت۔۔''اس بار اس نے اپنی بے ساختگی پر خود کو کوستے سنجیدگی سے استفسار کیا، جو مزید دو قدم بڑھاتی ٹیبل کے اس پار بالکل نزدیک چلی آئی تھی۔۔

’’ بیٹھیں ثمرہ!‘‘آج سالوں بعد سماعتوں سے اسکی آواز میں اپنا نام

ٹکرایا تھا، مقابل کی آنکھوں میں ہلکورے لیتے اجنبی پن پر وہ لب دباتی چیئر کا

رخ ترچھا کر بہت دقت کے بعد بیٹھ گئی تھی۔۔

’’جی کہیں مس ثمرہ۔۔ کیسے آنا ہوا۔۔‘‘ وہ جو بمشکل اپنے لفظوں کو

ترتیب دے رہی تھی، اب جا کر لگ رہا تھا کہ ساری ہمت ہوا ہو گئی ہو۔۔

مصطفٰی نے بغور اسکے تاثرات کا جائزہ لیا تھا۔۔۔۔

’’وہ مصطفٰی!‘‘

’’کال می احد! احد نام ہے میرا۔۔۔ مصطفٰی پکارنے کی اجازت صرف

میرے اپنوں کو ہے۔۔‘‘ وہ اسکی بات کاٹتا یکدم کھردرے لہجے میں بولا

تھا۔۔ ثمرہ کتنے ہی پل بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی، پھر تیزی سے جگہ

چھوڑتی پلٹنے لگی۔۔

کہاں جا رہی ہیں؟'' وہ اسے جاتا دیکھ حیران ہوا۔۔ ’ ’

جو میں کہنا چاہتی ہوں وہ کہنا اب بے کار ہے۔'' وہ یونہی رُخ پھیر کر ’ ’
جانے لگی تھی۔۔

بیٹھ جائیں ثمرہ!'' ثمرہ کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں ’ ’
تھا۔

میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔'' اس بار اس نے رخ پھیر کر اسکی جانب ’ ’
دیکھا۔

ثمرہ بیٹھ جائیں پلیز!'' اس بار اسکے لہجے میں نرمی تھی۔۔ وہ چارو ’ ’
نچار بیٹھی ضرور تھی، مگر نگاہیں ابھی بھی جھکا رکھی تھی۔ دونوں ہاتھوں کو
آپس میں مسلتی وہ مسلسل تذبذب کا شکار تھی۔۔۔ مصطفیٰ نے بغور اسکی
گھبراہٹ کا جائزہ لیا تھا۔۔۔

’’آپ ریلیکس ہو جائیں۔۔اور جو بھی کہنا چاہتی ہیں بے جھجک ہو کر کہیں۔۔جیسے پہلے کہتی تھیں۔‘‘اس کے ماضی کا حوالہ دینے پر اسکے لبوں پر تلخ مسکراہٹ سی کھل گئی تھی۔۔جو اسکی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکی تھی۔۔۔

’’آپ خون بہا کے لئے مان جائیں۔۔۔‘‘شدید ضبط کے بعد بمشکل الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔ مصطفٰی جو کچھ کچھ اسکا یہاں آنے کا مقصد سمجھ رہا تھا،اسکی بات پر بمشکل اپنا غصہ دبا پایا تھا۔۔

’’آپ یہی کہنے آئی تھیں یہاں؟‘‘اسکی ماتھے پر شکنوں کا جال سا بنا تھا،ثمرہ نے ضبط سے سرخ پڑتی بھیگی آنکھیں اٹھا کر اسکی سپاٹ نظروں کو دیکھا۔

جی۔۔۔کیونکہ شارق بھائی سے۔۔۔" اُس نے ذرا آگے کو ہو کر

مزید لفظوں کو ترتیب دیتے کچھ کہنا چاہا تھا۔۔

"بس کریں ثمرہ! پلیز۔۔۔میں ایسا نہیں چاہتا۔۔ مگر آگر آپ

یہاں پر صرف اپنے بھائی کی حمایت کرنے آئی ہیں تو، آپ یہاں سے جاسکتی

ہیں۔۔" ثمرہ کے آندر کچھ چھن سے ٹوٹا تھا۔ وہ اعتبار تھا یا مان، مگر ٹوٹ

جانے کی کرچیوں نے اسے لہولہان کر دیا تھا۔۔

"مصطفیٰ!" اس ضدی لڑکی نے ایک بار پھر اس کے زخموں کو تازہ

کر دیا تھا۔۔

"ثمرہ جائیں پلیز!" وہ رُخ پلٹ گیا تھا۔۔ ثمرہ اسے چاہ کر بھی نہیں بتا

سکی تھی کہ وہ کتنی مجبور تھی وہ بھی اپنے ہی سگے رشتوں کے ہاتھوں۔۔۔

"مصطفیٰ میری بات سن لیں پلیز! شارق بھائی سے غلطی ہو گئی۔۔" وہ حیرانگی سے اسکی جانب پلٹا۔۔

"ثمرہ آپ قتل کو غلطی کہتی ہیں؟" لہجے میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔

"نہیں! میرا مطلب تھا۔۔۔" وہ یکدم گڑ بڑائی۔

"بس ثمرہ۔۔۔ یہ آپ تھیں جو اتنا بول گئیں اور میں نے برداشت کر لیا۔۔ مگر اب میرے ضبط کو نہ آزمائیں، اور بہتر ہے کہ آپ یہاں سے چلی جائیں۔۔۔" وہ ایک بار پھر اسکی جانب سے رُخ پلٹ گیا تھا۔۔۔ ثمرہ کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔ جو شخص کبھی اسکی ایک جھلک کے لئے آفس میں گھنٹوں اسکا انتظار کیا کرتا تھا، آج وہ اُسکی صورت تک دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔۔۔

مصطفیٰ پلیز! خون بہا کے لئے مان جائیں۔۔آپ جو چاہیں گے بابا ' '

آپ کو وہ دینے کے لئے تیار ہیں۔۔ مگر پلیز شارق بھائی کی غلطی کو معاف کر دیں۔۔مجھے مزمل کے لئے بہت دکھ ہے۔۔۔ مگر میں مجبور ہوں۔۔میں کچھ نہیں کر سکتی۔۔"اس بار اسکی آواز آنسوؤں سے بھیگ سی گئی تھی۔۔۔ مصطفیٰ کو ایک بار پھر اسکے باپ، بھائی پر غصہ آیا تھا، جو اپنا مطلب نکلوانے کے لئے اپنی بیٹی کو آگے کر گئے تھے۔۔۔اسے یقین نہیں آیا کہ کیا کوئی باپ اتنا بے غیرت بھی ہو سکتا تھا۔۔۔

آخر آپ چاہتی کیا ہیں؟؟ میں اپنے معصوم بھائی کا قتل معاف ' '

کر دوں؟ کیا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ مجھ سے اس قسم کا تقاضہ کر کہ زیادتی کر رہی ہیں۔۔"وہ طیش میں اسکی جانب رُخ پلٹتا درشتگی سے بولا تھا۔۔ ثمرہ

خوف سے پیچھے سیٹ سے جا لگی تھی۔۔۔ وہ شخص تو غصہ کرنا ہی نہیں جانتا تھا

تو اب۔۔۔۔ اسے روتا سسکتا دیکھ وہ اپنا ماتھا مسلنے لگا۔۔

’’ثمرہ جائیں پلیز! میں نہیں چاہتا کہ میں غصے میں آپ سے مس بیہو

کروں۔۔‘‘ اس نے ایک بار پھر خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے

تھے۔۔

’’نہیں جاسکتی۔۔۔ میں یہاں سے خالی ہاتھ لوٹ کر نہیں

جاسکتی۔۔۔ مجھ پر میرے ہی گھر کے دروزے بند ہو چکے ہیں۔۔‘‘ وہ بھی

شدت سے روتی اپنی بے بسی بیان کرتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔۔ جبکہ

اب وہ خاموشی سے اسے سسکتا دیکھ رہا تھا۔۔ رو رو کر آنکھیں سرخ ہو گئی

تھیں۔۔ تھوڑی کپکپانے لگی تھی۔۔ جبکہ پورا سراپا ہی عجیب سے خوف کے

حصار میں تھا۔۔۔

’’مصطفیٰ پلیز!۔۔۔۔آپ۔۔۔جو کہیں گے۔۔۔میں آپ کی بات مانے کو تیار ہوں۔آپ خون بہا کر لیں پلیز۔۔۔بابا آپ۔۔کو خون بہا میں سب کچھ دینے کو تیار ہیں۔۔آپ کچھ بھی مانگ لے لیں، مگر میرے بھائی کو بخش دیں پلیز!‘‘اس بار وہ روتی ہوئی ہاتھ جوڑ گئی تھی۔ مصطفیٰ نظریں پھیر گیا۔۔

’’کچھ بھی؟؟‘‘وہ کچھ سوچ کر پلٹتا سر سراتے لہجے میں سوالیہ بولا۔۔

’’جی کچھ بھی۔۔۔آپ کو جو چاہئے مجھے بتائیں۔۔میں بابا سے کہونگی ،وہ آپ کی ہر ڈیمانڈ پوری کرنے کے لئے تیار ہیں۔۔‘‘اس نے نیم راضی دیکھ تیزی سے آنکھیں خشک کی تھیں۔۔۔

’’مجھے اپنی عزت واپس چاہیئے۔۔مجھے اس بے عزتی کا بدلہ چاہئے جو پانچ سال قبل اس رشتے سے انکار کر کہ آپ کے بابا نے میری اور میرے

خاندان کی تھی۔۔ کیا آپ کے اونچی ناک والے بابا جان خون بہا میں مجھے میری عزت واپس لوٹائیں گے۔۔ کیا وہ خون بہا میں مجھے اپنی بیٹی دیں گے ؟؟" مصطفیٰ کے کرب زدہ لہجے میں کئے گئے تقاضے پر ثمرہ کا سانس ایک پل کے لئے تھم سا گیا تھا۔۔ آنکھوں کی سیاہ پتلیاں حیرت کے باعث پھیل سی گئیں تھیں۔۔۔

' ' نہیں کر سکتے نا۔۔۔ انہیں یہ گوارہ ہی نہیں کہ انکی بیٹی مصطفیٰ خاندان کی عزت بنتی۔۔۔ بالکل اسی طرح اب مجھے گوارہ نہیں کہ میں آپ کے خاندان کو اپنے بھائی کا خون معاف کر دوں۔۔۔ آگر یہ قتل محض کسی غلط فہمی، یا واقعی سو کالڈ غلطی کے تحت ہوا ہوتا تو میں کبھی آپ کو اتنا مجبور نہیں کرتا۔۔۔ مگر نہ تو میں اپنی ماں کی حالت بھول سکتا ہوں اور نہ ہی آپ کے بد دماغ بھائی کو معاف کر سکتا ہوں۔۔ اور اتنا کم ظرف تو ہر گز نہیں ہوں کہ

مردوں کے کئیے کا بدلہ اس گھر کی عورت سے لوں۔۔تو بہتر یہی ہے کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیں۔۔۔" ثمرہ کو اب آٹک آٹک کر سانس آرہا تھا۔۔جبھی اسکی گود میں رکھا موبائل تھر تھرایا تھا،اور اسکی اسکرین روشن ہوئی تھی،اسکی ایک غیر ارادی سی نگاہ پڑی تھی جہاں اسکی سوتیلی ماں کا پیغام جگمگا رہا تھا۔۔

'ثمرہ بی بی! آگر مصطفیٰ کو راضی کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو بھی' یہاں واپس آنے کی قطعً کوئی ضرور نہیں ہے کیونکہ میں تمہارے جذباتی باپ کو پھر بھی اپنی تمام تر جائیداد تم دونوں منحوس بہن بھائیوں پر وارنے نہیں دونگی۔۔۔تو بہتر یہی کہ کچھ بھی کرو،اپنی کوئی بھی اداد کھاؤ مگر مصطفیٰ کو راضی کر کہ وہیں مر جاؤ۔۔" ثمرہ کے پاؤں سے زمین اب نکلی تھی۔۔اسکی

سوتیلی ماں حد سے زیادہ ڈائن تھی۔۔۔ مصطفیٰ اسے نظریں جھکائے بیٹھا دیکھ

ذرا پریشان ہوا۔۔

’’آر یو اوکے ؟؟‘‘ ثمرہ نے بیدردری سے اپنی آنکھیں پونچھ کر اسکی

جانب دیکھا تھا۔۔

’’آپ خون بہا میں اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتے ہیں ؟‘‘ مصطفیٰ نے

نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

’’آپ چاہتے ہیں کہ خون بہا میں، میں اپنا آپ آپ کے حوالے

کر دوں رائٹ ؟‘‘ اس بار مصطفیٰ کو اسکی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تھا۔۔

’’جی نہیں ! میں ایسا کچھ نہیں چاہتا۔۔ قتل آپ کے بھائی نے کیا ہے

تو سزا بھی اسے ہی ملے گی۔‘‘ مصطفیٰ نے اسکی خوش فہمی دور کی تھی۔۔

لیکن اب میں ایسا ہی چاہتی ہوں۔اور اب آپ اپنی بات سے پھر ’ ’
نہیں سکتے مسٹر احد مصطفیٰ!‘‘وہ سفاکیت سے بولیئ۔۔

آپ کی ذہنی حالت درست نہیں ثمرہ!‘‘اسے اسکا لہجا عجیب لگا ’ ’
تھا۔۔۔

میری ذہنی حالت بالکل درست ہے۔۔اور آپ نے کہا کہ آپ ’ ’
خون بہا میں اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتے ہیں،خون بہا میں جبران علوی کی
بیٹی کو لے کر،تو اب آپ اپنی بات پر قائم رہیں۔‘‘مصطفیٰ نے ایک نظر اسے
دیکھا اور پھر گہری سانس بھری۔۔۔

ٹھیک ہے پھر ابھی چلیں میرے ساتھ،مسجد میں چل کر نکاح ’ ’
کرتے ہیں،مگر پھر میری ایک بات یاد رکھیئے گا،آپ کا اپنے گھر والوں سے

کوئی واسطہ نہیں رہے گا۔۔ آپ ان سے کبھی نہیں ملیں گی۔۔' وہ اسے ٹٹول رہا تھا، وہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت یہ سب صرف جذبات میں بول رہی تھی۔

مجھے منظور ہے۔۔"اس بار اسکی حیرت کی انتہا نہیں رہی تھی۔۔۔ ثمرہ کیا" کہتی کہ وہ تو یہاں ساری کشتیاں جلا کر آئی تھی، واپس لوٹنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔۔۔

' ثمرہ آپ گھر جائیں پلیز!"اس بار اس نے رسانیت سے کام لیا تھا۔ '

' آپ اپنی بات سے پیچھے مت ہٹیں مصطفیٰ! کیونکہ میں یہاں سے ' کہیں بھی واپس نہیں جاؤنگی، اور اگر آپ اپنی زبان سے مکرے تو میں ابھی کسی گاڑی کے سامنے آکر اپنی جان دے دونگی۔۔" مصطفیٰ اس بار بوکھلایا تھا، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ یہ کس طرح کی سچوئشن میں پھنس چکا تھا۔۔

''دماغ خراب ہو گیا ہے آپ کا؟''اس نے ضبط سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

''جی! اور اِس سے زیادہ ہو گا اگر اب آپ اپنی مرضی کے خون بہا کے لئے تیار نہیں ہوئے تو۔۔۔''وہ انتہائی غصّے سے بولی۔۔

''وکے فائن! اگر آپ یہی چاہتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔ مگر ایک بار یاد رکھیئے کہ خون بہا میں آئی لڑکی کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں ہوتی۔''اس نے ایک بار پھر اسے احساس کرانا چاہا، مگر وہ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے خاموش رہی۔۔۔

''چلیں!''وہ اپنی گاڑی کی چابی اور کوٹ اسٹینڈ پر سے اپنا کوٹ اُٹھاتا آفس سے باہر نکل گیا تھا، جبکہ وہ بھاری دل کے ساتھ مرے مرے قدموں

سے اسکے پیچھے گئی تھی۔۔ خون بہا میں اسنے اپنی عزت کا سودا کر دیا تھا، یہ چیز اسکی سانسیں روکنے کے لئے کافی تھی۔۔۔

____

ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان مصطفیٰ کا سنجیدہ چہرہ ہر قسم کے تاثر سے عاری بالکل سپاٹ تھا۔ وہ بہت سنجیدگی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا، جبکہ اسکے برابر میں فرنٹ سیٹ پر رُخ پھیر کر بیٹھی ثمرہ مسلسل سسک رہی تھی۔۔۔ کچھ دِیر پہلے ہی اِن دونوں کا نکاح ہوا تھا۔۔۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی ثمرہ چونک کر ہوش میں آئی تھی۔۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں ؟؟" اس نے حیرانگی سے اپنا گھر دیکھا تھا۔

"کیونکہ یہی آپ کی بے جا ضد کی سزا ہے۔۔ آپ کیا چاہتی ہیں میں آپ کو اپنے گھر لے جاؤں ؟؟؟ آپ نے ایک بار بھی سوچا مجھ پر یا میری ماں پر کیا

گزرے گی جب ہم اپنے گھر اپنے ہی بیٹے اور بھائی کے قاتل کی بہن کو گھومتا دیکھیں گے ؟؟؟" مصطفیٰ کی بات پر اسکا چہرہ تاریک پڑا تھا۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔ میں اب یہاں کیسے رہ سکتی ہوں مصطفیٰ۔۔ بابا" مجھے گھر آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔۔"اس نے گھبرا کر اسے کندھوں سے تھامنا چاہا۔۔ جبکہ وہ ہاتھ بیچ میں ہی روک گیا۔۔۔

پلیز!!" وہ ہاتھ پیچھے کر گئی۔۔۔ جبکہ وہ گاڑی سے باہر نکلتا گھوم کر آتا اسکی" سائیڈ کا دروازہ کھول کر کھڑا تھا۔۔۔

باہر آئیں فوراً.... "وہ لب چباتی گاڑی سے باہر آئی تھی۔"

میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ اسکا ہاتھ پکڑتا اپنے ساتھ زبردستی گھسیٹتا ہوا گھر کو" اندر لے جانے لگا۔۔۔

آپ کے والد صاحب کو بھی تو علم ہونا کہ بے عزتی ہوتی کیا ہے۔۔۔"وہ" رُوتی سسکتی کسی بے جان گڑیا کی مانند کھینچی چلی جارہی تھی۔۔۔۔آج وہ شخص انتہا کا ظالم بنا ہوا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لاؤنج میں موجود جبران صاحب اور باقی سب نے ذرا حیرانگی سے گھر میں داخل ہوتے مصطفیٰ کو دیکھا تھا جس کا ہاتھ مرے قدموں سے ساتھ کھینچی چلی آتی ثمرہ کے ہاتھ میں تھا۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے مصطفیٰ وجدان ہاتھ چھوڑیں ثمرہ کا۔۔۔"جبران صاحب" غصّے سے غرائے تھے۔۔

کیوں ؟آخر آپ نے ہی تو بھیجا تھا اپنی بیٹی کو میرے پاس۔۔تو اب میں جو" مرضی چاہے کرو۔۔۔"وہ حد سے زیادہ تیز لہجے میں غرایا تھا۔۔۔

ویسے معاف کیجئے گا جبران صاحب۔۔۔ بڑے بڑے بے غیرت دیکھے مگر آپ کا تو لیول ہی الگ ہے۔۔۔ مطلب جب آپ سے بات نہ بن سکی تو اپنے گھر کی عورت کو آگے کر دیا کہ اب تو احد مصطفیٰ کو مانتے ہی بنے گی۔۔۔"" وہ استہزائیہ لب و لہجے میں گویا ہوا تھا۔ فرناز نے پہلو بدلہ تھا جبکہ جبران صاحب کا چہرہ ضبط کی زیادتی سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔

بکواس بند کرو مصطفیٰ وجدان۔۔۔ تمہاری ہمّت کیسے ہوئی میری بیٹی کا ہاتھ پکڑنے کی۔۔"اپنی جھینپ مٹانے کو وہ دھاڑے تھے۔۔

تحمل رکھیے سسر صاحب۔۔ کیونکہ اب آپ کی بیٹی میری بیوی" ہے۔۔ آپ کو کیا لگا تھا خون بہا میں اس معصوم کو دے کر آپ اپنے عیاش مزاج بیٹے کو بچا لیں گے۔۔۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"فرناز کا منہ

حیرت کے باعث کھل گیا تھا۔۔ ثمرہ نے بھی بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔

"یہ میری بیوی ہے اور جب تک میرا دل رخصتی کے لئے آمادہ نہیں ہو جاتا یہ یہیں آپ کے پاس رہے گی۔۔اور ہاں اسے خون بہا سمجھنے کی غلطی نہ کیجئے گا کیونکہ شارق علوی کو پھانسی کے پھندے پر چڑھائے بغیر سکون سے تو میں ہرگز نہیں بیٹھونگا۔۔" وہ بلند و بالا آواز میں غرایا تھا۔۔۔

"اور میرے خاندان والوں کے سامنے کیا کہا تھا آپ نے پانچ سال قبل کہ اپنی بیٹی کو تمہارے ساتھ بیاہنے سے بہتر ہے کہ میری بیٹی ساری زندگی کنواری میرے گھر میں دیلیز پر بیٹھی رہے۔۔اب آپ کو اپنے بڑے بولو کا اندازہ ہو گا، کہ بے عزتی ہوتی کیا ہے۔جب بیاہی بیٹی گھر کی دہلیز پر رہے تو پھر

اندازہ ہو گا آپ کو کہ میں اور میرا خاندان کس تکلیف سے گزرے

تھے۔۔۔۔" ثمرہ کی آنکھوں میں بے یقینی سے اتر آئی تھی۔۔۔

مصطفیٰ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔آپ نے کہا تھا کہ ۔۔"ایک خوفزدہ"

نگاہ باپ پر ڈال اس نے کپکپاتے لہجے میں کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔

ثمرہ آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آپ کے گھر کے دروازے آپ پر بند ہو چکے "

ہیں۔۔ مگر اب ایسا نہیں ہو گا۔۔ کیونکہ اب آپ میری عزت ہیں۔۔اور احد

مصطفیٰ کی بیوی کو اگر کسی نے ہاتھ لگانے کی جرات بھی کی تو مجھ سے برا کوئی

نہیں ہو گا۔۔یاد رکھئے گا۔۔اب آپ یہاں آرام سے رہیں۔اب آپ پر کسی

کا کوئی دباؤ نہیں ہے۔۔" وہ سب کو حیرت سے گنگ کھڑا دیکھ مزید وہاں

ٹھہرا نہیں تھا بلکہ سب کو ایک قہر بھری نگاہ سے نوازتا علوی ہاؤس سے نکل آیا

تھا۔۔

____

’’ اوہ شٹ!‘‘ وہ اپنی کار میں واپس آکر بیٹھا تو اسکی پہلی نگاہ سیدھی ڈیش بورڈ کی جانب اٹھی تھی، جہاں ثمرہ اپنا موبائل رکھا بھول گئی تھی۔ جبھی ذرا آگے ہو کر نگاہ سیٹ پر ڈالی تو نیچے اسکا بیگ بھی پڑا تھا، جو شاید اسے گاڑی سے نکالتے وقت ہی گر گیا تھا۔۔

’’ثمرہ پتہ نہیں، آپ نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا ہے۔‘‘ وہ بڑ بڑاتا ہوا اسکا موبائل اور بیگ اٹھا کر اُلٹے قدموں واپس آیا تھا۔۔اسکا ارادہ گارڈ کو چیزیں پکڑا کر واپس پلٹنے کا تھا، مگر پھر کچھ سوچ کر خود ہی گھر کے آندرونی حصے کی جناب قدم بڑھائے تھے۔۔گارڈ میں تو اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ کوئی سوال کر سکتا۔۔۔۔۔

____

‘‘یہ کیا حرکت کی ہے تم نے بے حیا لڑکی!’’ جبران صاحب مصطفیٰ کے جاتے ہی سخت لہجے میں غرائے تھے۔۔۔

‘‘بابا میں۔۔۔ نے صرف بھائی کی بھلائی چاہی تھی، مگر مصطفیٰ!’’ اس نے کپکپاتے لفظوں میں اپنا دفاع کرنا چاہا تھا۔ مصطفیٰ نجانے اسے کس اذیت میں ڈال گیا تھا۔۔

‘‘میری بات پر یقین۔۔’’ وہ بے ربطگی سے بولتی باپ کا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ تک رہی تھی۔۔

‘‘شٹ اپ! یہ فضول کے بہانے بنانے بند کرو۔۔ تم نے خون بہا کی آڑ میں اپنی دلی خواہش پوری کی ہے۔۔ شادی کرنا چاہتی تھیں نا تم اس لڑکے سے۔۔۔ تو بھلا ہاتھ آیا موقع کیسے جانے دیتیں۔۔۔ میں بھی سوچوں ایک لڑکی کی غیرت اس بات کو کیسے گوارہ کر سکتی ہے کہ وہ خود چل کر کسی مرد

کے پاس جائے اور خون بہا کا تقاضہ کرے۔۔۔اب سمجھ آیا خون بہا کی آڑ میں عاشقایہ پوری کی جارہی تھیں۔بد بخت خون بہا میں رقم دینے کا وعدہ کیا تھا تمھیں نہیں۔جو نکاح کر کہ واپس آرہی ہو۔۔۔''فرناز نے یکدم آگے بڑھ کر اسے بالوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔

'' بابا!'' ثمرہ کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔۔جبکہ وہ بے حس بنے کھڑے تھے۔۔

'' آپ تو باپ ہیں میرے۔۔آپ تو میری بات کا یقین کریں۔۔''اس نے روتے ہوئے التجا کی تھی۔۔۔

'' خاموش ہو جاؤ بد بخت۔۔ تمہیں ہم نے وہاں بھائی کی زندگی بچانے کے لئے بھیجا تھا۔اور تم نے وہاں اپنی شادی رچا لی۔بد کردار، بے حیا۔۔۔''ثمرہ نے بے یقینی سے باپ کی جانب دیکھا

تھا، فرناز سوتیلی تھیں اسکی بات دل پر نہیں لگتی تھی، جبکہ مقابل کھڑا شخص اسکا باپ تھا اسکا ایک لفظ بھی دل چھلنی کر جاتا تھا۔۔ اور جبران اسکے جذبات ،احساسات، مان، ہر چیز کا قتل کر چکے تھے۔۔ افسوس کہ اس پر پتھر اچھالنے والوں میں پہلا شخص اسکا باپ تھا۔۔ پورا زمانہ بد کردار کہہ دیتا تو شاید فرق نہ پڑتا، مگر باپ نے کہا تھا تو وہ پورے وجود سے بلبلا اٹھی تھی۔۔۔

اپنی اس غلطی کا الزام وہ مصطفیٰ پر بھی نہیں ڈال سکتی تھی کیونکہ اس نے تو عین لمحات تک اسے انکار کیا تھا، مگر وہی تھی جو بلیک میلنگ پر اتر آئی تھی۔۔ نجانے اسے کیا ہو گیا تھا۔۔۔

’ بہتر ہے کہ اپنے اس شوہر کے گھر دفعہ ہو جاؤ، میں اب مزید تمہارے وجود کو اپنے گھر کی چھت تلے ہر گز بھی برداشت نہیں کر

سکتا۔۔" ثمرہ اب اپنا دفاع نہیں کر رہی تھی، بلکہ خاموش ہو گئی تھی۔۔۔ جبھی وہ اس پر ایک قہر بھری نگاہ ڈالتے وہاں سے جانے لگے۔۔

' ' سالوں پہلے جب ہماری ماں، ہمیں روتا بلکتا چھوڑ اپنے کسی چاہنے والے کے ساتھ چلی گئی تھی نا، تو اس وقت لگا تھا کہ اس دنیا میں ابھی ہمارا باپ ہے، جو صرف ہمارا بھلا چاہتا ہے۔ لیکن آج یقین ہو گیا کہ ماں کے ساتھ ساتھ ہم نے، خاص طور پر میں نے اپنا باپ بھی کھو دیا تھا۔۔ آج اپنا آپ یتیم لگ رہا ہے مجھے۔۔۔ جس کے ساتھ دنیا کچھ بھی کرے مگر کوئی سوال جواب کرنے والا نہیں ہوتا۔۔۔" اس کے لہجے میں کرب بول رہا تھا، جبران صاحب کے قدم اب زنجیر ہوئے تھے۔۔۔

' ' بدبخت! کیسی بے حیا بیٹی ہے۔۔ زندہ باپ کو ہوتے ہوئے خود کو یتیم بول رہی ہے۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔" فرناز نے ایک جھٹکے سے

اسکے بالوں کو جھٹکا دیتے دروازے کی جانب دھکا دیا تھا،اور وہ لڑکھڑا کر گر پڑتی آگر سامنے سے آتا وجود اسے تھام نہ لیتا۔۔

ثمرہ نے ذرا سی نظر اُٹھا کر اس مہربان شخص کو دیکھا تھا، جس نے اسے اپنا نام دے کر اسکا بھرم رکھ لیا تھا۔۔اور پھر اپنے ساتھ ہوتا سلوک دیکھ اسکے آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے، جبکہ احد کے چہرے پر بلا کی سختی تھی۔۔۔اس نے اسے کندھوں سے تھام کر سہارا دیا تھا۔۔۔

’’مسز جبران آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کے ساتھ یہ سلوک کرنے کی؟‘‘ وہ ثمرہ کو بری طرح سسکتا دیکھ بری طرح سے دھاڑا تھا۔۔۔جبران نے دھل پر اپنی بیٹی کو دیکھا تھا جو انکے دشمن کے حصار میں کھڑی سسک سسک کر رو رہی تھی۔،،

آ گر اتنی ہی پرواہ ہے اپنی بیوی کو تو اپنے ساتھ لے جاؤ اس بے حیا ’ ’

کو۔۔ ہمارے دَر پر کیوں چھوڑ کر جا رہے ہو۔۔“ فرناز نے نفرت آمیز لہجے

میں غرا کر کہا۔۔۔ مصطفیٰ نے ایک نظر بلکتی ہوئی ثمرہ کو دیکھ ایک طیش

بھری نگاہ جبران پر ڈالی تھی۔۔ جو پتھر کا مجسمہ بنے بیٹھے تھے۔۔۔

مجھے یہ گماں تھا کہ ایک لڑکی کے لئے اس کے باپ کے گھر سے ’ ’

زیادہ کوئی جگہ اتنی محفوظ نہیں ہو سکتی۔ ایک باپ سے بڑھ کر کوئی مضبوط

سائبان نہیں ہو سکتا۔ مگر میں غلط تھا۔۔۔ مجھے ابھی ادراک ہوا کہ یہ گھر

نہ پہلے کبھی ثمرہ جبران کے لئے تھا اور نہ ہی اب ثمرہ مصطفیٰ کے لئے محفوظ

ہے۔۔“ وہ اسے یونہی حصار میں لئے کھڑا تھا، جبران نے یہ منظر دیکھ نگاہیں

پھیر لی تھیں۔۔

اب تو آپ پر ڈبل حساب نکلتا ہے جبران صاحب۔ایک میرے ’ ’
معصوم بھائی کے خون کا دوسرا میری بیوی کے ساتھ یہ سلوک روا
رکھنے کا۔۔۔میرے بدلے کے لئے تیار رہیئے گا۔۔میں انہیں یہاں
چھوڑ۔۔‘‘اسکا جملہ ابھی ادھورا ہی تھا،جب ثمرہ نے جھٹ سے سر اٹھا کر
اسکی جانب دیکھا تھا،اور زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

نہیں۔۔مصطفیٰ۔۔پلیز۔۔مجھے یہاں چھوڑ کر مت جایئے ’ ’
گا۔۔مجھے۔۔مجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔۔مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔میں
آپ کے گھر میں،آپ کی ملازمہ بن کر رہ لونگی۔۔مگر پلیز مجھے یہاں چھوڑ کر
مت جائیں۔۔۔‘‘احد کو یکدم شرمندگی نے آن گھیرا تھا،وہ لڑکی واقعی صحیح تو
کہہ رہی تھی کہ وہ بہت بے بس تھی،اور اسکی یہ بے بسی اسکے لفظوں سے
واضح جھلک رہی تھی۔۔۔

’’آپ فکر نہ کریں۔۔کیونکہ میں آپ کو چھوڑ کر کہیں بھی نہیں جارہا۔۔آپ میرے ساتھ جائیں گی۔۔اور جبران صاحب آپ میری جانب سے کی گئی انتقامی کارروائی کے لئے تیار رہیے گا۔۔‘‘وہ درشت لہجے میں بولتا،روتی ہوئی ثمرہ کو اپنے حصار میں لئے پلٹ آیا تھا۔۔

جبکہ وہ پیچھے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

’’ثمرہ پلیز ریلیکس! یہ پانی پئیں آپ۔۔‘‘اس نے پانی کی بوتل اسکی جانب بڑھاتے نرمی سے کہا۔۔جو پورے وجود سے کانپ رہی تھی۔۔

’’نہیں۔۔۔مجھے نہیں پینا۔۔‘‘اس نے سسکیاں بھرتے ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا تھا،جبکہ وہ پریشانی سے پیشانی مسلنے لگا۔۔

''ثمرہ پلیز آپ رونا تو بند کریں۔۔۔۔''اس نے اس بار زچ ہو کر کہا تو وہ اسکے لہجے میں بیزاری سی محسوس کر دوبارہ سے رونے لگی۔۔ مصطفیٰ کو سمجھ نہیں آیا وہ اس سچوئشن کو کیسے ہینڈل کرتا۔۔۔

''ثمرہ پلیز خاموش ہو جاؤ۔۔ آگر ٹیشن میں آپ ہیں۔ تو ٹینشن میں تو میں بھی بہت ہوں۔ مجھے کچھ سوچنے دیں۔۔''وہ جھنجھلا کر رہ گیا تھا۔۔ جبکہ اسکی سیکریڑی کی کالز پر کالز آرہی تھیں۔۔ جو اسے میٹنگز کے حوالے سے اپڈیٹس دینا چاہ رہی تھی۔۔ مگر وہ مسلسل اگنور کر رہا تھا۔۔۔

''میری وجہ سے۔۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔۔''کچھ پل خاموشی کی نظر ہوئے تو وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولتی معذرت کرنے لگی۔۔۔

’’ اب آپ کے شرمندہ ہونے سے کچھ نہیں ہو گا، کیونکہ اپنی ماں کو تو میں نے ہی سنبھالنا ہے۔‘‘ وہ گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔ ثمرہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔ جس کا لہجا ایک بار پھر سخت ہو گیا تھا۔۔

’’ کیا آپ مجھ سے نکاح نہیں کرنا چاہتے تھے ؟‘‘ لہجے میں بے یقینی سی تھی۔۔

’’ نہیں۔۔‘‘ اس نے بغیر کسی تک ودو کے سیدھا سا جواب دیا تھا۔ ثمرہ نے دکھ سے اسکی جانب دیکھا تھا، مصطفیٰ بخوبی اسکی شکوہ کناں نگاہیں خود پر محسوس کر رہا تھا۔۔

’’ میں مانتا ہوں، کہ میں نے کبھی زندگی میں یہ خواہش کی تھی، کہ آپ میری زندگی کا حصہ بنتی، میری شریک سفر ہوتیں۔۔۔ مگر میں نے اپنی یہ خواہش آج سے پانچ سال قبل ہی اپنے دل میں دبالی تھی جب آپ

کے بابا نے رشتے سے انکار کیا تھا، کیونکہ میں خود غرض بن کر اپنی محبت میں اندھا ہو کر ایک بیٹی کو کبھی مجبور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جس کا کوئی بھی غلط قدم اسکی زندگی کا روگ بن جاتا۔۔۔ مگر جس لڑکی کو میں نے اتنی محبت کی، جس کی خوشی اور عزت کی خاطر میں اپنی محبت تک سے دستبردار ہو گیا۔۔اب میرا دل یہ کیسے گوارہ کر لے کہ وہی لڑکی ایک گھٹیا سے انتقامی بدلے میں خون بہا کے عوض میرے نکاح میں آئی۔۔ جیسے میں نے دنیا کی ہر خوشی دینی چاہی تھی، اس کے لئے میری ہی ذات سب سے بڑے دکھ کا باعث بن گئی ہے۔۔۔آپ نے ہمارے ساتھ، ہماری محبت کے ساتھ بالکل اچھا نہیں کیا ثمرہ۔۔۔آپ نے مجھے، خود کو بہت بڑے امتحان میں ڈال دیا ہے یار۔۔۔" وہ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے، رش ڈرائیونگ کرتا دکھ سے بول رہا تھا، جبکہ ثمرہ دم سادھے صرف اسے سن رہی تھی۔۔

’’ آپ نے بہت زیادتی کی ہے میری محبت کے ساتھ۔۔۔“ ثمرہ نے رشک بھری نظروں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا تھا، جس نے اتنا سب کچھ ہو جانے کے باوجود صرف اسکی ہی بھلائی سوچی تھی۔۔اس نے ایک بار بھی اسکی مجبوری کا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

’’ مجھے معاف کر دیں مصطفیٰ! میں بہت مجبور تھی۔۔ بابا ہر حال میں خون بہا کرنا چاہتے تھے،اور میرے پاس پلٹ کر جانے کے لئے کوئی راستہ موجود نہیں تھا۔۔“اس نے بے بسی سے لب کاٹے تھے، جبکہ اب وہ خاموشی سے ڈرائیور کرنے میں مصروف تھا، گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔اس بات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ کس حد غصے میں تھا۔۔

میں فی الحال آپ کو اپنے فلیٹ پر چھوڑ رہا ہوں۔۔اپنے ساتھ گھر نہیں لے جا سکتا۔۔ ممی کبھی آپ کو اپنی بہو کے طور پر قبول نہیں کریں گی۔۔اور میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر میں کسی بھی قسم کا کوئی میلوڈرامہ سین کریئیٹ ہو۔۔۔"اس کے سنجیدہ لہجے پر ثمرہ کی آنکھیں باہر آئی تھیں۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مصطفیٰ! میں الگ گھر۔۔۔

کیا آپ بھی میرے ساتھ رہیں گے؟"اس نے اپنی تسلی کے لیے پوچھنا چاہا۔

نہیں۔۔کیونکہ میں نے یہ نکاح صرف آپ کی ضد پر کیا تھا۔۔میرا شادی یا پھر ہمارے درمیان کسی بھی قسم کے جذباتی رشتے کو قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔کیونکہ یہاں کوئی فلم نہیں چل رہی۔۔سب کچھ رئیل ہے۔۔اور یہ حقیقت ہے کہ میرا دماغ ابھی تک یہ حقیقت قبول نہیں

کر پارہا کہ میں نے اپنے ہی بھائی کے قاتل کی بہن سے نکاح کر لیا

ہے۔۔"مصطفیٰ کے لفظ سیدھا دل پر جا کر لگے تھے۔۔اور کتنی رسوائی اسکے

نصیب کا حصہ تھی۔۔ضبط کی زیادتی کے باعث آنکھیں سرخ پڑ گئیں تھیں۔

'آپ تو کہتے تھے کہ ثمرہ کچھ بھی ہو جائے لیکن میں کبھی تم سے '

محبت کرنا نہیں چھوڑ سکتا۔۔"اس کے لہجے میں دکھ شامل تھا۔۔

'یہ سب پہلے کی باتیں تھیں ثمرہ۔۔۔جب یہ حالات نہیں '

تھے۔۔"اس نے اسے وقت کی نزاکت کا احساس کرانا چاہا۔

'میں اکیلے گھر میں نہیں رہو نگی۔۔مجھے رات کو اکیلے ڈر لگتا '

ہے۔"اس بار اسنے سپاٹ لہجے میں کہا، مصطفیٰ نے تاسف سے اسکی جانب

دیکھا تھا۔

’ ’ تو آپ چاہتی ہیں کہ میں آپ کو اپنے ساتھ، اپنے گھر لے

جاؤں۔۔مت بھولیں، میری ماں جس ثمرہ کا رشتہ لینے کی غرض سے آپ

کے گھر کی دہلیز پر سوالی بن کر آئی تھی وہ انکے بڑے بیٹے کی پسند تھی، مگر اب

وہ اپنے چھوٹے بیٹے کے قاتل کی بہن کو بہو کی حثیت سے کسی صورت بھی

قبول نہیں کریں گی۔۔یہی حقیقت ہے اور. پلیز سمجھیں اس بات کو۔۔اسی

لیے کہہ رہا ہوں، مجھے مزید کسی آزمائش میں نہ ڈالیں، کیونکہ ایک طرف

بھائی کی روح، دوسری طرف ماں، اور۔۔۔۔۔“اس نے سنجیدگی سے کہتے

اختتامی لفظوں پر بمشکل خود پر قابو کیا تھا۔

’ ’ اور تیسری طرف ایک قاتل کی بہن، جو خون بہا میں آئی

ہے۔۔آپ کو یہی ڈر ہے نا کہ وہ میرے ساتھ غلط رویہ نہ اختیار

کر لیں۔ کہیں بیٹے کی محبت نہ غالب ہو جائے اور وہ سچ میں مجھے خون بہا میں

آئی ایک حقیر لڑکی سمجھ لیں۔۔اور یہ بات آپ کو گوارہ نہیں؟''اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

'' جی بالکل ٹھیک سمجھی ہیں آپ۔ایسا ہی ہے۔۔کیونکہ حالات جو بھی ہوں، میں نے آپ کو نکاح میں لیا ہے۔۔صرف تحفظ کی بھیک مانگنے کے لئے آپ نے میرے سامنے اپنی عزت نفس کو کچل دیا تھا۔اور میں ان بے غیرت مردوں میں سے ہر گز نہیں ہوں جو کسی عورت کی مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھاؤں۔۔آپ کو محفوظ سائباب،اور سر چھپانے کو عزت کی چھت چاہئے تھی نا، میں آپ کو وہ عزت دینے کے لئے تیار ہوں۔۔مگر آپ کو میری یہ بات ماننی پڑے گی۔۔اور الگ فلیٹ میں رہنے ہو گا۔۔۔باقی مستقبل کے حوالے سے ابھی میں نے کچھ نہیں سوچا،اور نہ ہی اپنے بھائی کے

قتل کا بدلہ لئے بغیر کچھ سوچنا چاہتا ہوں۔ مگر میں اس میس میں آپ کو بھی پریشان نہیں کرنا چاہتا۔۔" وہ ایک گہری سانس کھینچ کر خاموش ہوا۔۔

' ' آگر آنٹی میرے ساتھ کسی بھی قسم کا ہتک آمیز رویہ اختیار کریں گی تو آپ بے فکر رہیں۔۔ میں کبھی آپ سے شکایت نہیں کرونگی۔۔ آپ چاہیں تو ساری زندگی مجھے بیوی نہ قبول کیجئے گا، اب مجھے ویسے بھی اپنی زندگی میں کسی کے آنے یا جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ مگر میں الگ گھر میں چھپ کر ہرگز نہیں رہونگی، نکاح کیا ہے گناہ نہیں۔۔۔" وہ تلخی سے بولی۔

' ' ثمرہ لیکن ماں۔۔۔" وہ کسی صورت آمادہ نہیں تھا۔

' ' بے فکر رہیں آپ۔۔ آگر آنٹی کچھ کہہ بھی دیں گی تو ایک مظلوم ماں کی تکلیف سمجھ کر برداشت کرلونگی، ویسے بھی ایک جانوار سے بھی اسکی اولاد الگ کردو تو وہ مرنے مارنے پر اتر آتا ہے وہ تو پھر جیتی جاگتی انسان

ہیں۔۔۔جوان سال بیٹا کھویا ہے انہوں نے۔۔انکا دکھ بہت بڑا ہے۔۔۔"مصطفیٰ اس بار خاموش رہا، آنکھیں ضبط کی زیادتی سے سرخ ہو گئی تھیں۔۔جبکہ گاڑی کو اب مصطفیٰ پیلس کر راستے پر گامزن دیکھ وہ خاموش ہو گئی تھی۔۔

'ممّا! ثمرہ کہاں ہے؟" وہ حد درجہ حیرانگی سے بولی، جبکہ جبران خاموش رہے تھے۔۔

'تمہاری وہ پارسا بہن احد مصطفیٰ کے ساتھ شادی رچا آئی ہے۔۔جیسے تم سیدھا اور معصوم سمجھتی تھیں، وہ بہت تیز نکلی ہے۔۔"فرناز نفرت سے گویا ہوئیں۔۔

’’ ’’ماما! آئی کانٹ بلیو دس! یہ کیا کر دیا ہے آپ لوگوں نے۔۔۔ہو سکتا ہے احد مصطفیٰ نے بھی ثمرہ کو ایسے ہی بلیک میل کیا ہو، جس طرح آپ لوگوں نے کیا تھا۔۔۔اور زبردستی کوئی دھمکی لگا کر اس سے نکاح کر لیا ہو۔۔‘‘جبران صاحب جو خاموش بیٹھے تھے۔ قصویٰ کی باریکی بینی پر چونکے۔۔

’’ ’’شٹ اپ! تم بچی ہو ابھی۔۔ تم نہیں سمجھو گی۔‘‘فرناز نے بیٹی کو آنکھیں دیکھائیں۔

’’ ’’بابا! آپ تو اس کی بات سنتے۔۔ مما کو تو ویسے بھی ثمرہ سے خدا واسطے کا بیر ہے۔۔‘‘اس نے ذرا تاسفی لہجے میں کہا۔ گہری سوچوں میں ڈوبے جبران صاحب۔۔ایک نظر بیوی کو دیکھ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔۔ جبکہ فرناز نے باقاعدہ بیٹی کو گھورا تھا۔۔

’’آپ نے اچھا نہیں کیا مما۔۔۔‘‘ وہ اپنی ماں کا مکاری پن خوب سمجھتی تھی۔۔۔تاسفی آنداز میں بولتی وہاں سے واک آوٹ کر گئی۔۔ جبکہ فرناز نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔

شام کا وقت تھا، گھر پہنچنے تک انہیں اچھی خاصی دیر ہو چکی تھی۔۔ مصطفیٰ نے ایک نظر سپاٹ نگاہوں سے خاموش بیٹھی ثمرہ کو دیکھا، اور پھر گاڑی سے باہر نکلا۔ گارڈز کے ہاتھ میں چابی تھامتا وہ گھوم کی اسکی سائیڈ پر آیا تھا۔۔۔

’’میرے ساتھ آئیں ثمرہ!‘‘ وہ اپنا دوپٹہ سر پر جماتی کانپتے قدموں سے گاڑی سے باہر نکلی تھی۔۔ ساتھ ہی قدم مصطفیٰ کی جانب بڑھائے۔۔

وہ بہت خاموشی سے گھر کے آندرونی حصے کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔

"الماس خالہ!" اس نے لاؤنج میں ٹھہر کر انہیں باآواز بلند پکارا۔۔

"جی بابا!" وہ زنیرہ بیگم کے کمرے میں موجود تھیں۔ فوری دوڑ کر قریب آئیں تھیں۔۔

"مما جاگ رہی ہیں؟" اس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا تو سوئیاں پانچ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔

"جی بابا بیگم صاحبہ ابھی نماز پڑھ کر قرآن پڑھنے بیٹھی ہیں۔۔" مصطفیٰ نے سر ہلایا، جبکہ انکی نگاہیں ثمرہ پر ہی مرکوز تھیں، جو نگاہیں جھکائے مصطفیٰ کے عین برابر میں خاموش کھڑی تھی۔۔۔

میرے ساتھ آئیں!" وہ کچھ سوچ کر اپنی ماں کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

''مصطفیٰ میرے بچے آج جلدی آ گئے۔'' وہ جو قرآن پاک کو غلاف میں لپیٹ رہی تھیں، کمرے میں داخل ہوتے بیٹے کی آہٹ پر بھرپور انداز میں مسکرائیں تھیں۔۔ جبھی اس کے پیچھے کوئی لڑکی کمرے میں ساتھ ہی داخل ہوئی تھی۔۔

''کیسی ہیں مما!'' اس نے آگے بڑھ کر ماں کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔ جبکہ انکی بے یقین نگاہیں ثمرہ پر ہی مرکوز تھیں۔۔ جواب مصطفیٰ کے عقب سے نکلتی بالکل عین سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔۔

''مصطفیٰ یہ لڑکی؟'' انہوں نے حیرت سے دریافت کیا۔۔ ثمرہ دونوں ہاتھ آپس میں مسلتی سر جھکا گئ۔۔

''مما وہ ہم نے۔۔'' اس نے بمشکل لفظ ترتیب دئے تھے۔۔

''مصطفٰی کچھ ایسا نہ کہہ دینا، جس کا صدمہ میں برداشت نہ کر سکوں۔۔''انکی آنکھوں میں اب نفرت اُتر آئی تھی۔

''دراصل مما! وہ۔۔۔''وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں بول پارہا تھا۔

''آنٹی میں اس گھر میں خون بہا میں آئیں ہوں۔۔۔بے فکر رہیں، ایسا ویسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔۔''اسے تذبذب کا شکار دیکھ، ثمرہ اچانک سے بیچ میں بول اُٹھی تھی۔۔ مصطفٰی نے سخت نظروں سے گھور کر اسکی جانب دیکھا تھا۔ جبکہ انہوں نے حیرت سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔

''یہ کیا جہالت ہے مصطفٰی! اس لڑکی کو اس کے باپ کے گھر پر چھوڑ کر آئیں۔۔۔ہمارا مجرم اسکا بھائی ہے۔۔اور سزا بھی اسے ہی ملے گی۔۔''

انہوں نے طیش بھرے لہجے میں کہتے بیٹے کو جھڑکا۔۔ جبکہ مصطفٰی نے تاسفی

نظروں سے ثمرہ کو دیکھا تھا جو اب اپنے کارنامے پر بڑی مطمئن نظر آرہی تھی۔۔

”مما میں نے ثمرہ سے نکاح کیا ہے۔۔اب سے یہ اسی گھر میں رہیں گی۔۔“ بلآخر اس نے ماں کو حقیقت سے آشنا کیا تھا۔۔

”احد! یہ کیا کہہ رہے ہیں؟؟آپ ہوش میں تو ہیں؟؟اپنے بھائی کے قاتل کی بہن کو اپنی بیوی کا درجہ دے رہے ہیں؟؟ کیا آپ کا خون اتنا سفید ہو گیا ہے۔۔ارے ابھی تو میرے بچے کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور آپ نے دشمن کی بیٹی سے شادی کرلی۔۔اتنی جلدی بھول گئے آپ اپنے بھائی کو۔۔“ وہ یکدم ہی شدت گریہ سے روتیں، بیٹے سے شکوہ کرنے لگی تھیں۔۔

’’ مما پلیز! سچوئیشن ہی کچھ ایسی ہوگئی تھی کہ مجھے ثمرہ کو اپنے نکاح میں لینا پڑا۔۔میں مجبور تھا۔۔“ وہ نادم ہوا۔۔

’’ واقعی آپ مجبور تھے۔۔اپنی محبت کے آگے۔۔جو محبت آج بھی آپ اس لڑکی سے کرتے ہیں۔۔ مگر محبت میں اتنی خودغرضی اچھی نہیں ہوتی کہ ایک لڑکی کی خاطر آپ اپنے جوان سال بھائی کا خون بھول جائیں۔۔۔“ وہ شدت سے غراتی اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔۔ مصطفیٰ نے انکی نفی نہیں کی تھی۔۔

’’ لڑکی نکلو میرے گھر سے۔۔میں تمہارا وجود اپنے گھر میں ہرگز بھی نہیں برداشت کرسکتی۔۔“ غصے سے کہتے اسکا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کو جھٹکا دیا تھا۔

’’ مما! پلیز! ایسا نہ کریں۔۔“ وہ یکدم ثمرہ کو سنبھالتا اسکی ڈھال بن کر سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔

''مصطفیٰ آپ اس لڑکی کی خاطر میری نافرمانی کر رہے ہیں؟؟''انہوں نے بے یقینی سے بیٹے کو دیکھا۔

''میں آپ کی نافرمانی نہیں کر رہا ماں۔۔میں بس اتنا کہہ رہا ہوں کہ اب ثمرہ میری بیوی ہیں۔۔''اس نے بہت ضبط سے ماں سے نظریں چُرا کر اپنا جملہ مکمل کیا تھا۔

''واہ بیٹا واہ! ان لوگوں نے میرا ایک بیٹا موت کے منہ میں اتار دیا اور دوسرے کو مجھ سے چھینے کی کوشش کر رہے ہیں۔اور آپ پھر بھی اس لڑکی طرفداری کر رہے ہیں۔۔''انہوں نے نفرت سے ثمرہ دیکھا تھا، جو نگاہیں جھکائے کھڑی تھی۔۔

''آنٹی آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔مصطفیٰ آپ آنٹی کو یہ بات کلئیر کیوں نہیں کرتے۔۔کہ میں یہاں آپ کی بیوی کی حثیت سے نہیں بلکہ خون بہا

میں آئی ہوں۔۔بے فکر رہیں، آپ کا بیٹا آج بھی آپ کا ہی بیٹا ہے۔۔" ثمرہ مصطفیٰ کے پیچھے سے نکلتی سامنے آ کر نڈر لہجے میں بولی تھی۔۔

' ' لڑکی تم نے مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے؟؟؟" وہ استہزائیہ مسکرائیں، تو اس نے ناسمجھی سے انکی جانب دیکھا۔۔

' ' جو اپنی ماں کے سامنے تمہاری ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا، وہ تمہیں خون بہا میں لایا ہے؟؟ میں مان ہی نہیں سکتی۔۔ضرور تمہارے خاندان نے کوئی سازش کی ہو گئی، اور تمہاری جیسی منحوس لڑکی کو ہمارے سر منڈ دیا۔۔" اس بار وہ نفرت سے غرائی تھیں۔۔

' ' ممی! کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔آپ تو پلیز اس طرح کی دقیانوسی باتیں نہ کریں۔۔اور یہ حقیقت ہے کہ ثمرہ سے میں نے اپنی مرضی سے

نکاح کیا ہے۔۔ لیکن میں آپ کو کوئی دکھ نہیں دینا چاہتا۔۔۔" وہ چاہ کر وہ لفظ نہیں بول پایا تھا، جو اس نے غصے میں ثمرہ سے کہے تھے۔۔

اچھا! تو یہ لڑکی خون بہا کی صورت ہمارے گھر میں آئی ہے؟" انہوں نے ابرو اٹھائے۔

"جی بالکل ایسا ہی آنٹی۔

"ثمرہ آپ خاموش رہیں پلیز۔۔

ایسا نہیں ہے مما! یہ کوئی خون بہا نہیں ہے۔۔مزمل کا قاتل شارق ہے اور سزا بھی اسے ہی ملے گی، مگر ثمرہ سے نکاح میں نے اپنی خوشی اور رضامندی سے کیا ہے، کیونکہ یہی میری خوشی اسی لڑکی میں ہے۔۔اور وقت اور حالات کا تقاضہ بھی یہی تھا۔۔ لیکن میں اس رشتے کو جب تک کوئی نام نہیں دونگا، جب تک آپ کے بیٹے کے مجرم کو سزا نہ دلوا دوں۔۔اب پلیز

آپ دونوں کوئی بحث نہیں کریں گی۔۔‘‘اس بار وہ ذرا سختی سے گویا ہوا تھا، زنیرہ ایک نظر بیٹے کو دیکھ صوفے پر بیٹھ کر بری طرح سے رونے لگی تھیں۔۔۔

ماں۔۔‘‘وہ تڑپ کر آگے بڑھا، ’ ’

مصطفیٰ اس لڑکی سے کہو، چلی جائے یہاں سے۔۔میں اس لڑکی کا ’ ’ وجود ہرگز بھی نہیں برداشت کر سکتی۔۔پلیز جائیں یہاں سے۔۔‘‘چہرہ پر دوپٹہ رکھتیں ہو نفرت سے بولیں، تو ثمرہ صورت حال سمجھتی کمرے سے نکل آئی تھی، جبکہ اب مصطفیٰ رُوتی ہوئی ماں کو سنبھال رہا تھا۔۔

ـــ

السلام علیکم بی بی! آپ ثمرہ بی بی ہیں نا؟ جنہیں مصطفیٰ بابا پسند ’ ’ کرتے تھے؟‘‘الماس خالہ نے اسے دیکھ پر تجسس انداز میں پوچھا تھا۔وہ پہلے

بھی ایک دو بار مصطفیٰ کے ساتھ گھر تک آچکی تھی۔۔۔وہ نہیں جانتی تھیں

کہ شارق ثمرہ کا ہی بھائی تھا۔۔

’’جی۔۔‘‘ ثمرہ ہولے سے مسکرائی تھی۔۔ایسا کونسا شخص تھا، جو انکے

رشتے سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔۔۔

’’تو آپ یہاں؟؟ سب خیریت؟‘‘ اس بار وہ مزید جاننے کے لئے

متجسس ہوئیں۔

’’جی سب خیریت ہی ہے۔وہ مصطفیٰ کا کمرہ کہاں ہے؟‘‘ وہ جلد از جلد

ان سے جان چھڑا کر جانا چاہتی تھی۔کیونکہ اب وہ عجیب نظروں سے دیکھ

رہی تھیں۔۔

جی وہی پرانا والا ہے۔۔'' وہ سر ہلاتی، تیز قدم لیتی مصطفٰی کے کمرے میں چلی گئی تھیں، جہاں وہ پہلے بھی دو بار فائل ڈھونڈنے کی غرض سے جا چکی تھی۔۔

وہ دروازے کے پاس آکر ٹھہرتی ایک گہری سانس لیتی تھم سی گئی تھی۔۔۔آج اس کمرے میں جاتے ایک عجیب سی جھجھک آڑے آگئی تھی۔۔اس نے کب سوچا تھا کہ ایسے بھی حالات ہونگے۔۔۔پھر گہرا سانس بھرتی کمرے میں داخل ہوگئی تھی۔۔۔

کمرہ نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔کھڑکیوں پر پردے ڈلے ہونے کے باعث سورج کی روشنی کمرے میں آنے سے قاصر تھی، کمرہ کا ایک حصہ مکمل تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، وہ لب چباتی دھیرے سے چلتی ہوئی ایک طرف کو رکھے

صوفے پر سکڑ سمٹ پر بیٹھتی،اب آنسو بہانے لگی تھی۔۔۔خود پر کیا ضبط ٹوٹا تھا،اور وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔

اپنے باپ کا بیگانہ پن یاد کر دل میں درد سا اُٹھ رہا تھا۔۔۔کیا تھا آگر اس کا باپ اسکی ڈھال بن جاتا، مگر نہیں۔۔۔اسکا گناہ بس اتنا ہی تھا کہ وہ اپنی ماں جیسی نظر آتی تھی۔۔اور اسکے کردار کو سب نے اسکی ماں جیسا ہی سمجھ لیا تھا۔۔

اس سے تو اچھا یہ تھا کہ میں پیدا ہوتے ہی مر جاتی۔۔۔کم از کم یہ سب تو سہنا نہ پڑتا۔۔"خود ساختہ بڑ بڑاتی وہ پھپھک پھپھک کر رونے لگی تھی۔۔۔آنکھوں سے بے شمار آنسو رواں تھے۔۔۔مگر اسے پھر بھی اطمینان تھا کہ اس چھت کے نیچے اسکے ساتھ اتنا برا نہیں ہو سکتا تھا جتنا برا اسکے باپ کے گھر میں ہوا تھا۔۔۔وہ مسلسل روتی سسکیاں بھر رہی تھیں۔۔۔

ملبرن میں ایک اور سنہری شام اُتر آئی تھی۔۔اگست کے اوائل دن تھے۔موسم انتہا کا سرد تھا۔۔۔وہ کھلے جینز شرٹ پر گرم کوٹ پہنے گھر میں داخل ہوتی سیدھی اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھا رہی تھی،جب اپنی ماں کی آواز پر اسے قدم رُوکنے پڑے تھے۔۔

’’تو پھر تم نے اپنے باپ کی ساری جائیداد بیچ دی؟‘‘وہ اپنے کمرے کے دروازے کے فریم سے ٹیک لگائے کھڑیں سوالیہ آنداز میں دریافت کر رہی تھیں۔۔

’’جی کر دی۔۔۔اور جو رہ گئی ہے وہ بھی کچھ عرصے میں کر دو نگی۔۔۔فی الحال دو دن بعد کی میری فلائٹ ہے۔۔ جتنا جلدی ہو سکے

آپ اپنا بندوبست کرلیں کیونکہ میں یہ گھر سیل کر چکی۔۔" اس بار انہوں نے نخوت سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

'' تم ایسا نہیں کر سکتیں عریشہ۔۔ تمہارا باپ میرا شوہر تھا۔" انہوں نے جتانا ضروری سمجھا۔۔

'' جی وہی شوہر جس کی بیوہ بن کر زندگی گزارنا آپ کو بہت مشکل لگ رہا ہے۔ تو پھر آپ کا خرچہ بھی اب وہی اٹھائے گا جو آپ کا شوہر ہو گا۔" انہوں نے باور کراتے لہجے میں کہا تھا۔

'' اچھا! چلو جاؤ تم پاکستان۔۔ میں بھی دیکھتی ہوں کہ اس کلچر میں تم کیسے ایڈجسٹ کرو گی،اور کب تک اکیلے سروئیو کر سکو گی۔۔ کچھ جانتی بھی ہو پاکستان کے بارے میں؟؟" انہوں نے نخوت سے سر جھٹکتے اسے ڈرانا چاہا۔۔

’’ وہ آپ کا کنسرن نہیں ہے۔۔میں اکیلے رہ سکتی ہوں۔۔آپ اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ لائف انجوائے کریں۔۔‘‘ناگواری سے کہتی وہ اپنے کمرے میں جاکر بند ہوگئی تھی۔۔۔

’’بیوقوف لڑکی۔‘‘وہ بڑبڑاکر کمرے میں واپس پلٹتیں،اپنی باقی کی پیکنگ کرنے لگیں،کیونکہ کچھ ہی دیر میں انکے ادھیڑ عمر آسٹریلیا کے ایک نامور بزنس مین بوائے فرینڈ کی گاڑی انہیں پک کرنے آرہی تھی۔۔۔

’’ایزل!‘‘وہ انٹرویو سے فری ہوتا ابھی گھر میں داخل ہوا تھا۔گھر میں بالکل سناٹا چھایا ہوا تھا۔اور وہ کہیں نظر بھی نہیں آرہی تھی۔۔

’’آگئی آگئی!کیا ہوا خیریت تھی نا سب؟‘‘اس نے ذرا حیرانگی سے استفسار کیا۔

ہاں سب خیریت ہے۔۔ کہاں تھیں تم۔۔۔ میں کب سے آوازیں ’ ’
لگا رہا ہوں۔۔‘‘ اس نے فائل ایک طرف کو رکھتے ذرا تھکے ہارے لہجے میں کہا
تھا۔۔

یہیں تھی۔۔ تم یہ بتاؤ جاب مل گئی ؟‘‘ اسنے صحن میں پڑے تخت پر ’ ’
ساتھ بیٹھتے سوالیہ آنداز میں پوچھا تھا۔۔

نان گریجوئٹ کو کون جاب دے گا یار !‘‘ وہ لہجے میں بے پناہ ’ ’
بیزاری سمو کر بولا تھا۔۔

اوہ ہو۔۔۔ تم ہر وقت مایوسی کی باتیں کیوں کرتے رہتے ہو۔۔ اللہ ’ ’
سے اچھے کی امید رکھو۔۔ تم دیکھنا۔۔۔ تمہیں بہت جلد ایک اچھی جاب آفر
ہو گی۔۔

اس نے بھائی کو دلاسہ دیا۔۔ ’ ’

’’ہمم! دیکھتے ہیں۔۔ ویسے مجھے ایسا کچھ لگتا تو نہیں ہے۔۔“اس نے منہ بنایا۔۔

’’تم تو ہمیشہ مایوسی کی ہی باتیں کرنا۔۔ آگر یہ باڈی بنانے کے بجائے اپنی پڑھائی پر توجہ دی ہوتی نہ تو آج یوں دھکے نہ کھا رہے ہوتے۔“اس نے صحیح سے لتاڑا تھا۔۔

’’اچھا یہ بتاؤ کھانے میں کیا بنایا ہے۔ بہت بھوک لگی ہے۔۔۔ چھ جگہ انٹرویوز دے کر آرہا ہوں۔۔ مگر کہیں سے کوئی پوزیٹو رسپانس نہیں ملا۔۔“وہ پاؤں سے جوتا نکال کر ہوا میں اچھالتا ازلی لاپرواہی سے بولا تھا۔۔

’’کریلے بنائیں ہیں۔۔ یہ کپڑے چینج کر لو۔۔ میں تمہاری یہ اکلوتی شرٹ روز روز نہیں دھو سکتی۔۔“اس نے ذرا منہ بنایا۔۔

’’افف انسان کو اتنا بھی غریب نہیں ہونا چاہئے یار! کہ انٹرویو دینے جانے کے لئے ایک ڈھنگ کا کپڑا بھی میسر نہ ہو۔۔“اس نے ذرا ناگوار لہجے میں کہتے شکوہ کیا تھا۔۔

’’ ’’ایسے شکوے اور مایوسی کی باتیں لڑکیاں کرتی ہیں، مرد کرتے اچھے نہیں لگتے۔۔اب جلدی آجاؤ میں کھانا نکال رہی ہوں۔۔“اس نے وہیں سے ہانک لگائی تھی۔۔

’’ ’’آرہا ہوں بھئی آرہا ہوں۔۔۔ تھوڑا صبر کرلو۔۔تم نے کونسا کھانے میں مٹن کڑاہی تیار کر رکھی ہے۔۔میری تو سُن کر بھی بھوک مرگئی ہے۔۔“وہ وہیں سے بڑبڑاتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

\-------------

وہ اب تک یونہی اَحد کے کمرے میں صوفے پر سُکڑی سمٹی سی بیٹھی تھی، اور رُوتے رُوتے نجانے کب اُس کی آنکھ لگ گئی تھی، اُسے خبر ہی نہ ہو سکی تھی۔۔ مصطفیٰ ماں کے پاس سے فارغ ہوتا سیدھا اپنے روم میں آیا تھا جو نیم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔ وہ گلے سے ٹائی کھینچ کر نکالتا بیڈ پر اچھالتا اب شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔۔ عجیب وحشت سی ہو رہی تھی۔۔۔ بٹن کھول کر خود کو ریلیکس فیل کرتا وہ بیڈ پر ٹکتا غصّے سے پاؤں سے جوتا نکالتا زمین پر اچھال چکا تھا، اور اس سب کارروائی میں وہ ثمرہ کے وجود سے بالکل غافل تھا، کمرے میں ہلکی سی کھٹ پٹ کی آواز پر یکدم بیدار ہوئی تھی۔۔ ابھی وہ پینٹ سے بیلٹ نکالتا پلٹا ہی تھا کہ نگاہ ہونق بنی کھڑی ثمرہ سے ٹکرائی تھی۔۔ نگاہوں کا تصادم ہوا تھا، اور وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ سٹپٹائے تھے۔۔

’’آپ۔۔۔آپ یہاں کیا کر رہی ہیں ثمرہ!‘‘اس نے جلدی سے پلٹ کر اپنی شرٹ کے بٹن لگائے تھے۔۔

’’وہ۔۔میں۔۔۔میرا مطلب میں کہاں جاتی پھر۔۔۔‘‘مصطفیٰ نے آگے بڑھ کر کمرے کی لائٹ آن کی تھی۔۔جبکہ وہ اب تک اپنی جگہ پر ہی ٹک کر کھڑی تھی۔۔۔نظریں فرش پر جمارکھی تھیں۔۔

’’کیا مطلب!تو آپ یہاں۔۔۔پلیز ثمرہ جائیں یہاں سے۔۔ابھی میں مزید کوئی بھی بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔۔‘‘وہ سردگی سے بولتا آگے بڑھ کر تیز قدم اٹھاتا واشروم میں بند ہو گیا تھا،جبکہ وہ لب چباتی کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔

’’ ارے دلہن!! آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟‘‘ الماس خالہ کے طرزِ تخاطب پر اُسے کرنٹ لگا تھا۔۔ وہ جو کمرے سے نکلتی اَپنی سُوچوں میں گم ُچلتی چلی جا رہی تھی۔۔ یکدم چونک کر ٹھری تھی۔۔

’’ وہ میں۔۔۔ میرا مطلب کہ۔۔۔ یہاں گیسٹ روم کہاں ہے؟‘‘ انہیں نجانے کس نے کیا بتایا تھا۔۔ مگر وہ بوکھلا کر بس اتنا ہی پوچھ سکی تھی۔۔

’’ گیسٹ روم۔۔ میرے ساتھ آجائیں۔۔ ابھی بیگم صاحبہ نے بھی یہی کہا تھا۔۔ کہ آپ کو گیسٹ روم میں ٹھرا دوں۔۔‘‘ وہ یکدم شیریں لہجے میں گویا ہوئیں تھیں۔۔۔

’’ جی چلیں۔۔‘‘ وہ مرے مرے قدموں سمیت اُنکی پیروی میں کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

مصطفیٰ بیڈ کے کنارے اپنا سر تھامے بیٹھا تھا۔۔دماغ میں ٹیسیں سی اُٹھ رہی تھی۔۔۔آج سب کچھ اتنا اچانک سے ہوا تھا کہ مصطفیٰ چاہ کر بھی اپنی حواس پر قابوں نہیں کر سک رہا تھا۔۔

'' افف! یہ میں کہاں پھنس گیا ہوں۔۔''اس نے پیشانی مسلتے خود ساختہ قیاس کیا۔۔

'' کاش مزمل تم نے مما کی بات مان لی ہوتی،اور یہ فضول سا شوق چھوڑ دیا ہوتا تو آج حالات مختلف ہوتے۔۔''بھائی کی یاد میں ایک بار پھر اسکی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔۔

پھر سر جھٹکتا بیڈ پر نیم دراز ہو گیا تھا۔۔۔وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا تاکہ پھر پر سکون آنداز میں کچھ سُوچ بچار کر سکے۔۔

____

ثمرہ الماس خالہ کی ہمراہی میں ہی گیسٹ روم تک آئی تھی۔۔ یہ ایک درمیانے سائز کا ویل فرنشڈ اور صاف ستھرا کمرہ تھا۔۔ کمرے میں ایک بیڈ اور ڈریسنگ ٹیبل کے علاوہ زیادہ فرنیچر نہیں تھا۔۔ مگر صد شکر تھا کہ اُسے یہاں ایک علیحدہ کمرے فراہم کر دیا گیا تھا۔۔

’’وہ مجھے۔۔۔ کپڑے بھی۔۔۔‘‘ وہ ابھی اتنا ہی بول پائی تھی کہ سامنے سے کمرے میں داخل ہوتی زنیرہ کو دیکھ وہ خاموش ہو گئی۔۔ اور نظریں جھکا لیں تھیں۔۔۔

’’الماس بی بی آپ جائیں۔۔۔ بہو کو میں خود دیکھ لو نگی۔۔‘‘ ثمرہ کی تو بس بے ہوش ہونے کی دیر رہ گئی تھی۔۔ آخر لہجے میں اتنی نرمی کیسے آن سمائی تھی۔۔۔

’’جی اچھا بیگم صاحبہ!‘‘ وہ سر ہلاتی وہاں سے نکل آئی تھیں۔ جبکہ اب زنیرہ کا رُخ ثمرہ کی جانب ہی تھا۔۔ جو حیرت سے اُنہی کا چہرہ تک رہی تھی۔۔

’’ثمرہ بیٹا! کچھ چاہئے آپ کو؟‘‘ ان کے اس قدر شفیق لہجے پر وہ غش کھا کر گرتے گرتے ہی تو بچی تھی۔۔

’’نہیں۔۔ نہیں۔۔۔ جی میرا مطلب۔۔۔ وہ کپڑے۔۔۔ ابھی میرے پاس کوئی کپڑے نہیں ہیں۔۔۔‘‘ اس نے لب دانتوں تلے دبائے بمشکل انکا یہ رویہ ہضم کیا تھا۔۔

’’تو کوئی بات نہیں میری جان! ہم کل شاپنگ پر جا کر لے آئیں گے۔۔۔ ابھی فی الحال الماس بی سے بولتیں ہوں وہ کوئی انتظام کر دیں گی۔۔‘‘ اس نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔۔

’’ تم سوچ رہی ہو گی کہ یوں اچانک میں بدل کیسے گئی؟‘‘ ثمرہ کی سوالیہ نگاہیں محسوس کر وہ خود ہی بولی تھیں۔ مگر ثمرہ خاموش رہی۔۔

’’ مصطفیٰ نے مجھے ساری بات بتائی ہے بیٹا! اس وقت میں غصے میں تھی۔۔۔ بہت کچھ بول گئی مگر تم بھی تو دیکھو نا میں نے اپنا جوان بیٹا کھویا ہے۔اس طرح اتنا چانک سب کچھ ہوا کہ میرا ذہن یہ حقیقت قبول کرنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔ مگر اب مصطفیٰ نے مجھے آپ کے گھر کے حالات بتائے تو مجھے بہت افسوس ہوا، سگی ماں سگی ہی ہوتی ہے۔۔ آ گر آج وہ ہوتی تو کوئی آپ کے ساتھ اس طرح کی زیادتی نہیں کر سکتا تھا۔۔‘‘اس کے نرم رویے پر اسکی آنکھ سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔

’’ رویئں نہیں بیٹا! اللہ سب بہتر کرے گا۔۔۔بس مصطفیٰ ابھی ذہنی طور پر اس رشتے کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔۔ تو فی الحال آپ

اس گیسٹ روم میں آرام سے رہیں۔۔اور کوئی بھی پریشانی ہو تو آپ مجھے ضرور بتایئے گا۔۔" اسکا گال ہولے سے تھپکتی وہ بہت محبت سے گویا ہوئیں تھیں۔۔

' ' تھینک یو آنٹی۔۔۔تھینک یو سو مچ! میں آپ کا یہ احسان کبھی بھی نہیں بھولوں گی۔۔" وہ عقیدت و محبت سے انکا ہاتھ چومتی محبت سے گویا ہوئی تھی۔۔تو وہ دھیمے سے مسکرائیں تھیں۔۔

' ' خوش رہو۔۔میں الماس کو بھیجتی ہوں۔۔" وہ ہولے سے مسکراتی کمرے سے نکل آئیں تھیں۔۔جبکہ ثمرہ ایک ٹھنڈی گہری سانس بھرتی بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹی تھی۔۔۔

وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لیٹا نیند میں اتر گیا تھا۔۔ذہن پر اس قدر بوجھ سوار تھا کہ وہ بے وقت ہی سو گیا تھا۔۔اس کی نیند میں خلل پیدا کرتی موبائل کی چنگھاڑی ہوئی آواز پر وہ جھنجھلا کر بیدار ہوا تھا۔۔

افف !اَب کون ہے۔۔’’اس نے ذرا ناگواری سے بڑبڑاتے بغیر ’ ’ اسکرین دیکھے ،موبائل اُٹھا کر کان سے لگایا تھا۔۔

ہیلو !’’دوسری جانب سے کسی صنف نازک کی خوبصورت آواز ’ ’ سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔

یار تم آجاؤ۔۔میں یہاں سب دیکھ لونگا۔۔پریشان ہونے کی ’ ’ ضرورت نہیں ہے۔۔’’دوسری طرف سے کسی بات پر پریشانی کا اظہار کیا گیا تھا۔۔

’’ اوکے میں تمہیں آئیرپورٹ پک کرنے آجاؤنگا۔۔ڈانٹ وری۔۔“ وہ اٹھ کر روم سے باہر جاتا ہنوز باتوں میں مصروف تھا۔۔

’’ دلہن بیگم یہ میری چھوٹی بیٹی کا نیا جوڑا ہے، جو باجی نے عید پر دیا تھا، ابھی اس نے ایک بار بھی نہیں پہنا، آپ فی الحال یہ پہن لیں۔۔“ ثمرہ نے ایک نظر اس جوڑے کو دیکھا پھر انکا خلوص دیکھ سر ہلا گئی، خیر جوڑا دس بار کا دھلا نیا تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔

’’ بہت شکریہ خالہ بی! مگر میں انہی کپڑوں میں ٹھیک ہوں۔۔ کل آنٹی کے ساتھ جاکر شاپنگ کرلونگی۔ ویسے بھی یہ میرے سائز کا نہیں۔“ اس نے نرمی سے انکار کیا تھا۔

’’چلیں ٹھیک ہے پھر، آپ کی مرضی جی۔۔ خیر بیگم صاحبہ نے کہا تھا

کہ آپ فریش ہو جائیں پھر ڈنر سب ساتھ ہی کریں گے۔۔‘‘ وہ کیا کہتی، انکے

حکم پر سر ہلا گئی۔۔ اور پھر بے یقینی سے سوچتی صوفے پر ٹک گئی تھی۔۔ زنیرہ

بیگم کے رویے میں اس قدر اچانک تبدیلی اسے ہضم ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔

____

’’الماس خالہ!‘‘ وہ کچن میں آیا جہاں ملازمین اپنے کاموں میں

مصروف تھے۔

’’جی بابا!‘‘ وہ فوری اسکے قریب آئیں۔

’’ثمرہ کہاں ہیں؟‘‘ اس نے سب پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر سوالیہ

لہجے میں پوچھا۔۔

’’ بابا وہ نیچے گیسٹ روم میں ہیں۔‘‘ مصطفیٰ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے، گیسٹ رومز تو دور پرے کے مہمانوں کے لئے یوز ہوتے تھے۔ جبکہ گھر میں اور بھی بہت سے کمرے تھے۔ جن میں ثمرہ ٹھہر سکتی تھی۔۔

’’ اچھا۔۔ ڈنر ریڈی ہے؟‘‘ اس نے کک کو سبزیاں اور مصالحے بھونتے دیکھ سوال کیا۔۔

’’ جی بابا بس دس منٹ اور چاہیئے۔‘‘ وہ سر ہلاتا اب ثمرہ کے گیسٹ روم کی جانب بڑھا تھا۔۔ وہ صبح اس کے آفس آئی تھی۔ جب سے نہ اس نے لنچ کیا تھا اور یقیناً نہ ہی ثمرہ نے کیا ہو گا۔۔

وہ بغیر دستک دیئے ہی رُوم میں داخل ہوا تھا۔۔ وہ اس وقت گھر میں آرام دہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس انتہا کا پر کشش لگ رہا تھا۔۔ وجیہہ چہرے پر سنجید گی

رقم تھی۔۔۔ ثمرہ جو ذرا کمر سیدھی کرنے کی غرض سے بیڈ پر آڑی ترچھی سی لیٹی ہوئی تھی۔۔ مصطفیٰ کو یوں اَچانک اپنے روم میں دیکھ ہڑ بڑا کر اُٹھ بیٹھی تھی۔۔ ساتھ ہی دوپٹہ اٹھا کر گلے میں ڈالا تھا۔۔

’’میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کر دیا ناں؟‘‘اس نے اسے بوکھلاتے دیکھ جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر متوازن لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

’’نہیں۔۔ بالکل نہیں۔۔۔‘‘وہ اب بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔ نکاح میں ہونے کے باوجود دونوں کے مابین آجنبیت کی ایک عجیب سی دیوار حائل ہو گئی تھی۔ جو پہلے کبھی نہیں رہ تھی۔ یہ شاید گزرے پانچ سالوں کے انتظار کا اثر تھا۔۔۔

خیر میں اپنے کچھ دیر قبل والے رویے کے لئے بہت معذرت خواہ ہوں۔۔اس وقت میں بہت ٹینشن میں تھا۔۔آپ بتایئے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟‘‘اس نے سوالیہ ابرو اٹھائے۔۔

’’فی الحال نہیں۔۔۔آگر ضرورت محسوس ہوئی تو میں آنٹی سے کہہ دونگی۔‘‘وہ یونہی بے تاثر آنداز میں بولی، مصطفیٰ کچھ دیر کھڑا اسکے بولنے کا منتظر رہا مگر وہ ہنوز خاموش رہی تھی۔اس نے بغور اسکا جائزہ لیا تھا،اب تک صبح والے کپڑوں میں ملبوس تھیں۔۔جن میں اب ڈھیروں شکنیں پڑ گئی تھی۔۔اداس چہرہ،الجھے ہوئے بالوں کو اب جوڑے میں لپیٹ لیا تھا۔۔آنکھیں اب پہلے جیسی چمکتی ہوئیں نہیں تھیں۔۔اس نے ہمیشہ اپنی موجودگی میں اَن آنکھوں کو بہت روشن دیکھا تھا۔۔مگر اب وقت جیسے ہر احساس اور جذبے پر زنگ لگا گیا تھا۔۔۔

"ڈنر میں ابھی تھوڑی دیر ہے۔۔آپ کو بھوک تو نہیں لگ رہی؟؟"اس نے بات کو طول دینے کو مزید استفسار کیا تھا۔مگر وہ نفی میں سر ہلاتی خاموش رہی۔۔۔جبھی وہ ایک گہری نظر ڈالتا پلٹنے لگا۔۔

"مصطفیٰ!"اس کی دھیمی آواز کی پکار پر قدم خود بخود ٹھہر سے گئے تھے۔۔

"جی!" وہ گھوم کر دو قدموں کا فاصلہ سمیٹتا ذرا نزدیک آیا تھا۔۔

"آنٹی کو میرے لئے منانے کے لئے شکریہ۔۔آج جو کچھ بھی ہوا میں اس کے لئے بہت شرمندہ ہوں۔۔میں معافی۔۔۔"وہ بمشکل اٹک اٹک کر اپنا جملہ مکمل کر سکی تھی۔

"اس سب ک ضرورت نہیں ہے ثمرہ۔۔ویسے بھی آپ یہاں مہمان ہیں۔سو مہمانوں کے ساتھ میری ماں ویسے بھی برا رویہ اختیار نہیں

کر تیں۔۔۔" اسکا لہجہ کچھ عجیب سا تھا۔۔۔ ثمرہ کا سانس سینے میں اٹکا تھا۔۔۔ بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"مہمان۔۔۔۔ کیا مطلب ہے اس بات کا؟؟"اس نے ذرا اچنبھے سے پوچھا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمان!"اس نے ذرا اچھنبے سے پوچھا تھا۔ ' '

جی مہمان! کیونکہ میں تو اس رشتے کو پورے دل سے نبھانے کے ' ' لئے تیار ہوں، مگر جب کچھ عرصے بعد، آپ کے بھائی کو اس کے کیئے کی سزا مل جائے گی تو پھر آپ اس رشتے کو نبھانے میں دلچسپی رکھیں گی یا نہیں۔۔اس کا مجھے علم نہیں، ویسے مجھے ستر فیصد یقین ہے ایک مجبوری میں بنائے گئے شوہر کی محبت کے سامنے بھائی کی محبت بازی لے جائے

گی۔۔" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑستا وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔ ثمرہ نے بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"مصطفیٰ نہیں۔۔ یہ زیادتی ہے میرے ساتھ۔۔ میں۔۔۔ میں اس گھر میں خون بہا کے طور پر میں آئی ہوں۔ اب آپ اس قتل کا بدلہ میرے بھائی سے نہیں لے سکتے۔۔۔ آپ کو شارق بھائی کو معاف کرنا ہی ہوگا۔۔" وہ اسکی بات بھول کر، اپنے بھائی کے لیے تڑپ اٹھی تھی۔۔

"دیکھا میرا آندازہ بالکل درست تھا۔۔" وہ سر جھکا کر استہزائیہ مسکرایا تھا۔۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔۔ آپ بھائی پر سے کیس ختم کرائیں۔۔ میں آئی تو ہوں یہاں سزا کاٹنے۔۔ اب اور کیا چاہئے آپ کو؟" وہ یکدم ہی آپے سے باہر ہوئی تھی۔۔ اپنے بھائی کو پھانسی کے پھندے پر چڑھا سوچ کر ہی اوسان خطا ہو گئے تھے۔۔

آپ کو یہ خوش فہمی کیوں ہے کہ آپ یہاں خون بہا میں آئی ’ ’
ہیں ؟؟‘‘اس کی ایک ہی گردان سُن وہ زَچ ہوا تھا۔۔

تو پھر۔۔۔میں یہاں کیوں لائی گئی ہوں۔۔‘‘اس کا دماغ اب پھٹنے ’ ’
کے در پر تھا۔۔

یہ سوال تو آپ خود سے کیجئے ناثمرہ۔۔کیونکہ میں تو آپ کو یہاں ’ ’
قطعاََ خون بہا کی نیت سے نہیں لایا ہوں۔۔‘‘اس بار اسکا لہجا سخت تھا۔

تو پھر میں یہاں کیا کر رہی ہوں؟ آگر خون بہا نہیں ہوں تو یہ ’ ’
سلوک کیوں ہے میرے ساتھ۔۔‘‘اسکا اشارہ کمرے سے بے دخل کئے
جانے پر تھا۔۔

کیسا سلوک روا رکھا ہے ہم نے آپ کے ساتھ؟؟ ذرا روشنی ڈالنا ’ ’
پسند کریں گی؟‘‘اس نے سینے پر بازو لپیٹے۔۔

’’ اوہ پلیز مسٹر احد مصطفیٰ وجدان اب یہ نہ کہیے گا کہ آپ نے مجھ سے یہ نکاح اپنی مرضی سے کیا ہے؟‘‘ وہ سر جھٹکتی استہزائیہ مسکراتی سوالیہ گویا ہوئی تھی۔۔۔آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔۔

’’ تو کیا لگتا ہے آپ کو؟ میں نے یہ نکاح کیونکر کیا ہے؟ کیونکہ احد مصطفیٰ کو مجبور کرنے والا تو ابھی اس دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔۔‘‘ دو قدم چل کر نزدیک آتا وہ خاصے پُراسرار لہجے میں بولا تھا۔ ثمرہ نے ذرا گھبرا کر دو قدم پیچھے لئے تھے۔۔

’’ اب نگاہیں کیوں چرا رہی ہیں مسز! بتایئے کہ میں نے یہ نکاح کس مقصد کے تحت کیا ہے؟‘‘ وہ یونہی اسکے بے انتہا قریب کھڑا تھا۔۔ ثمرہ کو گھبراہٹ سی ہونے لگی۔۔

’’ اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے۔“خود کو مضبوط ظاہر کرتی وہ سختی سے غرائی۔وہ سر پیچھے پھینکتا کھو کھلا سا قہقہہ لگا گیا۔۔

’’ اوہ رئیلی مسز احد مصطفٰی!“ وہ ایک لمحے کو سانس روک گئی۔اسکا حوالہ کس قدر خوبصورت تھا نا۔۔۔

’’ آپ کو لگتا ہے کہ جس لڑکی سے خون بہا یا بقول آپ کے بدلہ لینے کے لئے نکاح کیا جائے،اس کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔۔نہ صرف دل میں بلکہ اسے گھر کے ایک بہترین گوشے میں پناہ دی جاتی ہے۔اسکے کھانے پینے کا دھیان رکھا جاتا ہے،اس گھر میں جو ممکن ہو سکے عزت دی جاتی ہے۔۔جہاں تک مجھے علم ہے،ہمارے گھٹیا معاشرے میں ایک خون بہا میں آئی لڑکی کے ساتھ تو انسانیت کے درجے سے گرا ہوا سلوک کیا جاتا ہے۔۔کیا آپ کو ابھی بھی لگتا ہے کہ یہ ایک انتقامی شادی ہے۔۔“اس کے

لہجے میں سوال تھا یا پھر ملال، وہ سمجھ ہی نہ سکی تھی۔ مگر اسکا پہلا جملہ ڈھڑکنوں کی رفتار بڑھانے کے لئے کافی تھا۔۔۔

’’میں کچھ نہیں جانتی مصطفٰی! میں اس گھر میں صرف اسی صورت میں رہونگی۔ جب آپ شارق بھائی کو رہائی دلوائیں گے۔‘‘ وہ ہنوز ضدی لہجے میں بولی تھی، اور اسکی ذات کا یہ پہلو بھی آج پہلی بار صرف مصطفٰی کے سامنے واضح ہوا تھا، وگرنہ ضد کس بلا کا نام تھا، وہ تو اس سے سرے سے ہی ناواقف تھی۔۔

’’مرضی ہے آپ کی ثمرہ! کیونکہ میرے گھر کے دروازے آپ کے لئے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔۔ آپ ٹھہرنا چاہتی ہیں تو ضرور ٹھہریں، یہ آپ کا اپنا گھر ہے، آپ کے شوہر کا گھر ہے، اور اگر آپ واپس پلٹنا چاہتی ہیں تو میری طرف سے آپ اپنے ہر فیصلے میں آزاد ہیں۔ مگر ہاں ایک بات یاد

رکھئے گا اب میرا، آپ کے کسی بھی معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔ آپ کا جو دل چاہتا ہے وہ کیجئے،، کیونکہ میں کسی خون بہا اور انتقامی شادی پر بلیو نہیں رکھتا، میرے نزدیک شادی، شادی ہوتی ہے اور جب نکاح کر لیا جائے تو بس اسے نبھایا جاتا ہے، مگر میں مقابل پر زبردستی کرنے کا قائل نہیں۔۔'' وہ دو قدم پیچھے لیتا، لہجے میں ناراضی سموئے سرد آنداز میں بولتا ثمرہ کی ڈھڑکیں ساکت کر گیا تھا، یہاں سے واپس پلٹنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا، وہ پلٹنے لگا تھا جبھی وہ یکدم آگے بڑھ کر اسکا بازو تھام کر اسے روک چکی تھی، مقصد بس مصطفیٰ کو کسی بھی صورت زبردستی کے خون بہا کے لئے قائل کرنا تھا، آگر وہ نہ مانتا تو اسکی یہ قربانی تو رائیگا چلی جاتی اور اسکے بھائی کو بھی یہی لگتا کہ اس نے بھائی کی آڑ میں اپنی محبت کی تکمیل کی ہے۔۔

آپ یا پھر آنٹی میرے ساتھ جو سلوک رواں رکھنا چاہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔بھلے آپ مجھے سرونٹس کوارٹڑ میں ٹھہرا دیں۔۔میرے ساتھ بالکل ویسا ہی سلوک کریں جو ایک خون بہا میں آئی لڑکی کے ساتھ ہوتا ہے ذلیل کریں،زیادتی۔۔۔۔۔۔"

"انف ثمرہ۔۔۔شٹ اپ جسٹ شٹ اپ!خبردار جواب آپ کی زبان سے ایک ہی لفظ نکلا تو میں برداشت نہیں کرونگا۔۔" وہ اسکے سخت لفظوں پر بمشکل خود پر قابوں کرتا دھیمی آواز میں غرایا تھا،اور غصے سے اپنا بازو اسکی گرفت سے آزاد کرایا تھا،جو وہ بہت مان سے تھامے کھڑی تھی۔۔

"آئندہ اگر اس قسم کی بکواس کی نا تو یہ زبان کاٹنے مین زیادہ دیر نہیں لگے گی مجھے۔۔اور میں نے پہلے بھی کہا تھا۔۔آج پھر اپنی بات دھراتا ہوں،میں ان ذلیل مردوں میں سے نہیں ہوں ثمرہ جبران جو مردوں کے کئے کی سزا

اس خاندان کی عورت سے لیتے ہیں۔ یہ خون بہا اُس صورت میں ہوتا جب یہ تقاضہ مصطفیٰ خاندان کی طرف سے کیا جاتا، اور بے فکر رہیں ہماری سات نسلوں میں بھی ایسا کوئی بے غیرت مرد ابھی پیدا نہیں ہوا جو مرد کے کئے کی سزا عورت کو تکلیف پہنچا کر لیں۔" اسکا خود کو ثمرہ جبران پکارنا کسی نشتر کی مانند سینے میں جا لگا تھا، شام تک اس رشتے کو لے کر کشمکش میں دکھائی دینے والا وہ شخص کچھ دیر قبل اپنے نام کا حوالہ دے کر معتبر کر گیا تھا، مگر اب ایک بار پھر اسے اپنا آپ بے مول لگنے لگا تھا۔۔

آپ کی جو مرضی وہ کریں۔ لیکن اب مجھ سے کسی بھی قسم کی اچھائی کی توقع نہ رکھئے گا، کیونکہ آپ بھی اپنے باپ، بھائی کی طرح ایک مطلبی لڑکی ہیں۔ جنہیں بس اپنی اور اپنے خاندان کی فکر ہے، بھلے سے سامنے والے کے جذبات، خلوص اور محبت کا جنازہ نکل جائے۔۔" وہ درشت لہجے میں تنبیہ

آنداز میں بولتا بے یقینی میں گھری کھڑی ثمرہ کو یونہی ساکت وصامت دیکھ

وہاں سے نکل آیا تھا۔۔ جبکہ وہ اب تک سکتہ میں تھی یہ مصطفیٰ اسکی محبت کیا

کہہ گیا تھا۔ کیا وہ ایک مطلبی لڑکی تھی؟ اپنی روح کو گروی رکھنا کیا مطلبی ہونا

ہوتا ہے؟" خود سے سوال کرتی وہ یکدم ڈھنے کے سے آنداز میں زمین پر

بیٹھتی چلی گئی تھی، اور پھر خود کو بے انتہا بے بس محسوس کر وہ پھوٹ پھوٹ

کر رُودی، یہاں کوئی ایسا نہیں تھا جو اُسکی پوزیشن کو سمجھتا، کوئی اسکی بے بسی

سمجھنے کا تیار ہی نہیں تھا، سب کو لگ رہا تھا وہ مطلبی ہے۔۔۔ اور یہ دکھ اب

آندر ہی آندر دم گھونٹ رہا تھا۔۔

مصطفیٰ غصے میں تیز قدم اٹھاتا واپس اپنے روم میں آگیا تھا۔ پھولے تنفس سے

سوچتا وہ شدید غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔ بیڈ پر بیٹھتا وہ بالوں میں ہاتھ

گھمتا خود پر کنڑول کر رہا تھا۔۔وہ سب کچھ سوچنے کے باوجود ثمرہ کے حق میں فیصلہ دینے سے خود کو باز نہیں رکھ سکا تھا۔اپنی ماں کو منانا ایک مشکل مرحلہ تھا مگر وہ انہیں بھی راضی کر چکا تھا۔۔مگر وہ لڑکی۔۔۔۔۔

کیا ثمرہ نے اسے اتنا گرا ہوا مرد سمجھ لیا تھا کہ وہ اس کے بھائی سے بدلا لینے کے لئے اب اسکی ذات کا استعمال کرتا،اسے تکلیف پہنچاتا جیسے دکھ دینا ہی اسکے اس دل کو گوارہ نہیں۔۔کیونکہ وہ دل تو اس لڑکی سے صرف محبت کرنا جانتا تھا۔

وہ ہمیشہ ہی ایسا کرتی تھی،اپنی خود غرضی میں اسکا دل توڑ دیا کرتی تھی۔آج سے پانچ سال قبل بھی تو اس نے یہی کیا تھا،اور آج پھر وہ اسکی ذات کو بے مول کر گئی تھی۔۔

اب آپ اپنی خود ساختہ سوچوں کے ساتھ ہی رہیں ثمرہ جبران ، کیونکہ مصطفیٰ وجدان تو اب آپ کو کسی صورت نہیں ملنے والا۔۔" بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو کمپوزڈ کرتا وہ سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا۔۔

میڈم کے روم میں کھانا پہنچائیں فوراً، اور انکی ضروریات کا جو بھی سامان ہے اور کل ہر حالت میں انکے روم میں موجود ہونا چاہیئے۔۔اس ڈیٹ کلئیر۔۔"انٹرکوم کے زریعے ملازمہ کو ہدایت کرتا وہ ایک بار پھر بیڈ پر گر سا گیا تھا، دماغ ابھی تک اسی میں الجھا ہوا تھا، جو آنکھوں میں آنسو لئے بڑی آس سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

صبح صادق سے طلوع ہوتا سورج اپنے جوبن پر تھا، گزری شب بہت بھاری ہی سہی مگر گزر ہی گئی تھی۔کیوکہ یہی حقیقت تھی کہ رات چاہے کتنی ہی

بھاری کیوں نہ ہو سویرا ہو کر رہتا ہے، مگر گزری سیاہ شب کا روشن سویرہ ہونے میں ابھی وقت تھا۔۔۔۔

قصویٰ کی ساری رات آنکھوں میں کٹ گئی تھی۔۔آنکھوں سے بہتے آنسو کنپٹیوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔

ایک دفعہ کی ملاقات میں وہ جس شخص پر اپنا دل ہار گئی تھی، وہ سالوں سے اسکی بہن کی محبت میں مبتلہ تھا اور کل بلاخر وہ اسکے نام کے ساتھ جڑ گئی تھی۔۔

’’احد مصطفیٰ تمہارا ہی نصیب تھا ثمرہ جبران، تم خود کو ہمیشہ سیاہ نصیب کہتی تھیں، جبکہ در حقیقت سیاہ نصیب تو میں نکلی ہوں، جو اپنی محبت کو پانے کے لئے کچھ بھی نہ کر سکی۔‘‘ اسے آج بھی وہ دن یاد آتا جب پاکستان کا بلینئیر احد مصطفیٰ اپنے شاہانہ آنداز میں اسکی کم صورت بہن کا رشتہ لے کر آیا

تھا،اور اسکی ماں نے ایک پرانی خاندانی دشمنی کے تحت انہیں،انکے خاندان اور خلوص کا جلوس نکال دیا تھا،اور بس وہی دن تھا جب قصویٰ نے اپنی خاموش محبت کو یونہی دل کے ایک کونے میں دفن کر دیا تھا۔۔

’’جبران صاحب واٹس رانگ ود یو! کیا بیٹی کی جدائی کا صدمہ سر چڑھ گیا ہے۔۔دن چڑھ آیا ہے اور آپ اب تک کمرے سے ہی نہیں نکلے ہیں۔‘‘ وہ کل سے خاموش بیٹھے مسلسل ایک غیر مرئی نقطے کو گھور رہے تھے۔

’’جبران صاحب میں آپ سے مخاطب ہوں۔‘‘خود کا فراموش کیا جانا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

لیکن میں آپ سے ہرگز بھی مخاطب نہیں ہوں۔" وہ ہنوز اسی

پوزیشن میں بیٹھے بے تاثر لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"تو پھر کیا سوچ رہیں ہیں، اپنی اس آوارہ بیٹی۔۔۔"فرناز کے لفظ

لبوں میں ادھورے ہی تھے۔۔

"بس فرناز! خبردار جو اب آپ نے میری بیٹی کے خلاف کوئی بات کی

تو۔میں پہلے ہی اس کے ساتھ بہت زیادتی کر چکا ہوں۔ صحیح کہتی ہے قصویٰ

میں تو اسکا باپ ہوں، مجھے تو اسکی فریاد سننی چاہئے تھی۔"وقت گزر

جانے کے بعد ہی سہی، مگر شکر تھا کہ انہیں خیال تو آیا تھا۔۔

"لو اب انہیں بیٹی یاد آرہی ہے۔وہ بیٹی جو اپنی ماں کی طرح آپ کی

عزت کی دھجیاں اڑا گئی۔پتہ نہیں احد مصطفیٰ کو کون کون سی ادائیں دکھائیں

تھیں۔"وہ نخوت بھرے لہجے میں گہرا طنز کر گئیں تھیں۔

بس فرناز خاموش ہو جاؤ۔اس کے قبل کے میرا ضبط جواب دے ' '

جائے۔۔''انکی کی کڑک دار آواز نے ایک لمحے کو فرناز کو سہما کر رکھ دیا

تھا۔۔۔

....

صبح صادق سے نکلتا سورج اپنے جوبن پر َتھا۔ ثمرہ کی تمام تر رات آنکھوں

میں ہی کٹ گئی تھی۔۔۔وہ بیڈ پر نیم درازی کی پوزیشن میں لیٹی گزری رات

کے بابت سوچ رہی تھی۔۔جب مصطفٰی نے ملازمہ کے ہاتھ کھانے کی ٹرالی

اور سختی سے ہدایت پہنچائی تھیں کہ وہ کھانا لازمی کھالے۔چارو نچار اس نے

بڑی مشکل سے کھانا زہر مار کیا تھا۔۔

اور ابھی وہ بیڈ پر خاموش سے لیٹی غیر مرئی نقطے پر نظر جمائے ہوئے تھی کہ جبھی دستک دے کر کوئی روم میں داخل ہوا تھا۔۔وہ چونکی اور جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔

’’السلام علیکم آنٹی! آپ یہاں۔۔‘‘ دروازے سے نمودار ہوتا چہرہ دیکھ، وہ جلدی سے سیدھی ہوئی۔۔

’’بیٹا آپ کل رات سے کمرے سے باہر نہیں آئیں۔۔ کھانا بھی کمرے میں کھایا تھا۔۔‘‘ ان کا نرم لہجہ اسے ایک بار پھر شرمندہ کر گیا تھا۔۔

’’ائی ایم سوری! بس ویسے ہی۔۔‘‘ اس نے لب چبائے۔

’’خیر باہر آجائیں۔۔ ناشتہ ساتھ کرتے ہیں۔ مصطفیٰ صبح گھر سے جلدی نکل گئے تھے۔ شاید انہیں کہیں جانا تھا۔‘‘ انہوں نے ہدایت دینے کے ساتھ ساتھ مصطفیٰ کے بابت اطلاع دی تھی۔۔

میں۔۔آتی ہوں۔۔" وہ جلدی سے کھڑی ہوگئی تھی۔۔دل اندر

ہی اندر خوف زدہ بھی تھا۔۔

جی جلدی آجائیں۔۔پھر ہم نے شاپنگ پر بھی جانا۔۔" انہوں نے

قدم باہر کی جانب بڑھاتے باور بھی کرایا تھا۔۔جبکہ وہ خاموشی سے انکی

پیروی میں باہر آئی تھی۔۔

عریشہ اس وقت جناح انٹرنیشنل آئیرپورٹ کراچی سے پر موجود اپنی سامان

کی ٹرالی گھسیٹ کر لاتی ابھی باہر آئی تھی۔جبھی اسے سامنے مصطفیٰ کھڑا نظر

آیا تھا۔۔جو شاید اسکا ہی منتظر تھا۔۔ مصطفیٰ کو دیکھ چہرے پر خوش کن

مسکراہٹ کھل گئی تھی۔۔وہ جوش سے ہاتھ ہلاتی اسکی جانب بڑھی۔۔۔

’’ ہائے بڈی! کیسے ہو یار!‘‘ وہ یکدم آگے بڑھتی عادتً اسکے سینے سے لگی تھی۔۔ مصطفیٰ نے نرمی سے اسے خود سے جدا کرتے فاصلے پر کیا تھا۔۔ مصطفیٰ کا یہ گریز وہ ہمیشہ ہی محسوس کرتی تھی، مگر وہ بھی انتہا کی ڈھیٹ تھی۔۔ جو بارہا منع کرنے کے باوجود کبھی باز نہیں آتی تھی۔۔۔

’’ میں بالکل ٹھیک! سفر کیسا رہا۔۔‘‘ وہ ملازم کو سامان اٹھانے کا اشارہ کرتا، استفساریہ گویا ہوا۔۔۔ جبکہ اب قدم ایگزٹ ڈور سے باہر ہی جانب بڑھ رہے تھے۔۔۔

’’ اچھا رہا! تم سناؤ۔۔ مجھے لینے آنے کی وجہ سے تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا نا؟‘‘ وہ سوال کر رہی تھی۔۔

’’ آ گر ہوا بھی تو اب کیا کیا جا سکتا ہے ڈئیر !‘‘ وہ اپنی فراری میں بیٹھتا شرارت سے بولا، جبکہ وہ ذرا گھور کر فرنٹ سیٹ کا ڈور کھولتی ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔۔۔

’’ ویسے اتنے سالوں بعد پاکستان واپس آ کر کیسا لگ رہا ہے ؟‘‘ اس نے موڑ کاٹے سوالیہ پوچھا، جبکہ گارڈز کی گاڑی ساتھ ہی پیچھے آ رہی تھی۔۔

’’ ہمم ! سچ بتاؤں تو اپنے وطن واپس آ کر ایک سکون سا مل رہا ہے۔۔ جیسے جب کوئی بہت دنوں بعد اپنے گھر جاتا ہے تو اسے ایک سکون سا محسوس ہوتا ہے بالکل ویسا۔۔‘‘ وہ آنکھیں موند کر سیٹ سے ٹیکا تی جذب کے عالم میں بولی تھی۔۔

’’ سو تو ہے، میں بھی جب پانچ سال بعد پاکستان واپس آیا تھا تو سب سے ملنے کی خوشی ہی الگ تھی۔‘‘ وہ اپنی واپسی کا دن یاد کر سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔

’’تمہارے بھائی کے قاتل کا کیا بنا؟‘‘ وہ خیال آنے پر ایک دم بولی ۔ مصطفیٰ نے ایک گہری سرد سانس خارج کی۔۔۔

’’حوالات میں ہے۔۔ کیس چل رہا ہے ابھی۔۔‘‘اس نے باخبر کیا۔۔

’’اللہ پاک تم لوگوں کو صبر دے۔۔۔آنٹی کیسی ہیں؟‘‘ وہ مزید بولی۔۔

’’کیسی ہو سکتی ہیں؟ جس ماں نے اپنا جوان بیٹا کھویا ہو وہ بھلا کیسی ہو سکتی ہے۔‘‘ وہ اپنی ماں کا رونا بلکنا یاد کر ضبط سے بولا۔

’’واقعی! تم لوگوں کا دکھ بہت بڑا ہے۔۔۔‘‘اب وہ وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے تھے۔ مصطفیٰ کی کار کا رخ مصطفیٰ پیلس کی جانب تھا، جبکہ عریشہ کا دماغ اپنی ماں میں اٹکا ہوا تھا۔ جو اپنے بوائے فرینڈ کے گھر شفٹ ہو چکی تھیں۔۔۔

’ ’ ثمرہ بیٹا!!! تیار ہو جائیں شاپنگ پر چلتے ہیں؟‘‘ وہ روم میں آکر کل ملازمہ کی جانب سے دیا گیا جوڑا دوبارہ مانگ پر پہن چکی تھی۔

’ ’ نہیں آنٹی۔۔اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔‘‘اس نے سلیقہ سے انکار کیا تھا۔۔ مصطفٰی کچھ بھی کہتا مگر وہ یہاں خون بہا میں آئی تھی، تو وہ اسی آنداز میں رہنا بھی چاہتی تھی۔

’ ’ مگر مصطفٰی نے کہا تھا کہ آپ کو شاپنگ پر لے جاؤں۔‘‘اس بار انہیں اسکا نخرے دکھانا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

’ ’ شکریہ۔۔ مگر مجھے ضرورت نہیں ہے آنٹی۔‘‘ وہ نظریں جھکائے بولی۔

چلو تمہاری مرضی!'' وہ ایک نظر اس کے حلیے پر ڈال کر، کمرے ' ' سے باہر نکل گئیں تھیں۔۔ جبکہ اب وہ آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔۔ جو لباس اس نے پہن رکھا تھا، اس سے ہزار درجہ اچھا جوڑا تو وہ یونہی ملازمہ کو دے دیا کرتی تھی۔۔۔

\------------

آئزل! آئزل!'' مجتبیٰ عادتاً اپنی کوئی شرٹ تلاش کرتا تیز آواز ' ' میں پکار رہا تھا۔

کیا ہو گیا؟'' وہ بھاگ کر کمرے میں آئی۔ ' '

یار میری نیلی شرٹ کہاں گئی۔'' آئزل نے گھور کے دیکھا تھا۔ ' '

’’تم کب سدھرو گے مجتبیٰ؟ چھوٹے بچے ہو کیا۔۔ وہ دیکھو سامنے۔۔اس نے اسکی توجہ استری اسٹینڈ کے پاس رکھی شرٹ کی جانب کروائی تھی۔۔

’’اوہ شٹ! کب سے ڈھونڈ رہا ہوں۔‘‘ وہ سر پر ہاتھ مارتا شرٹ پہننے لگا۔

’’ویسے آج تم کسی انٹرویو پر نہیں گئے؟‘‘اس نے دروازے سے ٹیک لگاتے آئی برو اٹھائے۔

’’فضول ہے۔۔ میں سوچ رہا ہوں پاس پورٹ بنوالوں، بس اب باہر جاؤنگا۔اس ملک میں کوئی جاب نہیں رکھا۔۔ فضول کی خواری نصیب میں لکھی ہوئی ہے بس۔۔‘‘ وہ اب انٹرویوز دے دے کر تھک چکا تھا۔۔

اور میں ؟؟ میں کیا یہاں اکیلے رہو نگی ؟" آئزل کی آواز بھرا گئی تھی۔۔اسکا بھائی کیسے ملک چھوڑنے کی بات کر رہا تھا۔۔ مجتبیٰ نے ٹھٹھک کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

پاگل تمہیں بھی وہیں بلا لو نگا۔ مگر کچھ عرصہ خالہ کے پاس رہ لینا۔ایکدم تو ساتھ نہیں لے جا سکتا۔۔" اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے کندھے سے لگایا تھا۔

نہیں مجتبیٰ! میں کسی کے گھر پر نہیں رہنا چاہتی، تم یہیں کوئی جاب تلاش کرو۔" وہ روہانسو ہو گئی تھی۔

تو پھر میں تمہاری شادی کر دیتا ہوں۔" اس نے جان کر چھیڑا۔

میں شادی نہیں کرو نگی۔ سمجھے۔" اس نے گھور کر اسکی جانب دیکھا تھا۔

کیوں بھئی۔۔شادی تو کرنی پڑے گی۔اماں، باوا زندہ ہوتے تو اب ’ ’
تک تمہارے ہاتھ پیلے ہو چکے ہوتے۔‘‘مجتبیٰ کو احساس تھا کہ اسکی شادی کی
عمر نکلی جا رہی تھی۔۔

بس پتہ چل گیا مجھے، کہ بہن بوجھ لگنے لگی ہے آپ کو۔‘‘وہ یکدم ’ ’
سنجیدہ ہوتی طنزیہ لہجے میں بولی تھی۔۔

سو تو ہے۔۔میرے باہر جانے میں رکاوٹ بن رہی۔‘‘اس نے ’ ’
شرارت سے چھیڑا۔

اب تو بیٹا تم باہر جانے کے خواب اپنے زہن سے نکال دو، کیونکہ ’ ’
میں تو یہیں رہونگی، تمہارے سر پر سوار ہو کر۔‘‘وہ نروٹھے پن سے بولی۔

’’ اچھا بابا! میں ذرا ایک دوست سے ملنے جارہا ہوں۔۔وہ ائیریا میں ہوٹل کا سیٹ اپ ڈالنے کا سوچ رہا ہے۔ سوچ رہا ہوں فی الحال اسی کے ساتھ لگ جاتا ہوں۔‘‘اس نے اظہار خیال کیا۔

’’چلو ٹھیک ہے جاؤ پھر۔۔‘‘وہ خود اپنے کمرے کی جانب بڑھی، جبکہ وہ دروازہ لاک کرتا گھر سے نکل آیا تھا۔۔

مصطفیٰ کی گاڑی کار پورچ میں آکر ٹھری تو عریشہ اور وہ ساتھ ہی کار سے باہر نکلے تھے۔۔زنیر بیگم جو دروازے پر انہیں ریسو کرنے کے لئے کھڑی تھیں۔ عریشہ انہیں دیکھ مسکرائی۔۔

’’السلام علیکم آنٹی! کیسی ہیں آپ؟‘‘وہ بھاگ کر انکے گلے سے لگی تھی۔

’’ میں ٹھیک ہوں بیٹے۔۔آپ کیسی ہیں؟‘‘انہونے سوالیہ آنداز میں

پوچھا۔

’’ پہلے بس ٹھیک تھی۔۔مگراب آپ سے مل کر بہت اچھی ہوگئی

ہوں۔۔۔‘‘مصطفٰی اسکے جواب پر مسکرایا تھا۔۔

’’ چلیں بھئی آندر چلیئے۔۔کیا ساری باتیں،یہیں کھڑے کھڑے

کریں گی۔‘‘وہ مسکرا کر گھر میں داخل ہوئے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ثمرہ صبح سے اپنے کمرے میں بند تھی۔۔اب باہر سے کسی لڑکی کے ہنسنے

بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔جو کبھی زنیرہ بیگم سے مخاطب تھی تو کبھی

مصطفٰی کو بھی ساتھ کھینچ رہی تھی۔۔جبکہ وہ بھی بہت اچھے مزاج میں لگ رہا

تھا۔اور اسکا یہی آنداز سوچ سوچ کر تو ثمرہ کو ہول اٹھ رہے تھے۔۔۔

اوکے لیڈیز! آپ لوگ بیٹھیں گپ شپ لگائیں۔میں آفس جارہا ہوں۔بس میڈم کو پک کرنا تھا تو میٹنگز کا شیڈول آگے پیچھے کرنا پڑا۔۔" وہ اب کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔جبکہ ایک سرسری سی نگاہ ثمرہ کے کمرے کی جانب ڈالی تھی،اور پھر وہ رخ پلٹتا آفس کے لئے نکل گیا تھا۔۔

ماما!" فرناز اور جبران میں ایک عجیب سی جنگ چھڑ گئی تھی۔کل رات سے ہی وہ دونوں ایک دوسرے کو مخاطب نہیں کر رہے تھے۔۔اور اب شام ہونے کو آئی تھی۔۔

ہمم بولو!" وہ کچن میں کھڑی ملازما کو ڈنر کے حوالے سے ہدایت کر رہی تھیں۔

’’وہ میں سوچ رہی تھی کہ میں احد مصطفیٰ کے گھر کا چکر لگا لوں۔۔کم از کم ثمرہ کا سامان ہی وہاں پہنچا دیا جائے۔۔‘‘ماں کی گھورتی نگاہیں محسوس کر وہ گڑبڑائی۔۔

’’کوئی ضرورت نہیں۔۔اس کا شوہر ایک لینڈ لارڈ آدمی ہے۔تمہیں لگتا ہے کہ وہ اسے ضرورت کی چیزیں فراہم نہیں کر سکتا؟‘‘انہوں نے بیٹی کو کینہ توز نگاہوں سے گھورا تھا۔

’’مگر ماما!‘‘اس نے دوبارہ کچھ کہنا چاہا۔۔

’’بس خاموش! صبح سے تمہارے باپ کے مزاج نہیں مل رہے۔گویا میں نے ان کے دونوں بچوں کی زندگی خراب کی ہو۔اب الٹا اب تم دماغ خراب کرنے کے لئے آگئی ہو۔۔‘‘وہ ذرا غصے سے بولتی گھورتی ہوئی وہاں سے واک آوٹ کر گئیں تھیں۔جبکہ قصویٰ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی تھی۔۔۔

رات کا اندھیرا ہر سو اپنے پنکھ پھیلا رہا تھا۔۔آج مصطفیٰ کو آفس سے لوٹنے میں خاصی دیر ہو گئی تھی۔۔اس وقت شام کے اٹھ بج رہے تھے۔اور ملازمائیں ڈنر ٹیبل سیٹ کر رہی تھیں کیونکہ مصطفیٰ پیلس میں ڈنر کا یہی وقت مقررہ تھا۔اسے گھر آئے دو گھنٹے ہونے کو آئے تھے، مگر ثمرہ اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی۔پتہ نہیں وہ صبح سے کہاں چھپی بیٹھی تھی،، جبکہ عریشہ کی باتوں سے لگ رہا تھا کہ اسکی بھی ثمرہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔وگرنہ وہ اسکے بابت مصطفیٰ سے ضرور پوچھتی۔

''تمہیں پتہ ہے مجھے اتنی سخت نیند آرہی تھی کہ میں سوئی تو تمہارے آفس کی واپس کا سُن کر ہی جاگی ہوں۔ورنہ مجھے تو کوئی ہوش ہی نہیں تھا۔۔سامان کی پیکنگ پھر فلائیٹ کی تھکن۔۔اف۔۔۔۔'' وہ مسلسل کچھ نہ

کچھ بول رہی تھی۔۔ جبکہ ثمرہ کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی باہر کی آوزیں سُن رہی تھی۔۔اسکا رُوم نیچے ہونے کے باعث لاؤنج کی آوازیں باآسانی سنی جاسکتی تھیں۔۔

’’سر کھانا لگ گیا ہے!‘‘ ملازم نے مصطفیٰ کو آکر پیغام دیا تھا۔

’’الماس خالہ! ثمرہ کو بھی بلالیں!‘‘ مصطفیٰ نے وہیں سے ہانک لگائی تھی۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی مہمان کی موجودگی میں اسے اپنا آپ کمتر محسوس ہو۔۔ جبکہ وہ صبح سے دل ہی دل میں کُڑری تھی۔۔ مصطفیٰ کے منہ سے اپنا نام سن کھل سی گئی تھی۔ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ وہ بھاگ کر آئینے کے سامنے گئی تھی۔۔تاکہ اپنا حلیہ درست کرسکے۔۔۔

’’مصطفیٰ بیٹا! ثمرہ کو رہنے دیجئے۔انکی طبیعت ذرا ٹھیک نہیں ہے تو وہ کھانا کھا کر اپنے روم میں آرام کررہی ہیں۔‘‘ یہ زنیرہ بیگم کی آواز

تھی۔ مصطفیٰ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔ جبکہ ثمرہ جو دروازہ کھول کر باہر آرہی تھی۔اپنے قدم وہیں روک گئی۔

’’ گائزیہ ثمرہ کون ہے ؟‘‘ عریشہ نے ذرانا سمجھی سے دریافت کیا تھا۔

’’ میری۔۔۔۔۔۔‘‘ مصطفیٰ کے لفظ لبوں میں ادھورے ہی رہ گئے تھے۔ جبکہ زنیرہ نے بات بیچ میں ہی اُچک لی تھی۔

’’ میری بھتیجی ہے۔۔ ہمارے پاس رہنے آئی ہوئی ہے۔‘‘ مصطفیٰ نے نا سمجھی سے ماں ہی جانب دیکھا، اب وہ ماں کو جھٹلا بھی نہیں سکتا تھا۔

’’ اوہ۔۔‘‘ وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔

’’خیریت ہے ممی! کل تک تو وہ ٹھیک تھیں۔‘‘اس کے لہجے سے فکر عیاں تھی، عریشہ نے بغور اسکا چہرہ دیکھا تھا۔وہ کبھی صنف نازک میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔ان دونوں کی دوستی ہی بڑی مشکل سے ہوئی تھی۔۔

’’جی بیٹا! بس ویسے ہی۔ تم کیوں پریشان ہو رہے ہو۔۔‘‘ان کے لہجے میں تنبیہ واضح تھی۔۔وہ عریشہ کی موجودگی کے باعث خاموش ہو گیا تھا۔دماغ مختلف سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔جبکہ اب ان لوگوں نے ہلکی پھلکی گفتگو کے دوران کھانا ختم کر لیا تھا۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ثمرہ پلٹ کر آتی بستر پر ڈھنے کے آنداز میں لیٹی تھی۔۔اور زنیرہ کی بات سچ کرنے کی خاطر بغیر کھانا کھائے ہی آنکھیں موند کر لیٹ گئی تھی،تاکہ اسے نیند آجائے۔۔

کروٹیں بدلتے ایک گھنٹے سے زیادہ کا وقت گزر گیا تھا۔۔اب باہر سے آوزیں آنا بند ہو گئی تھیں۔وہ چھت کو گھور رہی تھی۔۔۔آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔کمرے کی بتی وہ بجھا چکی تھی۔۔۔وہ اپنی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔جبھی کھٹکے کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا،اور ساتھ روشنی بھی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔اور دروازے کے عین وسط میں کوئی ہیولہ سا نمودار ہوا تھا۔۔

''ثمرہ آپ سو گئیں ہیں۔۔''کمرے کا دروازہ کھولتے ہی پہلی نگاہ بیڈ پر چت لیٹی ثمرہ کے چہرے پر گئی تھی۔۔جو آنکھیں موندے شاید سو رہی تھی۔۔اپنی انا بالائے طاق رکھتا وہ اسکی خیریت دریافت کرنے روم میں آگیا تھا۔۔

شاید آپ واقعی سو رہی ہیں۔۔ رات کا پہر، اور پھر اس طرح اسکی بے خبری میں اسے کمرے میں داخل ہونا مناسب نہیں لگا تھا، وہ دروازے سے ہی پلٹ آیا تھا۔۔ جبکہ کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی ثمرہ نے آنکھیں کھول لیں تھیں اور کتنے ہی آنسو تھے جو آنکھوں سے نکلتے کنپٹی میں جذب ہو گئے تھے۔۔۔

نیم تاریکی میں ڈوبے کشادہ کمرے کی بالکنی میں موجود مصطفیٰ کسی گہری سُوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔۔ شعلے بھڑکاتا سگریٹ لبوں میں دبائے وہ خاصہ مضطرب دکھائی دے رہا تھا۔ رات کی تاریکی ہر سو اپنے پنکھ پھیلائے خود میں ایک عجیب سی بیزاریت سموئے ہوئے تھی، بالکنی سے گھر کے وسیع و عریض لان کا منظر واضح نظر آ رہا تھا۔ سیکیورٹی ریزنز کی وجہ سے گھر کی زیادہ تر لائٹس

رات میں بجھادی جاتی تھیں۔ کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے وہ مسلسل ثمرہ کو سُوچ رہا تھا۔

کبھی دماغ مزمل میں اُلجھ جاتا تو کبھی اپنی ماں کے آنسو یاد آجاتے، تو کبھی ثمرہ، جو پر سوا اپنے ماں باپ کے گھر میں اسکے حصار میں کھڑی بلک بلک کر رُو رہی تھی۔۔ وہ اُس معاملے میں کس قدر بے بس تھی، اس بات کا اندازہ وہ بخوبی لگا سکتا تھا۔۔

زنیرہ کسی طور اس رشتے کو قبول کرنے کو راضی نہیں تھیں، مگر وہ ایک ہی شرط پر مانی تھیں کہ وہ ثمرہ کی رخصتی اسی صورت میں ہی دیں گی جب وہ اسکے بھائی کو سزا دلوائیگا اپنے بھائی کا بدلہ لے گا، اور ثمرہ چاہتی تھی کہ وہ اس کے بھائی کو معاف کر دے۔۔

فی الحال حقیقت یہی تھی کہ اس کے دل میں ثمرہ اور اس نئے رشتے کے حوالے سے کسی قسم کے جذبات بیدار نہیں ہوئے تھے، اپنی چاہت اور محبت پر اس وقت بھائی کی محبت اور ماں کی التجائیں غالب تھیں۔۔

وہ یونہی رات نجانے کتنی دیر تک سیگریٹ پھونکتا رہا تھا، اور یہ عادت بھی اسے پانچ سال قبل ہی لگی تھی۔۔ یہ واحد شے تھی جو اسکی تنہائیوں کی ساتھی تھی۔

وہ تیسری سیگریٹ جلا رہا تھا کہ جبھی اسے گماں ہوا کہ جیسے لان میں کوئی تھا۔۔اس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے، ریلنگ پر ذرا جھک کر بغور دیکھنے کی کوشش کی تو وہ ہیولہ اب چلتا ہوا دکھائی دیا تھا، سیگریٹ بجھاتا وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھا کر ٹراؤزر کی جیب میں ڈالتا اب قدم نیچے کی جانب قدم اُٹھا رہا تھا۔۔

ساری رات آنکھوں میں یونہی جاگتے ہوئے کٹ گئی تھی۔۔اپنے باپ کی بے رخی یاد کر کے دل خون کے آنسو رو رہا تھا، کبھی بھائی کی یاد ستانے لگتی، تو کبھی باپ کی بے یقینی یاد آجاتی، اس کے باپ نے اسے بدکردار کہنے میں ایک لمحہ نہیں لگایا تھا۔یہ دُکھ برداشت سے باہر تھا۔۔

کہنیوں کے بل اٹھ کر پاس رکھا موبائل اٹھا کر چیک کیا تو گھڑی تین کا ہندسہ عبور کر رہی تھی، اب تو پیٹ میں بھی چوہے دوڑنے لگے تھے۔ بھوک کے مارے برا حال تھا، مگر یہاں بھلا کس کو اسکی پرواہ تھی۔۔۔

وہ صبح سے کمرے میں بند تھی، اب تو اس کمرے میں عجیب سی وحشت ہونے لگی تھی۔کچھ دیر کھلی فضا میں سانس لینے کی غرض سے وہ بیڈ سے اٹھ

کر پاس رکھا نارنجی رنگ کا دوپٹہ گلے میں ڈالتی پاؤں میں چپل اُڑس کر کچھ دیر چہل قدمی کی غرض سے وہ بیک سائیڈ ڈور سے لان میں آگئی تھی۔۔

ابھی اسے چہل قدمی کرتے کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ اپنے پیچھے آہٹ سی محسوس ہوئی، رات کا تیسرا پہر، انجان گھر، ثمرہ کو یکدم اپنی حماقت کا احساس ہوا تھا۔۔ سانس سینے میں اٹکا تھا۔ بغیر پیچھے مڑے اس نے جلدی سے یہاں سے بھاگنے کے لئے پر تولے تھے۔۔ جبھی عقب سے ابھرتی شناسہ سی آواز پر رُکا ہوا سانس مزید ساکت ہو گیا تھا۔۔۔

’ ’ کون ہے ؟‘‘ اسکے لباس سے وہ اندازہ نہیں لگا سکا تھا۔ اسے لگا شاید کوئی ملازمہ تھی۔ وہ خاصہ تاریکی میں ڈوبے حصے میں کھڑے تھے، چاند کی روشنی کے باعث ہلکا سا عکس واضح تھا، روشن بلب کی روشنی اُجالا کرنے میں ناکام ٹھہر رہی تھی۔۔۔

’’کون ہے۔۔میری طرف گھومیں؟‘‘وہ چند قدموں کے فاصلے پر ٹھر گیا تھا، جبکہ ثمرہ نے رکا ہوا سانس بحال کرتے، آنکھیں زور سے میچ کر کھولیں تھیں،اس کے تو وہم و گماں میں بھی نہیں تھا کہ مصطفیٰ اس وقت جاگ سکتا تھا۔۔

’’محترمہ! میں نے کہا میری طرف رُخ کیجئے! کون ہیں آپ۔۔اور اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں؟‘‘اس نے آنکھیں چھوٹی کئے چندھیا کر بغور اس خاتون کا جائزہ لیا تھا،اِس قد کاٹھ کی تو شاید ہی کوئی عورت ان کے گھر کام کیا کرتی تھی۔۔

ثمرہ نے ڈرتے ڈرتے رُخ پلٹا تھا۔۔

’’مصطفیٰ میں ہوں!‘‘اسے ٹراؤزر کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالتا دیکھ،اُس نے جھٹ سے روانگی میں کہا تھااور وہ جو ایک لمحے کو نگاہیں جھکا کر

ٹارچ جلانے کی غرض سے موبائل نکال رہا تھا ثمرہ کی آواز اور پھر چاند کی روشنی میں واضح ہوتے اسکے روشن چہرے پر نگاہ پڑتے ہی ایک لمحے کو ٹھہرا۔۔۔گندمی رنگت میں پیلاہٹ گھل گئی تھی۔۔

”آپ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں ثمرہ؟“ رات کے اس پہر اسکی یہاں موجودگی اُسے ناگوار گزری تھی، اپنے چہرے کے حیران کن تاثرات پر قابو کرتا وہ ذرا سنجیدہ لہجے میں سوالیہ گویا ہوا تھا۔۔ ثمرہ نے ایک نظر ڈال نگاہیں جھکالی تھیں۔۔۔زبان پر گویا قفل پڑ گیا تھا۔۔

”آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا!“ وہ ایک دو قدم اٹھاتا ذرا نزدیک آیا تھا۔۔

”بس ویسے ہی نیند نہیں آ رہی تھی تو یہاں آ گئی۔۔“ گردن ترچھی کر نگاہوں کا رُخ پھیر کر سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا۔۔

‘‘جب سارا دن کمرہ بند کر کہ سوتی رہیں گی تو ظاہر سی بات ہے، رات میں نیند کیسے آئے گی۔۔۔’’ اسکا گریز واضح محسوس کر وہ خود ہی چار قدم پیچھے لیتا موجودہ فاصلہ برقرار کر گیا تھا۔

‘‘ہمم!’’ وہ ہنوز رُخ ترچھا کئے کھڑی تھی، مصطفٰی کی نظریں چاند کی روشنی میں چمکتے چہرے پر ٹکی تھیں، آج وہ چہرہ ہر تاثر سے عاری تھا۔۔

‘‘رات کے اس پہر آپ کا یہاں اکیلے کھڑا ہونا درست نہیں۔۔’’ اس نے گلا کھنکھار کر ایک بار پھر بات کا آغاز کیا۔

‘‘کیوں کیا آپ کا گھر بھی میرے لئے غیر محفوظ ہے؟’’ اس نے لمحوں میں رُخ پلٹے ذرا ناگواری سے تیز لہجے میں طنزیہ طور پر کہا تھا۔ مصطفٰی کی کشادہ پیشانی پر بل سمٹ آئے تھے۔

’’ یہ گھر آپ کے والد صاحب کے گھر سے زیادہ محفوظ ہے آپ کے

لئے۔‘‘اس نے جتانا ضروری سمجھا،وہ کچھ سوچ کر استہزائیہ مسکرائی۔۔۔

’’ اور یہ آپ کا اپنا گھر ہے،آپ جہاں چاہیں کھڑی ہو سکتی ہیں۔مگر یہ

وقت درست نہیں۔۔آئندہ خیال رکھئے گا۔‘‘اس نے بھی متوازن لہجے میں

باور کرایا تھا۔

’’ اچھا!‘‘ وہ اتنا بول کر رخ پلٹ کر جانے لگی، جبھی مصطفٰی کی سماعتوں

سے ٹکراتی آواز نے اسکے پلٹے قدموں کو زنجیر کیا تھا۔

’’ میں جانتا ہوں کہ آپ اس وقت جاگ رہی تھیں۔‘‘اپنی چوری

پکڑی جانے پر،اس نے آنکھیں میچیں۔۔

’’ کس وقت!‘‘رخ واپس پلٹتے وہ مضبوط لہجے میں کہتی جان کر بھی

انجان بنی۔

’’چھوڑیں اس بات کو۔۔شاید آپ کو بھوک لگنے کی وجہ سے نیند

نہیں آرہی۔۔“اس نے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔لہجے سے فکر عیاں

تھی۔ثمرہ نے ذرا اٹھ کر اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا،وہ لاکھ انکاری ہو جائے

مگر اپنی محبت چھپا نہیں سکتا تھا،اسکے ہر عمل سے محبت واضح چھلکتی دکھائی

دیتی تھی۔

’’نہیں مجھے بھوک نہیں۔۔“وہ رسمی سے انداز میں بولتی پلٹنے لگی

تھی۔

’’میں نے آپ سے پوچھا نہیں ہے ثمرہ۔۔اور میں یہاں آپ کو بھوکا

مارنے کے لئے ہرگز نہیں لایا ہوں۔جو ظلم میں اور میری ماں آپ پر کرنے

کے روادار نہیں،وہ ظلم میں آپ کو خود بھی نہیں کرنے دونگا۔۔“آگے بڑھ

کر اسے کہنی سے تھام کر جھٹکے سے نزدیک کھینچتے ذرا جتاتے لہجے میں کہا گیا

تھا، اچانک افتاد پر وہ سٹپٹا سی گئی تھی، دونوں کے درمیان اب ہاتھ بھر کا فاصلہ

تھا، اگرچہ وہ فاصلے بنانے جانتا تھا سمیٹنا بھی خوب جانتا تھا۔۔

مصطفیٰ بغیر کچھ کہے یونہی اسکا ہاتھ تھامے اب گھر کے اندورنی حصے کی جانب

قدم بڑھا رہا تھا، جبکہ وہ ہاتھ چھڑانے کی تگ ودو میں پریشان سی مسلسل

مزاحمت کررہی تھی۔۔

''مصطفیٰ میرا ہاتھ چھوڑیں!'' وہ کچن کی جانب قدم بڑھا رہا تھا، جبھی

وہ زچ ہوتی ذرا ناگواری سے بولی۔

''کیوں؟ میرا ہاتھ آپ نے اپنی مرضی سے تھاما تھا۔۔ تو ایک بات

یاد کریں میں نے یہ ہاتھ بھلے آپ کی مرضی سے تھاما تھا لیکن چھوڑونگا آپ

کی مرضی سے نہیں۔'' وہ نجانے کیا جتانا چاہ رہا تھا۔ ثمرہ کو اسکے لہجے کی بختگی

سے خوف آیا تھا۔۔

’’میں نے آپ کا ہاتھ صرف مجبوری میں تھاما تھا۔۔‘‘ وہ نا چاہتے ہوئے بھی تلخ ہوئی تھی۔۔

’’جانتا ہوں۔ لیکن میری کوئی مجبوری نہیں تھی۔‘‘ اب نرمی سے اسکا ہاتھ چھوڑ کر کچن کی لائٹ جلاتا وہ ذرا جتاتے لہجے میں بولا تھا۔

’’ہاں آپ نے تو میری مجبوری کا فائدہ اٹھایا ہے۔۔‘‘ اس کے یوں خیال کرنے پر دل کا غبار باہر نکالنے لگی تھی، فرج کھول کر کھڑے مصطفیٰ نے آئی برو اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا، جو ایک شکوہ کناں نظر ڈالتی ہائی چیئر پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔ مطلب بھوک تو واقعی زور کی لگی تھی۔۔اب کیا ہی نخرہ دیکھا یا جائے۔۔

’’آپ ایسی تو کبھی نہیں تھیں ثمرہ!‘‘ افغانی پلاؤ ایک پلیٹ میں ڈالتے مائیکرو ویو میں گرم ہونے کے لئے رکھتے اس نے ذرا تاسفی انداز میں کہا تھا۔۔

کیسی؟‘‘وہ متجسس سے گویا ہوئی۔ ’ ’

ضدی،اور بدمزاج!‘‘اس نے بغیر کسی لگی لپٹی رکھے اسکے رویہ کا ’ ’ احساس کرایا تھا۔

میں شروع سے ایسی ہی ہوں۔۔‘‘آنکھیں خود باخود بھر آئیں ’ ’ تھیں۔مصطفیٰ بغور اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔۔

جو ہو گیا سو گیا۔۔آپ اپنی ضد چھوڑ دیں۔‘‘اسکے لہجے میں التجا ’ ’ تھی۔۔

میں کوئی ضد نہیں لگا رہی، صرف ایک گزارش کر رہی ہوں، زندگی ’ ’ میں پہلی بار آپ سے کچھ مانگا ہے، مگر افسوس میرے باپ کی طرح، آپ بھی مجھے کچھ بھی دینے کے روادار نہیں۔‘‘آنکھوں میں در آئی نمی بیدردی سے رگڑتی وہ رندھے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔

’’مگر ۔۔۔ سیم یہ میرے بس میں نہیں ہے، وہ آپ جو مانگ رہی ہیں

میرا وعدہ ہے اس کے سوا آپ کچھ بھی مانگ لیں۔ اگر یہ قتل میرا ہوتا تو آپ

کی خاطر کب کا معاف کر دیتا مگر میں اپنی ماں کے آنسو اور معصوم بھائی کا خون

فراموش نہیں کر سکتا۔۔۔‘‘ وہ قدم اٹھا کر نزدیک آتا ہاتھ پکڑ کر اپنے مقابل

کھڑا کرتا اسکا سانس روک گیا تھا، لہجے کی نرمی، آنکھوں میں محبت۔۔ وہ سابقہ

انداز و اطوار، وہ ایک لمحے کو ٹھر گئی تھی۔۔

’’بھائی کو معاف کر دیں مصطفیٰ! مجھے اس کے علاوہ کچھ نہیں

چاہئے۔۔۔‘‘ وہ اسکے ہاتھوں میں موجود اپنے ہاتھوں کی گرفت سخت کرتی

آنکھوں میں آس سمو کر بولی تھی۔۔۔ مصطفیٰ نے ایک لمحے کو آنکھیں

موند لیں تھیں۔۔

' ' شاید کھانا گرم ہو گیا ہے۔۔۔" ٹائمر اینڈ ہو گیا تھا، وہ اسکے ہاتھوں

سے اپنے ہاتھ چھڑواتا کھردرے لہجے میں بولتا، ایک بار پھر فاصلہ بنا گیا۔۔۔

جبکہ وہ بے یقینی میں گھری اپنے خیالی ہاتھ دیکھتی رہ گئی تھی، جہاں

ابھی بھی اسکا چاہت سے لبریز لمس آباد تھا۔۔

' ' ثمرہ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" اسے ساکت و صامت دیکھ مصطفیٰ نے

اُسے احساس کرایا۔۔۔

' ' میری بھوک مر گئی!" وہ ناگواری سے بولتی ایک بار پھر پلٹنے لگی

تھی۔۔

' ' آگر آپ یہاں سے کھانا کھائے بغیر ہلیں تو آئندہ مجھ سے کسی قسم

کی نرمی کی کوئی امید مت رکھئے گا۔" مصطفیٰ نے اس بار سختی سے کہا تھا۔

’’مجھے آپ سے کوئی امید ہے بھی نہیں احد مصطفیٰ۔۔۔‘‘وہ بول کر پھر پلٹنے لگی۔اس بار مصطفیٰ غصے میں آگے بڑھتا اسکا ہاتھ تھام کر جھٹکے سے ہائی چیئر پر بیٹھاتا خود نزدیک ہی کھڑا ہوتا چمچ میں چاول بھر کر اسکے منہ تک لایا تھا۔

’’اچھی بات ہے کسی سے بھی بلاوجہ کی امید رکھنی بھی نہیں چاہیئے۔۔اب کھانا کھائیں۔۔‘‘اسنے اسکی زبردستی پر آنکھیں پھاڑ کر مقابل کو دیکھا تھا، وہ اچھا خاصہ سنجیدہ اور میچور مرد تھا، مگر اس وقت نجانے کیوں اسکے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا تھا۔۔

’’ثمرہ منہ کھولیں۔۔‘‘اس کی تیز آواز پر وہ پورے وجود سے اُچھلتی تیزی سے منہ وا کر گئی۔۔۔گلے میں آنسوؤں کا گولہ سا پھنس گیا تھا۔

اب وہ چمچ پلیٹ میں رکھتا ساتھ رکھی چیئر پر بیٹھ گیا تھا، جبکہ اب وہ اس سے جان چھڑانے کی خاطر جلدی جلدی نوالے زہر مار کر رہی تھی، گلاس میں پانی نکال کر پیتے مصطفیٰ کو اسکی اسپیڈ دیکھ اس قدر گھمبیر صورت حال میں بھی ہنسی آئی تھی۔۔ لبوں پر دلکش مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ سیاہ آنکھیں اسکے سر کے بالوں پر جمی ہوئیں تھیں۔۔۔

’’آرام سے !‘‘ نوالوں کے ساتھ ساتھ کتنے ہی آنسو تھے جو حلق میں اُتارے تھے۔۔ مصطفیٰ نے تنبیہ ضروری سمجھی۔۔۔

’’ثمرہ آرام سے کھائیں۔۔‘‘ وہ پلیٹ پر جھکی مسلسل جلدی جلدی کھا رہی تھی۔۔ اس بار مصطفیٰ نے نرمی سے ٹیبل پر رکھا ہاتھ دبا پر اسے احساس کرانا چاہا، وہ اپنی اسپیڈ برقرار رکھتی غصے سے ہاتھ جھٹک گئی۔۔ اور پانچ منٹ میں چاول کی پلیٹ خالی کر چکی تھی۔۔

اس پر ایک غصے بھری نگاہ ڈالتی، بغیر پانی پیے چیئر سے اترتی بھاگتے قدموں سے اپنے روم میں جا کر بند ہو گئی تھی۔اسکی اس حرکت پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی پریشان ہوا تھا، سرخ چہرہ اسکے ضبط کا گواہ تھا،اب وہ یقیناً کمرے میں جا کر رونے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔ مگر وہ کیا کرتا آخر کیسے سمجھاتا اس بیوقوف لڑکی کو۔۔۔ایک تاسفی سانس خارج کرتا وہ بھی پانی کا آدھا گلاس کاؤنٹر پر رکھتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

صبح ثمرہ کی آنکھ کھلی تو نگاہ سیدھی چھت سے لٹکتے پنکھے پر گئی تھی۔وہ کچھ دیر ناسمجھی سے چھت کو گھورتی رہی، جیسے جیسے حواس بیدار ہوتے گئے گزری شب کے تمام مناظر نگاہوں کے سامنے چلنے لگے تھے۔۔ایک لمحہ کو اسے شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔۔وہ مصطفیٰ کے سامنے کیسی بچکانہ حرکتیں کر رہی

تھی۔۔پھر سر جھٹکتی اُٹھ کر بیٹھی تو نگاہ بیڈ کی دوسری جانب رکھے شاپنگ بیگز کی جانب اُٹھی تھی۔۔

وہ ناسمجھی سے بیڈ سے اُترتی پاؤں میں چپل اُڑس کر گھوم کر دوسری جانب آئی تھی۔۔

تقریباً کوئی سات اٹھ شاپنگ بیگز تھے، ساتھ ہی نگاہ پیچھے گھمائی تو نظر صوفے پر رکھے مزید شاپنگ بیگز کی جانب گئی تھی، وہ متعجب سی اب بیگز میں جھانکنے کے سے آنداز میں دیکھتی ساری چیزیں دیکھ رہی تھی، وہ سارے لیڈیز سوٹ تھے۔۔ان بیگز میں تقریباً ہر رنگ کا جوڑا موجود تھا، جو آرام سے گھر میں پہنا جاسکتا تھا۔۔

وہ ایک گہری تاسفی سانس خارج کرتی اب قدم اٹھا کر صوفے کی جانب بڑھی۔۔۔

ان بیگز میں پارٹی وئیر ڈریسز تھے۔ ہلکے کام والی، ایک سرخ رنگ فراک نکال کر دیکھتی پہلے پہل وہ دھیرے سے مسکرائی، اور پھر ایک سوچ آنے پر اسکے مسکراتے لب یکدم سمٹ سے گئے تھے۔۔۔ فراک خود پر سے ہٹاتی گاؤن اور باقی سب پر سنلز چیزوں پر ایک نگاہ ڈالتی سٹپٹا سی گئی تھی۔۔۔۔

"حد ہو گئی! میں آگر شاپنگ پر نہیں گئی تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ، خود ہی سب خرید لیا جائے۔۔" وہ ابھی سرخ پڑتی سوچ بچار میں گم تھی کہ جبھی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔

"آجائیں!" سب کچھ واپس بیگ میں بھرنے کے آنداز میں ڈالتے آندر آنے کی اجازت دی گئی تھی۔۔

"السلام علیکم میڈم!" ثمرہ نے بغور اس لڑکی کا جائزہ لیا تھا، جو ہاتھ میں فلور بکے لئے آفس ڈریس کوٹ میں موجود تھی، جو یقیناً مصطفیٰ کے آفس میں کام

کرتی تھی۔۔ایک نظر میں اس حسین لڑکی کا جائزہ لیتے سر ہلا کر سلام کا جواب دیا گیا تھا۔۔

"وعلیکم السلام!"

"گڈ مارننگ! میڈم یہ سر نے آپ کے لئے بھجوایا ہے۔۔" ثمرہ نے خوشدلی سے مسکراتے ٹکے تھام لیا تھا،اس کی اس پیش قدمی پر دل میں گدگدی سی ہوئی تھی۔۔

"اور یہ سیل فون بھی۔۔" ایک لمحے کو پلٹ کر باہر کھڑی ملازمہ سے موبائل فون کا ڈبا تھام کر لیتے ثمرہ کی جانب بڑھایا تھا۔۔

"مصطفیٰ کہاں ہیں؟" اس نے سرسری سے لہجے میں ذرا متجسس ہو کر پوچھا۔۔

"میڈم سر کی کچھ دیر میں دبئی کی فلائٹ ہے، وہ اس وقت آئیر پورٹ پر ہونگے۔۔ مگر سر نے کہا کہ وہ وہاں پہنچتے ہی آپ کو کال کریں گے۔ موبائل میں سم اور گھر کے تمام افراد اور ضروری نمبر نوٹ کر دیئے ہیں۔" اس کی مصطفٰی کے بابت اطلاع دینے پر چمکتا چہرہ بجھ سا گیا تھا۔۔

"کتنے دن میں واپسی ہے؟" لب چباتی وہ مزید گویا ہوئی تھی۔

"دو سے تین دن۔۔" اس نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔

"یہ شاپنگ۔۔۔" اس نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا تھا۔۔ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔

"یہ شاپنگ سر نے کہا تھا آپ کے لئے کرنے کو۔۔ اس کے علاوہ آپ کو جس چیز کی بھی ضرورت ہو آپ بتا سکتی ہیں۔۔۔ اور اگر آپ کمفرٹیبل ہوں تو میرے ساتھ شاپنگ پر چل سکتی ہیں۔۔" ثمرہ کی جان میں جان آئی تھی۔

”تھینک یو۔۔“اُس نے ہولے سے مسکرا کر کہا۔۔

”آپ؟؟“اب وہ اسکی پوسٹ جاننے کے لئے متجسس ہوئی۔

”میں سر کی سیکرٹری!“اس کے تعارف پر کچھ لمحے پہلے کھلی مسکراہٹ پل میں سمٹ سی گئی تھی۔۔۔

”اوہ اچھا!ٹھیک۔۔تھینک یو۔۔۔اب آپ جا سکتی ہیں۔۔“اس کے یکایک بدلتے کھردرے لہجے پر وہ ایک لمحے کو چونکی پھر اُوکے میڈم کہتی کمرے سے ہی نکل گئی تھی۔۔۔۔

”ہمم!اتنی خوبصورت سیکریٹری رکھنے کی بھلا کیا ضرورت پیش آگئی۔۔۔“وہ دل ہی دل میں بڑبڑاتی، مصطفیٰ کی بھیجی گئی تمام چیزیں ایک طرف رکھتی ملازمہ کا دیا گیا جوڑا لے کر واشروم میں گھس گئی تھی۔۔

"عریشہ بیٹا! آپ کی ماں پاکستان ساتھ کیوں نہیں آئیں۔۔" وہ اس وقت سیٹنگ ایریا میں بیٹھیں عریشہ سے باتوں میں مشغول تھیں، جو صبح سویرے جلدی اُٹھنے کی عادی تھی۔۔۔

"نہیں آنٹی! وہ میری سگّی ماں تو ہیں نہیں۔۔اور پھر میں ان پر زبردستی بھی تو نہیں کر سکتی نا۔۔" لوز سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس، مغربی رنگ وروپ والی عریشہ، زنیرہ کے سوال پر فوری سنجیدہ ہو گئی تھی۔۔

"ہمم یہ تو ہے۔۔۔" وہ دونوں باتوں میں مصروف تھیں۔۔

"السلام علیکم!" وہ دونوں سماعتوں سے ٹکراتی آواز پر چونک سی گئی تھیں۔۔

"وعلیکم السلام! صبح ہو گئی تمہاری؟" زنیرہ کا لہجا یکا یک تبدیل ہوا تھا۔ ثمرہ کو کچھ کھٹکا سا ہوا تھا۔۔

"جی! بس وہ رات نیند نہیں آئی تو۔۔۔" عریشہ نے بغور اسکے سراپے کا جائزہ لیا تھا۔۔۔۔

"اچھا! ناشتہ کرو گی۔۔" انہوں نے رکھائی سے پوچھا۔ ثمرہ خاموش رہی۔۔اب وہ کیا کہتی، کہ صبح اٹھ کر ناشتہ نہیں کرے گی کیا۔۔

"کُک دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہا ہے۔ آگر بھوک لگ رہی ہے تو کچن میں جا کر خود بنالو۔" ثمرہ کو نجانے کیوں اس انجان لڑکی کے سامنے شرمندگی سی ہوئی تھی۔۔۔

"آنٹی یہ آپ کی؟؟" اس نے آندازً دریافت کیا تھا۔۔ کپڑوں سے تو وہ ملازمہ سے بھی گئی گزری لگ رہی تھی۔ مگر شکل وصورت اور ہیئر کٹ اسکی ذات کی واضح عکاسی کر رہا تھا۔۔۔

"بیٹا یہ میری کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔۔اور احد کا تو آپ کو معلوم ہی ہے۔۔ کتنا دردمند ہے۔۔ ہر اِیرے غیرے کو ہمدردی کے تحت گھر میں جگہ دے دیتا ہے۔۔" ثمرہ نے آنکھیں پھاڑ کر انہیں دیکھا تھا، پھر فوری ہی سنبھل بھی گئی تھی۔۔۔ آخر اُس نے سُوچ بھی کیسے لیا تھا کہ وہ اسے قبول کر لیں گی۔۔

"اوہ! ویری سیڈ!" اس نے تاسف کا اظہار کیا، اسکا حلیہ دیکھ وہ پہلے اسے کوئی ملازمہ ہی سمجھی تھی۔۔

ثمرہ نے بغور اُسکا جائزہ لیا تھا۔ مناسب قد کاٹھ، مغربی رنگ وروپ والا چہرہ، نازک سے مومی گڑیا جیسے نین نقش، بڑی بڑی سبز آنکھیں، اٹھی ہوئی ناک، لوز سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس

ڈراک بلونڈ کلر بالوں کی لٹیں انگلی پر لپیٹتی وہ جانچتی نگاہوں سے ثمرہ کے سراپے کا جائزہ لے رہی تھی۔ آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔۔۔

"خیر تم بتاؤ۔ تمہاری اور مصطفٰی کی دوستی کیسے ہوئی۔۔ مصطفٰی بہت باتیں کرتا ہے تمہاری۔۔" ثمرہ تھکے قدموں سے کچن کی جانب بڑھ ہی رہی تھی کہ سماعتوں سے ٹکراتی زنیرہ کی چہکتی آواز پر وہ پلر کی آڑ سں ہونے کے باعث ٹھر گئی تھی۔۔

''میری اور مصطفیٰ کی دوستی!!!! اف آنٹی۔۔اتنا کوئی نکچڑا ہے نا آپ کا بیٹا۔۔۔کہ میں آپ کو کیا بتاؤں۔۔۔اتنی مشکل سے مانا تھا دوستی کے لئے۔۔'' عریشہ نے چہک کر کہا تھا۔۔

''یعنی تم مصطفیٰ کو لائیک کرتی ہو۔۔۔'' انہیں زاتی طور پر عریشہ پسند تھی یا نہیں مگر یہ بات انہوں نے خاص کر ثمرہ کو جتانے کے لئے چھیڑی تھی۔۔

''اہمم! میں نے تو لڑکی ہو کر آپ کے بیٹے کو پرپوز بھی کیا تھا، مگر وہ مانا ہی نہیں۔۔کہتا ہے سوچ کر جواب دونگا۔''اس نے ذرا منہ بنا کر بولا۔۔جبکہ ثمرہ کی آنکھوں میں مرچیں سی مچنے لگی تھیں۔۔۔

''چلو کوئی بات نہیں، اب مل کر راضی کرلیں گے۔۔ورنہ اس نے تو فضول سے لوگوں کی وجہ سے کنوارا ہی رہ جانا ہے۔۔ویسے بھی میرا بڑا ارمان ہے اپنے بیٹے کو دلہا بنا دیکھنے کا۔۔'' ثمرہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔آنکھوں سے

زار و قطار آنسو بہنے لگے تھے۔۔وہ جلدی سے قدم اُٹھاتی کچن کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔۔۔

"ویسے آنٹی مائینڈ نہ کیجئے گا ایک بات کہوں۔۔"اس نے گلا کھنکھار کر کہا۔۔۔۔۔۔

"کہو نا بیٹے۔"

"اس طرح کی جو لڑکیاں ہوتی ہیں ناں انہیں گھر میں نہیں رکھتے، یہ مظلوم بن کر مردوں پر دوڑے ڈالنے لگتی ہیں۔"اس نے ذرا رازداری سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

"فکر مت کرو۔۔ابھی میں زندہ ہوں۔۔یہ محترمہ آئی ہی مصطفیٰ کے پیچھے ہیں، مگر میں کبھی بھی اس لڑکی کو اسکے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہونے دونگی۔"انہوں نے ذرا ناگواری سے کہا تھا۔۔

"سریسلی آنٹی!" اس نے ہونقوں کی مانند آئی برو اُٹھائے۔۔۔

"شکل سے کتنی معصوم لگتی ہے۔۔۔" اس نے حیرانگی کا اظہار کیا تھا۔۔۔

دبئی کی بلند و بالا بلڈنگ کے اپنے ذاتی پینٹ ہاؤس میں موجود گلاس وُنڈو کے پاس کھڑا مصطفیٰ آج سارا دن میٹنگز میں مصروف رہا تھا۔۔۔ دبئی کی رُونقیں عروج پر تھیں، پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے وہ اس وقت ماتھے پر بل ڈالے مسلسل ثمرہ کا نمبر ڈائل کر رہا تھا، جس پر مسلسل بیل ہو رہی تھی۔۔۔

"یہ لڑکی نہیں سدھر سکتی۔۔" تاسفی آنداز میں بڑبڑاتا، اب وہ اپنی سیکریڑی کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔۔

ثمرہ نے ناشتہ بھی بس ایسے ہی کیا تھا، اور اسکے بعد وہ سارا دن کمرے میں بند رہی تھی۔ دپہر کا کھانا بھی اُس نے خود ہی کچن میں جا کر کھایا تھا۔ اور ابھی وہ کمرے سے باہر تھی مگر زنیرہ کی نظروں میں حقارت دیکھ وہ واپس روم میں آگئی تھی۔۔۔

جبھی اسکی توجہ اپنے موبائل کی جانب گئی، اس نے آگے بڑھ کر موبائل اٹھایا تو انٹرنیشنل نمبر سے سینکڑوں مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں۔۔

ابھی وہ چیک ہی کر رہی تھی کہ موبائل ایک بار پھر سے رنگ ہوا تھا۔۔

”کہاں ہیں آپ؟ کب سے کال کر رہا ہوں۔۔۔“ دوسری جانب سے جھنجھلائی ہوئی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔

”وہ میرا موبائل کمرے میں تھا۔۔“ ثمرہ کے ٹھرے ہوئے لہجے پر اسکا غصہ، جھنجھلاہٹ بھک سے اُڑا تھا۔۔۔۔

"کیسی ہیں آپ؟" جب دونوں جانب خاموشی چھائی رہی تو مصطفیٰ کو ہی پہل کرنی پڑی تھی۔۔

"ٹھیک۔۔" اس نے سپاٹ سے لہجے میں یک لفظی جواب دیا۔

"مجھے ارجنٹ نکلا پڑا تھا۔ ورنہ آپ سے ملاقات کئے بغیر نہیں آتا۔۔" وہ مزید بولا۔۔

"ہمم!"

"مجھ سے نہیں پوچھیں گی کہ میں کیسا ہوں۔۔" گھمبیر لہجے میں کئے گئے شکوے پر وہ ایک لمحے کو سٹپٹائی تھی۔۔

"کیسے ہیں آپ؟" لب چباتی، وہ سوالیہ ہوئی۔

"میں سوچ رہا ہوں جس ثمرہ کو میں آج سے پانچ سال پہلے جانتا تھا وہ باتیں کرنے کی شوقین لڑکی تھی۔۔خاص کر مجھ سے بات کرنا انکا پسندیدہ مشغلہ تھا۔" وہ جیسے شکوہ کر رہا تھا۔۔۔

"پانچ سال قبل ثمرہ جبران ایک یونیورسٹی کی طالبہ علم امیچور لڑکی تھی۔۔جیسے شاید غیر مردوں سے بات کرنا بہت زیادہ فینٹسائز کرتا تھا۔۔" وہ اس قدر تلخی سے سخت لفظوں میں گویا ہوئی تھی کہ ایک لمحے کو تو مصطفیٰ خاموش رہ گیا تھا۔۔مگر پھر گہری سانس بھرتا خود پر ضبط کر گیا۔۔۔

"تو اگر اب آپ میچور بن ہی گئی ہیں تو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ جب دوسرے ملک میں بیٹھے شوہر کا فون آئے تو اس سے اچھی اچھی باتیں کرتے ہیں تاکہ بیوی کی کمی نہ محسوس ہو۔۔" وہ ایک بار پھر جذبات سے بوجھل بھاری لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"کم آن مصطفیٰ! ہمارے درمیان ایسا کوئی ریلشن نہیں ہے جو میں ان چونچلو میں وقت ضائع کروں۔۔" اسے بلاوجہ ہی غصہ آرہا تھا یا پھر زنیرہ کی تلخ باتوں کا اثر تھا۔۔

"آگر آپ کوئی ریلیشن بنانا چاہتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔" اس بار ہاتھوں کے طوطے اڑنے کی باری ثمرہ کی تھی، اسکے لبوں پر تالا سا لگا تھا۔۔

"آپ نے فضول میں تکلف کیا ہے۔۔" وہ بہت سمجھداری سے بات گھما گئی، مصطفیٰ سمجھا نہیں تھا۔

"کیسا تکلف!" اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔

"مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں تھی۔" وہ مزید بولی تو مصطفیٰ نے ایک گہری سانس خارج کی تھی، پھر وہ ایک آہ خارج کرتا ونڈو کے پاس سے ہٹتا بستر پر ڈھنے کے سے انداز میں لیٹا تھا۔۔

"ضرورت تو تھی۔۔ کیونکہ کل رات آپ میں اور ملازمہ میں کوئی فرق نہیں لگ رہا تھا۔۔" وہ لب دانتوں تلے دبائے شرارت سے بولا۔۔

"تو اپنی آنکھوں کا علاج کرائیں۔" وہ خفا ہوئی۔

"جب آپ اپنی شخصیت کا بیڑا غرق کر لیں گی تو شوہر کیا کوئی بھی آپ کی ذات کو لے کر مشکوک ہو سکتا ہے۔۔" وہ اب مزید شرارت پر آمادہ تھا۔۔

"آپ نے کال کیوں کی تھی۔" وہ یکایک تلخ ہوئی۔

"آپ کو نیند آ رہی ہے؟" اس نے گھڑی دیکھی، جہاں رات کے آٹھ بج رہے تھے۔۔

"نہیں۔۔۔"

”تو پھر مجھ سے بات کرتی رہیں۔۔ میرا وقت تو کٹ ہی نہیں رہا۔۔ایک دن اتنا لمبا ہو گیا ہے کہ کاٹے نہیں کٹ رہا۔۔۔"اسکا آنچ دیتا لہجہ ہتھیلیاں بھیگا گیا تھا۔۔۔

”کمال ہے مصطفیٰ صاحب، میرے بغیر پانچ سال کاٹ لئے،اب ایک دن نہیں کاٹا جا رہا۔۔“وہ طنزیہ طور پر بولی تھی۔۔۔

”وہ آپ کا اپنا فیصلہ تھا ثمرہ!“وہ کہنیوں کے بل تھوڑا سا اٹھتا،ذرا سنجیدگی سے بولا۔۔

”میرے فیصلے کی کتنی پاسداری کی تھی آپ نے۔۔“وہ طنزیہ پھنکاری۔۔۔

”تو کیا چاہتی ہیں آپ؟آپ کی خاطر آپ کے باپ سے دشمنی مول لے لیتا۔۔یا پھر آپ کو گھر سے بھگا لے جاتا۔۔“اس بار مصطفیٰ کا میٹر شارٹ ہوا تھا۔

”مجھے نیند آرہی ہے احد!“اس کے لہجے میں خفگی محسوس کر وہ خاموش ہو گیا۔۔وقت گزر گیا تھا،ویسے بھی وہ گزرے وقت کو رونے والوں میں سے ہرگز نہیں تھا۔۔۔

”کھانا کھالیا آپ نے؟“وہ سوالیہ گویا ہوا۔۔

”نہیں!“وہ ہنوز خفا لہجے میں بولی۔۔۔

”کھانا لازمی کھالیجئے گا۔۔میری واپسی ایک دو روز میں ہے۔۔آگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے ٹیکسٹ کر دیجئے گا۔۔“وہ اوکے کہتی موبائل آف کر گئی۔۔۔

"عریشہ بیٹا! اتنی رات کو کہاں جارہی ہیں آپ؟" زنیرہ بیگم نے رات گئے عریشہ کو تیار شیار دیکھ ذرا حیرانگی سے استفسار کیا۔۔

"وہ دراصل آنٹی مجھے ایک ضروری کام سے جانا تھا۔" وہ اس وقت جینز کی پینٹ اور شارٹ شرٹ میں ملبوس سلکی بالوں میں کیچر لگائے جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔۔

"مگر بیٹا! اس وقت؟" انہوں نے گھڑی مین وقت دیکھا۔

"کم آن انٹی۔۔ آسٹریلیا میں اکیلی رات کو گھوما کرتی تھی۔۔" اس نے ذرا شرارت سے کہا۔۔

"مگر بیٹا پھر بھی۔۔ مصطفیٰ بھی گھر نہیں ہیں۔۔" انہوں نے پریشانی کا اظہار کیا۔۔

”آپ بے فکر رہیں۔۔میں بس اپنے ایک دوست سے ملنے جا رہی ہوں۔اور ٹینشن نہ لیں، گارڈز ساتھ لے جا رہی ہوں۔“اس نے اس بار انہیں مطمئن کیا۔

”اچھا! خیر سے جائیں۔“ وہ سر ہلا گئی۔۔

”اوکے بائے!!!!!وہ ہاتھ ہلاتی مصطفیٰ پیلس سے نکل آئی تھی۔۔

ثمرہ اپنے روم سے باہر آئی تو اس اسکی پہلی نگاہ زنیرہ سے ٹکرائی تھی، جو شاید ڈنر لگانے کو بول رہی تھیں۔۔

”سنو لڑکی!“ وہ ٹھری۔۔

"یہ اپنا حلیہ درست کرو ذرا۔ گھر میں لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔۔۔ مصطفیٰ نے جب صبح تمہارے لئے ہر چیز منگوادی تھی تو اب یہ مظلوم بن کر کیوں گھوم رہی ہو۔۔ اس گھر میں رہنے ہے تو تو اس گھر کے قاعدے قانون کا پاس رکھنا ہو گا۔ سمجھیں۔۔۔" اس بار انہو نے نا گواری سے بولتے اسکی طبیعت بھی صاف کی تھی۔۔۔

"جی بہتر!" وہ سر جھکا گئی۔۔

"جاؤ اب!" وہ واپس پلٹنے لگی۔۔

"اور سنو! خبر دار جو تم مجھے بلا ضرورت مصطفیٰ کے آس پاس بھی نظر آئیں۔۔ یا میرے خلاف اسکے کان بھرنے کی کوشش بھی تو۔۔۔" وہ تیز لہجے میں بولتیں ایک بار پھر اسکی طبیعت صاف کر چکی تھیں۔۔

"جاؤاب۔۔" وہ سر جھکاتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔ جبکہ وہ بھی سر جھٹکتی اپنے روم میں جا کر بند ہو گئی تھیں۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی، متوازن انداز میں سڑک پر گاڑی بھگاتی گنگناتی ہوئی اپنی مطلوبہ منزل کی جانب گامزن تھی۔۔ گارڈز کی گاڑی ذرا فاصلے سے ساتھ ہی چل رہی تھی، جبکہ وہ سنسان سڑکوں سے گزر رہی تھی۔۔

جبھی اسکا موبائل رنگ ہوا تھا۔۔۔ اسکرین پر نگاہ گئی تو سامنے ہی انٹرنیشنل نمبر جگمگ کر رہا تھا۔۔۔

"ہیلو!" اس نے کال ریسیو کر کہ موبائل کان سے لگایا تھا۔۔

"اتنی رات کو گھر سے باہر جانے سے پہلے ایک بار مجھ سے پوچھ لیا ہوتا تو بہت مہربانی ہوتی آپ کی۔" دوسری جانب سے مصطفیٰ کی تھکی اور غصے میں ڈوبی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔

"کم آن یار! اب تم بھی شروع ہو جاؤ گے کیا۔۔" وہ ذرا بیزاریت سے بولی تھی۔۔

"تم بھول رہی ہو شاید کہ اس شہر میں تمہارے بہت سے دشمن ہیں۔۔ جنہیں اب تک خبر لگ چکی ہو گی کہ تم اپنے شہر واپس آگئی ہو۔۔" وہ ناگواری سے بولا تھا۔۔۔

"تو؟ میں ڈرتی نہیں ہوں کسی کے باپ سے بھی۔۔ میرے باپ نے مجھے بہت اسٹرونگ بنایا ہے۔" اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔

"اوہ میرے خدا! لڑکی تم سمجھتی کیوں نہیں ہو۔۔" مصطفیٰ کا دل چاہا، اپنا سر دیوار میں مارلے یہ ساری ضدی اور جذباتی لڑکیاں کیا اسی کے نصیب میں رہ گئیں تھیں۔۔

"میں سمجھ گئی ہوں۔۔" اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"اگر سمجھ گئی ہو تو ذرا اپنے دائیں طرف نظر ڈالو۔۔ جو گاڑی تمہارے ساتھ چل رہی ہے، اس میں تمہارے مخالفین موجود ہیں۔ وہ پچھلے ایک گھنٹے سے تمہارے تعاقب میں آرہے ہیں۔۔" مصطفیٰ کی غیر متوقع بات پر اس نے حیرانگی سے نظر ترچھی کر گردن گھما کر چاروں جانب دیکھا۔۔۔

"گارڈز ساتھ ہیں تمہارے ریلیکس! فوری کار گھر کے راستے پر ڈالو۔۔ جہاں جانا ہے میرے پاکستان واپس آنے کے بعد جانا۔ از ڈیٹ کلیئر! ابھی تمہارا اکیلے گھر سے نکلنا سیو نہیں۔۔۔" اس بار سخت لہجہ سنجیدگی میں لپٹا ہوا تھا۔۔

”اوکے! پتہ نہیں میرے باپ کے ساتھ بھی کیا مسلہ تھا۔۔۔ نجانے اور کتنے سانپ آستین میں پال رکھے ہیں۔۔“ وہ نفرت سے بڑبڑاتی کھٹ سے موبائل بند کر گئی تھی۔۔اور جان کر گاڑی انجان راستوں پر ڈالی تھی۔۔پہلے وہ اپنے تعاقب میں آتی مخلوق کو ذرا مزہ چکھانا چاہتی تھی۔۔۔

رات کی سرخی مائل تاریکی ہر سو اپنے پنکھ پھیلاتی کائنات پر تھکن سی سوار کر گئی تھی۔۔چاند کی روشنی کے باعث ماحول میں ایک سحر سا طاری تھا۔اور اس رات کا بھی اپنا ہی احساس تھا جو صرف حساس طبیعت یا نیچر سے محبت کرنے والے لوگ ہی محسوس کر سکتے تھے۔۔

”آئزل گھر میں بنے چھوٹے سے پانچ چھ فٹ پر مشتمل گارڈن ایریا میں پڑے تخت پر بیٹھی پھولوں کی خوشبو خود میں اترتی محسوس کر رہی تھی۔جو

اسکی ماں نے کچھ گملے اور پانی کی بوتلوں میں پیڑ کی جڑیں لگا کر بنار کھا تھا۔۔۔ جبکہ مجتبیٰ ابھی تک گھر سے باہر تھا۔۔۔ رات کے دس بجنے والے تھے مگر وہ نجانے کہاں کہاں رزق کی تلاش میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔۔ جبھی اسے محسوس ہوا جیسے گھر میں کوئی داخل ہوا تھا۔۔

"کون؟" اس نے ناسمجھی سے پیچھے پلٹ کر دیکھتے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ کہیں نہ کہیں دل کو اطمینان تھا کہ اسکے سوا بھلا کون ہو سکتا تھا۔۔۔

"میں ہوں ایزی!" اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔ جھٹکے سے پلٹنے باعث لمبے بالوں میں گندھی چٹیا سینے پر آ گری تھی۔۔

"سکون نہیں تمہیں؟" وہ آنکھیں چندھیا کر گھورتی، نزدیک گئی تھی، جو بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہولے سے مسکرایا تھا۔ آئزل نے نظر بھر کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد، کسرتی مضبوط جسم، توانا مردانہ سینہ، جو سیاہ رنگ ٹی شرٹ میں واضح تھا۔ جم کر کر کہ وہ اپنی اچھی خاصی باڈی بنا چکا تھا۔۔ جاذب نظر چہرے پر مقناطیسی گھور سیاہ چمکتی ہوئی آنکھیں، عنابی لبوں پر رقص کرتی شرارتی مسکراہٹ مقابل کھڑا شخص وجاہت و شجاہت کا نمونہ ایک ہینڈسم مرد تھا۔۔۔۔

"تم سکون کہاں لینے دیتی ہو یار!" وہ مزے سے بولتا پاس رکھے تخت پر گرنے کے انداز میں لیٹا تھا۔۔ اس نے گڑبڑا کر نظروں کا زاویہ بدلہ۔۔۔

"میں سکون نہیں لینے دیتی؟" وہ کمر پر ہاتھ باندھ کر لڑاکا عورتوں والے انداز میں گھور کر بولتی، خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔

"ظاہر سی بات ہے اور کون۔" سینے پر ہاتھ باندھ کر پاؤں تخت سے نیچے لٹکا کر لیٹا وہ شرارتی لہجے میں بولا، جس کی شوخ نگاہیں اسکے سراپے کا جائزہ لینے

میں مصروف تھیں۔۔ جو گلابی رنگ سادھے سے سوٹ میں ملبوس رات کی تاریکی اور چاند کی روشنی میں مہکتا گلاب ہی لگ رہی تھی۔۔ بالوں کو کس کر چٹیا میں باندھ رکھا تھا۔ کتھئی آنکھیں اسکی شوخ نگاہوں سے خائف ادھر ادھر گھما رہی تھی۔۔۔ جبکہ وہ ماتھے پر سینکڑوں بل سجائے خشمگیں نگاہوں سے گھورتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

"اوئے کہاں جا رہی ہو یار!" اس نے اسے پلٹتا دیکھ سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔ لہجے سے بے چینی عیاں تھی۔۔

"دروازہ لاک کرنے۔۔ اگر مجتبیٰ آگیا نا تو ساری زندگی کے لئے تمہارا سکون غارت ہو جائے گا۔" نا چاہتے ہوئے بھی اسکے لبوں پر ایک خوبصورت سی مسکان کھل گئی تھی۔۔

"کتنی تیز ہو نا تم!" وہ واپس پلٹ کر آئی تو ذرا گھور کر بولا۔

"اچھا میں تیز ہوں۔۔تو پھر آج صبر کرو اور مجتبیٰ کو آجانے دو۔۔"اس نے گویا چیلنج کیا تھا۔۔

"سالے صاحب سے ڈرتا کون ہے بے بی۔۔"اس نے شرارت سے آنکھ ماری تھی۔۔۔

"انکل کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔"" وہ نگاہوں کا زاویہ بدلتی، بات گھما گئی۔۔

"ٹھیک ہیں۔۔ مگر تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔۔"آئزل اس سے نگاہیں چراتی خاموش رہ گئی تھی۔۔

"اور آنٹی!"رات کی تاریکی میں آنگن میں بیٹھے وہ دونوں نفوس گزرے وقت کی تلخیاں بھلائے، اپنا آج حسین بنانے میں مگن تھے۔۔

"ٹھیک ہیں۔۔بس آج کل زور وشوروں سے بہو کی تلاش میں سر گرداں ہیں۔" آئزل نے ابرو اٹھائے۔

"اور تمہارے کیا خیالات ہیں؟" وہ جانچتی نگاہوں سے سوالیہ بولی۔۔

"میرے تو کوئی خیالات نہیں ہیں۔۔یہ بتاؤ تمہارا بھائی کب راضی ہو گا؟" اس نے لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ابرو اٹھائے۔

"جب تم انسانوں کی طرح میرا رشتہ مانگنے آؤ گے۔" وہ ناراضگی سے بولی۔۔۔۔

"پہلے بھی تو انسانوں کی طرح ہی رشتے کی بات کی تھی۔۔" اس نے گھورا۔

”مطلب اپنے والدین کے ساتھ، عزت سے کب رشتہ لے کر آؤ گے۔۔ ویسے بھی اب مجتبیٰ میری شادی کرنا چاہتا ہے۔“اس بار وہ ذرا پریشانی سے بولی۔

”چلو بھاگ چلتے ہیں۔۔“ وہ یکدم بھی اٹھ کر اسکے نزدیک ہی پاؤں میں بیٹھتا آس بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔

”پلیز اہان! ایسی باتیں نہ کیا کرو۔۔“ وہ نروٹھے پن سے بولتی رخ پھیر گئی۔۔

”تو پھر میں کیا کروں یار! تمہارے بھائی کے ساتھ بھی عجیب مسلے ہیں۔۔۔ادھر ممی نہیں مانتیں۔۔ تو پھر اب کیا چاہتی ہو تم مجھ سے۔“ وہ ہنوز خفا لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔

”کچھ مت کرو تم!“ وہ ہاتھ چھڑا گئی۔

"اچھا ریلیکس! یہ بتاؤ مجتبیٰ کتنی دیر میں آجائے گا۔۔" وہ سوالیہ گویا ہوا۔۔

"بس ابھی تھوڑی دیر تک۔۔"اس نے ناسمجھی سے بتایا۔۔

"اوکے! تو پھر تم ایک کام کرو، کھانا لگاؤ۔۔ آج میں سالے صاحب سے بات کر کہ ہی گھر واپس جاؤنگا۔۔"آئزل نے آنکھیں پھاڑ کر مقابل شخص کو دیکھا تھا۔۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا!"آئزل کو پریشانی ہوئی۔

"اس میں داماغ خراب ہونے والی کیا بات ہے؟"اُس نے ابرو اٹھائے۔۔

"مجتبیٰ کیا سوچے گا۔۔ میں اس کے پیچھے میں۔۔۔"وہ شرمندہ ہو رہی تھی۔۔

"اچھا تم ریلیکس کرو۔۔۔میں جا رہا ہوں۔۔۔ایک گھنٹے بعد واپس آتا ہوں۔۔"اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا وہ محبت بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔"وہ یکدم کھل سی گئ تھی،،

"اتنی چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر پریشان مت ہوا کرو، تم آہان سکندر کی محبّت ہو۔۔اور مجھے اپنی ایزی ہمیشہ مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہے۔"وہ محبت سے اسکا سرخیاں چھلکاتا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا ماتھے پر مہر محبت ثبت کرتا نرم خوئی سے گویا ہوا تھا۔۔وہ پلکیں جھکا گئ۔۔اس کی جھکی جھکی سی مژگان اسے مزید گستاخی پر اکسا رہی تھیں۔۔ تبھی وہ خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے تیزی سے گھر سے نکلتا گلی کے نکڑ پر کھڑی اپنی کار میں بیٹھتا گاڑی زن سے بھگا لے گیا تھا۔۔۔

مجتبیٰ اپنے ایک دوست سے ملاقات کے بعد تیز تیز قدم اٹھاتا بس اسٹاپ کی جانب جارہا تھا، تاکہ جلد از جلد گھر پہنچ سکے۔۔آئزل گھر پر اکیلی ہوتی تھی، مگر وہ بھی کیا کرتا وقت کے ہاتھوں مجبور تھا۔۔۔پاس کوئی بائیک بھی نہیں تھی۔اور نہ جاب۔۔۔۔

"ہیلو!"اس نے چلتے چلتے ہی آئزل کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

"ہاں یار! ریلیکس کرو۔۔میں بس گھر ہی آرہا ہوں۔۔راستے میں ہوں۔"وہ ہر گھنٹے بعد اسکی خیریت دریافت کرتا رہتا تھا۔۔

"تمہیں اگر نیند آرہی ہے تو تم سو جاؤ۔۔میں کھانا خود گرم کر کے کھا لونگا۔۔"اس نے اسکی مشکل آسان کرنی چاہی تھی۔۔

"اچھا اچھا! چلو ٹھیک ہے میں بس آرہا ہوں۔۔" وہ ابھی بولتا ہوا ہی چل رہا تھا کہ جبھی ایک تیز رفتار گاڑی اپنی جانب آتی دکھائی دی تھی۔۔وہ رہائشی علاقے سے نکل رہا تھا، جہاں اچانک ہی موڑ کاٹتی گاڑی اندھا دھند اسکی سمت بھاگی چلی آرہی تھی۔۔۔

"میں تم سے بعد میں بات۔۔۔" اس کے لفظ لبوں میں ادھورے ہی رہ گئے تھے۔۔ جبھی وہ تیز رفتار گاڑی سیدھی اس سے آٹکرائی تھی۔۔۔

مقابل نے دور سے دیکھتے ہی بریک لگایا تھا مگر بچاتے بچاتے بھی اچھا خاصہ ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا۔۔۔

"اوہ مائی گاڈ! اندھے ہو کیا؟؟" کار سے باہر نکلتی عریشہ اسے زمین پر پڑا کراہتے ہوئے دیکھ درشتگی سے دھاڑی، مجتبیٰ جو ٹانگ میں چوٹ لگنے کے

باعث ضبط سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ سماعتوں سے ٹکراتی کسی صنف نازک کی آواز پر برے طریقے سے چونکا۔۔۔

"میڈم غلطی آپ کی ہے۔۔۔آپ کو رہائشی حصے میں ذرا دیکھ کر گاڑی چلانی چاہئے تھی۔۔" وہ ذرا ناگواری سے غرایا۔۔

"تو تم اندھے کیڑے مکوڑوں کی طرح اتنی رات کو سڑک پر کیوں رینگ رہے ہو۔۔" عریشہ اتنی بدلحاظ تو کبھی نہیں رہی تھی، مگر آج نجانے کیوں اسے طیش آرہا تھا۔۔

"واٹ؟ میڈم۔۔۔لگتا ہے آپ کو اپنے پیسے کا کچھ زیادہ ہی گھمنڈ ہے۔" وہ ناگواری سے بولا۔۔۔

"بلڈی پور مین! اب اٹھو کیا لڑکیوں کی طرح زمین پر ہی پڑے ہائے ہائے کرتے رہو گے۔۔" پیچھے دیکھتی وہ ذرا پریشانی سے بولی تھی۔۔

”اگر آپ مجھے کیڑا مکوڑا سمجھنے کے بجائے انسان سمجھ کر کھڑا ہونے میں تھوڑی سی مدد کر دیں گی تو بڑی مہربانی ہو گی محترمہ کی۔“ وہ پاؤں سمیٹتا طنزیہ طور پر بولا تھا۔۔

”مشکل وقت میں ہیرو کی گاڑی سے مظلوم ہیروئن ٹکراتی ہے۔ میری گاڑی سے یہ کنگلا لیڈیز طبیعت مرد ٹکرا گیا ہے۔" وہ کراہتے ہوئے مجتبیٰ کو اُٹھنے میں مدد دیتی، اس قدر گھمبیر صورتحال میں اس ٹکراؤ پر ناگواری سے بڑبڑائی تھی۔۔ جبکہ لنگڑا کر کھڑا ہوتا مجتبیٰ اپنی توانا جسامت کو دیکھ خود کو لیڈیز طبیعت قسم کا مرد تصور کرتا پورے وجود سے اُچھل کر رہ گیا تھا۔۔۔

”میں آپ کو کس اینگل سے لیڈیز طبیعت لگ رہا ہوں۔۔“ اسکی نازک سی گرفت سے ایک جھٹکے سے اپنا مضبوط توانا ہاتھ چھڑاتا وہ دانت پیس کر سوالیہ گویا ہوا تھا۔۔

"ہر اینگل سے۔۔ اتنی دیر میں تو مرد اٹھ کر گاڑی والے پر چڑھ دوڑتے ہیں اور تم ہائے ہائے ہی کئے جا رہے ہو۔۔" وہ ناگواری سے گویا ہوتی مسلسل پیچھے دیکھ رہی تھی۔۔

"نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔ مطلب میڈم آپ کے خاتون ہونے کا لحاظ کر لیا ہے میں نے۔" مجتبیٰ کے سر پر لگی تھی اور تلوؤں پر بجھی تھی۔۔

"اوہ رئیلی! تو پھر ہٹو میرے راستے سے۔۔ اس وقت میں بہت مشکل میں ہوں۔۔" وہ بغیر لحاظ کئے واپس گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔ وہ اپنے حریفوں کو چکما دینے کے چکر میں گارڈز کی گاڑی بھی کہیں پیچھے ہی چھوڑ آئی تھی۔۔

"اوہ ہیلو میڈم! مجھے اسٹاپ تک تو چھوڑ دو۔۔۔ اس حالت میں، میں روڈ کیسے کراس کرونگا۔۔" مجتبیٰ نے گڑبڑا کر مدد مانگی تھی۔۔

"بائیک وغیرہ بھی کہیں ماردی ہے۔۔۔یا حقیقتاً کنگلے ہو۔۔" کھڑکی سے سر باہر نکالتی وہ تصدیق کرنے کی غرض سے سوالیہ بولی۔

"رات کے اس پہر سڑکوں پر خواری کاٹنے کا شوق تو مجھے بھی نہیں ہے۔۔ بالکل صحیح سمجھی ہیں آپ!! محترمہ میں شدید قسم کا کنگلا مرد ہوں،اور بقول آپ کے لیڈیز طبیعت بھی۔۔۔۔

تو آپ خود ہی بتایئے کہ اس حالت میں روڈ کیسے کراس کیا جائے۔" وہ کبھی اس بددماغ لڑکی سے مدد نہ مانگتا اگر اسے گھر میں اکیلی اپنی بہن کی فکر نہ ہوتی۔اس حالت میں لنگڑا کر چلتے اس نے یہیں کہیں چکرا کر گر جانا تھا۔۔

"جلدی بیٹھو گاڑی میں۔۔" مجتبیٰ فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے لگا تو عریشہ نے گھورا۔۔

"انسان بن کر پیچھے جا کر بیٹھو۔۔"مجتبیٰ ایک سرد آہ خارج کرتا گھوم کر پیچھے کا دروازہ کھولتا بیک سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔۔

"گھر کہاں ہے تمہارا!"اس کی نظریں مسلسل ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"آپ مجھے بس اسٹاپ تک چھوڑ دیں۔"اب وہ دوبارہ سے سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔یہ سنجیدگی اسکی شخصیت کا خاصہ تھی۔۔

"اوکے!"عریشہ بھی کچھ دیر قبل والا رویہ ایک طرف رکھتی رکھائی سے گویا ہوئی۔

"شہر میں نئے ہیں؟"مجتبیٰ کی آواز پر چونکی۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"وہ مشکوک ہوئی۔

”آگر نئی ہیں تو آئندہ اتنی رات کو اس علاقے میں اکیلے گاڑی لانے سے گریز کیجیے گا۔ دوسری بات چاہے حالات جیسے بھی ہوں، یوں کیسی اجنبی کو اپنی گاڑی میں نہیں بیٹھاتے۔“ عریشہ کو یکدم ہی اپنی حماقت کا احساس ہوا تھا۔۔۔

”معلوم ہے مجھے۔۔ تم شکل سے شریف لگے تھے اس لئے بیٹھا لیا۔۔اور پھر تمہارا ایکسیڈینٹ بھی تو میری گاڑی سے ہوا ہے نا تو بس اب حساب برابر۔“ وہ اپنی خفت مٹانے کو ذرا جتاتے ہوئے لہجے میں بولی، نا چاہتے ہوئے بھی مجتبیٰ کے لبوں پر محظوظ کن مسکراہٹ کھل سی گئی تھی۔۔۔

”آپ کسی سے بھاگ رہی ہیں؟“ اُسے بار بار رخ پھیر کر پیچھے دیکھتے دیکھ اس بار وہ تفتیشی لہجے میں بولا تھا۔

”ہاں۔“ وہ نا چاہتے ہوئے بھی کہہ گئی۔

"آپ کا گھر کہاں ہے؟" وہ سوالیہ بولا۔

"میں یہاں اپنے ایک دوست کے گھر ہوں۔۔ وہ ڈی ایچ اے میں رہتا ہے۔" مجتبیٰ سر ہلا گیا۔

"آپ گاڑی اپنے گھر کے راستے پر ڈال لیں۔۔ اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔ میں وہاں سے گاڑی لے لونگا۔" وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ لڑکی شہر میں نئی تھی۔

"اس مہربانی کے لئے شکریہ مگر میرے ساتھ گارڈز کی گاڑی ہے۔ اب یونہی تو ایک انجان مرد کو گاڑی میں نہیں بیٹھا لیا نا۔۔ وہ جو پیچھے تیزی سے گاڑی میری طرف آرہی ہے۔۔ اس میں میرے ہی گارڈز موجود ہیں۔۔" مجتبیٰ نے ذرا حیرانگی سے گردن گھما کر پیچھے دیکھا تھا۔۔۔ ایک بات کا اندازہ تو وہ بخوبی لگا چکا تھا کہ وہ کسی اچھے گھر سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔

"یہ اچھی بات ہے۔۔۔ چلیں مجھے بس یہیں اُتار دیجئے۔" مجتبیٰ سامنے اسٹاپ آنے پر اتر گیا تھا، جبکہ وہ ایک لمحے کی بھی تاخیر کئے بغیر گاڑی زن سے بھگا لے گئی تھی۔۔

"آج کل عجیب ہی کوئی پاگل لڑکیاں آرہی ہیں مارکیٹ میں۔۔" وہ تاسف سے بڑبڑاتا دکھتے پاؤں کے باعث بس کی جگہ رکشہ لیتا اب سیدھا گھر کے لئے نکلا تھا۔۔۔ دل مسلسل آئزل کی وجہ سے پریشان تھا۔۔۔

مجتبیٰ سیدھا گھر پہنچا تھا، دروازہ کھٹکھٹانے پر دروازہ کھل گیا تھا، مگر سامنے جو چہرہ نمودار ہوا تھا اس نے اُسکا دماغ گھما کر رکھ دیا تھا۔ جبکہ آئزل اسکے سینے سے لگی کھڑی رو رہی تھی۔۔ مجتبیٰ کی آنکھوں میں چنگاریاں سی مچنے لگی تھیں۔۔

"مجتبیٰ تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔" وہ بھاگ کر اسکے سینے سے لگی، جو آئزل کو پیچھے دھکیل کر لنگڑا کر چلتا ہوا گھر میں داخل ہوا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں داخل ہو کر، میری بہن کو ہاتھ لگانے کی۔۔" وہ ایک لمحے میں اہان کا گریبان پکڑ چکا تھا۔۔اس بار وہ دونوں ہی بوکھلا گئے تھے۔۔

"اہان یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔" اہان خاموش کھڑا تھا، جبھی آئزل بھاگ کر قریب گئی تھی۔۔

"تمہارے بڑے ہونے کا لحاظ کر رہا ہوں آئزل۔۔مجھے بتاؤ یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" وہ اتنی شدت سے دھاڑا تھا کہ ڈری سہمی کھڑی آئزل پورے وجود سے اچھل پڑی تھی۔۔۔

"مجتبیٰ میری بات!!" اس کے لفظ لبوں میں ادھورے ہی رہ گئے تھے۔۔

”کیا کر رہے ہو تم یہاں۔۔ میری غیر موجودگی میں، تمہاری ہمت کیسے ہوئی گھر میں داخل ہونے کی؟“ اسکی سیاہ آنکھیں شدید غصے کے باعث سرخ پڑ گئی تھیں۔اہان نے ایک نظر روتی سسکتی آئزل پر ڈال کر بولنا شروع کیا تھا۔۔

”مجتبیٰ بات سُنو میری! اس نے اسے تحمل مزاجی کا مظاہرہ کیا تھا۔

”کیا بات سنوں تمہاری ہاں۔۔ تم میرے دوست ہو کر میری غیر موجودگی میں، میرے گھر میں کھڑے ہو کر میری بہن کو سینے سے لگائے کھڑے ہو۔۔ کیا بے غیرت مرد سمجھ کر رکھا ہے تم نے۔۔“ وہ غصے سے پاگل ہوتا ایک مکا اسکے منہ پر جڑ چکا تھا۔۔ آئزل نے خوف سے لبوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے۔۔

”مجتبیٰ میری بات سن لے پہلے! آئزل ڈر گئی تھی۔۔ انہیں لگا تیرا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔۔ اس لئے مجھے کال کر کہ بلایا تھا۔۔“ اس بار مجتبیٰ نے اسے پیچھے

دھکیلتے چلا کر اپنا دفاع کیا تھا۔ جبکہ دور کھڑی آئزل تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔

"تو مدد کے لئے اگر میری بہن نے تجھے بلا ہی لیا تو، تو نے کس حق سے ہاتھ لگایا تھا اُسے۔۔" وہ درشتگی سے چلایا۔۔

"اپنی بکواس بند کر۔۔ آئزل بیوی ہے میری۔۔ نکاح میں ہے میرے۔۔۔ تو کیا دنیا کی کوئی بھی طاقت مجھے اسکے قریب جانے سے نہیں روک سکتی سمجھا۔۔" اس بار وہ اسکی ایک ہی گردان پر، مجتبیٰ کو پیچھے دھکیل کر ایک جھٹکے سے اپنا گریبان آزاد کراتا ناگوار لہجے میں دھاڑتا مجتبیٰ کے قدموں تلے زمین کھینچ گیا تھا۔۔ جو بے یقینی سے کبھی آئزل کو دیکھ رہا تھا تو کبھی اہان کو۔۔۔

"تم۔۔۔ تم دونوں نے میرے یقین کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔۔اور آئزل تم۔۔۔۔ مجھے تم سے یہ اُمید نہیں تھی۔۔"اس نے بے یقینی سے بہن کی جانب دیکھتے تاسفی انداز میں دکھ کا اظہار کیا تھا، ساتھ ہی وہ لنگڑا کر چلتا تخت پر گرنے کے انداز میں بیٹھا تھا۔۔

"نہیں مجتبیٰ! ایسا نہیں ہے میرے بھائی۔۔" وہ بھائی کو دہری تکلیف میں مبتلا دیکھ تڑپ کر قریب آئی تھی۔۔

"آئزل چلی جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔۔"اس نے رخ پھیر لیا۔۔

"مجتبیٰ میرے بھائی۔۔۔" وہ مسلسل رو رہی تھی۔۔ جبکہ اہان بالکل خاموش کھڑا تھا۔۔

"اگر گھر کے بڑے اس رشتے کے لئے نہیں مانے تو تم لوگوں نے یہ رستہ تلاش کر لیا۔۔اس سے تو مجھے کوئی امید نہیں ہے مگر آئزل تم۔۔اتنا بڑا قدم

اٹھانے سے پہلے تمہیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا۔۔" وہ سرخ آنکھوں میں شکوہ لئے رنجیدگی سے بولا تھا۔۔

"مجتبیٰ ایک بار ہماری بات۔۔۔"

"اپنی بہن سے بات کر رہا ہوں میں۔۔ بہتر ہے کہ تو یہاں سے اپنی شکل لے کر دفعہ ہو جا۔۔" پاس بیٹھی آئزل سہم گئی تھی، ساتھ ہی نظر گھٹنوں سے پھٹی ہوئی پینٹ پر گئی تھی۔۔

"مجتبیٰ تمہارے چوٹ لگی ہے۔۔ اہان ڈاکٹر کو بلاؤ پلیز!" وہ سب کچھ نظر انداز کرتی اسکے پاؤں میں بیٹھ گئی تھی۔۔

"پیچھے ہٹو آئزل!" اس نے ناگواری سے کہا، وہ اسکی بڑی بہن تھی اور اسے قطعی گوارہ نہیں تھا کہ وہ اسکے پاؤں کو ہاتھ لگاتی۔۔

”اس وقت تو کوئی ڈاکٹر نہیں ملے گا مجتبیٰ میرے ساتھ ہسپتال چل۔۔

“اہان بھی ذرا پریشان سا نزدیک آیا۔۔

”میں نے کہا نا دور رہو تم دونوں مجھ سے۔۔“ وہ انتہائی ضبط سے غرایا تھا۔

”نکاح کیا ہے ہم نے۔۔۔ کوئی گناہ نہیں کیا۔۔اور یہ نکاح، کب ، کہاں، کیسے ،اور کس نے کرایا تھا یہ بھی میں جلد بتاؤ نگا۔۔“اس بار اہان مجتبیٰ کے کندھے پر سختی سے ہاتھ جماتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا، ساتھ ہی آئزل کا بازو پکڑ کر اسے تخت پر بیٹھایا تھا، جو بھائی کی تکلیف میں تڑپی جا رہی تھی۔۔

”مجتبیٰ دیکھو اب تو خون بھی جم گیا ہے۔۔۔ ہسپتال چلے جاؤ اہان کے ساتھ۔۔“ تیزی سے دونوں سرخ پڑتے گال بیدردی سے رگڑتی وہ بہت آس بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔

"آئزل جاؤ ابھی یہاں سے۔۔۔۔" مجتبیٰ رُخ پھیر گیا، جبھی اہان فرسٹ ایڈ باکس ڈھونڈ کر لانے کی غرض سے پلٹا ہی تھا کہ مجتبیٰ کی سخت آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔

"کہاں جا رہے ہو؟ جہاں بھی جا رہے ہو اپنی بیوی کو ساتھ لے کر جاؤ۔۔" آئزل نے بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"مجتبیٰ یہ کیا کہہ رہے ہو؟" اہان اسکی بات نظر انداز کرتا خود کمرے کی جانب بڑھا تھا، جبکہ آئزل نے شکوہ کناں نظروں سمیت اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"پھر کیا کہوں؟ چوری چھپے نکاح کر لیا۔۔ تو اب رخصتی بھی کرو۔۔ اور جاؤ یہاں سے۔۔" وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے تھے۔۔

"کیا کرنا ہے کیا نہیں۔۔اس بات کا فیصلہ ہم بعد میں کریں گے۔۔ مگر پہلے تمہاری بینڈج کرنا ضروری ہے۔۔"اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔۔

"بہت مہربانی آپ دونوں کی۔۔اب آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔" وہ ناگوار لہجے میں غرایا۔۔

"اوکے ! مگر پہلے بینڈج !" وہ بھی اپنی ضد کا پکّا تھا۔۔

"ہاں مجتبیٰ پہلے بینڈج کرالو۔۔میں تمہارے لئے ہلدی دودھ لے کر آتی ہوں۔۔" وہ اپنی جگہ پر اہان کو بیٹھنے کے لئے جگہ دیتی خود، بھاگ کے کچن کی جانب بڑھی تھی۔۔ جبکہ اہان اپنی جگہ بنا کر جلدی سے بیٹھا تھا، کہیں یہ بد دماغ ہیرو پھر سے نخرے نہ شروع کر دے۔۔

رات کے ایک بج رہا تھا، جس وقت عریشہ گھر میں داخل ہوئی تھی۔ ہر سو سناٹا سا چھایا ہوا تھا۔۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی کار پورچ کا حصہ عبور کرتی مصطفیٰ پیلس میں انٹر ہوئی تھی۔۔ جہاں سامنے ہی وہ اسکی منتظر بیٹھی تھیں۔۔

"آنٹی آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟" وہ زنیرہ کو جاگتا دیکھ حیران ہوئی۔

"ہاں جاگنا پڑا۔۔" وہ ذرا غصے سے بولیں تھیں۔۔ عریشہ نے کان کھجا کر سر جھکا لیا تھا۔۔

"میں نے منع کیا تھا نا آپ کو۔۔ جانتی بھی ہیں مصطفیٰ کس قدر خفا ہو رہا تھا مجھ پر۔۔۔" عریشہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔۔

"آئی ایم رئیلی سوری آنٹی۔۔۔میری وجہ سے آپ کو مصطفیٰ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔۔" وہ لب دانتوں تلے دبائے خفت زدہ سی بولی، جن کی گھورتی نگاہیں اسی پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

"آپ اتنے سالوں بعد پاکستان واپس آئی ہیں۔۔ جبکہ آپ یہ بات بہت اچھے سے جانتی ہیں کہ یہاں آپ کے کتنے دشمن ہیں۔۔" وہ خاموش رہی۔۔

"جائیں جاکر آرام کریں۔۔اب صبح بات کریں گے۔۔" وہ خود اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چل دیں تھیں۔۔وہ دل کی بری عورت تو ہرگز نہیں تھیں۔۔ مگر انہوں نے بھی جوان بیٹا کھویا تھا،اور ثمرہ کی یہاں موجودگی نے انہیں ضرورت سے زیادہ ہی تلخ کر دیا تھا۔۔۔ان کی ذات کا جو پہلو مصطفیٰ گزشتہ دو چار روز سے دیکھ رہا تھا یہ کبھی ان کی شخصیت کا خاصہ نہیں رہا تھا۔۔۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد جبران صاحب جلدی روم میں چلے آئے تھے۔۔۔ جبکہ فرناز انہیں پریشانی سے کمرے میں مارچ کرتا دیکھ نخوت سے سر جھٹکتی اپنی سائیڈ پر لیٹتی گہری نیند میں سو گئیں تھیں۔۔

وہ انہیں ایک نظر دیکھ صوفے پر سر گرائے گزرے وقت میں کھو گئے تھے۔۔ کتنے ہی آنسو تھے جو آنکھوں سے نکلتے کنپٹیوں میں جذب ہو گئے تھے۔۔

"وہ پیچھلے چار دن سے تھانے کچہریوں کے چکر لگا رہے تھے مگر شارق کی ضمانت کسی صورت منظور نہیں ہو سکی تھی۔۔ بیٹی کی قربانی بھی رائیگا گئی تھیں۔۔ انہیں سوچ سوچ کر ہول اٹھ رہے تھے۔۔ اب نجانے اسکے ساتھ

وہاں کیا ہو رہا تھا۔ یہی سوچتے سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئے

تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"لو جلدی سے پی لو۔۔۔ تمہارا زخم جلدی بھر جائے گا۔۔" مجتبیٰ نے ایک نظر اٹھا کر آئزل کو دیکھا جو ہمیشہ کی طرح اسکی فکر میں گھلی جا رہی تھی۔ ایک نظر سنجیدہ سے بیٹھے اہان پر ڈال وہ گلاس تھام چکا تھا۔۔ جو بھی تھا مگر وہ اسکی اکلوتی بہن بھی تو تھی نا۔۔۔

"رات زیادہ ہو گئی ہے میں نکلتا ہوں۔۔" ماحول میں عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ آئزل وہیں کھڑی تھی۔۔ جبکہ مجتبیٰ خاموشی سے چھوٹے چھوٹے سپ لے رہا تھا۔۔

"کہاں جارہے ہو،، میں نے تم سے کچھ کہا ہے۔۔" وہ ایک بار پھر غصے سے بولا تھا۔۔اہان جو پلٹ کر جانے لگا تھا۔۔۔ایک گہری سانس بھرتا پلٹ کر اسکی جانب آیا تھا۔۔

"دو دن دے دو مجھے بس۔۔ میں خود عزت سے آئزل کو یہاں سے رخصت کرا کر لے جاؤں گا۔۔"اہان نے ایک نظر روتی ہوئی آئزل کو دیکھ تحمل سے کہا، جو سرخ آنکھوں سے سر اٹھائے اسے ہی گھور رہی تھی۔۔

"دو دن کیا، ایک لمحہ بھی نہیں۔۔جب نکاح کر لیا تو اب رخصتی بھی ابھی کرو۔۔"اسے سوچ سوچ کر طیش آرہا تھا اسکی بہن اسکی بغیر اجازت بھلا اتنا بڑا قدم کیسے اٹھا سکتی تھی۔۔

"کیا تمہیں اچھا لگے گا کہ میں تمہاری بہن کو یوں رات کے اندھیرے میں چوری چھپے رخصت کرا کر لے جاؤں ؟ کیا عزت رہ جائے گی اس کی ؟ ساری

زندگی لوگوں کی فضول باتیں سننے کو ملیں گی۔۔اور قصور ہی کیا ہے اسکا یا میرا۔۔کہ ہم نے نکاح کیا ہے بس؟؟؟؟وہ بھی تم سب سے تنگ آ کر۔۔“ اس بار اہان کو اسکے رویہ پر غصہ آیا تھا۔۔

”تو اگر تمہارے ماں، باپ رشتے کے لئے نہیں راضی ہو رہے تو میں زبردستی اپنی بہن تمہارے حوالے کر دوں؟“ مجتبیٰ یکدم ہی طیش میں آتا اسکا گریبان تھام چکا تھا۔۔

”مجتبیٰ!“ آئزل کی چیخ نکلی تھی۔۔

”تمہارا بھائی پاگل ہو چکا ہے۔رات کے اس پہر نا جانے کونسا تماشہ لگانا چاہتا ہے۔۔“ وہ خفا ہوا تھا۔۔ مجتبیٰ نے ایک جھٹکے سے اسکا گریبان آزاد کیا تھا۔۔

”بہتر ہے کہ تم یہاں سے اپنی بیوی کو ساتھ لے جاؤ۔۔“ وہ ایک بار پھر اپنی بات پر آ گیا تھا۔۔

"بس کردو مجتبیٰ! یہ گھر میرے باپ کا ہے۔۔اور تم مجھے یہاں سے نہیں نکال سکتے۔۔۔میں بڑی ہوں تم سے۔۔اپنی زندگی کے لئے اگر کوئی فیصلہ لے لیا تو کوئی گناہ نہیں کیا ہے میں نے سمجھے۔۔"اس بار آئزل اسے بازوؤں سے پکڑ کے ذرا پیچھے دھکیلتی غصے سے بولی تھی۔۔

"صحیح کہہ رہی ہو تم۔۔تمہارا جو مرضی دل آئے وہ کرو۔۔اس شخص سے نکاح تو کر ہی چکی ہو۔۔باقی بھی تمہاری مرضی ہے۔۔اسکے گھر میں اب ساری زندگی زلت کی گزارنا کیونکہ انکی والدہ تو اپنے ننھے کاکے بیٹے کے لئے تمہاری جیسی بڑی عمر کی لڑکی کو کبھی قبول نہیں کریں گی۔۔"وہ آئزل کی بات پر شدید رنج کا شکار غصے سے پھنکارا تھا۔۔

"مجتبیٰ یہ نکاح ہم نے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔۔بلکہ ہمارا نکاح۔۔۔"

"اہان رہنے دیں۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اسے صفائیاں دینے کی۔۔ یقین کرنا ہے تو کرے نہیں کرنا تو اسکی مرضی۔" وہ اہان کو خاموش کرتی اس پر ایک غصے بھری نگاہ ڈالتی، تیز قدموں کی چاپ چھوڑتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔۔

"مجھ پر نہیں تو اپنی بہن پر یقین کر لے بھائی۔۔ تجھے لگتا ہے وہ کچھ ایسا ویسا کر سکتی ہے؟" اس بار اہان کے لہجے میں تاسف در آیا تھا۔۔

"جب تیرے جیسا شیطان صفت آدمی ہو تو کوئی بھی معصوم لڑکی بہک سکتی ہے۔۔" اس بار وہ دانت پیس کر گویا ہوا تو اس قدر سیریس سچوئشن میں بھی اہان کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔

"انسان بن جا ورنہ ضائع ہو جائے گا مجھ سے۔۔" مجتبیٰ نے دانت پیسے۔۔

"اچھا یہ بتا کس سے لڑ کر آیا ہے ؟" وہ اسکے لہجے میں نرمی محسوس کر شیر ہوا تھا۔۔

"دو دن صرف دو دن کا وقت ہے تیرے پاس۔۔ عزت کے دائرے میں اپنے ماں باپ کو یہاں لے کر آ آئزل کا رشتہ مانگنے۔۔ ورنہ بھول جانا کہ یہاں کوئی تمہاری بیوی بھی رہتی ہے۔۔" وہ دانت پیس کر ذرا جتاتے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اہان نے گھور کر دیکھا تھا۔۔

"جتنا تو اڑیل کھڑوس ہے نا، اللہ کرے کوئی ضدی قسم کی ہی عورت تیرا نصیب بنے آمین۔۔۔" وہ آسمان کی جانب رخ کر کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا جلدی سے منہ پر ہاتھ پھیر کر آمین بولتا مسکراہٹ ضبط کرتا گھر سے نکل گیا تھا۔۔۔

____

ثمرہ کی پوری رات آنکھوں میں ہی کٹ گئی تھی، کل اس نے زنیرہ کو عریشہ کی فکر میں بہت پریشان دیکھا تھا، مصطفیٰ کا بھی کئی بار فون آیا تھا، وہ اس سے بھی اُسکی خیریت پوچھتا رہا تھا۔۔

کتنی لکی تھی وہ، بھلے اسکے پاس سگے رشتے نہیں تھے مگر احساس کرنے والے اس قدر پیارے رشتے موجود تھے، جو اسکی ذرا سی غیر موجودگی پر پریشان ہو گئے تھے۔۔ جبکہ دوسری جانب ایک وہ تھی۔ جو سگے باپ، بھائی کے ہوتے ہوئے بھی پیچھلے چار دنوں سے لاوارثوں کی مانند زندگی گزارنے پر مجبور تھی۔۔

"فجر کا وقت ہو گیا تھا، مساجد سے آتی اذانوں کی آواز اب سماعتوں سے ٹکراتی اسکی لایعنی سُوچوں میں خلل پیدا کر چکی تھی۔۔

وہ تھکی تھکی سی اُٹھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔۔پورے وجود میں عجیب سا درد سرائیت کر رہا تھا،اگر یوں کہا جاتا کہ وہ گزرے پانچ سالوں میں ذہنی مریضہ بن گئی تھی تو یہ غلط نہ تھا۔۔اور اب رہی سہی کثر اس حادثے نے پوری کر دی تھی۔۔

ایک گہری سرد آہ خارج کرتی وہ بستر سے اٹھ کر پاؤں میں چپل اُڑستی وضو کی غرض سے واشروم کی جانب بڑھ ہی رہی تھی کہ جبھی نگاہ ان شاپنگ بیگز پر گئی تھیں اور پھر کان میں مصطفیٰ کی ماں کے الفاظ گونج اٹھے تھے۔۔

دانتوں تلے لب چباتی ان بیگز سے ایک مناسب سمپل سے لیونڈر کلر کا جوڑا نکالتی وہ واشروم میں بند ہو گئی تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ شاور لیتی سیدھی واشروم سے باہر آئی تھی۔۔اور مصلہ بچھا کر نماز فجر ادا کی تھی۔۔۔

دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو لبوں پر لفظ ٹھر سے گئے تھے۔۔آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے۔

لب کپکپا اٹھے تھے۔۔دل میں درد سا بڑھ گیا تھا۔۔وہ چاہ کر بھی اپنے جذبات پر قابوں نہیں کر سک رہی تھی۔دعا کے لئے اٹھائے گئے ہاتھ کپکپا سے گئے تھے۔۔

"یااللہ میری مشکل آسان کر دے۔۔۔"وہ دیر تک آنسو بہانے کے بعد وہ بس اتنا ہی بول سکی تھی۔۔۔سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اللہ سے کیا مانگے، مصطفیٰ کی محبت جو پہلے ہی اسکا ہاتھ تھامنے کا منتظر تھا یا پھر بھائی کی زندگی جو بیچ منجھدار میں پھنس سی گئی تھی۔۔۔

"یااللہ مجھے صبر دے۔۔"سسکتے سسکتے ایک بار پھر لفظ لبوں سے آزاد ہوئے تھے۔۔اور پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی جائے نماز پر ہی سجدہ میں گری

رونے لگی تھی۔۔۔دل پر بوجھ سا تھا جو اب آنسوؤں کے راستے نکل رہا تھا۔۔۔وہ ایک بار پھر اپنی تنہائیوں کے سہارے اپنے رب سے ہم کلام تھی کہ ایک بس وہی تھا جو اسکی ہر بات سنتا تھا،اور کبھی اسے اپنے در سے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مصطفیٰ اپنی عادت کے مطابق صبح صبح جاگنے کا عادی تھا،ساری رات سو نہیں سکا تھا مگر اسکے باوجود وہ جلد بیدار ہو گیا تھا۔۔۔

سب سے پہلا خیال ثمرہ کا آیا تھا جسے وہ نماز ادا کرنے کے بعد کال کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔موبائل ایک طرف کو رکھتے اپنے پی اے کے میسجز چیک کرتا وہ واشروم کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ موبائل کی آواز پر چونک کر بیدار ہوئی تھی۔۔۔اپنے آنسو پونچھ کر کھڑی ہوتی وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے اپنے موبائل کی جانب بڑھی تھی۔۔جہاں سامنے اسکرین پر مصطفیٰ کا نمبر جگمگ کر رہا تھا۔۔

"السلام علیکم!" نماز کا بندھا دوپٹہ لوز کرتے دھیرے سے لہجے میں سلام کیا تھا، وہ جو کچن میں کھڑا اپنے لئے جوس بنا رہا تھا ثمرہ کی آواز سن لبوں پر ایک خوش کن مسکراہٹ کھل گئی تھی۔۔

"وعلیکم السلام! گڈ مارننگ مسز!" اسکے لہجے میں بیتے زمانوں کی بشاشت محسوس کر وہ ہولے سے مسکرائی تھی۔۔

"گڈ مارننگ! کیسے ہیں مصطفیٰ!" وہ ہمیشہ والے لہجے میں بولی تھی۔

"رات جیسا ہی ہوں سیم۔۔ ویسے میرا نام احد ہے آپ ہمیشہ مصطفیٰ ہی کیوں پکارتی ہیں؟" ثمرہ جو اپنے دوپٹے کے ٹسلز سے کھیل رہی تھی، اسکے سوال پر

لب دانتوں تلے دبا گئی، وہ پہلے بھی کئی بار یہ سوال کر چکا تھا۔۔ صرف اسکے اپنے ہی تھے جو اسے اس نام سے پکارتے تھے اور ثمرہ کو چھیڑنے میں اسے مزاح آتا تھا۔۔۔

"آج کوئی میٹنگ نہیں ہے آپ کی ؟" رات کی باتوں کا اثر تھا کہ وہ اس وقت متوازن لہجے میں مخاطب تھی۔

"آپ نے جواب نہیں دیا۔۔" پروٹین شیک کا گلاس لبوں سے لگاتا اب اسکا رُخ لاؤنج کی جانب تھا۔۔

"کیا جواب دوں ؟" وہ خواہ مخواہ ہی جذبذ ہوئی۔

"وہی جو میں سننا چاہتا ہوں۔۔" اسکے لہجے کی گھمبیرتا پر ہتھیلیاں پسیج گئی تھی۔۔۔

”کیا ہم ویڈیو کال پر بات کر سکتے ہیں؟“ دوسری جانب سے خاموشی محسوس کر وہ آس بھرے لہجے میں سوالیہ بولا۔۔

”اس وقت؟ نہیں۔۔ میرا مطلب۔۔ میں باہر جارہی ہوں۔۔“ وہ اس تقاضے پر یکدم ہی گھبرا کر پہلو بچانے کی کرنے لگی۔۔

”اس وقت باہر جا کر کیا کریں گی؟“ وہ مسرور سے لہجے میں سوالیہ گویا ہوا۔۔

”وہ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔ ناشتہ کرنے جارہی ہوں۔۔“ وہ جلدی سے گھبرا کر بولی تھی۔۔

”اوکے! میں بھی ریڈی ہونے جارہا ہوں۔ کچھ دیر میں میٹنگز ہیں میری۔۔ شام کو بات ہوتی ہے۔۔ اپنا خیال رکھیۓ گا۔۔ اللہ حافظ!“ وہ اس کے لہجے میں گھبراہٹ محسوس کر سنجیدگی سے بولتا رابطہ منقطع کر گیا۔۔

جبکہ ثمرہ ایک لمحے کو ٹھہر گئی تھی۔۔ کیا وہ اس سے ناراض ہو گیا تھا۔۔۔

\-

دپہر کے بارہ بج رہے تھے۔۔ وہ ناشتہ کرنے کے بعد جو روم میں آکر بند ہوئی تھی۔۔ ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔۔

دپہر کا وقت ہونے والا تھا۔۔۔ بھوک سے برا حال تھا۔۔ وہ نجانے کیوں زنیرہ بیگم کا سامنہ کرنے سے کترا سی رہی تھی۔۔۔ وہ مسلسل کمرے میں مارچ کر رہی تھی۔۔۔ صبح کے بعد سے مصطفٰی کی بھی کوئی کال موصول نہیں ہوئی تھی۔۔۔ شاید نہیں یقیناً وہ کام میں بزی تھا۔۔ وہ اپنی ہی سوچ بچار میں گم تھی کہ جبھی کوئی ملازمہ دروازہ کھٹ کھٹا کر روم میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

"جی!" اس نے ذرا چونک کر پوچھا۔۔

"میڈم نے باہر بلوایا ہے آپ کو۔۔" اب ثمرہ کو ٹینشن ہونے لگی تھی۔۔

"آپ چلیں میں آتی ہوں۔" وہ لب چباتی باہر کی جانب بڑھی۔۔

"اُفف ! اب نجانے آنٹی کیا کہنے والی ہیں۔۔" وہ ان کے سخت لہجے کے باعث خائف سی تھی۔۔۔ پھر گہری سانس بھرتی قدم باہر کی جانب اُٹھا چکی تھی۔۔

زنیرہ بیگم ملازمین کو لائن سے کھڑا کیئے انہیں کچھ ہدایات کر رہی تھیں۔۔ جبکہ لاؤنج میں پڑے صوفوں پر لاپرواہی سے بیٹھی عریشہ اپنے موبائل میں مصروف تھی۔۔۔

"جی آنٹی آپ نے بلایا؟" اسنے قریب آکر دھیمی سی آواز میں پوچھا۔۔زنیرہ نے ایک نظر اسکے سراپے پر ڈالی تھی جو مصطفیٰ کی گئی عنایتوں کے باعث دمک رہی تھی۔۔وہ صبح سے ہی انکی آنکھوں میں کھٹک رہی تھی۔۔ مصطفیٰ تو اسکے عام سے عین نقش اور سراپے کا دیوانہ تھااور اب تو وہ مکمل طور پر اسکی پسند میں ڈھلی ہوئی تھی۔۔۔

"جائیں آپ لوگ اپنا کام کریں۔۔" تمام ملازمین سر جھکائے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے، جبکہ اب وہ باقاعدہ طور پر قدم اُٹھاتی نزدیک چلی آئی تھیں۔۔اور تنقیدی نظروں سے اسکے سراپے کا جائزہ لیا تھا۔۔گندمی نین نقش میں عجیب سی کشش تھی۔۔

"تم اس گھر میں کس حیثیت سے موجود ہو؟" انکا سوال انتہائی غیر متوقع تھا۔۔ ثمرہ نے ایک نظر پیچھے بیٹھی عریشہ کو دیکھا جو موبائل سائیڈ پر رکھتی اب باقاعدہ طور پر انکی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے۔۔" اسکی خاموشی پر انہوں نے سوال دہرایا تھا۔

"جانتی تو ہیں آپ؟" اس نے نگاہیں جھکالی تھیں۔۔

"تو پھر ہر وقت کمرے میں مہارانی بن کر کیوں گھسی بیٹھی رہتی ہو؟؟ گھر کے کام کاج کون کرے گا؟ کیا مصطفیٰ کی ہمدردی کو محبت سمجھ رہی ہو؟ یا اپنی اوقات بھول گئی ہو؟" عریشہ کے سامنے اس قدر بے عزتی پر ثمرہ کو شدید شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔۔

"بولو اپنی اوقات بھول گئی ہو کیا؟؟ کیا کہا تھا تم نے مجھ سے کہ آنٹی میں یہاں۔۔۔۔۔" وہ اپنا جملہ مکمل کرنے ہی لگیں تھیں۔۔

"آنٹی پلیز! جو بھی کام ہے آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔۔۔میں سب کر دونگی۔۔" وہ نہیں چاہتی تھی کہ عریشہ کے سامنے اُسے سبکی اُٹھانی پڑے۔۔

"اچھا تو اب گھر کے کاموں کی فہرست بھی۔۔میں تمہیں فراہم کرونگی؟؟" وہ تیز لہجے میں بولیں تو ثمرہ سہم کر نگاہیں جھکا گئی۔۔۔

"لانڈری ایریا میں جاؤ اور میشین لگاؤ۔۔۔آج سے گھر کے سارے کپڑے دھونے کی زمہ داری تمہاری ہے۔۔لیکن مصطفیٰ کے کپڑوں کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ایک بات اور۔۔۔یہ بات مصطفیٰ کو پتہ نہیں لگنی چاہئے۔۔ورنہ تمہارے ساتھ بالکل اچھا نہیں ہوگا۔۔" ثمرہ نے بے یقینی سے انکی جانب دیکھا تھا، یہ وہی عورت تھیں جو پانچ سال قبل بڑے محبت سے اسے بہو بنانے کی چاہ لئے انکی دہلیز پر سوالی بن کر آئی تھیں۔۔

"اب کھڑی کھڑی شکل کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔ جاؤ جا کر کام دیکھو۔۔" ثمرہ پورے وجود سے اچھل پڑی تھی۔اور پھر تیز قدموں سے وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔ جبکہ عریشہ کندھے اچکاتی واپس سے موبائل پر لگ گئی تھی۔۔۔

ثمرہ واشنگ ایریا میں موجود کپڑے مشین میں ڈال رہی تھی۔۔۔ دپہر سے بھوکی پیاسی وہ محنت مشقت میں لگی ہوئی تھی۔اور اب شام کے پانچ بج رہے تھے۔۔ مسلسل تین گھنٹے کھڑے ہو کر کپڑے ڈالنے اور نکالنے کے باعث کمر اکڑ سی گئی تھی۔۔۔ باپ کے گھر زندگی جیسی بھی صحیح مگر اس نے کبھی یہ کام نہیں کئے تھے،اور اب تمام کام کرتے اُس کے اعصاب جواب دے گئے تھے۔۔۔

"ثمرہ بی بی!" وہ جو چھوٹے سے اسٹول پر بیٹھی کپڑے نچوڑ کر ڈرائیر میں ڈال رہی تھی، ملازمہ کی آواز پر یکدم چونکی۔۔

"بی بی یہ آپ کا موبائل کب سے کمرے میں بج رہا ہے۔۔" ثمرہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر گیلے ہاتھوں سے اسکے ہاتھ سے موبائل لیا تھا۔۔ جہاں مصطفٰی کالنگ جگمگ کر رہا تھا۔۔

"السلام علیکم! وہ قدم اٹھا کر ذرا فاصلے پر آ گئی تھی۔۔۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہیں آپ۔۔ اور میں کب سے کال کر رہا ہوں، آپ میری کال کیوں نہیں ریسیو کر رہی ہیں؟" دوسری جانب سے اُبھرتی تفشیش بھری آواز پر نا چاہتے ہوئے بھی اُسکی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔

"وہ۔۔۔درا صل میں آنٹی لوگ کے ساتھ تھی۔۔"اس نے نا چاہتے ہوئے بھی لہجا ہشاش بشاش بنانا چاہا۔۔

"ثمرہ سب خیریت ہے؟"اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔وہ ریلیکس نہیں ہوا تھا۔۔

"جی۔۔آپ بتائیں۔کب واپس آ رہے ہیں۔"اس بار اس نے خود ہی بات کو طول دیا تھا۔۔

"یہ بیک گراؤنڈ میں اتنا شور کیوں ہو رہا ہے؟"ہلکی زوں کی آواز اسے متحوش کر گئی تھی۔۔

"وہ دراصل میں کچن کے پاس کھڑی ہوں۔۔صبر کریں۔۔میں روم میں جا رہی ہوں۔۔"اس نے بولنے کے ساتھ ہی گھبرا کر قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔۔

"اچھا! باقی سب ٹھیک ہے۔۔" وہ مزید جانچتی آواز میں بولا تھا۔۔۔

"جی جی۔۔۔آپ نے بتایا نہیں مصطفیٰ!" اس نے ایک بار پھر سوال دہرایا تھا۔۔اب وہ کمرے میں آگئی تھی۔۔۔لباس مکمل بھیگا ہوا تھا۔۔

"ہمم! شاید دو دن مزید لگے گے۔۔" اس نے ماتھا کھرچ کر کہا۔۔

"کیا آپ میرا انتظار کر رہی ہیں؟" وہ اچانک سے سوالیہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔ ثمرہ جو دوپٹے سے اپنے ہاتھ خشک کر رہی تھی۔۔ایک لمحے کو ٹھہری۔ مگر خاموش رہی۔۔

"کیا آپ میرا انتظار کر رہی ہیں ثمرہ۔۔۔" اس نے ایک بار پھر مزید سوال کیا تھا۔۔۔اسکے لہجے میں نرمی ہی نرمی تھی۔۔ ثمرہ کا دل کیا چیخ کر بول دے کہ وہ واقعی اسکی منتظر تھی۔۔

"آپ خیر سے آئیں مصطفیٰ! آنٹی اور عریشہ آپ کی کمی محسوس کر رہی ہیں۔۔" وہ بات کو گول کر گئی۔۔ مصطفیٰ کے لبوں کر مسحور کن مسکراہٹ کھل گئی تھی۔۔

"مطلب آپ کو میری کمی بالکل بھی محسوس نہیں ہو رہی۔۔" وہ اب شرارت پر اتر آیا تھا۔۔

"آنٹی آج کافی رو رہی تھیں مزمل کو یاد کر کہ۔۔" ثمرہ نے اسکی ذو معنی باتوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے جان بوجھ کر مزمل کا ذکر چھیڑا تھا۔۔ دوسری جانب مصطفیٰ کے لبوں سے نہ صرف مسکراہٹ جدا ہو گئی تھی بلکہ وہ پریشان بھی ہو گیا تھا۔۔۔

"رو کیوں رہی تھیں۔۔۔ میں بات کرتا ہوں۔۔" اس کا لہجا سپاٹ سا ہو گیا تھا۔۔ دونوں جانب خاموشی سی چھا گئی تھی۔۔

''آپ کے والد صاحب، آپ کے بھائی کے لئے کافی پریشان ہیں۔۔وہ روز نت نئی سفارشیں لگا رہے ہیں کہ کسی بھی طرح شارق کی ضمانت ہو جائے۔۔'' ثمرہ نے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔وہ اس ذکر کو چھیڑ کر اپنے لئے مشکل کر گئی تھی۔۔

''مگر شاید وہ جانتے نہیں ہیں کہ جب انکی طرف سے بھیجی گئی اتنی بڑی سفارش کسی کام نہ آئی تو باقی تو کسی گنتی میں ہی نہیں آتیں۔۔'' مصطفیٰ ناچاہتے ہوئے بھی تلخ ہوا تھا۔۔یہ ذکر چھیڑ کر ثمرہ نے خود اپنے ساتھ زیادتی کی تھی۔۔وہ جتنا چاہ رہا تھا انکا ریلیشن نارمل رہے ثمرہ اسکے لئے اتنی ہی مشکل پیدا کر دیتی تھی۔۔

”شاید آنٹی مجھے بلا رہی ہیں احد! آپ آجائیں پھر بات ہو گی۔۔“ وہ جان چھڑانے والے لہجے میں ذرا جتا کر بولتی اسکی طرف کا جواب سنے بغیر موبائل آف کر گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”مجتبیٰ کہیں جا رہے ہو کیا؟“ وہ رات سے ہی اس سے خفا خفا سا تھا۔۔نہ بات کر رہا تھا اور نہ ہی کسی بات کا جواب دے رہا تھا۔۔

”مجتبیٰ!“ اس نے پاس آ کر روہانسے لہجے میں پکارا تھا۔۔

”کیا مسئلہ ہے آئزل! تمہیں نظر نہیں آ رہا۔۔جاب تلاش کرنے جا رہا ہوں۔۔اور شام میں گھر میں کچھ اچھا سا انتظام کر لینا، اہان اپنے والدین کے ساتھ رشتہ مانگنے آئے گا۔۔“ آئزل کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔

"ابھی رخصتی کی جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ابھی یہ سب جھنجھٹ نہ بڑھاؤ۔۔"اس نے سمجھانا چاہا۔۔وہ اپنے بھائی کے مالی حالات سے خوب واقف تھی۔۔

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔میں نے اپنے ایک دوست سے بات کی ہے کچھ ادھار رقم کی۔ تمہاری رخصتی تو اچھے سے ہو ہی جائے گی فکر نہ کرو۔۔"وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔۔

"مجتبیٰ! اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرے بھائی۔۔۔تم بالکل ٹینشن نہ لو۔۔۔"وہ صفائیہ لہجے میں بولنے ہی لگی تھی کہ مجتبیٰ خاموش کرا گیا۔۔

"آئزل دروازہ اندر سے لاک کر لو۔۔اور کسی کے لئے دروازہ کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔کوئی آئے تو مجھے کال کرنا۔۔میں آجاؤنگا۔۔"اُس کے لہجے میں ایسا کچھ ضرور تھا جو آئزل کو خواہ مخواہ ہی شرمندہ کر گیا تھا۔۔

خیر سے جاؤ۔" وہ لب دبا کر بولتی خود دروازہ اندر سے مقفل کر گئی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ نوکری کی تلاش میں صبح ہی گھر سے نکل گیا تھا۔اور اس وقت وہ کئی جگاہوں پر انٹرویوز دیتا کسی دوسری فرم میں جارہا تھا۔۔اس وقت دوپہر کے بارہ بج رہے تھے۔۔وہ بس کے انتظار میں کھڑا تھا۔۔مگر بس تھی کہ آکر ہی نہیں دے رہی تھی جبھی وہ رکشہ لینے کی غرض سے روڈ کراس کرتا جانے والے روڈ پر آگیا تھا۔۔اور ہاتھ دے کر ایک رکشہ روکا تھا۔۔

"کیا چار سو روپے؟؟اوہ بھائی کیا ہوگیا یہاں دو قدم پر ہی تو ہے آفس۔۔" وہ اس وقت اپنی دوسری منزل سے کوئی تقریباً دو کلو میٹر کی دوری پر ہی تھا۔۔اور رکشہ والا علاقہ کے حساب سے منہ کھول رہا تھا۔۔

"تو بھائی دو قدم پر ہے تو رکشہ کیوں کر رہا ہے۔۔پیدل ہی چلا جا۔" رکشہ والا بھی کوئی بل گیٹس کی اولاد تھا۔دو کھری کھری سناتا یہ جا اور وہ جا۔۔۔

"اس ملک کے غریب بھی صرف نام کے غریب ہیں۔۔ذرا سا اللہ ہاتھ پکڑ لے فوراً آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔۔ایک ہم جیسے مڈل کلاس ہیں۔۔جن کی پوری زندگی بھرم قائم رکھنے میں ہی گزر جاتی ہے۔۔پیٹ میں روٹی نہ ہو مگر بھرم لاکھ پتی والا ہونا چاہئے۔۔" وہ خود ساختہ قیاس کرتا تیز ٹریفک کے باعث سائیڈ پر ہوا تھا۔۔تیز چلچلاتی ہوئی دھوپ پہلے ہی نام پتہ پوچھ رہی تھی سونے پر سہاگا یہ رکشہ والا۔۔وہ شدید پریشانی کے باعث اپنے پاس رُکنے والی گاڑی بھی نوٹس نہیں کر سکا تھا۔۔۔

"اوئے ہیرو۔۔۔کدھر!" عریشہ جو آج دوبارہ ٹکراؤ پر ذرا حیران ہوئی تھی۔۔خود کو گاڑی سے باہر آنے سے رُوک نہیں سکی تھی۔۔۔

"اففف! اب یہ کہاں سے آگئی۔۔" اس کے کل والے طرز تخاطب کے بعد وہ ایک بات تو بخوبی سمجھ ہی گیا تھا کہ یہ لڑکی بہت پہنچی ہوئی چیز تھی۔۔ جو اسے لحیم شحیم مرد کو لیڈیز طبیعت کہہ سکتی تھی اس سے کوئی بعید نہیں تھی۔۔ وہ اور کیا کیا کہہ ڈالتی۔۔

"رکشہ!" اس نے ہاتھ دے کر رکشہ والے کو روک دیا تھا۔۔ عریشہ نے منہ کھول کر ہونقوں کی مانند اسکا نظر انداز کرنا ملاحظہ کیا تھا۔۔

"کیا ہو گیا ہے بھائی۔۔ میں مریخ پر جانے کی بات نہیں کر رہا ہوں یہیں قریب میں آفس ہے۔۔ آپ سے پہلے والا چار سو مانگ رہا تھا اور اب آپ چھ سو۔۔ بھئی واہ۔۔" مجتبیٰ تو ان رکشے والوں کی فرمائشوں پر عش عش کر اُٹھا تھا۔۔۔

"تو بھائی صاحب ڈی ایچ اے میں کھڑے ہو کر بھی حساب لگا رہے ہو۔۔ روڈ دیکھ رہے ہو۔ یہاں اور کوئی پبلک ٹرانسپورٹ نہیں چلتی۔۔۔ اور یہاں سے گزرنے والے سب رئیس زادے ہیں۔۔۔ ان امیر باپ کی اولاد سڑکوں پر نیچ میں گاڑی چلانا خود کو موت کے منہ میں دینے کے مترادف ہے۔۔" وہ رکشے والا بھی کوئی بہت ہی گھاگ قسم کا بندہ تھا۔۔ مجتبیٰ نے ایک نظر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی عریشہ پر ڈالی جو بغور رکشے والے کی باتیں سن رہی تھی۔۔

"کہہ تو آپ بالکل ٹھیک رہے ہیں بھائی۔۔ یہ لوگ واقعی میں ان سڑکوں کو اپنے باپ کی سڑک سمجھتے ہیں۔۔ سڑک پر چلنے والے انسان کم اور کیڑے مکوڑے زیادہ لگتے ہیں۔" وہ رات والا واقعہ یاد کر طنزیہ بولتا اس چھ سو والے

رکشے میں ہی بیٹھ گیا تھا۔۔ جبکہ عریشہ نے نوٹس کیا تھا وہ ابھی بھی لنگڑا کر چلتا

اس سے پیچھا چھڑانے کی غرض سے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

"بیو قوف پاکستانی۔پہلے چار سو میں نہیں مان رہا تو اور اب چھے میں چلا

گیا۔۔۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی واپس گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔۔ آج وہ مصطفیٰ اور

زنیرہ کی تنبیہ کے باث دن میں باہر نکلی تھی۔۔۔

کراچی کے پوش علاقے میں بنے سفید سنگ مر مر سے بنے سکندر ولا میں اس

وقت گھمسان کا رن چھڑا ہوا تھا۔۔

اہان مسلسل اپنی ماں کو آئزل کے لئے راضی کرنے میں کوشاں تھا، جبکہ وہ

تھیں کہ اپنی ضد پر اڑی ہوئی تھیں۔۔

”ممی پلیز! آخر کب تک ضد لگا کر رکھیں گی۔۔۔ آئی لو ہر۔۔۔ میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اب پلیز اس اسٹیٹس اور عمر کے فرق سے باہر آجائیں۔۔“ گہری سیاہ آنکھیں ضبط کے باعث سرخ پڑ رہی تھیں۔۔۔ جبکہ وہ تھیں کہ ہنوز اپنی ضد پر اڑی ہوئی تھیں۔۔

”مہروز صاحب کچھ سمجھائیے اپنے لاڈلے کو۔۔۔ کہ وہ لڑکی ہمارے خاندان میں کسی صورت ایڈجسٹ نہیں کر سکتی۔۔“ شیفون کی پلین ساڑھی زیب تن کئے وہ اس عمر میں بھی خاصی پرکشش اور گریس فل خاتون تھیں۔۔

”بیگم! گھر کی بچی ہے۔۔ اب آپ اپنی ضد چھوڑ دیں۔۔“ انہوں نے تحمل مزاجی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔

”گھر کی بچی؟ آپ کے دوست کی بیٹی ہے تو گھر کی بچی ہو گئی، بھئی واہ اور میری بھانجی اس کا کیا۔“ وہ ذرا خفا ہوئیں۔

"آپ اکلوتے لاڈلے بیٹے کی پسند پر بھی تو نظرثانی کریں ذرا۔" انہوں نے بیٹا کو غصہ ضبط کرتا دیکھ کہا۔۔

"شام میں، میں اور بابا مجتبیٰ کے گھر جا رہے ہیں آئزل کا ہاتھ مانگنے۔ اور آپ کو بھی ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔" وہ اپنی ضد کا کتنا پکا تھا یہ بات ان دونوں میاں بیوی کے علاوہ اور کون جان سکتا تھا۔۔

"اہان میں اس لوئر کلاس لڑکی کو کبھی اپنی بہو تسلیم نہیں کر سکتی۔ پہلے ہی مجھے تمہاری اور تمہارے باپ کی یہ دوستیاں ہضم نہیں ہوتیں تھیں کجا کہ اب تمہاری ضد۔" انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔۔

"مام پلیز! بابا سمجھائیں انہیں۔" اس نے بے چارگی سے باپ کی جانب دیکھا۔۔

"تم بے فکر ہو جاؤ۔ شام میں ہم ضرور تمہارے ساتھ جائیں گے۔۔"انہوں نے اُسکی مشکل آسان کی تھی۔۔۔

"میں پھر مجتبیٰ کو کنفرم کر دوں نا۔۔"اس نے تصدیقی لہجے میں پوچھا۔۔

"ہاں بھئی کر دو۔ شادی کرنی ہے یا نہیں اس بات کا فیصلہ ہم بعد میں کریں گے۔"اس بار تحمینہ بیگم نے بات ختم کی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ منظر ہے مصطفیٰ پیلس کے باورچی خانے کا جہاں زنیرہ بیگم کُک کی چھٹی کر چکی تھیں،اور ملازمین کو باقی تمام کام سونپ گئیں تھیں۔ جبکہ روز کے کپڑے دھونے کے ساتھ ساتھ کھانا بنانے کی زمہ داری بھی اب ثمرہ کے زمہ تھی۔۔۔

اس وقت بھی وہ پسینے سے شرابور رات کے کھانے کا اہتمام کرنے میں جتی ہوئی تھی۔ گندمی رنگت مسلسل تین گھنٹے سے چولہے کے پاس کھڑے ہونے کے باعث سرخ ہو رہی تھی، نازک ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے۔۔ جن ہاتھوں نے کبھی ہل کر پانی بھی نہ پیا تھا اب نہ جانے کیا کیا کر رہے تھے۔۔ مصطفیٰ کی صبح کال آئی تھی۔ مگر وہ چاہ کر اسے یہاں کے حالات کے بارے میں آگاہ نہیں سکی تھی۔۔

"دلہن!" یہ الماس خالہ تھیں، جو چار روز کی چھٹی کے بعد آج لوٹی تھیں۔۔

"السلام علیکم خالہ!" اس نے انہیں دیکھ خوش دلی سے کہا جبکہ ہاتھ تیزی سے الٹی سیدھی پیاز کاٹنے میں لگے تھے۔۔۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔۔

"یہ سب کیا کر رہی ہیں آپ۔ کک کہاں گیا؟" اس کی حالت دیکھ انہیں حیرانگی ہوئی تھی۔۔

"پتہ نہیں، میں بس رات کا کھانا بنا رہی تھی۔۔" وہ صرف پیاز کی جلن کا پانی نہیں تھا۔۔ رندھی آواز اسکے درد کی گواہ تھی۔۔

"آپ یہ سب چھوڑیں۔۔ آرام سے بیٹھیں میں کرتی ہوں۔۔" انہوں نے تیزی سے اسکے ہاتھ سے چھری لی تھی۔۔ جبھی وہاں زنیرہ انٹر ہوئی تھیں۔۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں الماس!" زنیرہ کی آواز پر ثمرہ سہم سی گئی تھی۔۔

"وہ بیگم صاحبہ۔۔ دلہن اکیلے۔۔" انہونے صفائی میں کچھ کہنا چاہا، جبکہ ثمرہ اب دوسرا چولہا جلاتی چکن کا سالن بنانے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔

"الماس دلہن کا اپنا گھر ہے۔۔گھر کے کچن میں گھر کی بہو بیٹیاں کام نہیں کریں گی تو کون کرے گا۔۔آپ بے فکر رہیں۔۔اور انہیں انکا کام کرنے دیں۔۔"انہوں نے رسانیت سے جتاتے لہجے میں کہا، نظریں ثمرہ کے سرخ چہرے پر مرکوز تھیں۔۔

"مگر بیگم صاحبہ ثمرہ بی بی کو تو ان سب کاموں کی عادت بھی نہیں ہے۔۔"انہوں نے حیرانگی کا اظہار کیا۔۔

"عادت نہیں ہے تو اب ہو جائے گی۔۔"الماس خاموش رہیں تھیں۔۔

"آپ میرے ساتھ آجائیں۔۔گھر کے بہت سے کام ہیں جو آپ کے انتظار میں ادھورے پڑے ہیں۔۔۔"وہ اُنہیں لئے باہر کی جانب بڑھ گئیں تھیں۔۔

جبکہ پیچھے موجود ثمرہ نے بیدردی سے اپنے گال رگڑ ڈالے تھے،اس زندگی کا انتخاب کرنا اسکا ذاتی فیصلہ تھا۔اور اب اسے اسی زندگی کے ساتھ نبھا بھی کرنا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"قصویٰ ملازمین کی ہمراہی میں مصطفیٰ پیلس کے مہمان خانے تک آئی تھی۔

"میڈم آپ یہاں بیٹھیں۔۔میں بیگم صاحبہ کو آپ کی آمد کی اطلاع پہنچا دیتی ہوں۔۔"قصویٰ نے سر ہلایا۔۔۔جبکہ اب جانچتی نگاہیں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔احد مصطفیٰ کا یہ محل نما گھر اسکی شخصیت کی ہی طرح بے حد خوبصورت اور شاندار تھا۔۔۔دیواروں پر لگی نایاب پینٹنگز، شو پیس، چھت پر لگا جھومر ہر چیز ہی بیش قیمت اور انٹیک تھی۔۔

"کیسا آنا ہوا لڑکی؟" وہ ایک لمحے میں پہچان گئیں تھیں کہ وہ لڑکی ثمرہ کی بہن تھی۔۔

"وہ آنٹی! میں ثمرہ سے ملنا چاہتی تھی۔۔" وہ انکی آمد پر احتراماً نشست چھوڑ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔

"کون ثمرہ؟ وہ خون بہا میں آئی لڑکی۔۔۔ تم اس ثمرہ کی بات کر رہی ہو؟" وہ سخت الفاظ میں لہجے میں بے پناہ حقارت سموئے گویا ہوئیں تھیں۔۔ جبکہ اپنے بیٹے کے قاتل کی دوسری بہن کو اپنے گھر کی چھت تلے دیکھ غصّہ آسمان چھو رہا تھا۔۔۔

"خون بہا؟ آنٹی میرا بھائی ابھی تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے تو یہ خون بہا کیسے ہو گیا۔۔ ویسے بھی احد مصطفیٰ نے یہ نکاح اپنی مرضی سے کیا تھا۔۔۔۔" قصویٰ کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔

”بہتر یہی ہے لڑکی کہ تم یہاں سے چلی جاؤ۔۔“انہوں نے رسانیت سے کہا۔۔

”میں اپنی بہن سے ملنا چاہتی ہوں۔۔“اس نے ٹھوس لہجے میں کہا۔۔

”آپ کی بہن تھی۔۔اب اس گھر میں وہ خون بہا کی حثیت سے موجود ہے۔۔اور کسی خوش فہمی میں رہنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کہ مصطفیٰ نے یہ شادی محبت میں کی ہے۔۔بلکہ مصطفیٰ تو گزشتہ چار روز سے دبئی میں ہیں اور ثمرہ کو وہ خود سرونٹس کواٹر میں چھوڑ کر گئے ہیں۔۔کیونکہ تمہاری بہن نے خود اپنا آپ انکے سامنے پیش کیا تھا۔۔۔اب بھگتو۔۔“وہ انتہائی ناگواری سے بولیں تھیں۔۔اسے حیرت ہوئی کیونکہ وہ ایسی تو نہ تھیں۔۔

”آنٹی اب آپ زیادتی کر رہی ہیں۔۔“اس نے احساس دلانا چاہا۔۔

"زیادتی تو تمہارے بھائی نے کی ہے میرے جوان سال بیٹے کو موت کے گھاٹ اتار کر۔۔" وہ یکدم ہی آپے سے باہر ہوئیں تھیں۔۔ قصویٰ سہم سی گئی تھی۔۔

"لڑکی بہتر یہی ہے کہ تم یہاں سے اپنی شکل لے کر چلی جاؤ، ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔ میں پہلے ہی بہت مشکلوں سے تمہاری بہن کا وجود اس گھر میں برداشت کر رہی ہوں۔۔" وہ لہجے میں بے پناہ ناگواری سموئے درشتگی سے گویا ہوئیں تھیں۔۔

"مگر آپ ایک بار تو ملنے دیں مجھے ثمرہ سے۔۔" اب وہ منتوں پر اتری تھی۔۔

"میں نے کہا نا لڑکی۔۔ یہاں سے اپنی شکل لے کر چلی جاؤ۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تمہیں۔۔" وہ غصہ ہوئیں۔۔

"اوکے ریلیکس میں چلی جاتی ہوں۔۔ مگر میں پھر آؤنگی اور اس بار اپنی بہن کو ساتھ لے جانے کے لئے وکیل بھی ساتھ لاؤنگی۔۔" وہ بھی نڈر لہجے میں بولتی بھاری دل کے ساتھ مصطفیٰ پیلس سے نکل آئی تھی۔۔۔زنیرہ نے سر جھٹکا تھا۔۔۔

____

شام میں اہان اپنے ماں، باپ سمیت آئزل کا رشتہ لینے آیا تھا، مجتبیٰ بھی ان لوگوں کی وجہ سے جلدی گھر آگیا تھا۔۔البتہ اب وہ لوگ چھوٹے سے مہمان خانے میں بیٹھے تھے، آئزل تو چائے پانی سرو کرنے کے بعد اندر چلی گئی تھی۔۔اب وہاں صرف اہان اور اس کے پیرنٹس جبکہ دوسری طرف سے مجتبیٰ خاموش بیٹھا تھا۔۔

"انکل اماں بابا کی حیات میں آپ لوگ کبھی اس رشتے کے لئے راضی نہیں ہوئے، اب اہان کا ضد لگانا اور انتہائی قدم اٹھانا، میں خود مجبور ہو گیا ہوں وگرنہ میں کبھی اپنی بہن کی شادی آپ کے خاندان میں نہیں کرتا۔۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر متوازن لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔ جبکہ اہان گڑبڑایا کہیں وہ اسکی ماں کے سامنے نکاح والا راز ہی نہ فاش کر دے۔۔

"بیٹا ہم نہیں، صرف آپ کی آنٹی، اور اسکے پیچھے بھی ایک وجہ ہے کہ یہ اہان کی شادی اپنی بھانجی سے کرنا چاہتی ہیں۔ ورنہ مجھے تو شروع سے ہی آئزل بہو کے روپ میں بہت پسند ہے۔۔" انہوں نے خوش دلی سے جواب دیا تھا۔۔ مجتبیٰ نے ایک گہری سانس بھری تھی۔۔

"تو پھر آپ رخصتی کی کوئی ڈیٹ دے دیں۔۔" وہ سنجیدہ تھا۔

”وہاٹ ؟ اتنی جلدی ۔۔ نہیں بھئی ۔۔۔ ابھی تو میں اتنی جلدی اپنے بیٹے کی شادی کا ارادہ نہیں رکھتی ۔۔“ انہوں نے صاف انکار کیا تھا ۔۔

”کیا مطلب ہے آپ کا آنٹی ؟ ؟ اہان یہ کیا کہہ رہی ہیں ؟ “ اس نے ناگواری سے اہان کو دیکھا ۔۔

”ریلیکس رہو ۔۔ میں سمجھا لونگا انہیں ۔۔۔ تم بس رخصتی کی تیاری مکمل رکھو ۔۔۔ ہم جلد ہی کوئی تاریخ طے کر لیں گے ۔۔“ اہان نے فی الحال اسے آنکھ کے اشارے سے تحمل رکھنے کا کہا تھا ۔۔

”تیاری کیا کرنی ہے ۔۔ آپ لوگ تو سب جانتے ہی ہیں کہ میں اپنی بہن کو جہیز کے نام پر زیادہ کچھ نہیں دے سکتا ۔۔ بس جو کچھ ہے وہ آئزل کا نصیب ہے ۔۔“ اس نے بغیر کسی لگی لپٹی رکھے سیدھی بات کی تھی ۔۔

''ہمیں اور کچھ چاہئے بھی نہیں۔۔بس ہماری بیٹی ہمارے حوالے کر دو۔۔۔'' مہروز کی محبت پر اوٹ میں چھپی آئزل اور مجتبیٰ دونوں ہی مسکرائے تھے۔۔اس بات سے یکسر بے خبر کہ ابھی محبت کے بہت سے امتحان پاس کرنے باقی تھے۔۔۔

....

آج مصطفیٰ کی واپسی کی فلائٹ تھی۔۔۔ ثمرہ سے آج زنیرہ بیگم نے کوئی کام نہیں کرایا تھا۔۔کک اپنی ڈیوٹی پر واپس آچکا تھا۔البتہ وہ صبح سے ہی کمرے میں بند تھی۔۔بلاضرورت تو وہ ویسے بھی کمرے سے باہر نکلنے سے گریز ہی کرتی تھی۔۔۔

اس وقت سنگھار آئینے کے سامنے کھڑی اپنا تنقیدی جائزہ لینے میں مگن تھی۔۔گندمی رنگت، جس پر سی گرین رنگ کا ہلکی کڑھائی والا کرتا کھل سارہا

تھا۔۔۔گلے میں شیفون کا دوپٹہ پڑا تھا۔۔گہری سیاہ آنکھیں ہمیشہ کی طرح بجھی بجھی سی تھیں۔۔۔چہرے کی شادابی ہنوز قائم تھی۔۔باورچی خانے کے دو کام کرنے سے اس کے ملکوتی حسن میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا۔۔

وہ کوئی ایسی بھی حسین لڑکی نہیں تھی کہ کوئی اس پر بری طرح فدا ہوتا، مگر یہ حقیقت تھی کہ مصطفیٰ نہ صرف اس سے بہت محبت کرتا تھا، بلکہ اس سے زیادہ ان دونوں کے مابین ہمیشہ سے احساس کا رشتہ قائم رہا تھا۔۔

وہ دونوں ہی میچور تھے، ایک دوسرے کی بہت عزت کرتے تھے۔۔۔یہی وجہ تھی کہ آج سے پانچ سال قبل مصطفیٰ نے اسکے اور اسکے خاندان کے فیصلہ کا احترام کیا تھا۔۔اور اب جو حالات پیدا ہو گئے تھے، ان میں مصطفیٰ چاہتا تو اپنے بھائی کے خون کے بدلے کے ساتھ ساتھ اپنی بے عزتی کا بھی بدلہ لے سکتا تھا۔۔اسے زنیرہ سے کوئی شکوہ نہیں تھا۔۔انسان ایسے ہی ہوتے

ہیں، جب چوٹ لگتی ہے تو اچھے اچھے تڑپ جاتے ہیں اس عورت نے تو پھر جوان بیٹا کھویا تھا۔۔۔ جسے بغیر شوہر کے بڑی مشکلوں سے پال پوس کر جوان کیا تھا۔۔۔ وہ انسان تھیں جبھی ایسا رویہ اختیار کر گئیں تھیں اور اگر وہ ایسا کچھ نہ کرتی تو پھر شاید انکا شمار فرشتوں میں ہوتا، بلکہ وہ تو اس سے زیادہ برے حالات کے لئے خود کو تیار کر کہ آئی تھی۔۔۔ ابھی تو ویسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ جو بھی تھا مگر یہاں اسکے ساتھ انسانیت سے گرا سلوک تو ہر گز نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ اس نے تو سگے باپ کے گھر میں ہمیشہ منٹلی ٹارچر برداشت کیا تھا۔۔۔ سگے باپ سے بد کرداری کے طنز اور طعنے سنیں تھے۔۔ وہ ساری زہنی ازیتیں ان دو کاموں پر بھاری تھیں۔۔۔

وہ اپنے معمولی سے نقوش دھیرے سے چھوتی اپنی سوچوں میں گم تھی کہ جبھی اسے باہر سے آواز آنے لگی تھیں۔۔۔ یقیناً مصطفیٰ واپس آگیا تھا۔۔ لب

خود بخود مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔دل عجیب لے میں ڈھڑک اٹھا تھا۔۔بجھی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔۔۔اپنے نم بالوں کو ہارف کیچر میں قید کرتی وہ تیزی سے روم سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں ماما! کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔صرف چار دن کے لئے ہی تو گیا تھا۔۔اور پہلی بار تو ہر گز بھی نہیں گیا تھا۔۔"وہ کتنی ہی دیر سے روتی ہوئی زنیرہ کو سینے سے لگائے کھڑا تھا۔۔۔جو شاید مزمل کے بعد سے کچھ زیادہ ہی حساس ہو گئی تھیں۔۔

"مصطفیٰ آئندہ اپنی جگہ کسی بھی امپلائی کو باہر بھیج دینا مگر تم نہ جانا۔۔تم جانتے تو ہو نا کہ میں اب تمہیں ایک لمحے کے لئے بھی اپنی نظروں کے سامنے سے اوجھل نہیں کر سکتی۔۔"وہ کتنی ہی دیر ماں کو سینے سے لگائے

کھڑا تھا۔۔۔ایک طرف کو کھڑی عریشہ ماں بیٹے کی محبت دیکھ دھیرے سے مسکرا رہی تھی۔۔ جبکہ مصطفیٰ کی تشنہ نگاہیں ہمیشہ کی طرح اس ستمگر لڑکی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔

"آنٹی مجھے بھی تو ملنے دیں اپنے دوست سے۔۔" وہ ماحول میں تناو محسوس کر خود چل کر نزدیک آئی تھی۔۔۔ تو وہ مسکرا کر پیچھے ہوئیں، اور عریشہ ہمیشہ کی طرح لاپرواہی سے مصطفیٰ کے سینے سے لگی تھی۔۔۔ وہ جو اپنی نگاہیں ثمرہ کے کمرے کے دروازے پر مرکوز کئے کھڑا تھا یکدم سٹپٹایا۔۔ اور یہی وہ لمحہ تھا جب ثمرہ کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور اسکا حسین چہرہ نمودار ہوا تھا، مگر وہاں کا منظر دیکھ اسکی پیشانی پر سینکڑوں بل نمودار ہوئے تھے۔۔ چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔ اتنا تو وہ کبھی اپنے شوہر کے نزدیک نہیں ہوئی تھی جتنا یہ لڑکی مصطفیٰ سے چپک رہی تھی۔۔ مصطفیٰ کو گڑبڑاہٹ کا شکار دیکھ

وہ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے ہولے ہولے قدم اٹھاتی نزدیک گئی تھی۔۔۔

"السلام علیکم!" مصطفیٰ نے نرمی سے اپنے سینے سے لگی عریشہ کو خود سے جدا کیا تھا، اور اسکے سلام کا جواب دیتے خفت سے انگھوٹے سے ماتھا کھجتے سلام کا جواب دیا۔۔۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ ذرا فاصلے سے کھڑی ثمرہ کے قریب ہوتا ایک لمحے میں اسے بازوؤں سے پکڑ کر کندھے سے لگا گیا۔ اس بار سٹپٹانے کی باری ثمرہ کی تھی۔۔۔ زنیرہ کے ماتھے پر ناگواری کی شکنیں نمودار ہوئیں تھیں۔۔ عریشہ کو بھی مصطفیٰ کا یہ عمل ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔۔

"ٹھیک۔۔" اس نے جلدی سے اپنا آپ مصطفیٰ کی گرفت سے آزاد کراتے فاصلے پر ہونا چاہا، جو اسے کندھے سے لگائے کھڑا شاید چھوڑنا بھول چکا

تھا۔ جبکہ اب وہ شرارت سے ثمرہ کے چہرے کے تاثرات سے حظ اٹھا رہا تھا جو شرمائی گھبرائی سی مسلسل نامحسوس انداز میں مزاحمت کر رہی تھی۔۔۔

"مصطفیٰ چلو تم فریش ہو جاؤ۔ میں کھانا لگواتی ہوں۔۔" وہ ماتھے پر ناگواری کے بل سجائے واک آوٹ کر گئیں، جبکہ خود کو مصطفیٰ کے حصار سے آزاد کراتی وہ بھی جلدی سے وہاں سے نکلنے کے لئے پر تولنے لگی۔۔۔

"اور سناؤ مصطفیٰ ٹرپ کیسا رہا۔۔" عریشہ نے اسکی توجہ بھٹکانی چاہی۔۔ مصطفیٰ کا یوں ثمرہ کی جانب جھکاؤ اسے بری طرح سے کھل رہا تھا۔۔

"ویسا ہی جیسا بزنس ٹرپ ہوتا ہے۔۔ چلو میں چینج کر کہ آتا ہوں۔۔ ثمرہ میرے ساتھ آیئے۔۔" وہ جو نظر بچا کر وہاں سے بھاگنے کے چکر میں تھی کہ مصطفیٰ کی آواز پر سٹپٹا کر ایک نظر عریشہ پر ڈالتی مصطفیٰ کے ہم قدم ہوئی۔۔ جو اسے آگے چلنے کا اشارہ کرتا خود بھی ساتھ ہی قدم اٹھا رہا تھا۔۔

”یہ مصطفیٰ کب سے لڑکیوں میں انٹرسٹ لینے لگا۔“ عریشہ نے خود ساختہ قیاس کیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”فار گاڈ سیک مما! کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔اور مت بھولیں ثمرہ کے ساتھ یہ سب کچھ صرف آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ کیا ہوا آپ کے اس سو کالڈ خون بہا کا۔۔ ثمرہ وہاں پر نوکرانیوں جیسی زندگی گزار رہی ہے۔۔“ قصویٰ جس دن سے مصطفیٰ پیلس سے واپس آئی تھی مسلسل فرناز بیگم سے جرح ہی کئے جا رہی تھی۔۔

”جسٹ شٹ اپ قصویٰ میں ماں ہوں تمہاری۔۔ یہ تم مجھ سے کس لہجے میں بات کر رہی ہو۔“ وہ آپے سے باہر ہوئیں تھیں۔۔ جبکہ ہمیشہ کی طرح ایک

طرف کو کونے میں بیٹھے جبران صاحب ماں بیٹی کی لڑائی میں بالکل خاموش تھے۔۔

”جبران صاحب۔۔آپ کچھ بولتے کیوں نہیں ہیں۔۔دیکھ رہے ہیں اپنی لاڈلی کو یہ مجھ سے کس انداز میں بات کر رہی ہے۔۔“وہ نخوت سے چنگھاڑی تھیں۔۔۔جبران خاموش رہے۔۔

”بابا میں آپ کو بتا رہی ہوں وہاں ثمرہ بہت ازیت میں ہے۔۔وہ زنیرہ آنٹی انہوں نے مجھے ثمرہ سے ملنے تک نہیں دیا۔۔وہ احد مصطفیٰ بھی ویسا نہیں ہے جیسا نظر آتا ہے۔۔انہوں نے وہاں ثمرہ کو سرونٹس کواٹرز میں رکھا ہوا ہے۔۔سارے گھر کا کام کراتے ہیں۔۔اور پتہ نہیں کیسا سلوک کرتے ہونگے اسکے ساتھ۔۔۔“قصویٰ کی بات پر جبران کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

"میں بتا رہی ہوں آپ کو بابا یہ ثمرہ کے ساتھ زیادتی ہے۔۔۔ کل ہی وکیل کریں اور میرے ساتھ چلیں۔۔ ہم ثمرہ کی ڈائیورس کرا کر اپنے ساتھ واپس لے کر آئیں گے۔۔ شارق بھائی اپنے کیئے کی سزا بھگتا رہا ہے ناں۔۔ جب تک کیس چل رہا ہے کیا ہم ثمرہ کو یہ تمام اذیتیں بھگتنے کے لئے تنہا چھوڑ دیں۔۔ کیا لاوارث ہے وہ۔۔ باپ اور بھائی کے ہوتے ہوئے بھی وہ یہ سب کیوں برداشت کرے۔۔" قصویٰ تیز چنگھاڑتے ہوئے لہجے میں پہلی بار اس قدر شدت سے غرائی تھی۔۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا لڑکی۔۔۔ جبران صاحب سمجھائیں اپنی لاڈلی کو ہمارے یہاں طلاقیں نہیں ہوا کرتیں۔۔ اور تم یہ منحوس لفظ اپنی زبان پر لائی بھی کیسے۔۔ جو کیا ہے ثمرہ نے خود اپنے ساتھ کیا ہے۔۔۔ میں نے یا تمہارے باپ نے اس سے نہیں کہا تھا کہ وہ جا کر احد مصطفیٰ سے شادی رچا

لے۔۔" فرناز قریب آتیں بیٹی کو لتاڑ چکی تھیں۔ جبکہ قصویٰ نے دکھ سے اپنے باپ کو دیکھا تھا۔۔۔ان سے زیادہ کمزور شخص شاید ہی کبھی اس نے اپنی زندگی میں دیکھا ہو۔۔۔

" بابا آپ نے ثمرہ کی طرح مجھے بھی مایوس ہی کیا ہے۔۔اب سمجھ آتا ہے مجھے کہ اس نے کبھی اپنے لئے کوئی اسٹینڈ کیوں نہ لیا۔۔ جس لڑکی کی بیک اتنی کمزور ہو، اسکا باپ بھی اسکا نہ ہو پھر ایسی لڑکیاں معاشرے کے ہاتھوں کھلونا ہی بنتی ہیں۔ جس طرح ثمرہ بنی ہوئی ہے۔۔احد مصطفیٰ کے گھر کی زینت اسکا دل بہلانے کا سامان۔۔" وہ بہت تلخی سے بولی۔۔ جبران صاحب بلبلا اٹھے تھے۔۔

"قصویٰ خاموش ہو جاؤ۔اور خبر دار جو تم نے آئندہ اس قسم کے واہیات الفاظ استعمال کئے۔۔۔ ثمرہ نے اپنے لئے یہ گڑھا خود کھودا ہے۔۔وہ نہ مانتی

مصطفیٰ کی بات اور واپس آجاتی پھر میں دیکھتا کہ احد مصطفیٰ میری بیٹی سے کیسے زبردستی کرتا۔۔۔اگر وہ کوئی زیادتی برداشت کررہی ہے تو یہ سب اسکی جلد بازی کا نتیجہ ہے۔۔۔"جبران کو سخت قسم کا تاؤ آیا تھا۔۔

"بالکل صحیح کہہ رہے ہیں جبران۔۔"فرناز نے حمایت کرنی چاہی۔۔

"شٹ اپ! جسٹ شٹ اپ۔۔یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے منافق عورت۔۔۔نہ تم مجھے خون بہا کے لئے فورس کرتیں نہ میں اپنی بچی کو اس آزمائش میں ڈالتا اور نہ ہی وہ یہ جذباتی قدم اٹھاتی۔۔"اس بار وہ فرناز پر دھاڑے تھے جن کی بولتی بند ہوگئی تھی۔۔۔

"قصویٰ جائیں آپ اپنے کمرے میں۔۔"قصویٰ دونوں ماں باپ پر ایک تاسفی نگاہ ڈالتی اپنے کمرے میں بند ہوگئی تھی۔۔۔وہ دونوں صرف ایک

دوسرے کو بلیم کرنے میں مصروف تھے۔۔ جبکہ ثمرہ کی زندگی جہنم بنی ہوئی تھی۔۔۔

"اگر بیٹی کا اتنا ہی خیال ہے یا اگر غیرت جوش مار رہی ہے تو کرلیں اپنی دوسری بیٹی کے مشورے پر عمل۔۔ مگر مجھے باتیں سنانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ آپ کی بیٹی کی نیت پہلے سے خراب تھی۔۔۔ ہے نا اپنی ماں جیسی۔۔" وہ غصے اور تنفر سے بولتی وہاں سے واک آوٹ کر گئیں۔۔ جبکہ جبران صاحب اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔۔ آخر یہ انکے گھر میں ہو کیا رہا تھا۔۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر تھی۔۔۔۔ ان کی تینوں اولادیں ان سے بدظن ہو گئی تھیں۔۔۔

وہ دونوں آگے پیچھے ہی مصطفیٰ کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔اور پیچھے آتے مصطفیٰ نے احتیاطاً کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ ثمرہ چونک کر مڑی تھی۔۔

"کیا ہوا اتنا گھبرا کیوں گئیں۔۔" وہ اسے ایک نظر دیکھ خود اپنا کوٹ اتار کر ایک طرف پھینکتا سوالیہ گویا ہوا۔۔ چہرہ پر سنجیدگی طاری تھی۔۔۔

"میں کیوں گھبراؤنگی۔۔" وہ اپنا لہجا حتی المقدور مضبوط بناتی ذرا منہ بنا کر بولتی صوفے پر پڑا اسکا کوٹ اٹھانے لگی تھی۔

"اہمم! رہنے دیجیئے میں نے اس کام کے لئیے آپ کو نہیں بلایا ہے۔۔" سائیڈ ٹیبل پر اپنی گھڑی اتار کر رکھتے اسنے اسے باز رکھا۔۔

”میں رکھ دیتی ہوں۔۔“اس نے اسرار کیا، تو وہ اسکی گھبراہٹ محسوس کر خاموش رہا۔جو اسکی جانب سے خاموشی محسوس کر کوٹ جلدی سے ہینگر میں لگانے لگی تھی۔۔

”عریشہ میری بہت اچھی دوست ہے۔۔وہ اسٹریلیا میں پلی بڑی ہے۔۔۔ تھوڑی بولڈ ہے۔۔اور مجھ سے فرینک بھی ہے۔۔اس لئے تھوڑا سا جزباتی ہو جاتی ہے۔۔“آستین اور کالر کے بٹن کھولتے مصطفیٰ نے سرسری سے لہجے میں عریشہ کے عمل کو جسٹیفائی کیا۔۔جبکہ دوبارہ وہ منظر یاد کر ثمرہ کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔

”آپ نے مجھے کس کام کے لئے بلایا ہے مصطفیٰ!“اس نے ذرا ناگواری سے پوچھا۔۔وہ جو اسکی طرف سے رخ پھیر کر پینٹ میں لگی شرٹ باہر نکال رہا تھا،اس کے لہجے میں جھنجھلاہٹ محسوس کر ٹھہرا۔۔۔

"یہاں آئیں۔۔۔" اب وہ بے حد سنجیدگی سے بولا۔۔ ثمرہ کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی تھی۔۔

"میں؟" انتہائی بیوقوفانہ سوال کیا گیا تھا۔۔

"جی آپ؟" وہ ثمرہ کے چہرے کی ہوائیاں اُڑتی دیکھ مسکراہٹ ضبط کر کہ بولا۔۔ جبکہ وہ لب چباتی چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی نزدیک گئی تھی۔۔

"جی!" وہ دو قدموں کے فاصلے پر ٹھری، اور سوالیہ نگاہوں سے مصطفٰی کی جانب دیکھا جو بڑی گہری نگاہوں سے اسکے سراپے کا جائزہ لے رہا تھا۔۔

"اس کام کے لئے بلایا تھا۔۔" وہ دو قدموں کا فاصلے سمیٹتے اسے سینے سے لگا گیا تھا، جو اس اچانک افتاد پر سانس تک روک گئی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے مصطفیٰ! چھوڑیں مجھے۔۔" ہوش میں آتی خود کو اسکے حصار میں قید محسوس کر وہ بری طرح سٹپٹائی تھی۔۔ وہ تو ابھی تک نیچے والے لمس کے حصار سے نہیں نکل پائی تھی کجا کہ مصطفیٰ کا یوں ہگ کرنا، دل ڈھڑ کا گیا تھا۔۔ ڈھڑکنیں تو مصطفیٰ کی بھی تیز ہوئیں تھیں۔۔ محبوب کو پہلی بار حصار میں قید کر لینے کی خوشی ہی الگ ہوتی ہے۔۔ جو وہ دونوں اس وقت محسوس کر رہے تھے۔۔۔۔

"اسے بدتمیزی تو بالکل نہیں کہتے مسز مصطفیٰ!" گرفت مزید سخت کرتے جان کر ثمرہ کو چھیڑا تھا، جو خود کو اس سے آزاد کرانا چاہتی تھی۔۔

"یہ کام ہے آپ کا۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔۔" وہ زچ ہوئی، وہ جس قدر سنجیدہ اور میچیور بندہ تھا، ثمرہ کو ہر گز بھی اس سے اس قسم کی حرکت کی توقع نہیں

تھی۔۔ مگر ثمرہ بی بی بھول رہی تھیں کہ وہ اس سنجیدہ بندے کے نکاح میں تھیں۔۔

"نیچے میں نے محسوس کیا تھا جب عریشہ نے مجھے ہگ کیا تو ایسی ہی کوئی خواہش آپ کی بھی تھی۔۔ کہ عریشہ کو دکھا دے کر خود مجھے ہگ کرلیں۔۔ میں نے تو بس آپ کی مشکل آسان کی ہے۔۔" وہ اب جان بوجھ کر اسے اپنے حصار میں لئے کھڑا تھا، جس کا چہرہ شرم و حیا کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔۔

"میری ایسی کوئی واہیات خواہش نہیں ہیں۔۔ مجھے چھوڑیں مصطفیٰ۔۔ لگتا ہے اپنی اس بے باک دوست کی صحبت میں رہ کر آپ بھی فلرٹی ہو گئے ہیں۔۔۔" اس بار اس کی جھنجھلاہٹ اور غصے پر مصطفیٰ کا چھت پھاڑ قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"یار سیم بیوی سے کون فلرٹ کرتا ہے۔۔"اسکے لہجے میں خوشی محسوسکر اب وہ مزاحمت ترک کر چکی تھی۔۔اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا وہ جان کر اسے زچ کر رہا تھا۔۔۔

"اب چھوڑ بھی دیں۔۔میری خواہش کی آڑ میں اپنی خواہشیں نہ پوری کریں۔۔"اس بار اس نے ذرا غصے سے کہا تھا، تو مصطفیٰ نرمی سے الگ ہوتا اسکے پیشانی پر ہونٹ رکھ گیا۔۔۔

"آئی مس یو سو مچ !"اسے یونہی اپنے حصار میں لئے پیشانی سے پیشانی جوڑ کر کھڑا وہ جذبات سے بوجھل گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔ثمرہ پلکیں جھکا گئی تھی۔۔اس کے دل نے کبھی یہ خواہش ضرور کی تھی کہ یہ لمحات ان دونوں کے مابین آٹھریں۔۔مگر پانچ سال قبل وہ اپنی ہر ایسی خواہش سینے میں دفن کر گئی۔۔

"آپ نے مس کیا مجھے۔۔۔" اس کے حسین چہرے کے نقوش محبت سے مہکتا وہ آنچ دیتے لہجے میں سوالیہ گویا ہوا۔۔

"نہیں!" دل ایکدم اداس ہوا تھا۔۔ دل چاہا کہ یونہی اسکے سینے سے لگ کر بتائے کہ اسکی موجودگی اسکے لئے کتنی اہمیت کی حامل ہے۔۔ کیونکہ جہاں وہ ہوتا ہے وہاں کی گرم ہواؤں کو بھی اجازت نہیں کہ وہ ثمرہ مصطفی کے خلاف جا سکیں۔۔

"کیوں؟" اس نے ذرا مصنوئی ناراضی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"کیوں کیا مطلب؟ آپ مجھ سے مل کر گئے تھے کیا؟ جو میں آپ کو یاد کروں۔۔" اب وہ فاصلے پر ہو گئی تھی۔۔۔ جبکہ مصطفی ایک گہری سانس لیتا بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

”یار جلدی میں نکلا تھا۔۔پتہ تو ہے آپ کو آفٹر آل آپ میرے ساتھ اتنا عرصہ کام کر چکی ہیں آپ۔۔“اس نے ماضی کا حوالہ دیا۔۔

”ہاں اور پھر خبر ہی نہیں لی کہ پیچھے کوئی ثمرہ بھی ہے۔۔“ثمرہ کے سارے شکوہ شکایتیں بھی بس اسی سے تھے ایک مان تھا کیونکہ وہ کبھی اسکی کوئی بات نہیں ٹالتا تھا۔۔

”روز تو کال کرتا رہا ہوں آپ کو۔۔ہاں مگر وہاں دبئی سے بیٹھ کر آپ کو ایسے ہگ تھوڑی دے سکتا تھا۔۔“اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بیٹھاتا وہ اک بار پھر شرارت پر آمادہ ہوا۔۔۔ثمرہ نے منہ بگاڑ کر گھورا تھا۔۔مصطفیٰ کو اسکے چہرے کے ایکسپریشنز دیکھ ہنسی آئی تھی۔۔

”ہنستی رہا کریں اچھی لگتی ہیں۔۔“اسکا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے وہ محبت سے بولا تھا۔۔

"اب جلدی سے مجھے بتائیں کہ یہاں میرے پیچھے میں کیا ہوا؟" وہ جو اسکا ہاتھ اپنی گرفت میں لئے بیٹھا تھا کہ انگوٹھے پر سینکڑوں کٹ دیکھ وہ ٹھٹھک گیا تھا۔۔

"کچھ ہونا تھا؟ کچھ بھی نہیں ہوا؟" وہ اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے نکالنے کی کوشش کرتی، سٹپٹائی۔۔

"یہ ہاتھ پر کیا ہوا پھر۔۔۔ایسا لگ رہا ہے دیگیں چڑھانے کے لئے پیاز ٹماٹر کاٹیں ہیں آپ نے؟" اسنے اسکا انگوٹھا اسکے سامنے کیا۔۔ ثمرہ کو یکدم اپنی حماقت کا احساس ہوا۔۔ کٹنگ بورڈ یوز کرنے کی اسے عادت نہیں تھی اور یہ سب کٹس بھی تیز دھار چھری کی بدولت تھے۔۔

"یہ تو ویسے ہی بس۔۔" اس نے ایک بار پھر ہاتھ آزاد کرانا چاہا۔۔

"ویسے ہی بس کچھ نہیں۔۔ پانچ سال اپنے گھر سے دور دیار غیر میں رہا ہوں۔۔ وہاں کام کرنے کے لئے میری بیوی نہیں بیٹھی تھی۔۔ کچن کے سارے کام اپنے ہاتھ سے کئے ہیں۔۔ سب جانتا ہوں یہ کٹ چھری کی وجہ سے لگیں ہیں۔۔ اب زیادہ ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ مجھے فوراً بتائیں میرے پیچھے میں یہاں کیا ہوا ہے۔۔" اس بار اسکا لہجا سخت تھا۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے مصطفٰی!" اس نے منمنا کر اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے نکالنا چاہا تھا۔۔

"آپ خود بتا رہی ہیں یا میں ملازمین کو یہاں بلاؤں۔۔۔" مصطفٰی کے بدلتے تیور دیکھ ثمرہ کا سانس خشک ہوا تھا۔۔

"گھر میں بور ہو رہی تھی۔ بس اسی لیے کوکنگ کی تھی۔۔" ثمرہ نے بہانہ تراشا۔۔

"اور جیسے میں تو جانتا ہی نہیں ہوں کہ آپ کو کچن کے کام کرنے میں کتنی الجھن ہوتی ہے۔۔"اس بار ثمرہ نے شکوہ کناں نظروں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔اگراب وہ سب خود ہی سمجھ گیا تھا تو بار بار اسے اکسا کر سب کچھ اگلوانے کی کیا ضرورت تھی۔۔

"آپ ممی کو انکار بھی کر سکتیں تھیں۔۔"مصطفیٰ نے آنکھیں میچ کر خود پر ضبط کیا تھا۔۔

"انٹی نے ایسا کچھ بھی انوکھا نہیں کہا تھا مصطفیٰ!گھر کا کام ہے۔۔اگر کر دیا تو کونسی آفت آگئی۔۔۔"اس بار وہ بھی ذرا ناگواری سے بولی۔۔

"گھر میں ملازمین کی فوج موجود ہے ایسے میں آپ کا گھر کے کام کرنا مجھے سمجھ نہیں آیا۔۔اور کچن تک بات سمجھ آتی ہے۔۔روز کپڑے دھونے کی کونسی تک ہے۔۔اور جب میں نے آپ سے پوچھا۔آپ نے مجھے انکار

کر دیا۔۔ مجھ سے جھوٹ بولا۔۔ جبکہ میں نے ہمیشہ آپ کو ایک بات کہی ہے کہ کوئی بھی مسلہ یا پریشانی ہو آپ بلا جھجھک مجھے بتا یا کریں۔۔ مگر نہیں آپ کو تو عادت ہے مصطفیٰ سے باتیں چھپانے کی۔۔" اب وہ خفگی کا اظہار کرتا غصہٰ ہوا تھا۔۔ جبکہ وہ چہرے کے ساتھ ساتھ نگاہیں بھی جھکا گئی تھی۔۔ آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئی تھیں۔۔

"فی الحال مجھے آپ پر بالکل بھی ترس نہیں آرہا کیونکہ جو شخص خود پر ترس نہ کھائے اس سے ہمدردی یا محبّت کرنا بے کار ہے۔۔" وہ اسکے چہرے سے رُخ پھیرتا سخت لہجے میں بولا تھا۔۔ ثمرہ کو یہ خوش فہمی تھی کہ اتنے سارے ملازمین کے ہوتے ہوئے وہ گھر میں ہوتی کارروائی سے بے خبر رہے گا۔۔ اصل غصہٰ تو اسے اسکے باتیں چھپانے پر آیا تھا۔

"تو مت کریں ہمدردی۔۔میں نے نہیں کہا آپ سے کہ مجھ سے ہمدردی کریں۔۔"اس بار ثمرہ کو بھی غصہ آیا تھا وہ بجائے اسے سینے سے لگا کر دلاسہ دینے کے الٹا ڈانٹ رہا تھا۔۔

"یہ جتنی زبان آپ کی میرے سامنے چلتی ہے نا اتنی باقی سب کے سامنے بھی چلا لیں تو، آپ کے حق میں بہت بہتر ہو گا۔۔۔"وہ خود کو طنز کرنے سے روک نہیں پایا تھا، جو اسے غصے سے دیکھتی اپنے گال رگڑتی تن فن کرتی کمرے سے نکلنے لگی تھی۔۔

"ثمرہ۔۔۔"مصطفیٰ نے اُسے پکارا مگر وہ سنی ان سنی کر گئی۔۔۔جبکہ وہ ضبط سے ہاتھ کا مکا بنا کر بیڈ پر مارتا تاسف کھاتا ہی رہ گیا تھا۔۔۔

"ویٹ واٹ۔۔۔ کہنا کیا چاہتے ہو تم؟؟"اہان کی فضول گوئی پر مجتبیٰ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔۔

"یار اتنا سیریس کیوں ہو رہا ہے۔۔میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں بس ایک ماہ انتظار کر لے۔۔پھر میں رخصتی کے سارے انتظامات خود دیکھ لونگا۔۔"اہان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

"جسٹ شٹ اپ!تم نے مجھے کیا بے غیرت سمجھ کر رکھا ہے۔۔یا پھر اتنا کنگلا سمجھ لیا ہے کہ میں اپنی بہن کی رخصتی نہیں کر سکتا۔۔"مجتبیٰ کے ماتھے پر سینکڑوں بل نمودار ہوئے تھے۔۔اہان نے گہرا سانس بھرا۔۔۔۔

"میرے بھائی تیری وجہ سے ہی کہہ رہا ہوں۔۔ابھی کوئی جاب بھی نہیں ہے تیرے پاس۔۔"اہان نے اسے حقیقت کا آئینہ دیکھایا۔۔

"اس کی فکر نہ کریں اہان صاحب۔۔۔میں سارے انتظامات کر چکا ہوں۔۔آپ صرف بارات لانے کی تیاری کریں۔۔" وہ ذرا ناگوار لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

"ٹھیک ہے پھر جیسی تیری مرضی !" اس نے کندھے اچکائے۔۔ مگر وہ چاہ کر بھی اسے حقیقت نہیں بتا سکا تھا کہ اسکی ماں کسی طور اس رشتے کے لیے راضی نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔

سکندر ہاؤس میں اس وقت تحمینہ بیگم اپنے شوہر اور بیٹے کے عین سامنے بیٹھیں بحث و مباحثہ میں مصروف مسلسل اپنی ضد پر ڈٹی ہوئی تھیں۔۔۔

"مہروز صاحب آپ میری بات کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔وہ لوئر کلاس لڑکی۔۔کسی بھی طرح ہمارے اسٹینڈرڈز سے میچ نہیں کرتی ہے۔۔"وہ ایک بار پھر درشتگی سی بولی۔۔

"مام بس۔۔اب آپ آئزل کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہیں گی۔۔۔میں برداشت نہیں کرونگا۔۔"وہ خفا ہوا۔

"واہ بیٹا واہ! جو لڑکی ابھی اس گھر میں آئی نہیں ہے۔۔اس کی اتنی طرفداری۔۔"انہوں نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔۔

"بابا پلیز سمجھائیں انہیں!"اس بار اہان بیزاریت سے بولا۔۔

"مجتبیٰ کے گھر جانے کی تیاری کرو۔۔ہم آج ہی جاکر مجتبیٰ کو رخصتی کی تاریخ دے دیں گے۔۔"اس بار مہروز صاحب سختی سے بولے تھے۔۔۔تحمینہ نے گھور کر اپنے شوہر کو دیکھا تھا۔۔

"بس کر دیں تحمینہ ہر بار آپ کی مرضی نہیں چلے گی۔۔جوان بیٹے کی زندگی کا معاملہ ہے۔۔وہ محبت کرتا ہے آئزل سے۔۔آپ کیوں جاہل عورتوں والی حرکتیں کر رہی ہیں۔۔ابھی بچے کوئی غلط قدم اٹھالیں گے تو پھر ٹھیک رہیں گی آپ۔۔"اس بار مہروز کا لہجا انتہا کا سخت تھا۔۔اور بس یہی انکے لئے آخری وارننگ تھی۔۔۔جبکہ جاہل عورتوں سے تشبیہ دینے پر وہ تڑپ اٹھی تھیں۔۔

"ٹھیک ہے پھر جیسا آپ دونوں باپ بیٹے کو ٹھیک لگے۔"وہ بیٹے کی موجودگی کے باعث شوہر کو ناراض نگاہوں سے دیکھ منہ بنا گئی۔۔

"ماما میں چاہتا ہوں کہ آپ میری خوشی میں دل سے راضی ہوں۔۔"اہان نے انکا ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگایا تھا۔۔

"ہاں بہت خوش ہوں میں۔۔" وہ ناراضگی کا اظہار کرتیں وہاں سے واک آوٹ کر گئیں۔۔اہان نے بے چارگی سے مہروز صاحب کی جانب دیکھا تھا۔۔جو کندھے اچکا گئے۔۔۔

"بابا!"اس کے لہجے میں التجا تھی۔۔۔

"چھوڑو اپنی ماں کو۔۔۔ تم شادی کی تیاریاں پوری رکھو۔۔بس سادگی سے رخصتی کریں گے۔۔۔ مجتبیٰ پر کسی قسم کا بوجھ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"انہوں نے اسے تحمل رکھنے کا کہا تو وہ خاموش ہو گیا۔۔۔

عریشہ اس وقت اپنے روم میں بیڈ پر اُوندھے منہ لیٹی خواب و خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔آج چھٹی کا دن تھا اور مصطفٰی گھر میں ہی موجود

تھا۔۔اور عریشہ رات دیر تک جاگنے کے باعث اپنی نیندیں پوری کرنے میں مصروف تھی۔۔

"افف ! دس بج گئے۔۔۔" الارام کی چنگھاڑتی آواز پر عریشہ چونک کر بیدار ہوئی تھی۔۔ پھر کسملندی سے آنکھیں مسلتی بستر سے اٹھ کر واشروم کی جانب بڑھی تھی۔۔

وہ فریش ہو کر باہر آئی تو ایک بار پھر اسکا موبائل بری چنگھاڑ اٹھا تھا۔۔

"السلام علیکم ! اس نے زرا گلا کھنکھار کر کال ریسو کی تھی۔۔

"واہ لڑکی واہ ! تم تو پاکستان جا کر ماں کو ایسے بھولی ہو جیسے میں مر گئی ہوں۔۔" عریشہ کو انکی آواز سن کر بیزاری سی ہوئی۔۔

”کیا کام ہے۔۔“اس نے نخوت بھرے لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔

”میں پاکستان آنا چاہتی ہوں۔۔“عریشہ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔

”بٹ وائے!“اسے انکی منطق سمجھ نہ آئی۔۔

”کیا مطلب وائے۔۔بس مجھے بھی تمہارے پاس آنا ہے۔۔“

”کیوں آپ کے اس بوائی فرینڈ کا دل بھر گیا آپ سے؟“اس بار وہ تلخ ہوئی۔۔

”جسٹ شٹ اپ! تم ہوتی کون ہو مجھ سے یہ سوال کرنے والی۔۔“وہ بپھر گئیں تھیں۔۔

"میں جو بھی ہوتی ہوں مگر پلیز۔۔۔ مجھ سے اب کسی قسم کی اُمید لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔اور بہتر ہے آئندہ مجھے کال نہ کیجئے گا اللہ حافظ!" وہ تیز چنگھاڑتے لہجے میں بولتی رابطہ منقطع کر گئی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مصطفٰی صبح سویرے جاگنگ سے لوٹنے کے بعد لاؤنج میں لیپ ٹاپ گود میں لئے بیٹھا مصروف نظر آ رہا تھا۔۔وہ عادت کے مطابق صبح سویرے اٹھنے کا عادی تھا۔۔البتہ اس وقت ثمرہ سمیت سب ہی گہری نیند سو رہے تھے۔۔۔زنیرہ بیگم فجر میں جاگی تھیں مگر پھر آرام کی غرض سے واپس لیٹ گئی تھیں۔۔۔

وہ پیشانی پر بل ڈالے لیپ ٹاپ پر سکرین پر جھکا بیٹھا تھا، جبھی اسے سامنے سے ہلکے بسکٹی رنگ جوڑے میں ملبوس نکھری نکھری سی ثمرہ اپنی جانب

بڑھتی دکھائی دی تھی۔ ہلکے نم بالوں کو ہاف کیچر میں قید رکھا تھا۔۔ جبکہ سانولہ چہرہ ہر قسم کی مصنوعی آرائش وزیبائش سے پاک تھا۔۔

"السلام علیکم! گڈ مارننگ!" اس نے خوش دلی سے کہتے پہل کی تھی۔۔ مصطفیٰ نے اپنے تاثرات درست کرتے مسکرا کر اسے سلام کا جواب دیتے وش قبول کیا تھا۔۔

"آپ جلدی جاگ گئے تھے مصطفیٰ!" وہ اس سے ذرا فاصلے پر ساتھ ہی بیٹھتی خوش گوار لہجے میں سوالیہ گویا ہوئی۔۔۔

"جی بس کچھ کام تھا۔۔ آپ بتائیں نیند پوری ہو گئی۔۔" وہ لیپ ٹاپ ایک طرف کو رکھتا اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔

"جی! میں تو ویسے بھی جلدی سونے کی عادی ہوں۔۔" وہ سمجھ کر سر ہلا گیا ساتھ ہی ملازمہ کو آواز لگائی تھی۔۔

"گُک سے کہیں میڈم کا اور میرا ناشتہ تیار کریں۔" اس نے حکم صادر کیا، تو ثمرہ خاموش رہ گئی۔۔۔

"میں بنا دیتی ہوں مصطفیٰ! آپ بتا دیں ناشتے میں کیا لیں گے۔۔" ملازمہ کے جاتے ہی ثمرہ نے اپنی خدمات فراہم کرنا چاہی۔۔ دو دن قبل ہوئی تلخی کا اثر خود ہی زائل ہو گیا تھا۔۔

"ہمم! رہنے دیجئے۔۔ گُک کا کام ہے وہ خود کر لے گا۔۔" اس نے ثمرہ کا ہاتھ پکڑ کر واپس بیٹھایا، تو وہ خاموشی اختیار کر گئی۔۔۔

"آپ کو معلوم ہے ثمرہ قصویٰ آپ سے ملنے یہاں آئی تھیں۔۔" وہ جو خاموش بیٹھی ہتھیلیاں مسل رہی تھی۔۔ مصطفیٰ کی آواز پر چونکی۔۔

"قصویٰ؟ مگر کب؟" اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔

"کچھ روز قبل۔۔" ثمرہ خاموش رہ گئی تھی۔۔۔

"وہ آپ سے ملنا چاہتی تھیں۔۔ کیا آپ اپنے گھر والوں سے ملاقات کرنا چاہتی ہیں۔۔" ثمرہ کے چہرے کے سپاٹ تاثرات دیکھ اسنے کھوجتی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھ کر سوال کیا۔۔

"نہیں! بلکہ میں اس بارے میں کوئی بات ہی نہیں کرنا چاہتی۔۔" وہ اپنے تاثرات بحال کرتی ازلی نرم لہجے میں گویا ہوئی تو مصطفیٰ سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔وہ ویسے بھی مزمل یا پھر کسی دوسرے کا ذکر کر کہ ث مرہ اور اپنا وقت خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"اور بتایئے، یہاں آنے سے قبل کیا مصروفیات تھیں آپ کی؟" مصطفیٰ نے بات کو طول دینے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو ثمرہ جو کسی گہری سوچ میں گم

تھی یکدم چونکی، پھر اسکی جانب دیکھ ہلکا سا مسکرائی جس کی نگاہوں میں ہمیشہ والا نرم تاثر قائم تھا۔۔

"کچھ خاص نہیں۔۔بس ویسے ہی کبھی کبھی دل چاہتا ہے تو پینٹنگ یا پھر اسکیچنگ کرلیتی تھی۔۔ورنہ ہماری تنہائیوں کی ساتھی تو بکس ہی ہیں۔۔"اس نے ہولے سے مسکرا کر جواب دیا تھا۔۔۔

"تو پھر ہمارا اسکیچ کب بنا رہی ہیں آپ۔۔"مصطفیٰ کہ اس قدر اچانک کہنے پر ثمرہ کو بے ساختہ ہنسی آئی تھی۔۔اس نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا جبکہ وہ اپنی مسکراہٹ چھپانے کی غرض سے چہرہ جھکا گئی۔۔

"کیا ہوا؟آپ مسکرائی کیوں؟"اس نے ناسمجھی سے پوچھا۔جبکہ اسے مسکراتا دیکھ دل میں سکون سا بھر گیا تھا۔وگرنہ اس روز آفس میں جس ثمرہ کو دیکھا تھا تو اسے لگا وہ گویا مسکرانا ہی بھول گئی ہو۔۔۔۔۔۔

"ایک منٹ!" وہ ہنسی ضبط کرتی اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔۔ مصطفیٰ بھی متجسس سا اٹھ کر اسکے ہمقدم ہوا۔۔ جو اسے ایک لمحے کو ٹھہر کر دیکھتی پھر کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔ اور سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھایا جو وہ اپنے گھر سے ساتھ لائی تھی۔۔

"یہاں آئیں۔۔" اب وہ بیڈ پر ہی بیٹھ گئی تھی۔ جبکہ ہاتھ تیزی سے موبائل کی ٹچ اسکرین پر چل رہے تھے۔۔ مصطفیٰ ناسمجھی سے قریب گیا اور ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔۔

"یہ رہا آپ کا پہلا اسکیچ جو میں نے، تب بنانے کی کوشش کی تھی جب آفس میں ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔۔" اس نے اپنے ابتدائی زمانوں کے کارنامے سامنے کیے، جس میں اچھا خاصہ اناڑی پن چھلک رہا تھا۔۔

"یار سیم آپ نے میرے فیس فیچرز بالکل بھی اچھے نہیں بنائے ہیں اور یہ میری ناک۔۔ کیا کر دیا ظالم۔۔۔" اس نے موبائل اسکرین زوم کر کہ بغور جائزہ لیتے ہنسی ضبط کرتی ثمرہ کی جانب دیکھا۔۔

"تو اس وقت مجھے اتنا تھوڑی معلوم تھا۔۔ اور یہ تو بس ویسے ہی بنائی تھی۔۔ تب تو میرے پاس آپ کی کوئی تصویر بھی نہیں تھی۔۔ بٹ میں نے اسے سنبھال کر رکھا ہے کیونکہ اس میں آپ کی ناک بہت فنی لگ رہی ہے۔۔۔" وہ اپنے کارنامے پر خود ہی بہت خوش ہو رہی تھی۔۔ مصطفیٰ نے ذرا ناراضی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"مجھ جیسے ہینڈسم سے بندے کی لک بگاڑ دی آپ نے تو۔۔" اس نے ایک بار پھر تصویر زوم کر کہ دیکھی تھی۔۔ اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ ایک اچھی کوشش تھی۔۔

"آپ یہ بھی تو دیکھیں ناں کہ میری یاداشت کتنی تیز تھی صرف ایک بار کی ملاقات میں کاغذ پر اتار دیا آپ کو۔۔" وہ اپنی صلاحیت کا احساس کراتی ذرا مغرور ہوئی۔۔

"اب مجھے کیا معلوم کہ مجھ ہینڈسم بندے پر آپ کی پہلے ہی دن سے نیت خراب تھی۔۔" وہ لبوں پر مٹھی جماتا معنی خیزی سے بولا تو ثمرہ کو یکدم اپنی بے ساختگی کا احساس ہوا۔۔

"زیادہ خوش فہمی میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے، میری عادت ہے ہر خوبصورت چہرے کو کینوس پر اتارنے کی۔۔" اس نے ناک چڑھا کر کہتے اسکے ہاتھ سے اپنا موبائل لیا، جو مزے سے تصویریں آگے پیچھے کرتا اب اسکی سیلفیاں دیکھنے لگا تھا۔۔

"چلیں چھوڑیں آپ بھی کیا یاد کریں گے۔۔ میں اپنا دوسرا شاہکار دکھاتی ہوں آپ کو۔۔" کچھ یاد آنے پر وہ پھر سے پر جوش ہوئی۔۔

"ناٹ اگین ثمرہ۔۔ میں اپنی ناک پر کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتا۔۔" مصطفیٰ نے انگشت شہادت اٹھا کر اسے باز رکھنا چاہا۔۔

"ارے صبر تو کریں بھئی۔۔ پہلے سے ہی رائی کا پہاڑ بنالیا۔۔" اس نے ایک نظر ناراضگی سے دیکھ اسکرین اسکے سامنے کی تھی۔۔ مصطفیٰ ایک لمحے کو ٹھہر گیا تھا۔۔ یہ ان دونوں کا اسکیچ تھا۔۔ یہ آفس کی ایک پارٹی کی تصویر تھی جو ثمرہ نے زبردستی اسکے ساتھ بنائی تھی۔۔ اور پھر اس نے اس قدر خوبصورتی سے پیپر پر اتارا تھا کہ یہ گماں کرنا مشکل تھا کہ واقعی اس کے ہاتھوں کا شاہکار تھا۔۔

"اچھی ہے نا۔۔" اپنے کان کے بے حد نزدیک ابھرتی اس دلربا کی آواز پر اس پر چھایا فسوں ٹوٹ گیا تھا۔ وہ جو مبہوت سا اسے تکے جا رہا تھا ثمرہ کو خود کے اس قدر نزدیک دیکھ مسکرایا۔۔۔

"مسمرائزنگ!!!" ثمرہ کے چہرے پر نظر جمائے وہ ٹرانس میں بولا تھا۔۔

"یہ۔۔" اسکا چہرہ پکڑ کر سامنے نظروں سے اسکرین کی جانب اشارہ کرتے ثمرہ نے اپنی خفت چھپانے کو ذرا ناراضگی سے کہا اور غیر محسوس انداز میں فاصلہ قائم کیا۔۔ وہ باتوں باتوں میں خاصی نزدیک آگئی تھی۔۔ جبکہ مصطفیٰ نے بمشکل اپنے جذبات پر ضبط کیا تھا۔۔

"بہت پیاری ہے۔۔ مگر میں اس شاہکار کو بنانے والی کے ہاتھ چومنا چاہونگا۔۔" اس کی شرارتی رگ پھڑک چکی تھی۔۔ ثمرہ نے سُرخ ہوتے چہرے پر ہاتھ پھیر کر بشمکل گھورا تھا۔۔

"چھوڑیں اسے۔۔ایک کام کرتے ہیں سیلفی لیتے ہیں۔۔میں آج فری ہوں۔۔آپ کی ایک اور فنی سی ناک بناؤنگی۔۔" وہ اسکی توجہ بھٹکانے کو اپنے موبائل کا فرنٹ کیمرہ کھولنے لگی۔۔جبکہ مصطفیٰ بھی اسکے نارمل رویے پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"اسمائل !" وہ جو کیمرے کا رخ اپنی جانب کئے بیٹھی تھی، مصطفیٰ نے اسکی کمر میں ہاتھ دال کر اپنے قریب کیا تھا،اور بے ساختگی میں اپنے لب اسکی پیشانی پر رکھتے ساکت ہوئی ثمرہ کے ہاتھ سے موبائل لیتے خود پکچر کلک کی تھی۔۔۔

"ایسے لیتے ہیں کپل پکچر !" اس نے سٹپٹائی سی ثمرہ کو آنکھ مارتے موبائل اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔

"یہ ساری چیزیں یقیناً آپ کے والد صاحب کے گھر ہو نگی رائٹ؟" اس نے سوال کیا تو ثمرہ نے سر ہلا کر تصدیق کی تھی۔۔

"پھر آج آپ کی ضرورت کا سارا سامان خریدنے چلتے ہیں۔۔اسی بہانے آؤٹنگ بھی ہو جائے گی۔۔ چلیں اب باہر چلتے ہیں، کُک نے ناشتہ تیار کر دیا ہو گا۔۔" بیڈ سے کھڑے ہوتے اسنے ہاتھ ثمرہ کی جانب بڑھایا، جو مسکرا کر تھام گئی۔۔

"چلیں۔۔۔" وہ مسکرا کر اس کے ہم قدم ہوئی۔۔۔ جبکہ کچن کی جانب جاتی زنیرہ کی نظر جب ثمرہ کے کمرے سے نکلتے مصطفیٰ پر گئی تو انکے چہرے پر ناگواری سی چھا گئی تھی۔اور وہ تیزی سے ان دونوں کی جانب بڑھیں۔۔

"مصطفیٰ!" انکے اچانک سے سامنے آنے پر وہ دونوں ہی ٹھہر گئے تھے۔۔ ثمرہ نے نا محسوس انداز میں اپنا ہاتھ آزاد کرانا چاہا۔۔

"گڈ مارننگ مام! اٹھ گئیں آپ۔۔" ثمرہ کا ہاتھ آزاد کرتے اس نے آگے بڑھ کر ماں کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

"تم اس لڑکی کے کمرے میں کیا کر رہے تھے؟" انہوں نے کڑے تیوروں سے استفسار کیا۔۔۔ شدید غصے کے باعث چہرہ سُرخ پڑ گیا تھا۔۔ مصطفٰی کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔

"مام یہ کیا۔۔۔۔"

"اور تم لڑکی۔۔ شرم غیرت نام کی کوئی چیز ہے یا نہیں۔۔ یا اگر تم سے صبر نہیں ہو رہا تو ایک کام کریں مصطفٰی کے کمرے میں شفٹ ہو جائیں آپ۔۔۔"

"مام۔۔۔۔ پلیز۔۔۔" ثمرہ کا چہرہ ایسا تھا کہ کاٹو تو لہو نہیں، جبکہ زنیرہ کا لہجہ آگ اگل رہا تھا۔۔ مصطفٰی اپنی ماں کے ایسے لفظوں پر خود شرم سے پانی پانی ہو گیا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ انہیں جواباً کیا کہے۔۔۔

"کیا مام! یقیناً اسی لڑکی نے تمہیں اپنے کمرے میں بلایا ہو گا۔۔ سنو لڑکی کسی گماں میں نہ رہنا کہ تم مصطفٰی سے کوئی بھی تعلق قائم کر کہ اس گھر میں اپنے قدم جما لو گی۔۔۔۔۔۔" وہ ثمرہ کی جانب بڑھتی ناگواری سے غرائی تھیں۔

۔۔

"مام پلیز خاموش ہو جائیں۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔ آپ کو کچھ اندازہ بھی ہے۔۔ ثمرہ بیوی ہے میری۔۔ اگر میں انکے کمرے میں چلا بھی گیا تو کونسی قیامت آ گئی۔۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا یہ کوئی خون بہا میں آئی لڑکی نہیں ہیں۔۔۔" اس بار مصطفٰی کا ضبط جواب دے گیا تھا اور وہ اپنی ماں کے

لفظوں کی کاٹ پر بری طرح سے چنگھاڑا تھا۔۔زنیرہ نے بے یقینی سے جبکہ ثمرہ نے سہم کر مصطفیٰ کی جانب دیکھا تھا۔۔اور لڑکھڑاتے قدموں سے کمرے میں جا کر بند ہو گئی تھی۔۔

"یہ کس انداز میں بات کر رہیں مصطفیٰ آپ مجھ سے۔۔میں ماں ہوں آپ کی۔۔"ان کا چہرہ بیٹے کی بدتمیزی کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔۔

"مگر افسوس آپ یہ بھول گئیں ہیں کہ آپ اپنے بیٹے کے مقابل کھڑی ہیں۔۔اور جو آپ کہہ رہی ہیں وہ میں کسی صورت برداشت نہیں کرونگا۔میں اس گھر میں ثمرہ کو نکاح کر کہ لایا ہوں کوئی ناجائز تعلق نہیں ہے ہمارا۔۔دوسری بات۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔

"یہ کس انداز میں بات کر رہے ہیں مصطفیٰ آپ مجھ سے۔۔ میں ماں ہوں آپ کی۔۔"ان کا چہرہ بیٹے کی بدتمیزی کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔۔

"مگر افسوس آپ یہ بھول گئیں ہیں کہ آپ اپنے بیٹے کے مقابل کھڑی ہیں۔۔اور جو آپ کہہ رہی ہیں وہ میں کسی صورت برداشت نہیں کرونگا۔ میں اس گھر میں ثمرہ کو نکاح کر کہ لایا ہوں کوئی ناجائز تعلق نہیں ہے ہمارا۔۔ دوسری بات ثمرہ میری بیوی ہیں۔۔اور اب مجھے لگتا ہے کہ مجھے جلد از جلد اس رشتے کے حوالے سے کوئی بڑا فیصلہ ضرور کر لینا چاہئے۔"وہ انتہائی درشت لہجے میں بولا تھا۔۔

"کیا کہا تم نے مصطفیٰ؟ پاگل ہو گئے ہو تم۔۔اس قاتل کی بہن کو اس گھر کی عزت بنانا چاہتے ہو۔۔۔ تم شاید بھول گئے ہو کہ یہ لڑکی تمہارے بھائی کی

قاتل ہے۔۔" وہ ضبط کھوتیں بری طریقے سے چنگھاڑی تھیں۔۔ مصطفیٰ نے لب بھینچ لئے تھے۔۔

"مام پلیز! بس کر دیں۔۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے بیٹے کے قاتل کو سزا ضرور دلاؤنگا۔ لیکن ثمرہ اب میری بیوی ہیں۔۔ میں چاہتا تو اسی روز رخصتی کر سکتا تھا ثمرہ کو اپنے روم میں رکھ سکتا تھا۔ مگر میں نے ایسا نہیں کیا کہ کہیں میری ماں کی فیلنگز ہرٹ نہ ہو جائیں۔۔ جانتا ہوں۔۔ بہت اچھے سے جانتا ہوں۔ اور سمجھتا بھی ہوں کہ ثمرہ آپ کے بیٹے کے قاتل کی بہن ہیں۔۔۔۔ انہیں بہو کے طور پر قبول کرنا بہت مشکل ہے آپ کے لئے۔۔ مگر اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ آپ ان کے ساتھ زیادتی کریں یا پھر کردار کشی پر اُتر آئیں۔ جانتی ہیں نہ کسی پر بے بنیاد الزام لگانا کتنا بڑا گناہ ہے پھر میری ماں ایسا کیسے بول سکتی ہیں۔۔۔ وہ آپ کو اپنی ماں کی جگہ

سمجھتی ہیں۔۔۔ بلکہ وہ خود ہی دماغ سے پیدل ہیں۔۔ خون بہا کی رٹ لگا کر رکھی ہوئی ہے۔ مگر وہ کوئی خون بہا میں آئی لڑکی نہیں ہیں۔۔ آگر آپ کو لگتا ہے کہ میں ان سے اپنی دلی خواہش کے تحت نکاح کیا ہے تو ہاں ایسا ہی ہے۔۔ اپنی محبت کو اپنانے کا اس سے اچھا موقع مجھے کبھی نہیں مل سکتا تھا۔" وہ اچانک ہی سختی سے بولا تھا اور پھر بولتا ہی چلا گیا تھا۔۔ ثمرہ اپنے کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔ مصطفیٰ کے لفظوں پر رُونے میں مزید تیزی آگئی تھی۔۔

"تم میرے بیٹے نہیں ہو۔۔ میرے مصطفیٰ نے کبھی مجھ سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تو بد تمیزی کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔۔ اس لڑکی نے۔۔۔ اس لڑکی نے بھڑکایا ہے نا تمہیں تاکہ یہ اپنے بھائی کو بھی بچالے اور اس گھر میں بھی قدم جمالے۔۔" وہ اب تک بدگمانی سے بول رہی

تھی۔۔اس بار مصطفٰی نے آنکھیں میچ کر خود پر ضبط کیا تھا۔۔اور پھر نرمی سے بڑھتا زنیرہ کو تھام گیا جو نڈھال سی بڑبڑاتی ہوئی اپنے آنسو خشک کر رہی تھیں۔۔

”میرا مزمل۔۔۔۔میرا بچہ۔۔۔میرا معصوم بچہ۔۔۔ابھی اسے گئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں کہ اس لڑکی نے مجھ سے میرا دوسرا بیٹا بھی چھین لیا ہے۔۔۔بدبخت۔۔۔منحوس۔۔۔بے غیرت خاندان سے ہے نا۔۔۔جو گھر آئے مہمانوں کی تزلیل کریں وہ بھلا کیا جانیں گے گھر خاندان کیا ہوتے ہیں۔۔۔“وہ صدمے سے دوچار جو منہ میں آرہا تھا بولتی چلی جارہی تھیں۔۔جبکہ مصطفٰی یہاں آکر بے بس ہو جاتا تھا۔۔وہ ماں تھیں آخر اور کتنا منع روک سکتا تھا۔۔مگر وہ جس طرح ثمرہ کو بُرا بھلا بول رہی تھیں اسکا غصہ

سوا نیزے پر پہنچ چکا تھا۔۔اور طیش تو اسے ثمرہ کے خاندان والوں پر بھی آرہا تھا۔۔یہ سب انہی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔۔۔

"مما پلیز کچھ خیال کریں۔۔ عریشہ بھی گھر میں موجود ہے۔۔اور مجھے کسی صورت یہ برداشت نہیں ہے کہ آپ کسی تیسرے کے سامنے بھی ثمرہ کی بے عزتی کریں۔۔اب وہ میری عزت ہے اس گھر کی عزت ہے۔۔میرے نکاح میں ہے۔۔۔" مصطفیٰ نے اس بار تحمل مزاجی سے انہیں سمجھانا چاہا۔۔

"مصطفیٰ وہ یہاں تمہیں مجھ سے چھیننے کے لئے آئی ہے۔۔" انہوں نے خوفزدہ سے لہجے میں باور کرایا تھا۔۔

"ماں۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔آپ تو جانتی ہیں ثمرہ کو وہ ایسی لڑکی نہیں ہیں۔۔آپ کو تو وہ بہت اچھی لگتی تھیں۔۔" مصطفیٰ نے ماضی کا حوالہ دیا تھا۔۔

"نہیں غلط تھی میں۔۔پہلے تم اس لڑکی کی وجہ سے اپنی ماں اور چھوٹے بھائی کو تن تنہا لاوارث چھوڑ کر دوسرے ملک چلے گئے۔۔اور اب یہ لڑکی ایک بار پھر تمہیں مجھ سے دور کرنا چاہ رہی ہے۔۔" وہ ہنوز بے یقینی کا شکار تھیں۔۔۔ مصطفیٰ کو شدت سے اپنے غلط فیصلے کا احساس ہوا تھا۔۔وہ اسکی حماقت کو بھی ثمرہ کے سر ڈال رہی تھیں۔۔۔شرمندگی ہی شرمندگی تھی۔۔۔

"ماں اس میں ثمرہ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔اس جگہ سے دور جانے کا فیصلہ میرا اپنا ذاتی تھا۔۔"اس نے صفائی پیش کرنی چاہی۔۔

"یہ۔۔تم۔تم مسلسل اس لڑکی کی حمایت کر رہے ہو۔۔"انہوں نے اسکی گرفت سے اپنے ہاتھ چھڑائے۔۔

"ماں پلیز۔۔۔۔۔"اس بار وہ مزید کچھ نہ کہہ سکا۔۔

”تم اپنے بھائی کا خون بھول گئے ہو مصطفیٰ۔۔ تم اس لڑکی کی محبت میں اندھے ہو گئے ہو۔۔“ وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھیں۔۔

”کیا چاہتی ہیں آپ؟“ اس نے سوال کیا۔۔

”اس لڑکی سے دور رہو۔۔۔ میں اس لڑکی کی زندگی بخش دونگی، آدھی بات بھی نہیں کرونگی مگر تم مجھ سے وعدہ کرو۔۔ تم اس لڑکی سے دُور رہو گے۔۔“ انہوں نے جھٹ بیٹے کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

”ماں۔۔۔“ مصطفیٰ بے یقینی سے ماں کا چہرہ تکتارہ گیا۔۔

”وعدہ کرو مجھ سے مصطفیٰ!“ وہ عجیب ہزیانی سی کیفیت سے دوچار تھیں۔۔

"وعدہ کرو تم اس لڑکی سے دور رہو گے۔۔" وہ مسلسل ضد پر قائم تھیں۔۔ کمرے میں موجود ثمرہ اب خاموش ہو گئی تھی۔۔ زنیرہ کے تقاضے کا سوچ سوچ کر دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔

"وعدہ کرو جب تک تم اپنے بھائی کے قاتل کو سزا نہیں دلا دو گے تم اس لڑکی سے بات تک نہیں کرو گے۔۔" اب وہ زیادتی پر اتر آئی تھیں۔۔

"یہ غلط ہے۔"

"تو ٹھیک ہے پھر نکالو اس لڑکی کو میرے گھر سے۔۔" وہ غصہ ہوئیں تھیں۔۔

"میں اس لڑکی کا وجود اپنے گھر میں نہیں برداشت کر سکتی۔۔" وہ غصّے میں پاگل ہو رہی تھیں۔۔۔

"میں اپنے سابقہ فیصلے پر قائم ہوں ماں۔۔میں جب تک آپ کے بیٹے کے قاتل کو سزا نہیں کرا دونگا۔ سکون سے نہیں بیٹھونگا۔۔۔اور رہی ثمرہ کی بات۔۔تو وہ لڑکی میرے آسرے پر اس گھر میں موجود ہے۔۔۔میں ان سے قطع تعلقی نہیں کر سکتا۔۔" وہ متوازن لہجے میں بولا تو زنیرہ نے بے یقینی سے اپنے فرمابردار بیٹے کو دیکھا تھا۔۔جو ان سے نگاہیں چراتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

"آئزل!" مجتبیٰ آج معمول کے مطابق پکارتا ہوا گھر میں داخل ہوا تھا۔۔آئزل خوشگوار حیرت میں مبتلا اپنے کمرے سے باہر آئی۔۔کیونکہ وہ اس روز کے بعد سے اس سے ضرورت کے علاوہ بات نہیں کرتا تھا۔۔

"کیا ہوا مجتبیٰ!" وہ مٹھائی کا ڈبہ ہاتھ میں پکڑے روم میں داخل ہوا تھا۔۔

"میری جاب لگ گئی ہے۔۔۔"آئزل کے منہ میں مٹھائی کا ٹکرا ڈالتا وہ ضرورت سے زیادہ خوش دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

"کیا واقعی! بہت مبارک ہو تمہیں۔۔"آئزل نے بھی بھائی کو مبارکباد دیتے مٹھائی کا بچا ہوا ٹکرا اسکے منہ میں رکھا تھا۔۔

"کہاں لگی ہے جاب!"اس نے اب سوالیہ پوچھا۔۔

"ایک سوفٹ وئیر ہاؤس ہے۔۔۔وہاں ایز آ گرافک ڈیزائنر۔۔"ثمرہ اوہ کرتی رہ گئی۔۔۔

"مجھے پتہ ہے تم یقیناً یہ سوچ رہی ہو گی کہ تنخواہ تو بہت کم ہو گی۔۔تو ہاں بہت چھوٹا سا سوفٹ وئیر ہاؤس ہے۔۔ابھی نیو سیٹ اپ ڈالا ہے۔۔مگر ان شاءاللہ جلد بڑھ جائے گی۔۔"اس نے مسکرا کر آگاہ کیا۔۔

"نہیں مجتبیٰ جتنی بھی سیلری ہو گی ہمارے لئے بہت ہے۔۔دو ہی تو لوگ ہیں ہم۔۔" آئزل نے بھائی کی پریشانی کم کرنی چاہی تھی۔۔

"جی اور عنقریب میں اکیلا رہ جاؤں گا۔۔" آئزل نے دکھ سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

"میری طرف سے اپنا دل برا نہ کرو مجتبیٰ۔۔" آئزل نے صفائی پیش کرنی چاہی۔۔

"ہاں وہ سب چھوڑو۔۔میں کل تمہیں کچھ پیسے دے دونگا شاپنگ پر چلی جانا۔۔اپنے لئے جو چاہے خرید لینا۔۔۔" وہ اس بار اسے کندھے سے لگاتا نرمی سے بولا تھا۔۔ان دونوں بہن بھائیوں کی دنیا ایک دوسرے کے گرد ہی تو گھومتی تھی۔۔۔

""اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے مصطفیٰ۔۔۔اہان لوگ کے گھر میں سب کچھ تو ہے۔۔""اس نے نرمی سے بھائی کو انکار کرتے بوجھ کم کرنا چاہا۔۔

""مگر میں نہیں چاہتا کہ میری بہن زندگی کے کسی بھی موڑ پر خود کو کم تر محسوس کرے۔۔۔ جتنا کر سکتا ہوں وہ ضرور کرونگا۔۔ویسے بھی اماں کا سارا زیور تمہارا ہی ہے۔۔اور پھر یہ گھر بھی تو ہے۔۔""وہ اسے کیا بتاتا کہ اس کی شادی کے لئے اسنے یہ گھر ہی گروی رکھ دیا تھا۔۔

""کیسی باتیں کر رہے ہو مجتبیٰ یہ گھر ہمارے ماں باپ کا ہے اور اب تمہارا۔۔۔مجھے اس گھر میں سے کوئی حصہ وغیرہ نہیں چاہیئے۔۔بس میری رخصتی ہو جائے پھر میں جلدی سے تمہارے لئے بھی کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر شادی کر دونگی۔۔""اس نے بڑی بہنوں والا رعب جمایا تھا۔۔۔

"اچھا! پہلے تمہاری تو ہو جائے۔۔اچھا بتاؤ۔۔ کھانے میں کیا بنایا ہے؟"اس بار اس نے بات گول کرتے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا تھا۔۔

"مونگ مسور کی دال اور چاول۔۔۔"آئزل نے ہنسی ضبط کی تھی۔۔ جبکہ اسنے ناک چڑھائی۔۔۔

"چھوڑو میں باہر سے کچھ لے کر آتا ہوں۔۔ تمہارا ابھی یہ دالیں سبزیاں کھا کھا کر منہ خراب ہو گیا ہو گا ہے نا۔۔"اس نے آئزل کی نہ نہ نظر انداز کرتے جلدی سے قدم گھر سے باہر کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔

\-

ثمرہ کتنی ہی دیر تک روتے روتے نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔۔۔۔رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب اسے محسوس ہوا جیسے کوئی تھا جو اسکے کمرے کا

دروازہ بجا رہا ہو۔۔۔وہ کتنی ہی دیر تک بستر پر چت لیٹی محض چھت کو گھورتی رہی تھی۔۔۔۔۔۔

مگر جب دروازے پر دستک مسلسل جاری رہی تو ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہونا شروع ہوا تھا اور وہ چاروناچار اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھی۔۔

"جی!" سامنے الماس خالہ کھڑی تھیں۔۔

"دلہن یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے آپ نے اپنا۔۔ چلیں مصطفیٰ بابا نے آپ کو کھانے کے لئے بلایا ہے۔۔۔" ثمرہ کی غمزدہ آنکھیں سرخ انگارا ہو رہی تھیں۔۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔۔" اس نے بہانہ بنانا چاہا۔۔

"دلہن مصطفیٰ بابا بہت غصے میں ہیں۔۔انہوں نے سختی سے ہدایت کی ہیں کہ

میں آپ کو لازمی ڈنر ٹیبل پر ساتھ لاؤں۔۔ مہربانی کر کہ چلیں ورنہ وہ بہت

خفا ہونگے۔۔وہ کبھی غصہ نہیں کرتے۔۔ مگر آج بہت غصے میں

ہیں۔۔" ثمرہ کتنی ہی دیر خاموش کھڑی انکی بچاری سی شکل تکتی رہی تھی۔۔

"اچھا آپ چلیں۔۔ میں آتی ہوں۔۔" وہ آنکھیں رگڑتی فریش ہونے کی

غرض سے واشروم کی جانب بڑھی تھی۔۔

"مصطفیٰ خیریت تو ہے تم اتنا غصے میں لال پیلے کیوں ہو رہے ہو آج۔۔" وہ

سب اس وقت ڈنر ٹیبل پر ثمرہ کا انتظار کر رہے تھے۔۔

"کچھ خاص نہیں۔۔بس ویسے ہی کچھ باہر کی ٹینشنز ہیں۔۔" زنیرہ خاموش تھیں جبکہ وہ ان دونوں کا انتظار کسی بھی خاطر میں لائے بغیر اپنا کھانا شروع کر چکی تھیں۔۔

"آنٹی یہ آپ کی بھانجی کہاں رہ گئی ہے؟" عریشہ کو کوفت ہوئی مصطفیٰ کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھ رہا تھا۔دس منٹ گزر چکے تھے۔۔

"میرے خیال سے اسے بھوک نہیں ہے مصطفیٰ۔یار خود کھا لے گی۔۔" اس نے منہ بنایا۔۔

"تم چاہو تو کھانا شروع کر سکتی ہو۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا تو وہ منہ بنا گئی۔۔

"السلام علیکم!" عقب سے ابھرتی بھاری آواز پر مصطفیٰ نے ذرا رخ ترچھا کر کے دیکھنا چاہا۔جہاں ثمرہ پیچھے سے گزرتی اس سے دو کرسیاں چھوڑ کر ایک

چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ چہرہ بالوں کی اوٹ میں چھپانے کی ناکام سی کوشش کی تھی۔۔

مصطفیٰ نے بغور اسکا چہرہ دیکھا تھا، گندمی رنگت میں پیلاہٹ سی گھل گئی تھی۔۔ خاموشی سے اپنی پلیٹ اٹھاتی وہ کسی مجرم کی طرح سر اور نگاہیں دونوں جھکائے ہوئے تھی۔ مگر انکی نم پلکیں اس بات کا واضح ثبوت تھیں کہ وہ سارا دن روتی رہی تھی۔۔ مصطفیٰ نے اسے دیکھ ایک نظر اپنی اماں پر ڈالی جو نظروں میں بے پناہ نفرت سموئے ثمرہ کے جھکے سر کو گھور رہی تھیں۔۔ جو پلیٹ میں تھوڑے سے چاول لئے کھا کم اور کھیل زیادہ رہی تھی۔۔۔

"لڑکی تم کیا سو گئیں تھیں،، ہم کب سے تمہارا انتظار کر رہے تھے۔۔" ثمرہ نے ابھی بھی نگاہیں نہیں اٹھائیں تھیں۔۔ وہ ہنوز خاموش بیٹھی تھیں۔۔ عریشہ نے سوالیہ نظروں سے مصطفیٰ کی جانب دیکھا۔۔

"ثمرہ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔" مصطفیٰ نے سنجیدگی سے سوالیہ پوچھا۔۔

"ہمم!" وہ یونہی سر جھکائے ہنکار بھر گئی۔۔ مصطفیٰ کتنی ہی دیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا، جس نے اسے ایک نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔ یا پھر وہ اپنے تاثرات چھپانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔۔

"اب ثمرہ نامہ بند ہو گیا ہو تو ہم سکون سے کھانا کھا لیں۔۔" بلآخر زنیرہ کا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔

"آپ ٹھیک سے کھانا کھائیں ممی۔۔ پھر آپ کو میڈیسن بھی لینی ہوتی ہے۔" اسنے اس بار توجہ ماں کی جانب کی۔۔۔

"بیٹا جی آپ میری فکر نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔"انکا لہجہ جتاتا ہوا تھا۔۔ مصطفیٰ خاموش ہو گیا۔۔ جبکہ ثمرہ جگ سے پانی نکال کر پیتی جلدی سے ٹیبل چھوڑ کر جانے لگی۔۔

"ثمرہ کھانا تو ٹھیک سے کھا لیں۔۔"

"میں نے کھا لیا احد۔۔۔"وہ اسکے لہجے میں فکر محسوس کر نرمی سے جواب دیتی یونہی پلٹ گئی تھی۔۔

"مصطفیٰ یہ کیا سین ہے بھئی۔۔ تم کب سے لڑکیوں میں اتنی دلچسپی لینے لگے۔۔"اس نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔۔

"بکاز شی از مائی وائف۔۔ منکوحہ ہیں میری۔۔"مصطفیٰ نے اس قدر اچانک سے بم پھوڑا تھا کہ وہ ہونقوں کی مانند حواس باختہ سی کتنے ہی لمحے تو گنگ سی مصطفیٰ کو بے یقینی سے تکتی رہ گئی تھی۔۔۔۔

”وہاٹ ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟“

____

واٹ ؟؟واٹ آر یو سیئنگ مصطفیٰ ؟؟“اس کی حیرانگی بجا تھی۔۔زنیرہ ٹیبل چھوڑ گئیں تھیں۔۔

”اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے ؟“مصطفیٰ نے آئی برو اٹھائے۔۔۔۔

”نہیں مطلب۔۔آنٹی نے کہا تھا کہ وہ۔۔۔مطلب تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔“اب عریشہ کو اپنے رویے پر افسوس ہوا تھا۔۔

”پہلے بتایا یا اب۔۔۔ایک ہی بات ہے۔۔“اُس نے کندھے اچکائے۔۔

"مگر پھر بھی۔۔ تمہیں کم از کم مجھے تو لازمی بتانا چاہئے تھا۔"اس نے تاسف کا اظہار کیا۔۔

"تم اور تھنک کرتی ہو عریشہ۔۔۔"اس کے لہجے میں کچھ تھا جو عریشہ کو کھٹکا گیا تھا۔۔۔

"خیر تم بتاؤ تمہارے والد صاحب کے خاندان والوں کے جانب سے اب تو کوئی ایکشن نہیں لیا گیا ناں؟"اس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔

"نہیں۔۔۔اور پلیز ابھی یہ سب باتیں نہیں کرو۔۔میں تمہاری شادی کے صدمے میں ہوں۔۔"اس نے کچھ اس طرح کہا تھا کہ نا چاہتے ہوئے بھی مصطفیٰ کے لبوں پر مسکراہٹ سی کھل گئی تھی۔۔۔

"ثمرہ سیدھی کمرے میں آکر بند ہو گئی تھی۔۔ مصطفٰی کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کر کے اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔یونہی بستر پر چت لیٹے دو گھنٹے گزر گئے تھے۔۔ابھی مزید تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ تب ہی کوئی دستک دے کر اسکے روم میں داخل ہوا تھا۔۔

"آپ یہاں؟" وہ مقابل ہستی کو دیکھ چونک گئی تھی۔۔

"کیوں میں یہاں نہیں آسکتی۔۔" وہ ہولے سے مسکراتی اسکے قریب آئی۔۔ ثمرہ اب خاموش کھڑی تھی۔۔

"سب سے پہلے تو بہت مبارک ہو۔۔۔میں تمہارے اور مصطفٰی کے لئے دل سے بہت خوش ہوں۔۔"اس نے فرط جذبات میں یکدم آگے بڑھ کر ثمرہ کو سینے سے لگایا تھا۔۔وہ تو ایک لمحے کو گنگ ہی رہ گئی تھی۔۔۔

"مجھے معاف کر دو مجھے علم نہیں تھا کہ مصطفیٰ اور تم نکاح کے بندھن میں بندھے ہو۔۔ورنہ میں کبھی ایسا رویہ نہ اختیار کرتی۔۔" وہ اپنے جذبات پر قابو پا چکی تھی۔۔ساتھ ہی اسے اپنے رویے کا بھی افسوس ہوا تھا۔۔وہ ثمرہ سے ہر گز بھی اپنا دل برا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔وہ اسکے پیارے دوست کی بیوی تھی۔بھلے وہ اسکی محبت رہا تھا، مگر ضروری تو نہیں کہ محبتیں میسر بھی آجائیں۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔ویسے یہ بات آپ کو کس نے بتائی۔۔۔" اس سے الگ ہوتی ثمرہ نے ذرا متجسس ہو کر سوالیہ پوچھا۔۔

"مصطفیٰ نے خود بتایا ہے یار! اور تمہیں معلوم ہے۔۔اب میں اس سے سخت قسم کا ناراض ہونے والی ہوں۔۔" عریشہ نے ذرا ناک چڑھ کر کہا۔۔تو وہ مسکرادی۔۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں؟" دروازے پر کھڑے مصطفیٰ نے اجازت چاہی۔۔ ثمرہ اور وہ دونوں ہی چونک گئیں، وہ پشت پر ہاتھ باندھے چہرے پر حد درجہ سنجیدگی سجائے گویا انکی اجازت کا منتظر تھا۔۔

"ضرور آیئے بلکہ یہ تو آپ ہی کا کمرہ ہے۔۔" عریشہ عادتاً شرارتی لہجے میں گویا ہوئی تو مصطفیٰ نے اسے گھورا۔۔

"مجھے لگتا ہے آپ دونوں میں اچھی دوستی ہو گئی ہے؟" ان دونوں کو ساتھ کھڑا دیکھ اس نے اپنے تئیں اندازہ لگایا۔۔

"صرف دوستی؟؟ مصطفیٰ صاحب میں اور ثمرہ اب ایک ٹیم بن چکے ہیں۔۔ بی ریڈی کیوں کہ ہم تمہیں مل کر بہت ٹف ٹائم دینے والے ہیں۔۔ میں ثمرہ کو تمہارے سارے افئیرز کے بارے میں ضرور بتاؤنگی۔۔" وہ آنکھ دباتی شرارتی لہجے میں بولی تو مصطفیٰ نے اپنی خرافاتی

دوست کو گھورا۔۔ جبکہ ثمرہ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے خاموش کھڑی ایک بار پھر نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے شدت سے اسکا یہ انداز نوٹس کیا تھا۔۔۔

"باز آجاؤ تم۔۔"اس نے تنبیہہ ضروری سمجھی۔۔۔

"اب آپ یہ بھول جائیں مصطفیٰ صاحب۔۔ کہ ہم آپ کو بخش دیں گے۔۔ نہیں نہیں۔۔ایسا نہیں ہونے والا۔۔"وہ ہولے سے مسکرایا۔۔

"چلیں اب میں کباب میں ہڈی نہیں بنتی۔۔۔آپ دونوں باتیں کریں۔ میں سونے جارہی ہوں۔۔۔"وہ ہنستی مسکراتی وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا تھا۔۔ ثمرہ نے لب دبائے تھے۔۔۔۔

""جو کچھ صبح ہوا اس کے لئے ایم سوری یہی وجہ تھی میں نے نکاح کے باوجود آپ کو گھر واپس چھوڑ دیا تھا۔۔ مگر وہاں کے حالات ایسے تھے خیر۔۔ صبح والی تلخ کلامی کے لئے میں دل سے معذرت خواں ہوں۔۔۔" وہ اسکے مقابل آتا معذرتی لہجے میں بولا تھا۔۔

"کیا میں نے آپ سے کوئی شکوہ کیا؟" اس بار اس نے اپنی سرخ آنکھیں اٹھا کر مصطفٰی کو دیکھا، اور یہی وہ لمحہ تھا جب اس نے خود کو بہت بے بس محسوس کیا تھا۔۔

"مگر آپ کی آنکھیں تمام داستان سنا رہی ہیں ثمرہ۔۔" وہ گھمبیرتا سے گویا ہوتا اسکا مومی ہاتھ تھام گیا۔۔ وہ ابھی تک اسی بسکٹی رنگ جوڑے میں ملبوس تھی۔۔۔

"غلط فہمی ہے آپ کی۔۔" وہ تلخی سے بولتی نگاہیں پھیر گئی۔۔ ساتھ ہی اپنے ہاتھ اسکی گرفت سے آزاد کرائے۔۔

"تو پھر یہاں دیکھیں میری طرف۔۔ نگاہیں کیوں چرا رہی ہیں۔۔" ثمرہ نے یکدم ہی نظر اٹھا کر بغور اسکی جانب دیکھا تھا۔۔ جو سیاہ رنگ شلوار سوٹ میں ملبوس نکھرا نکھرا سا تھا۔۔ وجیہہ چہرے پر ازلی سنجیدگی قائم تھی۔ نم بالوں کو پیچھے سیٹ کر رکھا تھا۔۔ وہ شاید ابھی شاور لے کر آیا تھا۔۔

"مصطفیٰ نگاہیں وہ چُراتے ہیں جن کے دل میں چور ہوتا ہے۔۔ میرے دل میں کوئی چور نہیں ہے۔۔ مگر ہاں اب مجھے پچھتاوا ضرور ہے۔۔ میں نے اپنے ایک جذباتی فیصلے کی وجہ سے ہم دونوں کی زندگی مشکل میں ڈال دی ہے۔۔ خاص کر آپ کی۔۔" اس بار وہ کڑے دل سے بولتی رخ پھیر گئی۔۔

"جو نصیب میں لکھا ہوتا ہے اسے کوئی بدل نہیں سکتا۔۔آپ کا اور میرا ملنا یونہی لکھا تھا۔۔" وہ متوازن لہجے میں بولا، جبکہ وہ ہنوز پشت کئے کھڑی تھی۔۔

"نصیب۔۔۔۔" وہ تلخی سے زیر لب بڑبڑائی۔۔

"آنٹی نہیں چاہتی کہ آپ مجھ سے یوں باتیں کریں، یا پھر میرے روم میں آئیں تو بہتر یہی ہے کہ آپ اپنی ماں سے کیا وعدہ ضرور وفا کریں۔۔پہلے اپنے بھائی کے قاتل کو سزا دلانے کا بندوبست کریں اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں بعد میں سوچ لیجیئے گا۔۔" وہ بہت سختی سے گویا ہوئی تھی۔۔ مصطفٰی کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔

"آپ کون ہوتیں ہیں مجھے یہ بتانے والی کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے ؟" وہ گھوم کر اسکی جانب آیا۔۔ ساتھ ہی بازوؤں سے پکڑ کر نزدیک کیا۔

"کوئی بھی نہیں مصطفیٰ۔۔ پلیز جائیں یہاں سے۔" وہ بے رخی سے بولی۔

"میں یہاں سے جانے نہیں، بلکہ آپ کو ساتھ اپنے روم میں لے جانے آیا ہوں۔۔ صرف نکاح کر لینا کافی نہیں ہوتا اس رشتے کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور میرے خیال سے اب ہمیں اس بارے میں سنجیدگی سے سوچنا چاہئے۔۔" اس کے لفظوں کی گہرائی اور مفہوم سمجھ کر ثمرہ کی گندمی رنگت میں پل میں سرخیاں سی گھل گئیں تھیں۔۔ پلکیں لرز پر عارضوں پر سجدہ ریز ہوئیں تھیں۔۔

"چلیں میرے ساتھ۔۔ اس رشتے کو اسکا اصل مقام دینے کا اصل وقت آ چکا ہے۔۔۔" وہ اسے لب چباتا دیکھ مزید بولا تھا۔

"رات کی تاریکی میں؟" ثمرہ کے منہ سے بے ساختہ ہی پھسلا تھا۔

"کہنا کیا چاہتی ہیں آپ؟ کیا میں نے آپ سے یہ نکاح چھپ کر کیا ہے۔۔اس نکاح کے بارے میں آپ کا پورا خاندان جانتا ہے تو پھر اس فضول بات کا مطلب۔۔"اس کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔

"کوئی مطلب نہیں ہے۔۔فی الحال میں اس رشتے کو آگے بڑھانے میں دلچسپی نہیں رکھتی اور آنٹی بھی ایسا نہیں چاہتیں ہیں۔۔اور میرے خیال سے اپنے جذبات سے پہلے آپ کو اپنی ماں کے جذبات کا خیال کرنا چاہیے۔"مصطفیٰ نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔

"آپ کو معلوم ہے نا آپ کیا کہہ رہی ہیں؟"ثمرہ کا انکار اسکی انا پر کاری وار کر گیا تھا۔۔

"جی۔۔اور اب آپ کو بھی سمجھ لینا چاہئے۔۔بہتر یہی کہ آپ مجھ سے دور رہیں۔۔کم از کم اپنی ماں سے وعدہ وفا کرنے تک تو لازمی دور رہیں۔۔"وہ

سختی سے بولتی ڈریسنگ روم میں جا کر بند ہو گئی تھی۔۔ مصطفیٰ کا چہرہ اس تزلیل کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔۔

"اس رشتے کو دنیا کے سامنے ایک جائز مقام دینے کی یہ میری آخری کوشش تھی۔۔اب آئندہ قدم میں نہیں بلکہ آپ کو بڑھانا ہو گا ثمرہ۔۔۔" وہ اتنا سب سننے کے باوجود بہت ضبط سے بولا تھا۔ڈریسنگ روم میں موجود ثمرہ نے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنے آنسوؤں پر ضبط کیا تھا۔۔

"اگر آپ کو اپنے لفظوں کا احساس ہو جائے تو میرے کمرے کے دروازے ہمیشہ آپ کے لئے کھلے ہیں۔۔ مگر آج کے بعد احد مصطفیٰ آپ کی طرف قدم ہر گز نہیں بڑھائے گا یہ بات یاد رکھیۓ گا۔۔۔" وہ انتہائی درشتگی سے بولتا کمرے سے واک آوٹ کر گیا۔۔

حسیں تو اور ہیں لیکن کوئی کہاں تجھ سا

جو دل جلائے بہت پھر بھی دل ربا ہی لگے

بشیر بدر

دیکھتے ہی دیکھتے ایک ماہ سے زائد کا عرصہ گزر گیا تھا۔۔اس دن کے بعد سے مصطفیٰ اور ثمرہ میں بمشکل ایک یا دو بار ہی ملاقات ہو سکی تھی۔۔وہ دونوں اپنی جگہ خاموش تھے۔۔رات کا کھانا عموما ساتھ ہی کھایا جاتا تھا۔۔مگر اب مصطفیٰ اسکی طرف سے بالکل لاتعلق ہو گیا تھا۔۔۔

ویسے بھی ثمرہ زنیرہ بیگم کے رویہ کی وجہ سے ہر اس جگہ سے غائب ہو جاتی تھی جہاں مصطفیٰ ہو۔۔انہیں اگر نہیں پسند تھا کہ وہ انکے بیٹے کے ارد گرد رہتی تو وہ بھی پیچھے ہٹ گئی تھی۔۔مصطفیٰ بھی آج کل کورٹ کی پیشیاں بھگتانے اور بزنس میں مصروف تھا۔۔عریشہ نے مصطفیٰ کے ساتھ ہی بزنس

میں انویسٹ کر دیا تھا، اور اب وہ ساتھ میں فورٹی پرسنٹ کی پارٹنر بن گئی تھی۔۔

شارق کی رہائی ابھی تک نہیں ہو سکی تھی۔۔ جبران کو بزنس میں دن بادن لاس ہوتا چلا جا رہا تھا۔۔ قصویٰ گھر کے ماحول سے تنگ آ کر اپنی دوستوں کے ساتھ پکنک پر چلی گئی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آنٹی کھانے میں کیا بنے گا؟؟" خود کو مصروف رکھنے کی خاطر اب باقاعدہ طور پر کچن کی بہت سی زمہ داریاں اس نے اپنے سر لے لیں تھیں۔۔ زنیرہ نے بھی اسے مصطفٰی سے فاصلے پر دیکھ چپ سادھ لی تھی۔۔

"جو مرضی چاہے بنالو۔۔۔" انہوں نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔۔

"کیا آپ مجھ سے اپنی ناراضی ختم نہیں کر سکتیں۔۔اب تو میں اپنے بھائی کی رہائی کی ضد بھی چھوڑ چکی۔۔ مصطفیٰ مجھے اپنے نکاح میں لینے کے لئے ہر گز بھی راضی نہیں تھے۔۔یہ تو بس میں ہی تھی جو مصطفیٰ کو اموشنلی بلیک میل کر رہی تھی بس اسی لئے وہ مجھے اپنے نکاح میں لینے کے لئے مجبور ہو گئے۔۔" ثمرہ نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتے زنیرہ کو اس حقیقت سے آگاہ کیا تھا جو مصطفیٰ نے پردے میں رکھی تھی۔۔

"کیا کہا تم نے لڑکی؟" انہوں نے کڑے تیوروں سے پوچھا۔۔

"آنٹی مصطفیٰ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔" ثمرہ نے ایک بار پھر صفائی پیش کی۔۔

"اچھا۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔انہوں نے فوری اسے چلتا کیا۔۔ جبکہ وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھتی کمرے سے نکل آئی تھی۔۔جواب سائیڈ ٹیبل سے مزمل کی تصویر اٹھاتی اسے یاد کر ایک بار پھر سے رونے لگی تھیں۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"جبران صاحب۔۔ شارق کی ضمانت کا کیا بنا؟" فرناز بیگم اپنے شوہر کے برابر میں آکر بیٹھی تھیں۔۔

"ابھی ممکن نہیں۔۔" انہوں نے نڈھال لہجے میں کہا۔۔

"تو کیا آپ اپنے اکلوتے بیٹے کو پھانسی کے پھندے پر چڑھنے دیں گے؟" جبران صاحب نے ایک قہر بھری نگاہ ڈالی، جو دل مٹھی میں لینا خوب جانتی تھیں۔۔

"اگر تم میری کسی پریشانی کا کوئی حل نہیں نکال سکتی نا تو بہتر ہے اپنا منہ بند رکھو۔" انہوں نے درشت لہجے میں کہا تھا۔۔

"اچھا مرضی ہے آپ کی۔۔ ویسے وہ ہمارے گھر ملازمہ نہیں آتی تھی کام کرنے کے لئے۔۔ اس سے ملاقات ہوئی تھی میری۔۔۔ مصطفیٰ کے گھر میں ملازمت کر رہی ہے اب وہ۔۔۔" انہوں نے تمہید باندھی۔۔

"تو؟؟" انہوں نے ناسمجھی سے اپنی بیوی کو دیکھا۔۔

"تو یہ کہ وہ مجھے بتا رہی تھی کہ ثمرہ وہاں بہت خوش ہے۔۔ احد مصطفیٰ اور ثمرہ نے یہ نکاح اپنی مرضی سے کیا ہے۔۔ وہ پلکوں پر بیٹھا کر رکھتا ہے ثمرہ کو۔ یہاں تک کے اپنی ماں تک سے لڑ جاتا ہے۔۔ وہاں بہت عیش میں ہے آپ کی بیٹی۔۔۔۔" انہوں نے نگاہیں چرا کر شوہر کو مرچ مصالحہ لگا کر آگاہ کیا تھا۔۔

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ثمرہ نے اپنی مرضی سے نکاح کیا ہے؟؟ تو پھر وہ کیا تھا جو قصویٰ نے کہا۔۔اور جو احد مصطفیٰ نکاح کے فوراً بعد ثمرہ کو یہاں لایا تھا؟" انہوں نے درشت لہجے میں استفسار کیا۔۔

"وہ تو صرف زنیرہ کا رویہ اچھا نہیں۔ ثمرہ تو احد مصطفیٰ کے ساتھ بہت خوش ہے۔۔اور زنیرہ تو ویسے بھی ساس ہیں۔۔اور ساس تو ایسے ہی ہوتی ہیں۔۔دوسری بات کہ جو بھی ہے اب مزمل انکا بیٹا تھا۔۔" فرناز نے ناک بھنوئیں سمیٹی تھیں۔۔

"میں تو کہہ رہی ہوں آپ احد مصطفیٰ سے اونچی سورسز کا استعمال کریں۔۔اور شارق کی ضمانت لگالیں، ساتھ ہی ہم وکیل کو ساتھ لے کر جائیں گے اور ثمرہ کو بھی اپنے ساتھ لائیں گے۔۔آگر ثمرہ وہاں رہی تو مستقبل میں وہ ہمیں اس کے تھرو بلیک میل کر سکتے ہیں۔۔" کچے کانوں کے

جبران صاحب فوری اپنی بیوی کی من گھڑت کہانیوں پر ایمان لے آئے

تھے۔۔

""اچھا چلیں چھوڑیں۔۔میں آپ کو بتاتی ہوں آگے کا لائحہ عمل۔۔۔"وہ

شوہر کو گہری سوچ میں ڈوبا خاموش دیکھ اپنا زہنی فطور انکے گوش گزار کرنے

لگی تھیں۔۔۔

""مصطفیٰ!"عریشہ اسکے عین مقابل بیٹھی،آفس میں موجود تھی۔۔جو لیپ

ٹاپ اسکرین پر جھکا تیزی سے کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف تھا۔۔

""ہمم!"اس نے ہنکار بھرا۔۔۔

""میں اگر کچھ کہوں تو تم مائنڈ تو نہیں کرو گے؟"وہ ذرا جھجھک کر بولی۔۔

"کہو۔۔" وہ اب باقاعدہ طور پر اسکی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

"کیا تمہارے اور ثمرہ کے درمیان سب کچھ نارمل ہے۔۔" مصطفیٰ نے ایک گہری سرد آہ خارج کی تھی۔۔وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی تھی۔۔

"کچھ عرصے میں ایک گرینڈ پارٹی میں، میں ہماری شادی انونس کردونگا۔۔ماں ابھی مزمل کے صدمے سے گزری ہیں،،بس اسی لئے میں نے کوئی بھی فنکشن کرنے سے اجتناب کیا ہے۔۔لیکن ظاہر سی بات ہے اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی کے حوالے سے بہت سے ارمان ہیں انکے۔۔اور میں ان سے انکی خوشیاں چھیننا نہیں چاہتا۔۔بس اسی لیے یہ میرا اور ثمرہ کا مشترکہ فیصلہ ہے کہ ہم جب تک الگ رومز میں رہیں گے۔۔"اس نے اصل بات بتانے سے گریز ہی کیا تھا۔۔

اچھا! لیکن ثمرہ مجھے مینٹلی اسٹیبل نہیں لگتی۔۔اور آنٹی کے بھی کچھ اچھے تاثرات نہیں ہیں تمہارے رشتے کو لے کر۔۔"اس نے ذرا جھجھک کر اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔۔

تم اس کی فکر نہ کرو۔۔۔میں ہوں نا۔"اس نے گویا بات ختم کی تھی۔۔

"ویسے تمہیں پتہ ہے۔۔کل پھر سے مجھے میرے رشتے داروں کے چیلے فالو کر رہے تھے۔"

"اوہ۔۔۔وہ لوگ آخر چاہتے کیا ہیں؟"مصطفیٰ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔

"یہی کہ میں کسی بھی طریقے سے انکے لاڈلے سے شادی کر لوں اور ان ڈائیریکٹلی یہ ساری جائیداد انکے نام ہو جائے۔۔"وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔۔

"اوہ گاڈ۔۔" ہمارے لوگ پتہ نہیں اس سیاست سے کب باہر آئیں گے۔" اس نے تاسف کا اظہار کیا۔۔

"خیر تم چھوڑو۔۔میں تمہارے لئے ایک باڈی گارڈ کا انتظام کروا دیتا ہوں۔۔جو ہر لمحہ سائے کی طرح تمہارے ساتھ ہو گا۔۔" وہ ذرا شرارت سے بولا۔۔

"اوہ کم آن مصطفیٰ۔۔" وہ ہولے سے مسکرائی تو وہ بھی مسکرا کر اپنے کام میں غرق ہو گیا۔۔۔

آئزل اور اہان کی شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔۔اہان کو ایمر جنسی میں ملک سے باہر جانا پڑا تھا۔۔بس اسی وجہ سے رخصتی ایک ماہ تاخیر کا شکار ہو گئی تھی۔۔مجتبیٰ اپنی جاب پر تھا۔۔

جبکہ آئزل معمول کے مطابق گھر کے کاموں میں مصروف تھی۔ جبھی کسی نے دروازہ پر دستک دی۔۔

''کون؟'' آئزل نے جلدی سے سر پر دوپٹہ اُوڑھتے دروازے کے پاس ٹھہر کر پوچھا۔۔

''بیٹا ہم ہیں۔۔ انکل آنٹی۔۔'' باہر سے اسے مہروز صاحب کی آواز سنائی دی تھی۔۔ آئزل نے جھٹ دروازہ کھول دیا تھا۔۔

''السلام علیکم!'' وہ خوش دلی سے بولی۔۔ تحمینہ نے اسے ایک نظر دیکھ نگاہوں کا رُخ پھیر لیا تھا۔۔

''کیسی ہیں بیٹا؟'' مہروز نے شفقت بھرے لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔

"اللہ کا کرم! آپ پلیز بیٹھیں ناں۔۔" وہ انہیں لے کر گھر کے مہمان خانے میں آ گئی تھی۔۔

"آپ کیا لیں گے ٹھنڈا یا گرم؟" اس نے مہمان نوازی نبھائی۔۔

"ارے کچھ بھی نہیں۔۔ دراصل ہم آپ کو لینے آئے ہیں۔۔ بھئی ویسے تو ہم نے سوچا تھا شادی کا جوڑا آپ اور اہان خود جا کر اپنی مرضی سے لے لیجئے گا مگر اب چونکہ اہان یہاں موجود نہیں ہے۔۔ سو ہمیں ہی یہ کام کرنا ہو گا۔۔ ہماری مجتبیٰ سے بات ہو گئی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں شاپنگ پر۔۔۔" انہوں نے نرمی سے کہا۔۔۔

"اچھا!" اس نے لب دبائے۔۔

"کوئی پریشانی ہے؟" انہوں نے متفسر انداز میں دریافت کیا۔

"میں ایک بار مجتبیٰ سے پوچھ لوں۔۔" تحیمنہ نے ناک چڑھا کر سر جھٹکا۔۔

"ضرور پوچھیں بھئی۔۔ بلکہ اچھی بات ہے بھائی کو اعتماد میں لئے بغیر کوئی کام کرنا درست نہیں۔۔" انہوں نے دھیرے سے مسکرا کر کہا تھا۔۔

"ہاں نکاح بھلے چھپ چھپا کر کر لو۔۔" وہ دھیمی آواز میں طنزیہ بڑبڑائی تھیں۔۔ آئزل کا چہرہ شرمندگی سے سرخ پڑا تھا۔۔

"جاؤ بیٹا آپ جاؤ۔۔۔" مہروز صاحب نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔ تو وہ خاموشی سے لب چباتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔

"تحمینہ حد کرتی ہو۔۔ بچوں نے یہ فیصلہ خود نہیں کیا تھا۔۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اگر اہان کو اپنے ہاتھ میں رکھنا ہے تو اسکی پسند نہ پسند کو اہمیت دو۔۔" مہروز صاحب انکے کان کے قریب سختی سے غرائے تھے۔۔ جواب پنکھا چلنے کے باوجود گرمی لگ رہی ہے کا تاثر دیتیں اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔۔

”آپ چڑھائے اس دو ٹکے کی لڑکی کو سر پر۔ مجھ سے یہ ناز برداریاں نہیں ہوتیں بس۔۔اور میں آپ کو بتارہی ہوں بھلے یہ ساری زندگی اہان کے ساتھ رہے مگر میں اہان کی شادی اپنے اسٹیٹس کے لوگوں میں لازمی کراؤنگی۔۔“مہروز صاحب نے اپنی جذباتی بیوی کو دیکھ سر جھٹکا۔۔

”ہاں تمہارا لاڈلا تو جیسے چابی والا گڈا ہے نا جسے تم چابی دو گی اور وہ اس رخ کو چل پڑے گا۔۔“وہ دانت پیس کر بولے جبکہ وہ سر جھٹک گئیں۔۔

”آئزل بیٹا! اور کتنی دیر ہے؟“انہوں نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے آواز لگائی۔۔

”جی بس آ گئی انکل۔۔“وہ مجتبیٰ سے اجازت لینے کے بعد کپڑے بدلتی چادر سر پر لیتی پندرہ منٹ بعد کمرے سے باہر آئی تھی۔۔

”چلیں؟“انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔

"جی ضرور چلیں۔۔" اب وہ تینوں آگے پیچھے ہی گھر سے نکلے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"عریشہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی کام میں غرق تھی جبھی اسے ایک انجان نمبر سے کال موصول ہوئی تھی۔۔

"ہیلو!" چہرے پر ناسمجھی کے تاثرات تھے۔

"عریشہ سکندر؟" دوسری جانب سے تصدیق کی گئی۔

"جی بات کر رہی ہوں۔۔" اس کا ماتھا ٹھنکا۔۔۔

"کیسی ہیں ڈئیر کزن۔۔" دوسری جانب سے شوخ سی آواز ابھری تھی۔۔ عریشہ کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا نمودار ہوا۔۔

"تمہارے پاس میرا نمبر کہاں سے آیا؟" اس نے کڑے تیوروں سے پوچھا۔۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔۔ یہ بتایئے آپ ہمارے گھر کب چکر لگا رہی ہیں؟" وہ سوالیہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔

"کبھی بھی نہیں۔۔ اور آئندہ مجھے کال نہ کرنا۔۔" عریشہ نے غصے سے موبائل پٹختے رابطہ منقطع کر دیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا لڑکی۔۔ اتنے غصے میں کیوں ہو؟" آفس ڈور دھکیل کر اندر آتے مصطفٰی نے اچھنبے سے اسکا یہ انداز نوٹس کیا تھا۔۔

"بس ویسے ہی۔۔ تم بتاؤ خیریت؟" اسے ورکنگ آورز میں اپنے آفس میں دیکھ وہ ذرا حیران ہوئی۔۔

"ہاں سب خیریت ہی ہے۔۔دراصل مجھے اپنی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔اس سے پہلے کہ میں زیادہ بیمار ہو جاؤں اور کل کی میٹنگ اٹینڈ نہ کر سکوں اس لئے میں گھر جا رہا ہوں۔۔ تھوڑا ریسٹ کرونگا۔۔" وہ اپنا ماتھا کھجا کر ذرا تھکے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"اوہ ہو۔۔تو آپ فوری گھر جائیں بھئی۔۔اور اپنی زوجہ سے اپنی کچھ خدمتیں کروائیں۔۔" وہ ازلی شرارت سے بولی تھی تو مصطفیٰ ہولے سے مسکرایا۔۔

"سدھر جاؤ تم۔۔ خیر میں نکلتا ہوں۔۔آج آفس کی بوس تم ہو۔۔"

"اوکے باس! آپ فکر نہ کریں۔ ہم سب کو تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے۔۔" وہ بھی شرارتی لہجے میں بولی تو وہ تھمبز اپ کا اشارہ کرتا خود کوٹ جھٹکتا آفس سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

ثمرہ اس وقت لان میں بیٹھی کسی کتاب کا مطالعہ کرنے میں غرق تھی۔۔ جبھی کار پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔

ثمرہ نے ذرا چونک کر اسکی گاڑی کو دیکھا تھا۔۔ مصطفیٰ آج جلدی گھر واپس آ گیا تھا۔۔

جبکہ وہ آنکھوں پر سن گلاسز چڑھاتا اب اسی کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔۔ وہ فوری سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔۔

آلمنڈ کلر کے پینٹ کوٹ میں ملبوس مصطفیٰ کی چھب ہی نرالی تھی۔۔ وہ پہلے سے زیادہ ہینڈسم اور پرکشش ہو گیا تھا۔۔ یا یہ صرف اسکی محبوبانہ نگاہوں کا دھوکہ تھا۔۔ وہ قریب آتا اب اسکے پاس ہی بیٹھ گیا تھا۔

"آپ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں؟" اگرچہ دوپہر ڈھل چکی تھی۔۔ مگر پھر بھی دھوپ میں ابھی تپش باقی تھی۔۔

"کچھ نہیں بس ویسے ہی باہر آگئی تھی۔۔" وہ مصطفیٰ کی آواز پر گڑبڑا کر ہوش میں آئی، تو وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔

وہ اس وقت سُرخ رنگ جوڑے میں ملبوس اداس گلاب لگ رہی تھی۔۔

"آج آپ جلدی واپس آگئے۔۔" ہاتھ میں پکڑی کتاب ذرا جھک کر سامنے پڑی میز پر رکھی تھی۔۔ جس کے باعث بالوں کی آبشار پھسل کر کندھوں سے نیچے آگری تھی۔۔

"جی بس ذرا طبیعت ڈاؤن لگ رہی تھی۔۔" اس نے اس بار ماتھا مسلا تھا۔۔

"تو آپ پھر ریسٹ کریں نا۔۔" وہ متفکر ہوئی۔۔

"جی روم میں ہی جا رہا ہوں۔۔ آپ ایک کام کیجئے الماس خالہ سے بولیئے گا میرے روم میں ایک کپ اسٹرونگ سی کافی پہنچا دیں۔۔" وہ بولنے کے

ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ ثمرہ کو اسکا یوں اجنبی رویہ بری طرح چبھا تھا۔۔

"میں بنا دیتی ہوں مصطفیٰ!" وہ جو پلٹ کر جا رہا تھا، اسکی آواز سن مزید کچھ کہے بغیر گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

جبکہ لب چباتی ثمرہ اسکی فکر میں تیزی سے پیچھے گئی تھی۔۔اس رات کے بعد سے نا چاہتے ہوئے بھی ان دونوں کے درمیان ایک خلش سی آ گئی تھی۔۔ مصطفیٰ کی یہ بیگانگی اب اسے کچوکے لگا رہی تھی۔۔ مگر جو وہ چاہتا تھا اب وہ یہ سب کرنے سے قاصر تھی۔۔۔

"مجتبیٰ!" وہ جو اپنی پوری توجہ سے سکرین پر نگاہیں جمائے اپنے کام میں غرق تھا، اپنے برابر والے کولیگ کی آواز پر چونکا۔۔۔

"کیا ہوا؟" اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

"تمہیں سر نے بلوایا ہے۔۔" اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔

"اچھا! چلو میں دیکھتا ہوں۔۔" وہ اٹھ کر آفس کی جانب بڑھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"مے آئی کم ان سر!" اس نے اجازت چاہی۔

"یس کم ان!" فوری اجازت دی گئی۔ وہ لب چباتا انکے سامنے ڈیسک کے سامنے جا کھڑا ہوا، مقابل فائلز ادھر ادھر پلٹا شیشے کے بھی کش لگا رہا تھا۔۔

"مجتبیٰ آپ جس پروجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔۔ وہ کمپلیٹ ہو گیا؟" انہوں نے کڑے تیوروں سے پوچھا۔۔

''نو سر! ابھی صرف چار دن ہی تو ہوئے ہیں۔۔ میرا کلائینٹ سے وعدہ تھا کہ ہم انہیں یہ پروجیکٹ ٹین ٹو ففٹین ورکنگ ڈیز میں فائنل کر کے دیں گے۔۔'' مجتبیٰ ذرا حیران ہوا۔۔

''ٹین ٹو ففٹین ڈیز؟؟ آریوان سینسز مسٹر مجتبیٰ؟ کلائینٹ ہمیں ڈالرز میں پے کر رہا ہے ہم زیادہ سے زیادہ سیون ورکنگ ڈیز میں اپنا آرڈر کمپلیٹ کر لیتے ہیں۔۔۔'' وہ استہزائیہ مسکرائے۔۔

''یو آر رائٹ سر! بٹ وہ ٹیم ورک ہوتا ہے۔۔ یہ جتنا بڑا پروجیکٹ ہے میں اس پر اکیلا ہی ورکنگ کر رہا ہوں۔۔ آپ میرے ساتھ تین سے چار بندوں کی ٹیم لگا دیں۔۔ آئی پرومس میں یہ پروجیکٹ دو دن میں آپ کے ہینڈ آور کر دوں گا۔۔۔'' مجتبیٰ کی پیشانی پر بل پڑے۔۔

"تو آپ کو کس لئے رکھا ہے یہاں۔۔آپ کو سیلری کس بات کی دے رہے ہیں؟" انہوں نے گھورا۔۔

"سوری سر! بٹ مجھے ڈیڑھ ماہ سے زیادہ ہو گیا ہے لیکن آپ نے ابھی تک سنگل پینی بھی سیلری کے نام پر نہیں دی۔۔بلکہ آپ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ہم بھی نیو ہیں آہستہ آہستہ سب ہو جائے گا۔۔اسٹاف کے نام پر دس لوگ ہیں یہاں وہ بھی گزشتہ ڈیڑھ ماہ میں دو بار بدل چکے ہیں۔۔ایک میں فردِ واحد ہوں جو پرانا ہوں، باقی آپ کا اسٹاف تو ہر دس دن بعد تبدیل ہو جاتا ہے۔۔کیونکہ مجتبیٰ آصف کے سوا کوئی بیوقوف تو نہیں جو بغیر سیلری کے کام کرے گا۔" مجتبیٰ کی بس ہوئی تھی۔۔۔

"مسٹر مجتبیٰ ایک نون گریجوئیٹ کو میرے علاوہ کوئی جاب دے گا بھی نہیں۔۔" مجتبیٰ ہولے سے مسکرایا۔۔

"مانا کہ مجبور ہوں مگر اتنا بھی نہیں کہ آپ جیسے فراڈی شخص کے پاس کام کرتا رہوں۔۔ مہینے کی دس کو آؤنگا اپنی سیلری لینے۔۔" وہ غصے سے بول کر جانے لگا۔۔

"کونسی سیلری بھئی؟؟" انہوں نے نظریں ایسے پھیری تھیں گویا کعبے سے بت پھر گئے ہوں جیسے۔۔

"اوہ رئیلی کونسی سیلری؟؟ بات سُنیں میری۔۔ اُس آفس میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں نا انہیں ابھی جا کر کہونگا کہ تم یہاں بیٹھ کر سب سے مفت میں اپنا کام نکلوا رہے ہو۔۔ اور یہاں آفس میں بیٹھ کر کیمرے سے لڑکیوں کے ہر ایکٹ پر نظر رکھی ہوئی ہے اور بعد میں انہیں بلیک میل بھی کرو گے۔" وہ درشت لہجے میں ڈیسک بجا کر بولا تو مقابل ذرا چونک کر پیچھے ہوا۔۔

"بلکہ نہیں میں ایسا ہی کرونگا۔۔" وہ کچھ سوچ کر باہر کی جانب بڑھا۔۔

"مسٹر مجتبیٰ ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔۔" وہ جلدی سے پیچھے بھاگا۔۔

"ہیلو گائز۔۔ بات سنیں میری۔۔ آپ یہاں جتنے لوگ موجود ہیں آپ سب نیو ہیں۔ کیونکہ کوئی پرانا ان کے پاس ٹکتا ہی نہیں ہے۔۔" سب اسکی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔۔ دوسری اور اہم بات۔۔

"یہ یہاں بیٹھ کر اسکیم کر رہے ہیں۔۔ باہر سے کلائیٹ لیتے ہیں ہم سے کام کراتے ہیں۔۔ ڈالرز میں پیمنٹ ریسیو کرتے ہیں۔۔ اور کسی کو کوئی سیلری وغیرہ نہیں دیتے۔ تو اب آپ لوگ جو یہاں کام کرنا چاہتا ہے اسکی مرضی ہے۔ جبکہ میں یہاں دو ماہ سے کام کر رہا ہوں اور انہوں نے مجھے سیلری کے نام پر پھوٹی کوڑی بھی نہیں دی۔۔۔" وہ درشت لہجے میں بولا تھا۔ جبھی اسکی پرسنل اسٹنٹ لڑکی بھاگتی ہوئی اسکی جانب آئی۔۔ جو شاید چھ ماہ پرانی تھی۔۔ اور بوس کی زیادہ ہی منہ چڑی تھی۔۔

"سر بات سنیں۔۔آپ اس طرح نہیں کر سکتے، ورنہ ہم پولیس کو کال کریں گے۔۔"اس لڑکی نے دھمکانا چاہا۔سب خاموشی سے یہ تماشہ ملاحظہ کر رہے تھے۔

"پولیس کو کال کرونگا میں۔۔اور آپ خاتون ہیں لحاظ کر رہا ہوں۔زیادہ شاہ سے زیادہ شاہ کی وفادار بننے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔"مجتبیٰ نے انگشت شہادت اٹھا کر باز رکھا۔تو وہ لڑکی دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

"لڑکی ہیں اپنی عزت و وقار کا خیال رکھیں۔پیسے کے پیچھے اتنی اندھی نہ ہوں کہ صحیح غلط کا فرق بھول جائیں۔۔وہ شخص آپ کے باپ کی عمر کا ہے۔اگر کوئی مجبوری ہے بھی تو ڈھنگ کی جاب تلاش کرو۔۔"مجتبیٰ کی صاف گوئی پر اس لڑکی کا چہرہ لہو رنگ ہو گیا تھا۔اور وہ پھر پیچھے ہٹتی چلی گئی تھی۔۔جبکہ سب اسٹاف ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھ اپنا سامان سمیٹنے لگے تھے۔۔جب

اس جگہ کا موجودہ حساب سے سب سے پرانا بندہ ہی یہ فرم چھوڑ گیا تھا تو باقی سب کا یہاں کیا کام تھا۔۔ جبکہ اسکی پرسنل اسٹنٹ لڑکی سرخ چہرہ لئے آنکھوں میں ڈھیروں نمی لئے خاموش کھڑی رہ گئی۔۔

....

ثمرہ تیزی سے ہاتھ چلاتی کافی چھینٹ کر ٹرے میں رکھتی ساتھ پیناڈول کا پتا رکھتی مصطفیٰ کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

کمرے کے پاس پہنچ کر ہولے سے دستک دی گئی تھی۔۔

"آجائیں۔۔۔" وہ جو ابھی فریش ہو کر واشروم سے باہر نکلا تھا ذرا مصروف سے انداز میں بولا تھا۔۔ پھر پلٹ کر عقب میں دیکھا جہاں ثمرہ کھڑی شاید اسی کی طرف سے کسی قسم کی پیش قدمی کی منتظر تھی۔۔

"آجائیں ثمرہ۔۔۔" وہ دو قدم لینے کے بعد پھر سے وہیں ٹھہر گئی تھی۔۔ مصطفٰی نے ہنوز نرم لہجے میں کہا تو وہ قدم اٹھاتی نزدیک چلی آئی۔۔

"آپ نے بلاوجہ خود آنے کی زحمت کی۔۔ کسی ملازم سے کہہ دیتیں۔۔" ڈریسنگ ٹیبل کے عین سامنے کھڑا وہ بالوں میں برش پھیرتا سنجیدگی سے بولا۔۔ وہ اس وقت کیجول سے حلیے میں ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔۔

"یہ میڈیسن بھی لے لیجئے گا۔۔" دونوں ہتھیلیاں رگڑتی وہ دھیمی سی آواز میں گویا ہوئی تھی۔۔ مصطفٰی نے بغور آئینے میں نظر آتا اُسکا عکس دیکھا تھا۔۔

"تھینک یو!" اس نے نرمی سے کہتے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے۔۔۔ جبکہ لب چباتی ثمرہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔۔

"آپ کو کچھ کہنا تھا؟"اس نے ثمرہ کو یونہی جما کھڑا دیکھ سرسری لہجے میں پوچھا تھا۔۔

"نہ۔۔ نہیں۔۔ وہ میں یہ پوچھ رہی تھی کہ ڈنر میں کیا لیں گے آپ۔۔" گڑبڑا کر ہوش میں آتے جلدی سے استفسار کیا گیا تھا۔۔

"جو سب کے لئے بنا رہی ہیں وہی بنا لیں۔۔ میں بھی کھا لونگا۔۔"اس کی بے رخی اب دل پر لگ رہی تھی۔۔ وہ کہاں اس سے اس لہجے میں بات کرتا تھا۔اسکا لہجا ازلی نرمی سمیٹے ہوئے تھا مگر اب اجنبیت سی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"پلیز ثمرہ جاتے ہوئے رومز کی لائٹ آف کر دیجیئے گا۔۔"وہ کہہ کر آنکھوں پر بازو رکھ گیا۔۔اس بار اسکی آنکھین لبالب آنسوؤں سے بھر گئیں

تھیں۔۔دل چاہا کہ ابھی مصطفیٰ سے اسکے رویہ کا حساب لے۔۔مگر پھر اپنا تلخ

رویہ اختیار کرنا یاد آیا تو وہ تیزی سے روم سے نکل گئی تھی۔۔

"ثمرہ لائٹ؟؟"اس نے پیچھے سے ہانک لگائی مگر بے سدھ۔پھر خود ہی

ریموٹ کنڑول لائٹس آف کرتا یاد آنے پر کافی کے سپ لیتا واپس سے بستر پر

نیم دراز ہوتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔

مجتبیٰ میرے بھائی ہوا کیا ہے اتنے غصے میں کیوں ہو؟"وہ جب سے گھر واپس

آیا تھا غصے میں چیزیں ادھر سے ادھر پٹخ رہا تھا۔۔

"آفس میں کسی سے کوئی لڑائی ہوئی ہے کیا؟"اس نے سوالیہ آنداز میں

پوچھا۔وہ منہ پر بارہ بجائے صوفے کی پشت پر سر گرائے خاموش بیٹھا تھا۔۔

"نہیں۔ لڑائی نہیں ہوئی میرا دماغ خراب ہے۔" وہ شرٹ اتار کر ایک طرف کو پھینک گیا۔

"اس بات میں تو واقعی کوئی شک نہیں۔" اس نے شرٹ اٹھائی۔۔ مصطفیٰ نے گھورا۔۔

"اچھا اچھا سوری۔۔" اسے خفگی سے گھورتا پا کر وہ فوری سیدھی ہوئی۔۔

"اب بتا بھی دو،، ہر بات پر روٹھی حسینہ کیوں بن جاتے ہو۔۔ اتنا نخرہ تو لڑکیاں بھی نہیں دکھاتی ہیں۔۔" مجتبیٰ کا پارا ہائی ہوا۔۔

"انسان بن جاؤ آئزل۔۔ خبردار جو مجھے کسی عورت سے تشبیہ دی تو۔۔" وہ بہن پر خفا ہوا۔۔

"اچھا اچھا! خفا کیوں ہو رہے ہو۔۔" اس نے رام کرنا چاہا۔۔

"اب بتاؤ آفس میں کیا ہوا؟" اس نے اسکے بالوں میں ہاتھ چلائے شفقت سے استفسار کیا، جو ماتھے پر سینکڑوں بل سمیٹے ہوئے تھا۔۔

"میں نے جاب چھوڑ دی۔۔۔" آئزل نے ہونقوں کی مانند گھورا۔۔

"کیا کہا تم نے؟؟" اس کی پیشانی پر سینکڑوں بل سمٹ آئے تھے۔۔

"جاب چھوڑ دی۔۔" اس نے لب بھینچ لئے۔۔

"کیوں چھوڑ دی؟" آئزل کے لہجے میں تاسف در آیا تھا۔۔۔

"بس مجھے سمجھ نہیں آئی۔۔ تم آج کھانے کا نہیں پوچھو گی کیا بے روزگار بھائی کو کھانے کو نہیں پوچھا جاتا؟" وہ ذرا ناراض ہوا یا پھر ہواؤں سے بھی لڑ رہا تھا۔۔

"یہ بھائی کافی عرصے سے بے روزگار ہے۔۔یہی بہن کھانا پانی پوچھتی ہے

ابھی تمہاری بیوی نہیں آئی۔جو مجھے نخرے دکھا رہے ہو۔۔"آئزل نے اسکی

ڈرامے بازیوں پر بال نوچ تھے۔۔وہ کراہ کر رہ گیا۔۔

"جاؤ جاؤ کھانا لے کر آؤ۔۔پھر تو تم اپنے نکمے شوہر کے سامنے کھانے پیش کر

رہی ہو گی۔پتہ نہیں کیا پسند آگیا تمہیں اِس لفنگے میں۔۔"وہ بڑبڑایا تو آئزل

اسے گھورتی ہوئی کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

"السلام علیکم!"وہ رات کا کھانا کھانے کے بعد ابھی روم میں آئی

تھی۔۔جبھی نظر موبائل پر گئی جہاں اہان کی سینکڑوں مسڈ کالز آئی ہوئی

تھیں۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ کہاں ہو یار؟ کب سے کال کر رہا ہوں۔۔" دوسری جانب سے اسکی جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔۔

"وہ دراصل مجتبیٰ کو کھانا دے رہی تھی۔ آپ بتائیں خیریت۔۔" آئزل نرم لہجے میں استفساریہ گویا ہوئی۔

"افف ایک تو یہ جب آپ، آپ کہتی ہیں نا بخدا سیدھی دل پر لگتی ہیں۔۔" دوسری جانب سے اسکی مسحور کن آواز بلند ہوئی۔۔ آئزل کے گال سرخ ہوئے۔۔

"پھر تم ہی بولو نگی میں رخصتی کے بعد بھی۔۔ پھر نہ کہنا آئزل مجھے عزت سے مخاطب کیا کرو۔۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔۔

"آپ جو بھی کہیں ہمارا دل تو بس آپ ہی کی سنتا ہے نا جاناں۔۔" دوسری جانب وہ زیادہ ہی اچھے مزاج میں تھا۔۔

"کیا ہو رہا تھا؟" وہ بات گھما گئی۔۔

"آپ کی یاد میں تارے گن رہا تھا۔۔ یہ رات کاٹے نہیں کٹ رہی۔۔" وہ مخمور لہجے میں گھمبیرتا سے بولا۔۔ آئزل نے لب دبائے۔۔

"ان لبوں پر اتنا ظلم نہ کیا کریں پلیز۔۔" دوسری جانب وہ اسکی خاموشی اور حرکت بھانپ گیا تھا۔۔

"کھانا کھا لیا؟" اب وہ دوپٹہ اتارتی آرام دہ آنداز میں لیٹی تھی۔۔

"ہمم! مگر آپ کی یاد نیند نہیں آنے دے رہی جاناں۔۔" آئزل نے اسکرین کو گھورا۔۔

"پاکستان کب واپس آرہے ہو۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ دوسری جانب اہان نے منہ بنایا۔۔

”بیوی بندہ محبت کا جواب محبت سے دیتا ہے۔۔“وہ نروٹھے پن سے بولا۔۔

”تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔“وہ آپ سے تم پر آ گئی تھی۔۔

”آپ بولا کریں مجھے اچھا لگتا ہے۔۔“دوسری جانب وہ پھر پٹڑی سے اُترا۔۔

”میں سونے لگی ہوں۔۔“

”ویڈیو کال پر آئیں نا۔۔“وہ ضد کرنے لگا۔۔

”کیا بدتمیزی سے اہان۔۔“وہ خفت زدہ سی گالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

”ٹھیک ہے پھر۔۔جیسے آپ کی مرضی۔۔“وہ غصے میں رابطہ منقطع کر گیا۔۔اس کے اس عمل پر آئزل کی جان لبوں پر آئی تھی۔۔

"اہان پلیز۔۔ نہیں کرو۔۔" وہ روہانسو سی التجائیہ بڑبڑائی۔۔ ساتھ ہی موبائل پر نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔ جبکہ اب وہ ناراضی دکھاتا اسکی حالت کا مزاح لے رہا تھا۔ جو کال پر کال کر رہی تھی۔۔

\-

اس وقت سب رات کے کھانے کی میز پر موجود تھے۔ ثمرہ الماس خالہ کی ہمراہی میں جلدی جلدی کھانا میز پر لگا رہی تھی۔۔ مصطفیٰ اور عریشہ لاؤنج میں پڑے صوفوں پر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔۔ وہ کچھ دیر قبل ہی فریش ہو کر نیچے آیا تھا بظاہر وہ عریشہ سے باتوں میں مصروف تھا۔۔۔ مگر ساری توجہ ثمرہ کی جانب تھی جو بار بار اس طرف سے گزرتی کچن کی جانب جا رہی تھی۔۔

"الماس خالہ انٹی کو بھی بلالیں۔۔" وہ خود دوپٹہ درست کرتی لاؤنج کی جانب بڑھی۔۔

"کھانا لگ گیا ہے آجائیں آپ لوگ۔۔" وہ دونوں ہی چونکے۔۔ مصطفیٰ نے خاموشی سے سر ہلایا۔۔

"ارے ثمرہ۔۔ لڑکی کیا ہر وقت ان فضول سے کاموں میں لگی رہتی ہو۔۔ مصطفیٰ نے بتایا تھا کہ تم اس کے ساتھ آفس میں کام کرتی تھیں۔۔ میں تو کہتی ہوں۔۔ تم بھی ہمارے ساتھ کام شروع کر دو۔۔" وہ مزے سے بولی تو ثمرہ دھیما سا مسکرائی۔۔

"نہیں انکی کیا ضرورت ہے آفس میں۔ ویسے بھی یہ گھر کے کام کرتی زیادہ اچھی لگتی ہیں۔۔۔" مصطفیٰ کے لہجے میں عجیب سی چبھن تھی۔ ثمرہ کو اسکا رویہ بری طرح محسوس ہوا تھا۔۔

"کیا مطلب ہے۔۔ ملازمہ لگی ہے تمہاری۔۔ جو گھر کے کام کرے گی۔۔ بس ثمرہ تم کل سے ہمارے ساتھ چلنا۔" عریشہ نے ذرا گھور کر دیکھا۔۔ یہ تو وہ بھی بھانپ چکی تھی کہ دونوں کے مابین ناراضی چل رہی تھی۔۔

"کھانا لگ چکا ہے۔۔ باقی باتیں بعد میں کر لیجیۓ گا۔۔ برائے مہربانی باقی تمام افراد آندر تشریف لے آئیں۔۔" زنیرہ کی آواز پر وہ سب ہی چونک گئے۔۔

"آرہے ہیں آنٹی۔۔" وہ تیزی سے بولتی آگے بڑھی تھی۔۔ جبکہ مصطفیٰ نے ایکدم ثمرہ کو ہاتھ پکڑ کر روکا تھا۔۔ جو اسے شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھتی خود بھی قدم بڑھا رہی تھی۔۔

"کیا ہوا؟ رو کیوں رہی ہیں آپ؟" اس کی آنکھوں میں چمکتے آنسو دیکھ وہ سوالیہ گویا ہوا۔۔ ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر چہرے پر جھولتی لٹ سنواری تھی۔۔

"ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔" وہ خفگی سے بولتی مزاحمت کرنے لگی۔۔

"کیوں۔۔ کیا ہوا ہے ہاتھ پر جو چھوڑ دوں؟" وہ ائی برو اٹھا کر سوالیہ بولا۔۔ جبکہ وہ آنکھوں میں خفگی لئے اپنا ہاتھ جھٹک گئی۔۔

"ثمرہ۔۔" اسے اسکا یہ عمل ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔۔

"باتیں کرنے کے لئے ہم آپ دونوں کو ہم پورا وقت دیں گے۔۔ مگر براہ کرم ابھی میز پر آجائیں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" وہ شرارتی لہجے میں بولی تو اس بار ثمرہ کے ساتھ ساتھ مصطفیٰ بھی سٹپٹایا تھا۔۔ مجال ہے جو یہ لڑکی کبھی لحاظ کرتی ہو۔۔

"میں ایک کال سن رہا تھا۔۔" وہ آگے پیچھے ہی میز تک آئے تھے۔۔ اور اسکے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ رقص کرتی محسوس کر وہ صفائیہ بولا ساتھ خود بھی مسکرایا تھا۔۔ زنیرہ نے ثمرہ کو ایک نظر دیکھ سر جھٹکا۔۔

"واہ واہ۔۔ کیا بات ہے مصطفیٰ۔۔ آج تو لگ رہا ہے آپ کی زوجہ نے واقعی بہت دل سے کھانا بنایا ہے، مطلب سب کچھ آپ کی پسند کا ہے۔۔" وہ ڈش کے ڈھکن اٹھا اٹھا کر چیک کرتی ایک بار پھر شرارت سے بولی تھی۔۔ مصطفیٰ نے میز پر ایک جائزانہ نگاہ ڈال ثمرہ کو دیکھا تھا۔۔ جو فوری نگاہوں کا رخ پھیر گئی۔۔

"لیکن میں تو یہ سب بالکل نہیں کھا سکتا۔۔ بتایا تھا نا تمہیں طبیعت ناساز ہے میری ذرا۔۔ تو مجھے یہ مما کا پرہیزی چکن پاس کرو ذرا۔۔" وہ جان کر ثمرہ کا دل جلانے کو زنیرہ کا کھانا کھا رہا تھا۔۔ جبکہ وہ اس اچھے خاصے بیمار کو ایک نظر دیکھتی غصے سے لال پیلی ہو رہی تھی۔۔ عریشہ ان دونوں کو کیٹ فائٹ کرتا دیکھ مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔۔

"تمہاری بیوی کا بس نہیں چل رہا۔۔ یہ باؤل ہی اٹھا کر سر پر دے مارے۔۔" پاس رکھے موبائل پر پاپ اپ نوٹیفیکشن میں پیغام جگمگایا تھا۔۔ مصطفٰی کے لبوں پر مسکراہٹ سی کھل گئی تھی۔ ثمرہ نے ذرا تپ کر دیکھا تھا۔۔ جو نجانے موبائل پر کیا دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔

"اور جان بوجھ کر تیلی لگانے کا کام تم کر رہی ہو ڈیئر فرینڈ۔۔ فضول میں تنگ نہ کرو میری معصوم سی بیوی کو۔۔" وہ ثمرہ کی نظروں کی تپش خود پر بخوبی محسوس کر چکا تھا۔۔ جبھی جان کر میسج ٹائپ کرنے لگا۔۔

"کس کا میسج ہے مصطفٰی۔ جو آپ کھانا چھوڑ کر موبائل میں لگے ہیں۔" اس بار زنیرہ نے بیٹے کی حرکت پر ٹوکا۔۔

"وہ میری سیکریڑی ہے ماما۔۔ ایکچوئیلی وہ نیو کار لینا چاہ رہی ہے تو اسے سمجھ نہیں آ رہا کس موڈل کی لوں۔۔ وہ اس وقت شوروم میں موجود ہے تو

بس۔۔“ مصطفیٰ نے جان بوجھ کر بہانہ گھڑا۔ ثمرہ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔زنیرہ نے سمجھ کر سر ہلایا جبکہ عریشہ کو اپنا قہقہہ ضبط کرنا مشکل لگا۔۔

”وہ سیکریٹری۔۔افف مصطفیٰ کتنی حسین ہے نا یار وہ۔۔کاش میں لڑکا ہوتی تو اس سے شادی کر لیتی۔۔۔“ عریشہ نے آہ بھرنے والے لہجے میں کہا۔۔

”ایگزیکٹلی۔۔۔آگر میرا ابھی یہ ذرا سا نکاح نہ ہوا ہوتا تو میں بھی اپنی سیکریٹری کو فوری طور پر اپنی بیٹر ہاف بنا لیتا۔۔“ اب ثمرہ کی بس ہوئی تھی۔۔وہ اسکے رویہ کا بدلہ ایسے اموشنلی ٹارچر کر کہ لے رہا تھا۔۔

”ہاہاہا! ویسے تم تو مرد ہو دو بیویاں بھی رکھ سکتے ہو۔۔“ عریشہ کونسی کم تھی۔۔مصطفیٰ نے نظر ترچھی کر ثمرہ کو دیکھا، جس کا چہرہ شدید ضبط کے

باعث سرخ پڑ گیا تھا۔۔ مصطفیٰ کو مسکرا مسکرا کر اسکرین کی جانب دیکھتا پا کر وہ ایکدم چیئر چھوڑ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔

"ارے ثمرہ کیا ہوا؟ کہاں جا رہی ہو۔۔ کھانا تو کھالو" وہ معصوم بنی۔ مصطفیٰ نے بھی نا سمجھی کے تاثرات سجائے اسکا لال بھبو کا چہرہ دیکھا تھا۔۔

"بھوک نہیں ہے مجھے۔۔ آپ لوگ کھائیں۔۔" مصطفیٰ کو گھورتی ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتی وہ وہاں سے واک آوٹ کر گئی۔۔ جبکہ مصطفیٰ کو اسکا یوں کھانا چھوڑ کر جانا اچھا ہی نہیں لگا۔۔

"اللہ جانے کس بات کے ڈرامے کرتی ہے یہ لڑکی۔۔ ہم تو پھر اتنی عزت دے رہے ہیں۔۔ اپنے گھر میں تو میڈم کی دو کوڑی کی بھی عزت نہیں تھی۔۔" زنیرہ جو خاموشی سے یہ ساری صورتحال ملاحظہ کر رہی تھیں۔ ذرا

ناگواری سے بولیں۔۔ مصطفیٰ کے لبوں سے مسکراہٹ پل میں جدا ہوگئی

تھی۔۔

"اب تم کہاں جارہے ہو؟" دو منٹ بعد پانی پی کر مصطفیٰ کو جاتے دیکھ عریشہ

نے اچھنبے سے پوچھا۔۔

"ثمرہ کو لے کر آتا ہوں۔۔ وہ شاید تمہاری کسی بات کو مائینڈ کر گئی

ہیں۔۔" ماں کے خیال سے وہ عریشہ پر سارا الزام دھرتا خود ثمرہ کے تعاقب

میں اسکے روم کی جانب بڑھا۔۔ اب وہ بھوکی رہے، اس دل کو یہ بھی تو گوارہ

....

"ثمرہ غصے سے تن فن کرتی رُوم میں داخل ہوتی بیڈ پر جا بیٹھی

تھی۔۔۔۔ رہ رہ کر مصطفیٰ پر غصہ اور اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔۔ وہ بھلا

کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ نہ ہوتی تو وہ دوسری شادی کر لیتا۔۔اس نے تو کبھی اس کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔۔اور وہ۔۔۔۔

دوپٹہ گلے سے اتار کر ایک طرف کو پھینک دیا تھا۔۔بادامی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔۔دل بار بار بھر کر آرہا تھا۔۔

"ثمرہ!" چند ساعتوں بعد وہ اُسے پکارتا ہوا رُوم میں دَاخل ہوا تھا۔۔ثمرہ چونک سی گئی تھی۔۔

"کیا ہوا رو کیوں رہی ہیں؟" مصطفیٰ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا اسے روتا ہوا دیکھ اسکے قریب آیا، جو غصے سے رُخ پھیر گئی۔۔

"ثمرہ وہاٹ ہیپنڈ؟؟ ہوا کیا ہے؟" اس بار وہ حیران ہوا۔۔

"کچھ نہیں۔۔ جائیں یہاں سے پلیز۔۔" اپنی حالت کا احساس ہونے پر جلدی سے سٹپٹا کر دوپٹہ گلے میں لیا تھا۔۔

"رونے کی وجہ تو بتائیں۔۔" وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔

"آپ جا کر دوسری شادی کریں اپنی اس سیکریٹری سے۔۔" اس بار وہ غصے سے غرائی تھی۔ پتہ نہیں یہ مردوں کو دوسری شادی کا اتنا شوق کیوں ہوتا ہے۔۔

مصطفیٰ نے مسکراہٹ دبائی۔۔

"تو آپ کو کیا پروبلم ہے۔۔" اب وہ جان کر جی جلا رہا تھا۔۔ ثمرہ نے ایک خونخوار نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔ مصطفیٰ نے آئی برو اٹھائے۔۔

"نہیں مطلب مجھے آپ کا یہ ریکشن سمجھ نہیں آ رہا۔۔آپ تو خون بہا میں آئی لڑکی ہیں نا۔۔۔۔تو پھر میں دوسری شادی کروں یا کچھ بھی۔۔۔"

جیبوں میں ہاتھ پھنسائے مصطفیٰ چہرے پر حد درجہ سنجیدگی سجا کر بولا، ثمرہ نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"مطلب اگر آنٹی آپ کی دوسری شادی کرائیں گی تو آپ مان جائیں گے ؟" ثمرہ کو اپنی ہی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔دل مانو بیٹھ سا گیا تھا۔۔

"افکورس مان جاؤں گا۔۔۔اب اگر پہلی والی ایک ہی راگ الاپتی رہے گی کہ میں خون بہا میں آئی ہوں۔تو پھر میں تو ساری زندگی اسی بیوقوف عورت کے انتظار میں نہیں خراب کر سکتا نا۔۔" وہ ہنوز لاپراہ لہجے میں گویا ہوا۔۔اگر اس کی محبّت ٹیڑھی تھی تو وہ سیدھی بھی خوب کرنا جانتا تھا۔۔۔

”تو پھر یہاں کیا کر رہے ہیں۔ جائیں اور جا کر دوسری والی کی کار سلیکٹ کرانے میں مدد کریں۔۔“ وہ اچانک ہی بیڈ کے سرہانے رکھا تکیہ اٹھا کر مصطفٰی کی جانب اُچھالتی اسے حیرت زدہ کر گئی۔۔

”یہ کیا بدتمیزی سے ثمرہ۔۔“ تکیہ کیچ کرتے، اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔

”کوئی بدتمیزی نہیں ہے جائیں یہاں سے۔۔ ابھی آنٹی آجائیں گی تو فضول میں ڈرامہ بن جائے گا۔۔“ وہ غصے میں کانپتی ہوئی آواز میں بولی تھی۔۔ اتنا غصہ نجانے کس وجہ سے آرہا تھا۔۔۔

”اوکے جیسے آپ کی مرضی۔۔“ وہ اسکا غصّہ کسی بھی خاطر میں لائے بغیر، لاپرواہی سے کندھے اُچکاتا اُسکے لال سُرخ چہرے پر ایک نگاہ ڈالتا کمرے سے نکلنے لگا پھر ٹھہرا۔۔

"سُنیں۔۔۔ کھانا کھالیجئے گا۔۔۔" وہ اپنی نرم فطرت کے تحت خود کو احساس کرنے سے باز نہیں رکھ سکا تھا۔۔۔ جبکہ ثمرہ کا دل کیا۔۔ چیخ چیخ کر آسمان سر پر اُٹھا لے۔۔ مگر فی الحال وہ اپنی بے بسی پر رُونے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کا رُوشن اُجالا ہر سو اپنی روشن کرنیں بکھیرتا تازگی سی پھونک رہا تھا۔۔ ہر سو اَبر سا چھایا ہوا تھا۔۔۔ مجتبیٰ صبح سویرے ہی اُٹھ گیا تھا۔۔ دو روز قبل اہان پاکستان واپس آچکا تھا۔۔

اس ماہ کی دس کو اہان اور آئزل کی شادی ہونا طے پائی تھی۔۔۔ وہ اس وقت موبائل پر مگن سا کچھ ٹائپ کرنے میں مشغول تھا۔۔۔

"مجتبیٰ!" آئزل سنجیدگی سے پکارتی نزدیک ہی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔۔

"ہمم!" وہ موبائل سائیڈ پر رکھ گیا۔۔

"میں نے تم سے کچھ بات کرنی تھی۔۔" وہ مسلسل جھجھک کا شکار تھی۔

"بولو۔۔۔" وہ ناسمجھی کے تاثرات چہرے پر سجائے اسے اجازت دینے لگا۔۔

"تمہیں یہی لگتا ہے نا کہ میں نے اور اہان نے اپنی مرضی سے، بغیر تمہارے علم میں لائے یہ نکاح کر لیا۔۔" وہ ہتھیلوں پر نگاہ جمائے دھیمی سی آواز میں بولنا شروع ہوئی۔۔ مجتبیٰ کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بن گیا تھا۔۔

"میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا آئزل۔۔" وہ ذرا خفا ہوا۔۔

"مگر میں کرنا چاہتی ہوں۔۔" اس نے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ تھامے۔۔

"جب تم اپنی مرضی کر چکیں تو اب صفائیاں پیش کرنے کا فائدہ۔۔" وہ ناراضی سے بولی۔۔

"میں نے یہ نکاح اپنی نہیں بلکہ بابا کی مرضی سے کیا تھا۔۔" وہ اس قدر اچانک سے بولی تھی کہ ایک لمحے کو تو مصطفیٰ گنگ رہ گیا۔۔

"کیا؟؟ کیا کہا تم نے؟" وہ جتنا حیران ہوتا کم تھا۔۔

"سچ کہہ رہی ہوں۔۔ جس روز بابا کا ایکسڈینٹ ہوا ماما تو اسی وقت ہمیں چھوڑ گئیں تھیں۔۔ مگر بابا ہسپتال میں تھے۔۔" اس نے تمہید باندھی۔۔

"آگے بولو آئزل یہ سب معلوم ہے مجھے۔۔۔" وہ بے چینی سے بولا۔۔ اسکا باپ اسے علم میں لائے بغیر اتنا بڑا اقدم کیسا اٹھا سکتا تھا۔۔

"ابا جانتے تھے کہ تم کم عمر ہو اور جذباتی بھی۔۔ اور جب انہیں اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں رہا تو وہ اپنی بیٹی کو محفوظ ہاتھوں میں سونپ کر جانا چاہتے تھے۔۔" آئزل کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔

"اوہ مطلب انہیں اپنے بیٹے سے زیادہ اس اہان پر یقین تھا۔۔" وہ مایوس ہوا۔۔

"ایسا نہیں ہے مجتبیٰ۔۔انکل اور اہان شروع سے یہی چاہتے تھے مگر تحمینہ آنٹی کی وجہ سے ہمیشہ خاموش ہو جاتے تھے۔۔" وہ مزید گویا ہوئی۔۔

"تو اب مجھے کیوں بتا رہی ہو۔۔" وہ تلخی سے بولا۔۔

"بابا نے یہ نکاح ہسپتال میں کرایا تھا۔۔جس وقت تم ماں کی تدفین کے بعد خود کو کمرے میں بند کر چکے تھے۔۔اسی شام یہ نکاح ہوا تھا۔۔اس وقت وہاں اہان،انکل اور بابا موجود تھے۔۔ہم تمہیں بھی بتانا چاہتے تھے۔۔مگر اس وقت تم صدمے میں تھے۔۔صدمے میں تو میں بھی تھی مگر بابا کی خاطر میں نے حوصلہ کیا تھا۔۔اور صرف انہی کی وجہ سے یہ نکاح بھی کیا تھا۔۔ورنہ جس طرح ہر بار تحمینہ آنٹی ہمیں نیچا دکھانے کی کوشش کرتی ہیں

تو میں یہ نکاح کبھی نہ کرتی۔۔ بابا نے کہا تھا کہ تمہیں بتادوں۔۔۔ مگر گزرے سالوں میں ایسے حالات ہی نہیں بن سکے۔۔ پھر اہان نے کہا کہ وہ آنٹی کو منا کر باقاعدہ رشتہ لے کر آئے گا۔۔ مگر ایسا بھی نہ ہوا۔۔" وہ بتاتے ہوئے کس کرب سے گزر رہی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔

"بابا نے اتنا بڑا فیصلہ کر لیا اور مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔ انہوں نے ہمیشہ مجھے چھوٹا ہی سمجھا۔۔ تو کیا اب چھوٹا نہیں ہوں میں؟" وہ آنکھیں مسلتا کسی بچے کی طرح شکوہ کر رہا تھا۔۔

"ایسی بات نہیں ہے مجتبیٰ۔۔۔ تم یہ بھی تو دیکھو ناماما چھوڑ گئیں۔۔ پھر بابا کو اپنی سانسوں کا بھروسہ نہیں رہا۔۔ وہ اسی رات ہمیں چھوڑ گئے۔۔ تو سوچو ناوہ اپنی جوان بیٹی کے لئے کس قدر پریشان ہونگے۔۔۔" آئزل نے اسکے

ہاتھ تھامتے، اسکے آنسو صاف کئے۔۔اور آگے بڑھ کر اس کے کندھے سے لگی تھی۔۔

"پلیز مجھ سے اپنی ناراضی ختم کرلو۔۔ورنہ میں اپنی نئی زندگی شروع نہیں کر سکونگی۔۔" وہ ماں، باپ کو یاد کر بھائی کی بے رخی پر پھپھک پھپھک کر رونے لگی تھی۔۔۔روتو وہ بھی رہا تھا۔۔کچھ دنوں بعد اسکا واحد رشتہ بھی اس سے دور ہونے جارہا تھا۔۔

"مٰں تم سے ناراض نہیں ہوں آئزل۔۔۔بھلا تم سے ناراض ہو سکتا ہون۔۔اور اگر تم سے ناراض ہو گیا تو پھر کہاں جاؤنگا۔۔"بہن کو کندھے سے لگائے وہ آنسوؤں سے گلوگیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔جواب اس سے بہت سی باتیں کرتی کبھی ہنس رہی تھی۔۔تو کبھی آنسو بہارہی تھی۔۔

جبکہ وہ بھی اپنا بچپن اور ماں، باپ کو یاد کر بڑی بہن کی محبت وُ شفقت پر سب بھول گیا تھا۔۔وہ اس سے عمر میں چھوٹا ضرور تھا۔ مگر مان ہمیشہ بڑے بھائیوں والا ہی دیتا تھا۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

عریشہ اس وقت اپنی گاڑی خود ڈرائیو کرتی مست مگن سی گنگناتی ہوئی کار سڑک پر دوڑا رہی تھی۔۔۔ جبھی اسے محسوس ہوا تھا کہ کوئی ایک بار پھر اسے فالو کر رہا تھا۔۔

”افف اب یہ کون ہے؟؟“ اس نے سائیڈ مرر سے دیکھتے خود ساختہ قیاس کیا۔۔

"بیٹا تو جو کوئی بھی ہے۔۔ میرے ہاتھوں سے اب گیا۔۔" وہ غصے سے سوچتی، ڈیش بورڈ پر رکھی گن اٹھا کر لوڈ کر چکی تھی۔۔ ساتھ ہی کار کو اسپیڈ دی تھی۔۔ اب وہ پوش آئیریا کی سُن سَان گلیوں میں گھس گئی تھی۔۔

وہ گاڑی جو اسے فالو کر رہی تھی۔۔۔ اسکے پیچھے پیچھے ہی تھی۔۔ عریشہ نے ونڈو سے سر باہر نکالتے فائز کھول دیا تھا۔۔۔ دوسری جانب سے بھی جوابی وار کیا گیا تھا۔۔۔

"اُفف! یہ تو مرنے مارنے پر اتر آئے۔۔" وہ خوف سے سوچتی اب جلدی سے مصطفیٰ کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔۔ جہاں دوسری طرف سے کوئی رسپانس نہیں تھا۔۔

"ماتھے پر پسینہ چمک اٹھا تھا۔۔ دل بہت رفتار سے دھڑک رہا تھا۔۔

"گاڑی بھی ڈرائیو کرنا مشکل ہوا تھا۔۔ جبھی وہ گاڑی اسے آوور ٹیک کرتی سامنے سے آئی تھی۔۔اور سیاہ رنگ وردی میں ملبوس گارڈز نے اسکی جانب قدم بڑھائے۔۔

"باہر نکلو۔۔۔" عریشہ کا دم خشک ہوا۔۔

"دیکھو۔۔ تم جانتے نہیں ہو میں کون ہوں۔۔ میرے تایا کے آدمی ہو نا تم۔۔" وہ کپکپاتے لہجے میں بول رہی تھی۔۔ جبکہ وہ باوردی گارڈز اسکی سنی ان سنی کرتے۔۔ زبردستی گاڑی سے باہر نکالتے اپنی گاڑی میں دھکا دے کر بیٹھا چکے تھے۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔" وہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔۔ معاً فرنٹ سیٹ پر موجود شخص کے اشارے پر گارڈز اسکی مخصوص رگ دباتے بے ہوش کر چکے تھے۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

نیم اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں موجود بیڈ پر چت لیٹی وہ آہستہ آہستہ بیدار ہو رہی تھی۔۔ذہن ماؤف ہو چکا تھا۔۔دھیرے سے پلکیں وا کی تو نگاہ سیدھی چھت پر گئی تھی۔۔مندی مندی سی آنکھیں مسلتے صورتحال سمجھنے کی کوشش میں وہ نامانوس جگہ دیکھ ادھر سے ادھر نگاہیں گھما رہی تھی۔۔ ،ذہن کے بیدار ہوتے ہی یکدم چونک کر اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"کون ہے یہاں۔۔مجھے کیوں لائے ہو۔۔" عریشہ نے جلدی سے اپنی ٹی شرٹ کا بگڑا اگلا کھینچ کر دُرست کیا تھا۔۔

"اوہ ہیلو ڈیئر کزن۔۔۔" دوسری جانب سے اُسکی آواز سُن دروازہ کھول کر آندر داخل ہوتا وہ نوجوان شوخ سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"تم۔۔۔ گھٹیا انسان۔۔ یہ کیا بے ہودہ حرکت ہے۔۔" عریشہ کمرے کی بتی روشن ہونے پر چندھیائی آنکھوں سے دیکھتی سختی سے غرائی تھی۔۔

"ہاہاہا۔۔۔بےبی اس میں کیا گھٹیا پن ہے ہاں۔۔" وہ پچکارنے والے لہجے میں بولا۔۔

"تمہیں شرم نہیں آتی۔۔اس طرح کی چیپ حرکتیں کرتے ہوئے۔۔" وہ ناگواری سے غرائی تھی۔

"نہیں۔۔ویسے میں نے تمہارا ریپ تو ہرگز نہیں کیا۔۔جو تم یوں چلا رہی ہو۔۔" اسکی بے ہودگی پر عریشہ کان کی لو تک سرخ پڑ گئی تھی۔۔

"تمہاری اتنی اوقات بھی نہیں ہے۔۔گھر چھوڑ کر آؤ مجھے۔۔" وہ تندہی سے بولی۔۔

"چھوڑ دیں گے۔۔ یہ بتاؤ بے بی کہ تم گھر کیوں نہیں آتیں؟" وہ سوالیہ لہجے میں بولا۔

"کیونکہ تم میرے باپ کے رشتے دار ہر گز نہیں ہو اسی لئے۔۔" وہ نفرت سے غرا کر بولی تو مقابل کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔

"مت بھولو بے بی کہ میں نہ صرف تمہارے باپ کا رشتہ دار ہوں بلکہ بچپن کا منکوح بھی تو ہوں تمہارا۔۔" مقابل آنکھ دبا کر معنی خیزی سے بولا تھا۔۔ عریشہ نے خوف سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔" وہ نفرت سے غرائی تو وہ اسکی بے بسی پر قدم اٹھاتا نزدیک آنے لگا۔۔

"دیکھو میرے نزدیک مت آنا۔۔ ورنہ میں تمہیں چھوڑونگی نہیں۔۔ مصطفیٰ۔۔۔ مصطفیٰ تمہیں جان سے مار دے گا۔۔۔" وہ ہزیانی سی

ہو کر چلانے لگی تھی۔۔ جبکہ مقابل اپنی ہی کرنے میں مگن اسکے بے حد نزدیک چلا آیا تھا۔۔۔

چلاؤ تمہاری چیخیں مجھے سکون پہنچاتی ہیں۔۔۔۔" وہ خباثت سے مسکرایا تھا۔۔ عریشہ کو اپنے حواس پر قابو رکھنا مشکل لگا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ثمرہ ڈنر کے بعد پانی پینے کی غرض سے روم سے باہر آئی تو مصطفیٰ کو لاؤنج میں پریشان سا ٹہلتا پایا۔ وہ آج افس سے ذرا دیر سے واپس آیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا مصطفیٰ؟ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟" اس نے اسکی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔ جو اسکی آمد کے باعث چونک گیا تھا۔۔

"آپ سوئی نہیں۔۔۔"اس نے ذرا حیرت سے گھڑی کی جانب دیکھا۔جو بارہ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔۔

"بس سونے ہی جا رہی تھی۔ مگر آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟"اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"پتہ نہیں عریشہ کہاں رہ گئی ہے۔۔"اس نے پیشانی مسلی۔۔

"کیا مطلب۔۔اتنی رات کو عریشہ کہاں گئی؟"اس نے ہونقوں کی مانند سوال کیا۔۔کار پورچ میں گاڑی ٹھہرنے کی آواز پر وہ دونوں چونکے

"معلوم نہیں۔دیکھتا ہوں۔"وہ اتنا کہہ کر ایک بار پھر سے نمبر ڈائل کرتا قدم بڑھانے لگا،جبھی وہ سامنے سے آتی ہوئی دکھائی دی تھی۔۔چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

”عریشہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟؟ کہاں تھیں صبح سے؟ تمہیں پتہ ہے میں کتنا پریشان تھا۔۔“اس کا چہرہ رونے کی زیادتی کے باعث سُرخ ہو رہا تھا۔۔وہ قدم اُٹھاتا نزدیک گیا تھا، جبکہ وہ خود پر قابو کھوتی، یکدم آگے بڑھتی اسکے سینے سے جا لگی تھی۔۔

”مصطفیٰ! وہ وہ۔۔۔وہ کہہ رہا تھا وہ میرا شوہر ہے۔۔“مصطفیٰ جو اسکی حرکت پر ہمیشہ کی طرح سٹپٹایا تھا۔۔ذرا حیران ہوا۔۔جبکہ ثمرہ کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات واضح تھے۔۔

”کون۔۔۔کیا ہوا؟ مجھے ٹھیک سے بتاؤ۔۔“وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر نرمی سے خود سے جدا کر گیا۔۔

”وہ۔۔۔وہ میرے تایا ابو کا بیٹا۔۔وہ کہہ رہا ہے کہ وہ میرا شوہر ہے۔۔دادا ابو نے بچپن میں ہمارا نکاح کرا دیا تھا۔۔“وہ سسکیوں سے رو رہی تھی۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے یار! تم ذرا حوصلہ رکھو۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔ مگر تم سارا دن سے کہاں غائب تھیں۔۔ آج میں ذرا گھر لیٹ واپس آیا تو مجھے پتہ لگا تم ابھی تک آفس سے گھر نہیں آئیں۔۔ میں نے مما کو اتنی مشکل سے مطمعین کیا ہے۔" اب وہ اس کو پکڑ کر صوفے تک لایا۔۔

"ثمرہ پلیز ان کے لئے پانی لے آئیں۔۔" وہ خاموش کھڑی ثمرہ سے مخاطب ہوا۔۔

"مصطفیٰ وہ۔۔۔اس نے مجھے گاڑی سمیت کڈنیپ کر لیا تھا۔۔اور تمہارا نمبر کیوں نہیں لگ رہا تھا۔۔ میں نے کتنی کالز کی تمہیں۔۔" اب وہ الٹا اسی پر چڑھ دوڑی تھی۔۔

"ریلیکس میں بزی تھا۔۔ایک سائٹ کے وزٹ پر تھا وہاں سگنلز نہیں آتے یار۔۔" اس نے سمجھانے کی ناکام سی کوشش کی تھی۔

''مجھے بچاؤ پلیز ان لوگوں سے۔۔''اس نے مصطفیٰ کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔

''میری بات سنو۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔جب تمہارے بابا نے کبھی تمہیں اس حقیقت کا نہیں بتایا تو وہ یقیناً جھوٹ بول رہا ہو گا تم ریلیکس کرو یار۔۔''وہ ایک بار پھر روتے روتے مصطفیٰ کے کندھے سے جا لگی تھی۔۔ ثمرہ کی برداشت کی انتہا ہوئی تھی۔۔اس سے مزید یہ سب ڈرامہ دیکھا نہیں جا رہا تھا۔۔

''میرے خیال سے اب تمہیں ریسٹ کرنا چاہیئے۔۔''مصطفیٰ نے نرم لہجے میں کہا، جبھی وہ ثمرہ کو رُخ پھیر کر کھڑا دیکھ، احساس ہونے پر فوری سیدھی ہوئی۔۔۔

''سوری ثمرہ۔۔وہ بس۔۔''وہ نادم ہوئی۔۔

"اٹس اوکے۔۔اس میں سوری کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔۔ ثمرہ پلیز عریشہ کو انکے روم تک چھوڑ آئیں۔۔" بھلے عریشہ کا رویہ اسکے ساتھ نارمل ہو چکا تھا۔۔ مگر اسے اسکی یہ چپکا چپکی ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔۔ مصطفیٰ کے لہجے میں التجا محسوس کر ایک گہری سانس خارج کر کہ رہ گئی۔۔

"نہیں تھینک یو۔۔ میں خود چلی جاؤنگی۔۔اینڈ سوری۔۔ میں نے بلاوجہ پریشان کر دیا۔۔"اب وہ خود پر قابو کر چکی تھی۔۔

"تم فکر نہیں کرو۔۔اب میں خود بات کرونگا ان سے کہ آخر ان لوگوں کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔اور تم فکر نہیں کرو میں صبح ہی پولیس میں کمپلین کرونگا انکی۔۔"اب مصطفیٰ کا سوچ سوچ کر خون کھول رہا تھا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ انکے فیملی میٹر میں بولے مگر وہ لوگ۔۔

"کچھ بھی کرو مصطفیٰ مگر مجھے ان لوگوں سے رہائی چاہئے۔۔"

وہ بول کر اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔ عریشہ کا بار بار قریب آنا اسے

اچھا خاصہ اریٹیٹ کر جاتا تھا۔۔۔

اب وہ خاموش کھڑی ثمرہ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔جو سینے پر بازو لپیٹے اسے

کینہ توز نگاہوں سے گھور رہی تھی۔۔

"جائیں آپ بھی روم میں۔۔"اس نے ذرا پیشانی مسلی۔۔

"کیوں آپ کو میرے یہاں کھڑے ہونے سے کوئی پروبلم ہے کیا؟"اس کی

پیشانی پر بل پڑے۔۔

"نہیں بالکل نہیں۔۔ بھلا مجھے کیا مسئلہ ہونا ہے۔"اس نے کندھے

اچکائے۔۔

"جبھی باہر سے بادلوں کی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔آج شام سے موسم خراب تھا۔۔

"مجھے لگتا ہے بارش ہونے والی ہے۔۔ایک کام کیجئے ساری کھڑکیاں بند کر دیجئے۔۔" یکایک ہواؤں کو رخ تبدیل کرتا دیکھ مصطفٰی نے کہا۔۔

"ہاں میں تو یہاں صرف کام کرنے کے لئے رہ گئی ہوں نا۔۔ ثمرہ یہ کردیں ثمرہ وہ کردیں۔۔" اسے نجانے غصہ کس بات پر آرہا تھا۔۔وہ مسلسل تپی ہوئی پٹخ پٹخ کر ساری کھڑکیاں دروازے بند کررہی تھی۔۔ مصطفٰی اپنی ناک کھجاتا لاؤنج کی ساری بتیاں گل کرتا اُسکے تعاقب میں بڑھا۔۔جواب کچن کی کھڑکیاں بند کررہی تھی۔۔پورے گھر کی بتیاں ہمیشہ کی طرح سیکیورٹی ریزن کے باعث بجھا رکھی تھی۔۔ نیم روشنی میں ڈوبے کچن میں تیزی سے کھڑکیاں بند کر کہ جیسے ہی پلٹی تو سامنے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے مصطفٰی

کو دیکھ چونکی۔۔جو بغور گہری نگاہوں سے اسی کے سراپے پر نگاہیں جمائے

ہوئے کھڑا تھا۔۔۔

"کیا ہوا؟ کچھ چاہئے؟"اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"جی تھوڑی سی چاہ چاہیئے۔"گھمبیر لہجے میں کی گئی سرگوشی پر ثمرہ کی

ڈھڑکنوں کی رفتار تیز ہوئی تھی۔۔جواب قدم اٹھاتا نزدیک آیا تھا۔۔۔گلے

میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔"وہ خود بھی دو قدم پیچھے لیتی کاؤنٹر سے جالگی

تھی۔۔

"کیا کر رہا ہوں؟"اُس کے ارد گرد کاؤنٹر پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے حصار میں

قید کرتا مصطفیٰ ثمرہ کو بری طرح سے حیرت زدہ کر گیا۔۔خوف زدہ سی ہرنی

کی مانند چمکتی آنکھوں میں گھبراہٹ کا تاثر واضح تھا۔۔۔

"وہ۔۔میرا مطلب۔۔مجھے اپنے روم میں جانا ہے۔۔"رات کا پہر، گھر کا سناٹا، نیم روشنی میں ڈوبے کچن میں، مصطفیٰ کی قربت پر اسکا چہرہ دہک اُٹھا تھا۔۔۔

کپڑوں سے آتی مخصوص پرفیوم کی خوشبو حواسوں پر سوار ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔

"ابھی تو آپ مزید کوئی دوسرا کام بھی کرنا چاہ رہی تھیں۔۔"اسکی نگاہیں ثمرہ کے چہرے پر ہی ٹکی تھیں، جہاں گھبراہٹ واضح تھی۔۔اور وہ اُس سے اچھا خاصا محظوظ ہو رہا تھا۔۔

"میں۔۔نہیں تو۔۔"مصطفیٰ نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے، چہرے پر جھولتی ایک شرارتی سی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔۔

"واقعی!" وہ اچھا خاصہ جھکا ہوا کھڑا تھا۔ جبکہ اِدھر اُدھر نظریں پھیرتی ثمرہ نے ہر ممکن کوشش کی تھی۔۔ کہ اس سے فاصلہ قائم رکھ سکے۔۔ ماتھے پر پسینے کے شبنمی قطرے نمودار ہوئے تھے۔ دل کان میں بجتا محسوس ہوا تھا۔۔

"مصطفٰی وہ میں کہہ۔۔۔" ابھی اسکے لفظ لبوں میں ادھورے ہی رہ گئے تھے جب اچانک باہر سے بجلی کڑکنے کی آواز کے ساتھ لائٹ چلی گئی تھی۔۔

"اوہ شٹ!" وہ یکدم ہی پیچھے ہوا۔۔

"مصطفٰی پلیز یہیں رہیں مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔۔" اس سے قبل کے وہ پیچھے ہوتا ثمرہ نے خوف سے سینے سے اسکی شرٹ کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا تھا۔۔

"ریلیکس یہیں ہوں۔۔" اس نے ثمرہ کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے اسے ریلیکس کیا۔۔

"میرا موبائل۔۔" ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل باہر نکالتے اس نے ٹارچ روشن کی۔۔ جبکہ اب باقاعدہ کھڑکی دروازے طوفانی بارش کے باعث بجنے لگے تھے۔۔

"شکر! یہ لائٹ کیوں چلی گئی۔۔" اب ثمرہ کو نئی فکر لاحق ہوئی۔۔۔ مصطفیٰ نے ٹارچ کی روشنی میں اسکے گھبرائے ہوئے چہرہ کو دیکھ تاسف سے سر جھٹکا۔۔ جو اسکے رومینٹک موڈ کا بیڑا غرق کر چکی تھی۔۔

"مجھے کیا معلوم۔۔" اس نے ذرا چڑ کر کہتے فاصلے سے رکھی ڈائننگ ٹیبل کی ایک کرسی کھینچ کر اس پر نشست سنبھالی۔۔

"کہاں جا رہے ہیں مجھے چھوڑ کر۔۔" وہ بھی تیزی سے اسکی سمت آئی مگر اسے بیٹھتا دیکھ ٹھہر گئی۔۔

"ثمرہ کبھی کبھی دل تو چاہتا ہے کہ بس۔۔۔۔"اس نے گھومتے ہوئے دماغ اور غصے پر بمشکل قابو پایا تھا۔

"اب میں نے کیا کر دیا۔۔"وہ اندھیرے سے خوف زدہ سی خود بھی اپنی چیئر مصطفیٰ کے قریب لگاتی ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔۔

"آپ کچھ نہیں کرتیں محترمہ۔۔سب کچھ خود بخود ہو جاتا ہے بس۔۔"اس نے منہ بنایا۔۔

"پتہ نہیں آپ کس بات پر اتنا خفا ہو رہے ہیں۔۔"اس نے نروٹھے پن سے سر جھٹکا۔۔جبھی باہر تیز بجلی کڑکی تھی۔۔اور ثمرہ نے خوف سے اسکا ہاتھ کلائی سے تھاما تھا۔۔

"ثمرہ یار اتنا بچوں کی طرح ریکٹ نہ کریں۔۔بالکل اچھی نہیں لگ رہی مجھے۔۔"مصطفیٰ نے اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے آزاد کیا تو وہ روہانسی ہو گئی۔۔

”آپ جان کر ایسا کر رہے ہیں۔ جبکہ آپ کو معلوم ہے مجھے اندھیرے سے خوف آتا ہے۔۔“اس نے اپنے ڈر کا اظہار کیا۔۔وہ کتنی دیر سے خود پر قابو کئے ہوئے تھی۔۔دل ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔۔اسے بچپن سے فوبیا تھا۔۔ سد شکر تھا کہ وہ اب اپنے اس ڈر پر بہت قابو کر چکی تھی۔۔ مگر اس کے باوجود دل کی دھڑکن کا تیز ہونا تو نارمل سی بات تھی۔۔۔

”آپ یہاں بیٹھیں میں باہر جا کر دیکھتا ہوں ان نالائقوں نے جنیٹر کیوں نہیں آن کیا اب تک نہ ہی یو پی ایس کی لائٹ روشن ہوئی۔۔“اب وہ پر سوچ ہوتا کھڑا ہوا۔۔

”کیا۔۔نہیں میں یہاں اکیلے ہر گز نہیں بیٹھو نگی۔۔“وہ فوری ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

” باہر بارش ہو رہی ہے۔“اس نے آئی برو اٹھائے۔۔

"تو آپ بھی نہیں جائیں نا یہیں رہیں میرے ساتھ۔۔ابھی کچھ دیر بعد لائٹ خود آجائے گی۔۔"اس نے جھٹ جواز پیش کیا۔۔

"سوچ لیں۔۔"اس کی ٹون ایک بار پھر چینج ہوئی۔۔

"کیا سوچ لیں۔پلیز یہیں رہیں بس۔۔۔"اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تو مصطفیٰ اسکی حالت کے پیش نظر مزید بے رخی نہیں برت سکا تھا۔۔

"اچھا روئیں تو نہیں۔۔کہیں نہیں جا رہا یار!مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے اتنی خوبصورت بیوی کو اکیلے اندھیرے میں چھوڑ کر باہر جانے کا۔۔"اسے بازؤں سے پکڑ کر اپنے سینے سے لگاتے اسے تحفظ فراہم کیا تھا۔۔جو اچانک پڑنے والی افتاد پر ایک گہرا سانس بھرتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔۔جبکہ ایک ہاتھ سے اسکے گرد حصار بنا کر وہ دوسرے سے موبائل پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔

"کس کا میسج ہے؟"اس نے ذرا اچک کر دیکھنا چاہا۔۔

"میری سیکریٹری کا۔۔"اس نے مسکراہٹ دبائی۔۔

"تو یہ کوسنا وقت ہے میسج کا۔۔"ثمرہ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔۔

"بس ویسے ہی وہ بھی جاگ رہی ہو گی نا۔۔"اپنے جذبات پر تو وہ فاتح پڑ چکا تھا۔اب ذرا ثمرہ کو تپا رہا تھا۔۔

"تو؟"اس نے غصے سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"تو کچھ بھی نہیں بھئی۔۔بلاوجہ میں غصہ کیوں کر رہی ہیں۔۔"موبائل آف کر کہ ٹراؤزر میں ڈالتا وہ اسے مکمل طور پر اپنے حصار میں لے چکا تھا۔۔کچن میں اب گھپ اندھیرا تھا۔۔

”مصطفٰی لائٹ تو روشن کریں پلیز۔۔مجھے گھٹن ہو رہی ہے۔۔“نادانستہ اس کے مزید نزدیک ہوتی اسکے جذبات بھڑکا چکی تھی۔۔

”آپ ڈر کو خود پر حاوی نہ ہونے دیں نا۔۔“نرمی سے اسکی نم آنکھوں پر اپنے لب رکھتا وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔حصار مزید تنگ ہوا تھا۔۔۔ثمرہ کی زبان تالو سے چپک گئی تھی۔۔۔

”وہ میں۔۔ہم روم۔۔میرا مطلب لائٹ پتہ نہیں کب آئے گی،روم میں چلتے ہیں۔۔“اس نے ذرا گڑبڑا کر صفائی پیش کی۔۔

”سوچ لیں اکیلے کمرے میں اندھیرے میں رہ لیں گی۔۔“اسکا چہرہ اپنے لمس سے مہکاتا وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔

”مصطفٰی پلیز!“زوروں سے دھڑکتے دل پر قابو پاتی ایک جھٹکے سے اس سے فاصلے پر ہوئی تھی۔۔مصطفٰی اچھا خاصہ بدمزہ ہوا تھا۔۔۔

"ثمرہ آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ چلیں اب۔۔۔" وہ ناگواری سے بولتا، ایک ہاتھ سے تھامتا تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"مصطفیٰ میرا کمرہ وہاں ہے۔۔" ثمرہ نے نچار لب چبائے۔۔

"آج ساری رات شاید لائٹ نہ آئے اور جنریٹر میں کوئی مسلہ ہی ہوا ہو گا جبھی ابھی تک لائٹ نہیں جلی۔۔۔ آپ اپنے کمرے میں کیسے رہیں گی۔۔۔" مصطفیٰ نے اسے بیڈ پر دھکیلنے کے انداز میں بیٹھاتے متوازن لہجے میں کہا۔۔ ساتھ ہی سائیڈ پر رکھی سیگریٹ کی ڈبیاں اٹھائی تھی۔۔ موبائل کی ٹارچ جلا کر وہ سائیڈ پر رکھ چکا تھا۔۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔" وہ ایک لمحے کو ٹھہرا۔۔ ایک نظر نیم اندھیرے میں واضح ہوتے اسکے پریشان چہرے پر ڈالی۔۔

”دیکھتا ہوں کوئی چارجنگ لائٹ وغیرہ۔۔لائٹ جاتی تو نہیں ہے پتہ نہیں اس وقت کیوں چلی گئی ہے۔۔“ وہ خود ساختہ قیاس کرتا ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا۔۔اب اسے کیا بتاتا رات کے اس پہر وہ اسے اچھا خاصہ پریشان کر چکی تھی۔۔اسکی یہاں موجودگی کسی امتحان سے کم ہرگز نہیں تھی۔ایسے میں اب سیگریٹ پھونک کر ہی یہ رات گزارنے والا تھا۔۔

”رہنے دیں نا یہیں رہیں پلیز۔۔۔اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک بار پھر اسکا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔اور بس مصطفیٰ کا ضبط یہیں تک کا تھا۔۔۔

”پلیز ثمرہ! کچھ ہوش کریں۔۔بندہ بشر ہوں میں بھی۔۔آپ اس طرح بار بار مجھے اپنی جانب متوجہ کریں گی تو میرا اپنے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہو

جائے گا جانم۔۔" وہ ایک لمحے میں اسے اپنے جانب کھینچتا اسکے گرد اپنا مضبوط حصار قائم کرتا اسے ساکت کر گیا۔۔

"آپ کیوں کرتی ہیں ایسے۔۔ جبکہ آپ جانتی ہیں کہ میرا دل آپ کی نفی کبھی کر ہی نہیں سکتا۔۔" اسکی زلفوں سے اٹھتی مسحور کن مہک ناک کے نتھنوں سے سینے میں اتارتا وہ جذبات سے بوجھل گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔ ثمرہ کو اپنی اور اسکی ڈھڑکنوں کی تال ایک ساتھ بجتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ دل اسکی قربت میں پگھلا جا رہا تھا۔۔

"کیا چاہتی ہیں۔۔۔" اسکے حسین نقوش کو اپنے پر کیف لمس سے مہکاتا وہ اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی بہکا رہا تھا۔۔ نیم اندھیرے کمرے میں پڑتی چاند کی روشنی کے باعث اجالا سا بکھرا ہوا تھا۔۔ تو کبھی طوفانی بارش میں کڑکتی بجلی کمرے کو روشن کر جاتی۔۔۔

"بتائیں کیا چاہتی ہیں آپ؟؟" وہ سوالیہ گویا ہوا۔ ساتھ ہی حصار مضبوط کیا تھا۔

"مصطفیٰ چھوڑیں پلیز!" خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے اسنے بمشکل الفاظ ادا کئے تھے۔۔ دل تھا کہ مانو پسلیاں توڑ کر باہر نکلنے کو بے تاب تھا۔۔

"لیں چھوڑ دیا۔۔۔" مصطفیٰ جو اسکی فسوں خیز قربت میں خود کو گرفتار محسوس کر ایک بار پھر اسکی جانب پیش قدمی کر چکا تھا کہ مقابل کے اپنے احساسات اور جذبات کی نفی محسوس کرتے ایک لمحے میں اسے خود سے جدا کر گیا۔۔

"اپنے روم میں جائیں۔۔۔" یکایک ایک لمحے میں وہ اُس سے رُخ پھیرتا ثمرہ کو حیرت ذدہ کر گیا، جو حواس باختہ سی اسکی پشت تک رہی تھی۔۔۔

"مصطفیٰ!" ثمرہ نے ایک لمحے کو ٹھہر کے اسکی جانب قدم بڑھائے تھے۔۔اگر وہ مہربان ہو رہا تھا تو وہ کیونکر نفی کرتی۔۔

"ثمرہ میں نے کہا اپنے روم میں جائیں آپ۔۔" وہ خود پر شدید ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے ہوئے دانت کچکچا کر بولا تھا۔۔

"لیکن ہوا کیا ہے؟؟" وہ حیران ہوئی۔۔

"یہ بھی میں آپ کو بتاؤں کہ ہوا کیا ہے؟؟" مصطفیٰ ایک لمحے میں اسکی جانب پلٹا تھا۔۔۔ جسکی سیاہ آنکھوں میں خوف ہچکولے لے رہا تھا۔۔

"لیکن میں نے۔۔۔وہ۔۔۔" اس رشتہ کا احترام تھا،اور جھجھک کے وہ چاہ کر بھی اپنے لفظ مکمل نہیں کر سکی تھی۔۔

"ثمرہ اپنے روم میں جائیں پلیز۔۔ وگرنہ میں یہاں سے چلا جاؤنگا۔۔ ضروری تو نہیں ہے نا کہ ہر بار آپ ہی قدم پیچھے لیں۔۔" وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔۔

"ایسی بات نہیں ہے مصطفیٰ۔۔۔ آپ غلط سمجھ رہے۔۔۔" وہ یکدم بوکھلائی ،اسے سمجھ ہی نہ آئی کہ کس طرح سے مصطفیٰ کو اپنے دل کی بات کہے۔۔"

"یو نو واٹ ثمرہ اصل مسئلہ کیا ہے۔۔ پہلے دن سے آپ کے نزدیک میں اور میری محبت کی کوئی ویلیو تھی ہی نہیں۔۔ وہ تو میں ہی پاگل تھا جو مسلسل سب کچھ بھلا کر ایک بار پھر آپ کی جانب پیش قدمی کر رہا تھا۔۔ مگر آپ ابھی تک اپنی بات پر قائم ہیں۔۔ آپ اپنی اسی بات پر قائم ہیں کہ آپ یہاں صرف خون بہا میں آئی ہیں۔۔ تو ٹھیک ہے اب آپ میری طرف سے۔۔۔۔۔" وہ

طیش میں بری طرح سے چنگھاڑا تھا۔۔ ثمرہ سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔یوں اس طرح اچانک نجانے اسے ہو کیا گیا تھا۔۔۔

"مصطفیٰ آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے۔۔ایسا نہیں ہے میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔" بات بگڑتی دیکھ بلاخر اپنی شرم وحیا ایک جانب رکھتی وہ سسکتی آواز میں گویا ہوئی تھی۔۔ایک بار پھر بجلی چمکی تھی اور کمرہ روشن ہو گیا تھا۔۔ مصطفیٰ نے بغور اسکا چہرہ دیکھا تھا جسکی سیاہ آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں،خوف کے مارے پورا سراپا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ہاتھوں کی لرزش واضح تھی۔۔۔

"نہیں ثمرہ! پلیز اپنی خود غرضی کو محبت کا نام مت دیں۔۔۔"اسنے اپنے بازؤں پر رکھے اسکے ہاتھ نرمی سے اپنے کندھے سے ہٹائے تھے۔۔۔

”مصطفیٰ آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔“ وہ ایک بار پھر اسے سمجھانے کی غرض سے بولی۔۔

”پلیز جائیں یہاں سے ثمرہ۔۔۔۔“

”مصطفیٰ!“ اسنے اس بار بے بسی سے پکارا تھا۔۔

”بس یہی تھی آپ کی ثمرہ جبران سے محبت۔۔بس اتنا ہی جانا ہے آپ نے مجھے۔۔“ اس بار اپنے آنسوؤں کو بیدردی سے رگڑتی وہ تاسفی لہجے میں سوالیہ گویا ہوئی تھی۔۔۔

”اب آپ میری محبت پر بھی سوال اٹھائیں گی۔۔“ وہ استہزائیہ مسکراتا، رخ پھیر گیا۔۔

"ہاں کیونکہ آپ سب ثمرہ کو جاننے کا دعوی ضرور کرتے ہیں مگر جانتے ہر گز نہیں ہیں۔" وہ بھی اس بار غصے سے غرائی تھی۔۔ مصطفیٰ نے رخ پھیر کر حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"ایسے نہ دیکھیں مجھے۔۔۔ آپ سب ایک جیسے ہیں پھر چاہے میرا باپ ہو، بھائی ہو یا پھر میرا شوہر۔۔۔" اسکی آنکھوں سے آنسوؤں جھرنے کی مانند بہہ رہے تھے۔۔ اب اسے چپ لگی تھی۔۔

"مانا ہے میری غلطی تھی۔۔ بلکہ گناہ تھا جو میں نے آپ سے اپنے بھائی کی زندگی بھیک میں مانگ لی۔۔ اپنی عزت نفس کو کچل کر آئی تھی آپ کے پاس۔۔۔ ایک مان تھا مجھے، کہ مصطفیٰ کبھی میری بات رد نہیں کریں گے۔۔۔ وہ میرا، ہماری محبت کا مان ضرور رکھیں گے۔۔ میری مجبوری کو سمجھیں گے۔۔ مگر نہیں آپ نے بھی میرا ویسے ہی استعمال کیا جیسے میرے

باپ نے کیا تھا۔۔انہوں نے مجھے اپنے بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگنے آپ کے در پر بھیج دیا تھا۔۔۔" وہ بولتے بولتے ہانپ گئی تھی۔۔ مصطفیٰ خاموش ہو گیا تھا۔۔۔

"آپ نے میری بات تو مان لی، مجھ سے نکاح تو کر لیا مگر اسے قبول نہیں کر سکے ،اور کسی بھیڑ بکری کی طرح لے جا کر پھینک دیا میرے باپ کے سامنے، میں نے پھر بھی برداشت کیا کہ آپ غصے میں تھے، آپ نے جوان بھائی کھویا تھا جذبات آپ کے قابو سے باہر تھے۔۔اور جب میرے باپ نے مجھے ٹھکرا دیا تو آپ کو اپنی عزت، اپنی بیوی یاد آ گئی۔۔اس وقت کیوں یاد نہیں آئی جب چھوڑ کر جا رہے تھے۔۔اور پھر جب اس گھر میں لائے تو میں ایک بار پھر اپنی عزت نفس کو کچل کر خود چل کر اس کمرے میں آئی تھی۔۔۔ جانتے ہیں کیا گزری تھی مجھ پر۔۔۔ نہیں آپ کیسے جانیں گے، جو

شخص اپنی عزت بنا کر لایا ہوں، خون بہا نہیں ہو جیسا بھاشن دیتا ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتا اور دوسرے کمرے میں ٹھہرا دیتا ہے۔۔ میں نے پھر بھی برداشت کر لیا کہ وقت کا تقاضہ ہے، سوچنے سمجھنے کے لئے وقت چاہئے۔۔ جب میں نے آپ کو ہر لمحہ سمجھا ہے تو اب آپ بھی تو میرے جذبات سمجھیں۔۔ اب آپ چاہتے ہیں کہ میں خود۔۔۔۔۔۔" بولتے بولتے آواز رندھ گئی تھی۔۔ وہ یکدم ہی لڑکھڑائی تھی، اور پھر دو قدم پیچھے ہو کر بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔ جبکہ مصطفیٰ ہنوز خاموش ساکت و صامت کھڑا تھا۔۔

"آپ سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں، بے حس اور خود غرض، آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اگر مہربانی آپ کی طرف سے ہے تو عورت فوراً قبول کر لے ،اسکے احساسات، جذبات کوئی معنی نہیں رکھتے۔۔ اگر عورت ایک بار انکاری ہو جائے تو آپ کی انا اڑے آجاتی ہے۔۔ اور خود چاہے جو مرضی

کر لیں۔۔۔" وہ غصے وہ جذبات میں اب کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔۔اسی اثنا میں لائٹ بھی آگئی تھی۔۔۔جبکہ مصطفیٰ تو جیسے وہاں ہو کر بھی نہیں تھا۔۔وہ اب بول بول کر تھکتی خاموشی سے سسکیاں بھر رہی تھی۔۔

" بابا نے کہا ثمرہ تم اپنی ماں جیسی ہو بد کردار اور بے حیا۔۔۔تمہاری ماں دو بچوں کی ماں ہوتے ہوئے بھی کسی دوسرے شخص کے ساتھ چلی گئی تھی۔۔۔تم بھی اسی کی شبیہہ ہو۔۔۔اگر اس گھر میں رہنا چاہتی ہو، اپنے باپ کا نام چاہتی ہو، تو مصطفیٰ کو چھوڑ دو۔۔۔۔اور میں نے مصطفیٰ کو چھوڑ دیا، کیونکہ میں اپنی ماں کی شبیہہ نہیں ہوں۔۔" وہ خود ساختہ بڑبڑاتی یکدم ہی چنگھاڑی تھی۔۔اس وقت کوئی اور اسے دیکھ لیتا تو یقیناً اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوتا۔۔۔

"پھر شارق نے قتل کر دیا۔۔ بابا نے کہا مصطفیٰ تمہاری وجہ سے بدلہ لے رہا ہے۔۔ تم مناؤ اس کو۔۔۔ چاہے کچھ بھی کرو۔ خود مر جاؤ یا اپنی عزت نفس کچل دو کوئی فرق نہیں پڑتا بس انکے وارث، انکے بیٹے کو بچا لوں۔۔۔" وہ اب ہولے ہولے کانپ رہی تھی، رُونا سسکیوں میں تبدیل ہو گیا تھا۔۔ مصطفیٰ خاموش کھڑا، اسے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے دے رہا تھا۔۔ اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اسکی ذرا سی خفگی پر یُوں بکھر جائے گی۔۔

"اور پھر میں نے اپنی عزت نفس کچل دی۔۔ محبت تو اب ویسے بھی اِس رشتہ میں باقی رہی نہیں ہے مصطفیٰ! یہ بس سمجھوتا ہے، جو آپ کر رہے ہیں۔۔ صرف اپنی سو کالڈ محبت کو نبھانے کے لئے۔۔ ورنہ اپنے بھائی کے قاتل کی بہن کس کو اچھی لگتی ہے۔۔ آپ کو بھی اب میں اتنی ہی بری لگتی ہوں جتنا آنٹی کو۔۔" وہ ایک نظر دیکھ غصے سے غرائی تھی۔ اس بار مصطفیٰ کی

پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے جواب غصے میں کچھ زیادہ ہی مظلوم بننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ مگر پھر بھی وہ اسے مزید کچھ بھی کہہ کر چھیڑنے سے پرہیز کرتا سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلتا، گلاس اسکی طرف بڑھا چکا تھا۔۔۔

"یہ لیں پانی پی لیجئے ثمرہ، شوہر پر اس قدر غصے اور چیخ چلانے کے بعد حلق سوکھ گیا ہوگا آپ کا۔۔" مصطفیٰ اس کی تمام روداد کو کسی بھی خاطر میں لائے بغیر ازلی نرم گوئی سے بولتا اسے ورطہ حیرت میں مبتلہ کر گیا تھا۔۔

"پانی پی لیں!! کیونکہ مصطفیٰ سے مزید شکوہ شکایت کرنے کے لئے آپ کو ابھی بہت انرجی کی ضرورت ہے۔۔" اسکا لرزتا سراپا دیکھ وہ نرم خوئی سے ذرا جتا کر گویا ہوا، جبکہ وہ ہنوز سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔ اسے احساس ہوا تھا کہ وہ کتنا اور کس قدر فضول بول گئی تھی۔۔

"مجھے نہیں پینا۔۔" ہاتھ سے گلاس ایک طرف کو کرتی اب وہ اپنا بھرم قائم رکھنا چاہ رہی تھی۔۔ کیونکہ غصے میں بول تو بہت کچھ دیا تھا۔۔

"آہمم! پی لیں ورنہ کل کو ایک اور الزام لگا دیں گی کہ میں غصے میں چیخ چیخ کر پاگل ہو گئی تھی اور مصطفیٰ تم نے مجھے ایک گلاس پانی تک نہیں پوچھا۔۔" ثمرہ نے چونک کر گردن اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا، وہ طنز تو ہر گز نہیں کر رہا تھا۔۔۔ لب دانتوں تلے دبائے اب وہ سنجیدہ صورت لئے کھڑے مصطفیٰ کو گھور رہی تھی۔۔

"کیا ہوا سر پھاڑنے کا دل چاہ رہا ہے؟ یہ لیمپ پاس ہی رکھا ہے آپ کے۔۔" مصطفیٰ نے مزید مشورے سے نوازہ تھا۔۔

”میں کیوں ایسا کرونگی۔۔“ وہ پہلے ہی اسکے طرز تخاطب پر حیران تھی۔۔ان دونوں نے ہی کبھی ایک دوسرے کو تم کہہ کر مخاطب نہیں کیا تھا۔۔تو پھر اس نے کیوں کہا تھا۔۔

”نہیں آپ ایسا ہی کچھ چاہ رہی ہیں۔۔اتنا غصہ یوں بلاوجہ تو نہیں ہوتا۔۔اب تو مجھے واقعی شادی شدہ والی فیلنگز آنے لگی ہیں۔۔ مطلب بیوی کا غصہ اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ اچھا خاصہ میچور، کاروباری آدمی خاموش ہو کر رہ جائے۔۔“ مصطفیٰ کے حیرانگی کے اظہار پر ثمرہ کا سر مزید جھک گیا تھا۔۔

”ثمرہ تیزی سے کھڑی ہوئی تھی۔۔پانی کا گلاس ابھی بھی نہیں تھاما تھا۔۔۔

”سوری وہ مجھے پتہ نہیں کیسے غصہ آگیا تھا۔۔“ ثمرہ کو رہ رہ کر اب اپنے انداز پر تاسف آرہا تھا بھلا وہ یہ سب مصطفیٰ کو کیسے بول سکتی تھی۔۔

"چلیں اسی بہانے آپ نے اپنے دل کی بات تو کی۔۔" ثمرہ نے ایک لمحے کو ٹھہر کر اس شخص کو دیکھا تھا۔ کیا تھا وہ شخص جس کی پیشانی پر مجال ہے جو کبھی ایک بھی بل پڑ جاتا ہو۔۔۔اس کے اتنا نارمل ریئکٹ کرنے پر وہ مزید پشیمان ہوئی تھی۔۔

آنکھوں سے آنسو بہنے کو بیتاب ہوئے تھے۔۔ مصطفیٰ ٹراؤوز کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر کھڑا اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ ہی ملاحظہ کر رہا تھا۔ وہ لڑکی اپنے احساسات چھپا کر رکھنے والوں میں سے تھی۔۔اسکی ماں کی اس حرکت نے اسکی ذات میں کتنا بڑا خلا پیدا کر دیا تھا۔ اس چیز کا احساس آج مصطفیٰ کو شدت سے ہوا تھا۔ اسے اس بات کا بہت ملال تھا کہ کاش وہ پانچ سال قبل یوں ثمرہ کو چھوڑ کر نہ گیا ہوتا اسکے باپ سے لڑ گیا ہوتا مگر اس لڑکی کو اکیلا نہ کیا ہوتا۔۔

"آپ بھی پتہ نہیں میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہونگے کہ کتنی احسان فراموش لڑکی ہے۔ آپ کی ساری مہربانیوں کو ایک پل میں خاک میں ملا دیا۔۔" وہ ایک بار پھر تلخ ہوئی، مصطفیٰ کا نرم رویہ نجانے کیوں ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔ وہ چاہتی تھی وہ چیخ چلائے اس پر غصہ کرے جیسے اسکا باپ، بھائی کیا کرتے تھے، مگر وہ مصطفیٰ سے لڑنا چاہتی تھی اپنی ساری شکایتیں لگانا چاہتی تھی، مگر شاید وہ اسے اس قابل بھی نہیں سمجھتا تھا کہ اس سے لڑائی کر سکے۔۔

"اور کوئی نیگیٹو تھوٹس ہیں آپ کی میرے خلاف تو وہ بھی بتادیں پلیز ۔۔" اس بار وہ ذرا سا خفا ہوا تھا۔۔

"میری کوئی نیگیٹو سوچ نہیں ہے۔۔ آپ ریسٹ کریں صبح آفس جانا ہوگا۔۔" وہ اب کترا کر نکلنا چاہ رہی تھی۔۔

"جی اب آرام کرنے کا ہی ارادہ ہے۔۔۔لائٹس آف کر دیجئے۔۔۔" ثمرہ نے ایک نظر غصے سے دیکھتے قدم باہر کی جانب بڑھانے چاہئے۔۔

"آپ کہاں جارہی ہیں؟" مصطفیٰ نے لمحے کے ہزارویں حصے میں اسکی کلائی تھام کر روک لیا تھا۔۔

"اپنے روم میں۔۔۔" اس نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"آپ کا روم یہ ہے وہ نہیں۔۔آپ وہاں کچھ دن عارضی طور پر رہیں۔۔اس کے لئے میں معذرت خواں ہوں۔۔اب آپ یہیں رہیں گی میرے پاس۔۔۔" وہ ایک لمحے میں ٹون چینج کرتا اسے قریب کر گیا۔جو ہکا بکا سی اسکے پل پل بدلتے تیور ملاحظہ کر رہی تھی۔۔۔

"یو نو واٹ ثمرہ۔۔۔یو نیڈ آ ٹائٹ ہگ!" وہ محبت سے بولتا اسے سینے سے لگا گیا جو ایک بار پھر سکتہ میں آگئی تھی۔دھڑکنوں کی رفتار ساکت پڑی

تھی۔۔۔جبکہ وہ اسکے گرد مضبوط حصار قائم کرتا اسکے سارے غموں پر مداوا

کر رہا تھا، معاً کچھ دیر یونہی ساکت کھڑے رہنے کے بعد اسکی آنکھوں سے

آنسو جھرنے کی مانند بہنے لگے تھے۔۔ مصطفٰی کے گرد حصار ڈالتی، پہلی بار

پیش قدمی کرتی، وہ اپنے دل کا سارا غبار نکالنے لگی تھی۔۔ جواب اسکا سر سہلا

رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کا روشن سویرا خود میں ایک نئی اُمنگ اور جاذبیت لے کر طلوع ہوا تھا۔۔۔

مصطفٰی معمول کے مطابق آفس جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ وہ صرف ایک

گھنٹے کی نیند لیتا دوبارہ سے وقت پر اٹھ گیا تھا۔۔ پھر جاگنگ سے واپس آتا وہ

آفس کے لئے ریڈی ہونے لگا۔۔۔۔ ثمرہ کل رات دیر سے سوئی

تھی۔۔اس لئے وہ ابھی تک بے خبر سو رہی تھی۔۔۔ مصطفٰی ڈریسنگ روم

میں جاتا اب اپنے لئے کوئی دوسری شرٹ سلیکٹ کر رہا تھا۔۔ آج اسکا ارادہ سفید کے علاوہ کوئی لائٹ سا رنگ پہننے کا تھا۔۔

وہ ہلکے آسمانی رنگ کی ڈریس شرٹ کے ساتھ رُوئل بلیو کلر پینٹس کوٹ میں ملبوس نک سک سا جانے کے لئے بالکل تیار تھا۔۔ جبھی مسلسل ہوتی کھٹ پٹ کی آواز پر ثمرہ چونک کر بیدار ہوئی تھی۔۔ بھاری ہوتے ذہن کے ساتھ دماغ پہ زور ڈالتے نظر اُدھر اُدھر گھمائی تو سامنے ہی مصطفیٰ آئینے کے سامنے کھڑا نظر آیا۔

"جاگ گئیں ہیں آپ۔۔۔ گڈ مارننگ!" وہ جو ٹائی اٹھانے کی غرض سے پلٹا تھا اسے کہنیوں کے بل اٹھتا دیکھ مسکرا کر گویا ہوا۔۔ ثمرہ کی نگاہوں کے سامنے گزری رات کے مناظر چل گئے تھے۔۔ کس طرح وہ روتے روتے یونہی مصطفیٰ کے حصار میں نیم غنودگی میں چلی گئی تھی۔۔

"گڈ مارننگ!" اس نے ذرا جھک کر کہتے خود پر سے کمفرٹر ہٹا کر ایک طرف کو کیا تھا۔ ساتھ ہی قدم فرش پر رکھتے پنڈلیوں سے اونچا ہوتا پاجامہ کھینچ کر نیچے کیا تھا۔۔۔

"اب اٹھ ہی گئیں ہیں تو ٹائی باندھنے میں میری ہیلپ کر دیں۔۔" وہ نرمی سے گویا ہوا تو وہ لب چباتی اٹھ کر نزدیک چلی آئی تھی۔۔۔

"لیجئے!" وہ اچھے خاصے فاصلے پر ٹھہرتی مصطفیٰ کو دیکھنے لگی۔ جس کی پرسنالٹی ہمیشہ کی طرح نِکھری نِکھری سی تھی۔۔ گزری رات کی تلخی کا شبہ تک نہ تھا۔۔ وہ ذرا جھجھک کر آگے بڑھتی نگاہیں جھکائے اسکی ٹائی باندھنے لگی تھی۔۔ وہ اچھی خاصہ ہائٹ کی مالک تھی مگر مصطفیٰ کے قد کاٹھ کے سامنے اسکی ہائٹ ذرا کم تھی۔۔ پنجوں کے بل ذرا سا اونچا ہوتی وہ بہت انہماک سے کام میں غرق تھی۔۔۔

"طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟" اس بار اسنے نرمی سے استفسار کیا تھا۔۔۔

"جی۔۔۔" وہ ہنوز شرمندہ دکھائی دے رہی تھی۔۔

"شام میں ریڈی رہئیے گا ہم شاپنگ پر چلیں گے۔۔" ثمرہ نے حیرانگی سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔

"شاپنگ مگر کیوں؟؟" اس نے ناسمجھی سے دیکھا۔۔

"ولیمے کی شاپنگ۔۔" وہ ٹائی باندھ چکی تھی۔۔۔اب مصطفیٰ بالوں کو سیٹ کرتا تیزی سے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا تھا۔۔

"میں کچھ کام کر رہا ہوں۔۔ فٹافٹ سے فریش ہو جائیں۔۔" ثمرہ اپنا بکھرا حلیہ دیکھ خیال آنے پر تیزی سے روم سے باہر جانے لگی۔۔

"ثمرہ!" وہ ڈریسنگ روم سے باہر آتا اسے باہر جاتا دیکھ ٹوک گیا۔۔

"جی؟" وہ پلٹی۔۔

"آپ کا ڈریس باتھ روم میں ہینگ کر دیا ہے۔۔اور پلیز آئندہ اس طرح کے حلیے میں باہر جانے سے گریز کیجئے گا۔۔" لیپ ٹاپ لے کر صوفے پر بیٹھتا وہ تنبیہ کرنا نہیں بھولا تھا۔ ثمرہ خفت زدہ سی جلدی سے قدم بڑھاتی باتھ روم میں غائب ہو گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے گھڑی پر نظر ڈالی تو ابھی آٹھ بجنے میں اچھا خاصہ وقت تھا۔۔۔ ثمرہ تو اسکے حصار میں پر سکون نیند سو چکی تھی۔ مگر اسکی پوری رات آنکھوں میں ہی کٹ گئی تھی۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"گڈ مارننگ ایوری ون!" عریشہ ہشاش بشاش سی تیار ناشتے کی میز تک آئی تھیں۔۔ جہاں مصطفیٰ اور ثمرہ کی آمد ساتھ ہی ہوئی تھی۔ جبکہ زنیرہ ثمرہ کو اپنے بیٹے کے کمرے سے نکلتا دیکھ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔۔۔

"گڈ مارننگ! نیند ٹھیک سے لی تم نے۔" وہ رات ہوئے حادثے کے پیش نظر سوال کر رہا تھا۔۔

"ہاں جی۔۔ نیند کا کیا ہے وہ تو پتھروں پر بھی آ جاتی ہے۔۔" بڑا فلسفانہ جواب موصول ہوا تھا۔۔ ہلکے گلابی رنگ کے جوڑے میں ملبوس ثمرہ ذرا جھجک کر مصطفیٰ کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی۔۔

"الماس خالہ سب لوگ آ چکے ہیں۔۔" ثمرہ نے جانا چاہا مگر وہ اشارے سے انکار کر گیا۔۔

"جی بابا بس لائی۔۔" انہوں نے وہیں سے ہانک لگائی۔۔ جبکہ ثمرہ کو مسلسل خود پر زنیرہ کی تیز نگاہیں محسوس ہو رہی تھیں۔۔

"اہمم! ماما مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔" اس نے گلا کھنکھار کر بات کا آغاز کیا۔۔ عریشہ بھی ہمہ تن گوش ہوئی۔

"جی بولیں۔۔" وہ سپاٹ سے لہجے میں گویا ہوئیں۔

"میں چاہ رہا تھا کہ ہم ایک چھوٹی سی تقریب میں ولیمہ کر لیتے ہیں۔تا کہ سب کو میری اور ثمرہ کی شادی کا علم ہو جائے۔۔آخر کب تک یوں سب سے چھپا کر رکھا جائے گا۔۔" ثمرہ نے ذرا خوف سے زنیرہ کی جانب دیکھا۔۔

"جو شادیاں اس طرح سے کی جائیں پھر عمر گزر جاتی ہے انہیں چھپانے میں۔" وہ نخوت بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔،۔

"مما پلیز۔۔۔" مصطفیٰ نے انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔

"تمہارے بھائی کے قتل کو کتنے دن ہو گئے خیر سے؟" اس بار انہوں نے کڑے تیوروں سے استفسار کیا تھا۔۔

"تقریباً دو ماہ سے زائد ہو گیا ہے۔۔" مصطفیٰ نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔

"اور دو ماہ میں اسکے قاتل کا کیا بنا؟" اس بار انہوں نے ناگوار لہجے میں دریافت کیا۔۔

"عدالت میں کیس چل رہا ہے۔۔ میں نے اپنی ہر ممکن کوشش لڑا لی ہے۔۔ آپ دیکھ لیں جبران علوی کی بارہا کوششوں کے باوجود شارق کی ضمانت ممکن نہیں ہو سکی۔۔ جبکہ آپ جانتی ہیں کہ انکی سورسز کہاں کہاں تک ہیں۔ تو آپ اس غلط فہمی میں تو ہر گز نہ رہیں کہ آپ کا بیٹا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہے۔۔" مصطفیٰ نے ایک نگاہ نظریں جھکائے بیٹھی ثمرہ کو دیکھ متوازن لہجے میں باور کرایا تھا۔۔

"جس دن اس لڑکی کے بھائی کو سزا کرا دو اس دن بات کرنا۔۔۔" وہ نخوت سے بولتیں سر جھٹک گئیں۔۔ اتنے میں الماس ملازمہ کی ہمراہی میں ناشتہ سرو کرنے لگیں تو وہ خاموش ہو گیا۔۔۔

”یہ میری زندگی کا سوال ہے مما۔۔اور ہماری عدالتوں کا تو آپ کو علم ہے ہی۔۔اگر کیس سال بھر چلتا رہا تو کیا ہم سال بھر انتظار کریں گے۔“اس کے جاتے ہی وہ ذرا ناگواری سے بولا۔۔

”اگر دس سال بھی چلا تو ہاں۔۔پہلے اس لڑکی کے بھائی کو سزا کرواؤ پھر میں سوچونگی کہ اسے بہو بنانا بھی ہے یا نہیں۔۔“وہ نفرت سے گویا ہوئیں۔

”آپ مانیں یا نہ مانیں اب یہ میری بیوی ہیں۔۔آپ کی بہو ہیں۔۔“اس نے ہر لفظ جتا کر کہا تھا۔۔عریشہ خاموشی سے کال کا بہانہ کرتی میز چھوڑ گئی اب یہ انکا فیملی میٹر تھا۔۔

”تمہاری بیوی تمہارے کمرے تک محدود رہنی چاہیئے پھر۔۔“انکے لہجے اور لفظوں کا مفہوم سمجھ اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔

"کہنا کیا چاہ رہی ہیں آپ کھل کر کہیں پلیز۔۔" وہ ضبط سے آنکھیں میچ گیا جبکہ ثمرہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔

"جس طرح کل رات تم اس لڑکی کو اپنے کمرے میں لے گئے۔۔اسی طرح بیوی بھی بنالو، مگر یاد رکھنا یہ اس گھر کی عزت اور بہو کبھی نہیں بن سکتی۔۔" اس بار وہ صاف گوئی کا مظاہرہ کر گئیں۔۔ مصطفٰی نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔

"اگلے ماہ ولیمہ ہے میرا۔۔اور آج ہی پریس کو بلا کر میں ہمارے سادگی سے نکاح کا علان کرنے والا ہوں۔" اس نے ٹھوس لہجے میں کہا۔۔

"ٹھیک ہے جو مرضی کرو۔۔" وہ لاتعلقی کا اظہار کر گئیں۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ میری خوشیوں میں میری ماں بھی شامل ہو۔" اس نے احساس کرایا۔۔

”ٹھیک ہے اگر تمہاری خوشی اس لڑکی میں ہے تو میں تمہاری خوشی میں خوش ہو جاتی ہوں۔۔ مگر پھر تمہیں بھی ماں کی خوشی کا خیال رکھنا ہو گا۔۔“ مصطفیٰ نے اچھنبے سے انکی جانب دیکھا۔۔

”کیا مطلب ہے اس بات کا؟“ وہ ذرا حیران ہوا۔۔

”تمہیں میری مرضی کی لڑکی سے شادی کرنی ہو گی۔۔ بلکہ میں تو کہتی ہوں عریشہ سے شادی کر لو۔۔۔“ انہوں نے اس قدر اچانک سے کہا تھا کہ ثمرہ نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر انکی جانب دیکھا جبکہ مصطفیٰ اپنی ماں کے اس قدر عجیب تقاضے پر ہونق بنا خاموش کھڑا رہ گیا۔۔

”ماما یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔ آج تک ہمارے خاندان میں کسی نے ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی۔۔“ اس نے حیرت کا اظہار کیا۔۔

"توکسی کی بیوی انکے بھائی کے قاتل کی بہن، خون بہا میں آئی لڑکی تھوڑی تھی۔۔" وہ طنزیہ گویا ہوئیں۔۔

"ثمرہ خون بہا نہیں ہیں۔۔"

"تو پھر اس سے اتنا اناًفاناً نکاح کرنے کی وجہ؟" اس بار وہ خاموش رہ گیا۔۔اور ثمرہ کو اپنا آپ بے مول لگنے لگا۔۔

"ثمرہ پر فیملی پریشر تھا اور میں انہیں مزید کسی آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔۔" ذرا ٹھہر کر اسنے صاف گوئی سے کہا۔۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ تم نے ایک بے سہارا لڑکی کو سہارا دیا۔۔۔تو بس پھر نیکی کے ساتھ ساتھ جنت بھی کماؤ اور ماں کی بات مان لو۔۔" انہوں نے بڑے پیار سے مصطفیٰ کو پھنسا دیا تھا۔۔۔

"آنٹی اس میں مصطفیٰ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔وہ تو میں۔۔۔۔" ثمرہ نے گھبراہٹ میں کچھ کہنا چاہا۔۔

"میں اپنے بیٹے سے بات کر رہی ہوں لڑکی۔۔" انہوں نے سختی سے کہتے باز رکھا۔ مصطفیٰ نے بھی ہاتھ کے اشارے سے اُسے کچھ بھی کہنے سے باز رکھا۔۔۔

"ٹھیک ہے پھر جیسے آپ کی مرضی۔۔۔" ثمرہ نے ذرا حیرانگی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"مطلب تم دوسری شادی کے لئے تیار ہو؟" انہوں نے خوش ہو کر بیٹے کو دیکھا۔

"اگر ثمرہ کو اپنانے کے لئے آپ کی یہی شرط ہے تو پھر ٹھیک ہے۔۔ مگر پھر ایک بات یاد رکھیئے گا وہ صرف آپ کی بہو ہو گی کیونکہ میری بیوی تو ثمرہ ہی

ہیں۔۔" وہ بغیر ناشتہ کئے لہجہ ہموار رکھتا نہیں اور ثمرہ کو حیرت زدہ

کر گیا۔۔۔

"عریشہ باہر آجاؤ۔۔میں ویٹ کررہا ہوں۔۔ ثمرہ میرے ساتھ

آئیں۔۔" وہ عریشہ کو آواز لگاتا ساتھ ثمرہ کو بھی آواز لگاتا وہاں سے نکلتا چلا

گیا تھا۔۔زنیرہ نے نفرت سے ثمرہ کو دیکھا تھا۔۔ جس نے نجانے انکے بیٹے پر

کون سا جادو کر رکھا تھا۔۔۔

مصطفیٰ یہ تمہارے آفس کے باہر لائن کیوں لگی ہے؟" عریشہ نے آفس میں

داخل ہوتے سوال کیا۔۔

"یار وہ دراصل گلشن والی برانچ کے لئے کچھ امپلائیز کی ضرورت ہے تو بس

انٹرویوز چل رہے ہیں۔۔" اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔۔

”اچھا ایک بات بولوں۔۔“ وہ اب مقابل بیٹھ گئی تھی۔۔

”ہمم!“ وہ لبوں کو باہم آپس میں بھینچ کر بیٹھا تھا۔۔

”آنٹی ثمرہ کو خون بہا میں آئی لڑکی کیوں کہہ رہی تھیں۔۔ کیا یہ واقعی شارق کی سسٹر ہے؟“ اس بار وہ متجسس ہوئی۔

”شارق کی سسٹر سے پہلے وہ میری محبت ہیں اور اب بیوی۔۔۔ بات ختم۔۔“ مصطفیٰ کی جانب سے دیئے گئے کلیئر کٹ انسر پر وہ خاموش ہو گئی۔۔ اس کا یہی مطلب تھا کہ وہ مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔۔

”لنچ کرنے چلیں؟“ اس نے ماحول خوشگوار کرنا چاہا۔۔

”نہیں یار! میں نے ثمرہ سے شاپنگ پر جانے کا کا پرومس کر رکھا ہے۔۔ آج جلدی گھر کے لئے نکل جاؤنگا۔۔“ اس نے آگاہ کیا۔۔ تو وہ خاموش ہو گئی۔۔

”ویسے مائنڈ نہ کرنا مگر میں تم سے کہونگی کہ اگر ایسا کچھ ہو تو ان تمام حالات کو سمجھنے کے لئے آنٹی کو تھوڑا وقت دو۔۔۔یوں اس طرح جلد بازی کرنا ٹھیک نہیں۔۔۔“وہ نرمی سے بولتی اسے گہری سوچوں میں دھکیلتی آفس روم سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئزل اور اہان کی شادی کی تیاریاں زور وشوروں سے جاری تھیں۔۔دو دن بعد بارات تھی اور پھر ولیمہ اہان اپنی شادی کو لے کر اچھا خاصہ پرجوش تھا۔۔مگر اتنی تیاریوں کے باوجود یہ شادی سادہ سی ہی تھی۔۔

”مجتبیٰ بس کر دو اب میری شادی کے بعد جاب ڈھونڈ لینا۔۔“اس نے گھر گروی رکھ کر آئزل کو شاندار سا جہیز اور ہر قسم کی خوشی دینے کی مکمل کوشش کی تھی۔۔

"یار جاب تو ضروری ہے نا۔۔ ویسے بھی ابھی صرف انٹرویو دینے جا رہا ہوں۔۔" اس نے نرمی سے کہا۔۔

"اور اگر کل سے جوائننگ دینی پڑی تو؟" اس نے آئی برو اٹھائے۔

"تمہارے بھائی کی اتنی اچھی قسمت کہاں؟" وہ ہولے سے مسکرایا۔۔

"کیوں بھئی۔۔ کیا ہو گیا تمہاری قسمت کو۔۔" اس نے بھائی کو مشکوک نظروں سے گھورا۔۔

"جو بھی کہو مگر اتنی جلدی کچھ نہیں ہونے والا۔۔ ابھی صرف انٹرویو دینے جا رہا ہوں۔۔" آئزل نے ذرا ناراضگی سے دیکھا۔۔

"تم مجال ہے جو کبھی اچھا گماں رکھو۔۔ کہتے ہیں کہ اچھا گماں رکھنے سے سب اچھا ہوتا ہے۔۔ اور اگر گماں ہی برا رکھو گے تو پھر قسمت سے کیسا شکوہ۔۔۔"

اس نے بھائی کا ہاتھ تھام کر نرمی سے کہا۔۔

"فلسفہ نہ جھاڑو۔۔" اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔

"اچھا میری خاطر صرف اتنا سوچ کر جاؤ کہ جہاں جا رہے ہو وہاں سے کچھ اچھا رسپانس ملے گا۔۔ تم دیکھنا وہ تمہیں ضرور جاب دے دیں گے۔۔ عمل کا دارومدار نیتوں پر منحصر ہوتا ہے مجتبیٰ۔۔" وہ ہولے سے مسکرا تا اسکا سر تھپتھپا کر گھر سے نکل آیا تھا۔۔ کہنے کو شادی کا گھر تھا مگر آئزل اکیلی ہی تھی۔۔ جتنے بھی رشتہ دار تھے وہ سیدھا فنکشنز پر تشریف لانے والے تھے۔۔ ویسے بھی اب ان دونوں بہن بھائیوں کو کسی کی ضرورت بھی نہیں رہی تھی۔۔۔

....

مجتبیٰ صبح صبح ہی جاب کی تلاش میں نکل گیا تھا۔۔اور اب اسکا رُخ دوسرے آفس کی جانب تھا۔۔وہ پہلے ہی دو انٹرویوز دے کر آرہا تھا۔۔ مگر ہر جگہ کوالیفیکشن کی وجہ سے مار کھا جاتا۔۔

"اوہ ہیلو ہیرو کہاں؟"عریشہ اتنے دونوں بعد اسے سگنل پر کھڑا دیکھ ذرا ایکسائیٹڈ سی گاڑی سے باہر آئی تھی۔۔

"اُفف! یہ چلتی پھرتی آفت لڑکی کہاں سے نازل ہو گئی۔۔"اس نے نخوت بھرے لہجے میں سوچا۔۔

"خیر دفعہ کرو مجھے کیا۔۔"وہ سوچ کر سر جھٹک گیا ساتھ ہی قدم ذرا پیچھے کو لئے تھے۔۔

"تم سے بات کر رہی ہوں۔ کیا بیوقوفوں کی طرح خود سے بات کئے جا رہے ہو۔۔"اس نے گھر کا۔۔

"اچھا مجھ سے مخاطب ہیں آپ؟" وہ انجان بنا عریشہ نے طنزیہ آئی برو اٹھائے۔۔۔بس اسٹاپ پر کھڑے ایک بزرگ شخص نے سکین کرتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

"نہیں تو یہاں کوئی اور نظر آرہا ہے؟" اس نے چڑ کر پوچھا۔۔

"مجھے لگا یہ انکل بھی آپ کے رشتہ داروں میں سے ایک ہیں۔۔ جبھی آپ ان سے مخاطب ہیں۔۔" وہ طنزیہ بولا، عریشہ نے ہلکا سا مسکرا کر سن شیڈز ماتھے پر چڑھائے۔۔ نجانے اس لڑکے کو تپا کر اسے کونسی خوشی ملتی تھی۔۔

"میڈم آپ یہاں کیوں ٹھہر گئی ہیں؟" اس بار مجتبیٰ کو اس بوڑھے شخص کی نگاہوں اور عریشہ کے اب تک یہاں پر جمار ہنے پر طیش آیا تھا۔۔

"میری مرضی۔۔ویسا کہاں جارہے ہو۔۔آؤ میں چھوڑ دوں۔۔" وہ بے شرموں کی طرح بولی تھی۔اس بار مجتبیٰ نے ایک گہری نگاہ اسکے سراپے پر ڈالی تھی۔۔۔

جو لانگ کافتان زیبِ تن کئے سنہری بالوں کو پشت پر بکھرائے اپنے غیر معمولی حسن کے باعث کسی کی بھی توجہ اپنی جانب کھینچنے کے سارے ہتھیاروں سے لیس تھی۔۔

آپ جایئے۔۔" مجتبیٰ نے نگاہیں پھیر کر کہا۔۔

"پہلے تم بتاؤ۔۔جا کہاں رہے ہو؟" وہ اس کے سر ہوئی۔

"آپ شوق سے یہاں کھڑی رہیں۔۔میں جارہا ہوں۔۔" وہ غصے سے بولتا آج بھی اپنے پیسوں کی قربانی دیتا رکشہ میں بیٹھ گیا تھا۔۔اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا

کہ ڈھیٹ لڑکی۔۔۔یہاں سے جب تک نہیں جائے گی جب تک وہ یہاں سے چلا نہیں جائے گا۔۔

"ارے ارے سنو تو کہا جا رہے ہو۔۔۔لیڈیز۔۔۔" وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ اب بس کے انتظار میں کھڑے اس بوڑھے کو خود کو دیکھ کر مسکراتا دیکھ اس کی مسکراہٹ سمٹی ساتھ ہی زبان کو بریک لگا۔۔

"ہونہہ اتنا گندا ٹیسٹ۔۔یخ۔۔۔" وہ جھرجھری سی لیتی جلدی سے واپس گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔دل کیا اس انکل کو اسکی عمر کا لحاظ ہی کرا دے پھر خیال آیا یہ پاکستان تھا کہیں فضول میں یہ پاگل شخص گلے ہی نہ پڑ جائے۔۔فی الحال اس نے وہاں سے بھاگنے میں ہی عافیت جانی تھی۔۔

عریشہ لنچ ٹائم میں ہوٹل جارہی تھی کہ ایک بار پھر سے مجتبیٰ راستے میں ٹکرا گیا تھا۔۔ جو معمول کے مطابق کسی رکشہ والے سے الجھا اپنی قسمت کو رُو رہا تھا۔۔۔۔

"اوہ ہیلو دنیا کے سب سے غریب اور منحوس قسمت آدمی۔۔ کنگلے ہونے کے ساتھ ساتھ عقل سے بھی فارغ ہو گیا؟؟" عریشہ ایک ہی دن میں اس دوسرے ٹکراؤ پر آنکھوں پر سے سن گلاسز اتارتی ذرا طنزیہ بولی۔۔ وہ جو روڈ کراس کرنے ہی لگا تھا سامنے کھڑی جوالا مکھی کو دیکھ ٹھہرا۔۔۔۔

"اب بولو بھی یا صرف خود سے باتیں کرنے کی بیماری ہے؟" اسے خاموش دیکھ وہ زچ ہوئی۔۔۔

"میڈم کار میں بیٹھ جائیں ورنہ کراچی کی دھوپ میں جل کر کالا کوئلہ بن جائیں گی۔۔۔" وہ نگاہ اس سفید چمڑی نازک سی نواب زادی پر ڈال ذرا

استہزائیہ مسکرایا جبکہ اب نگاہیں بس کا نمبر دیکھ رہی تھیں۔۔ابھی اسکی مطلوبہ بس نہیں آئی تھی۔۔

"ڈونٹ وری میں نے سن کریم لگا رکھی ہے۔۔ تم اپنی فکر کرو لیڈیز طبیعت۔۔۔"مجتبیٰ یوں مجمعے میں ایک بار پھر اس کے طرز تخاطب پر پورے وجود سے اُچھلا تھا۔آخر وہ کس اینگل سے زنانہ دکھتا تھا۔۔ باڈی بلڈر جیسی بوڈی بنانے میں اسکی چولے ہل گئیں تھیں اور یہ بگڑی نواب زادی۔۔۔

"محترمہ میں اس وقت جاب انٹرویو کے لئے جارہا ہوں۔۔اور فی الحال آپ کی کوئی بھی بکواس سُننے کے موڈ میں ہر گز نہیں ہوں۔"اس نے ذرا ناگواری سے دیکھتے رُخ پھیر لیا تھا۔۔

"اوہ مل ہی نہ جائے تمھیں جاب۔۔ ویسے کیا جاب ڈھونڈنے جارہے ہو چپڑاسی کی؟؟"اس نے ایک نگاہ اس کے حلیے پر ڈالی تھی، وہ جینز کی پینٹ اور شرٹ میں انٹرویو دینے جارہا تھا۔۔

"نہیں کباڑیے کی۔۔ مگر آپ کو کیا تکلیف ہے۔۔ جا کیوں نہیں رہیں۔۔ کالی بلی کی طرح ہر اسٹاپ پر ٹکرائے جارہی ہیں۔۔ اللہ کرے بس سہی سلامت آفس پہنچادے۔ کیا معلوم آپ کے سایہ پڑ جانے کے باعث بس ہی آگے جا کر لڑکھ جائے۔۔۔"مجتبیٰ نے چلچلاتی گرمی سے تنگ آکر ذرا تپ کر جواب دیتے سر پر ہاتھ کا چھجا سا بناتے فٹ پاتھ سے اتر کر دو قدم آگے بڑھائے تھے۔۔۔ جبکہ وہ منہ کھولے ہونق بنی کھڑی رہی۔۔

"یو ایڈیٹ۔۔اللہ کرے تمہارا بوس کوئی کھڑوس بڈھا یا بڑھیا ہو۔۔پاگل ،سنکی ،لیڈیز طبیعت۔۔۔"وہ مٹھیاں بھینچ کر بڑبڑاتی پاؤں پٹخ کر واپس کار میں جا بیٹھی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج شارق کی عدالت میں پیشی تھی۔ مصطفیٰ صبح سے ہی گیا ہوا تھا۔جبکہ ثمرہ روٹین کے مطابق گھر کے کاموں میں مصروف تھی۔۔انکا رشتہ یونہی بیچ منجھدار میں اٹکا ہوا تھا۔۔۔

جبکہ زنیرہ ناشتہ کے بعد ٹی لاؤنج میں بیٹھی اسکرین پر نیوز سُن رہی تھیں۔۔

جبھی اچانک سے اسکرین پر بریکنگ نیوز چل پڑی تھی۔۔

"مزمل قتل کیس میں بڑی پیش رَفت۔۔ عدالت کے مطابق ملزم شارق جبران علوی گزشتہ چار ماہ سے ڈپریشن کے مریض ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔۔ کیس کی کارروائی اور شارق علوی کی صحتیابی تک ملزم کی ضمانت۔۔۔" نیوز کاسٹر اور بھی بہت کچھ چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔۔ مگر زنیرہ پر تو جیسے جنون طاری ہو گیا تھا۔۔ جبکہ اسکرین پر ابھرتے مصطفیٰ کے چہرے کو دیکھ انہیں مزید دکھ ہوا تھا۔۔ جو میڈیا کے سوالوں سے بچتا اپنے گاڑی میں جا بیٹھا تھا۔۔۔

ثمرہ۔۔۔ ثمرہ۔۔" وہ وہیں سے بیٹھے بیٹھے یکدم ہی چلائی تھیں۔۔

"جی۔۔ جی آنٹی۔۔ کیا ہوا؟" وہ یکدم دُوڑی ڈوری سی باہر آئی تھی جہاں وہ طیش اور غصے کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سجائے اسکی آمد پر اُٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔۔

"بد بخت یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔۔ یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔۔۔ تم ہو اصل فساد کی جڑ میرا بیٹا تمہاری وجہ سے یہ سب کر رہا ہے۔۔ میں تمہیں نہیں بخشونگی۔۔ بے غیرت بے حیا بے شرم۔۔" وہ ایک ہی جست میں اسکے نزدیک آتیں بالوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ چکی تھیں۔۔ ثمرہ کی چیخیں بے ساختہ تھیں۔۔

"آنٹی۔۔۔" اس نے اپنے بال انکی گرفت سے نکالنے چاہے۔۔

"تمہارا بھائی آج رہا ہو گیا۔۔۔ مصطفیٰ نے کچھ نہیں کیا۔۔ وہ تمہاری محبت میں اندھا ہو گیا ہے۔۔ اسے اپنے معصوم بھائی کا خون بھول گیا ہے۔۔ بے شرم عورت۔۔۔" وہ غصے میں آپے سے باہر ہوتیں اسکے منہ پر پے در پے تھپڑ رسید کرتی گال سُرخ کر چکی تھیں۔۔۔

"آنٹی۔۔میں کچھ نہیں جانتی۔۔"اس نے روتے ہوئے اپنی صفائی دی۔۔سارے ملازمین جما ہو گئے تھے۔۔

"بیگم صاحبہ یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔دلہن بی بی کو مار کیوں رہی ہیں۔۔اگر احد صاحب کو پتہ چلا تو وہ بہت خفا ہونگے۔۔"الماس خالہ کو خبر لگتے ہی وہ بھاگ کر آتیں ثمرہ کو انکی گرفت سے آزاد کرانے لگیں۔۔

"دور ہٹ جاؤ تم۔۔خبر دار جو میرے بیچ میں آئیں یا اس کو بچانے کی کوشش بھی کی تو۔۔"وہ اچانک ہی آپے سے باہر ہوئیں تھیں۔۔

"مگر بیگم صاحبہ۔۔"

"چپ خاموش۔۔۔اور تم سارے یہاں کھڑے کونسا تماشہ دیکھ رہے ہو سب دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔"وہ غصے سے غرائی تھیں۔۔ثمرہ کے بال ابھی بھی انکی گرفت میں تھے۔۔

"یہی چہرہ ہے نا جس کا جادو تم نے مصطفیٰ پر چلا رکھا ہے۔۔" بولتے بولتے انکا تنفس پھول گیا تھا۔۔

"مجھے معاف کر دیں۔۔ میں نے مصطفیٰ سے کچھ نہیں کہا ہے آنٹی۔۔ پلیز میری بات کا یقین کریں۔۔" اس نے دہائی دی۔۔

وہ سنی ان سنی کرتی اسے گھسیٹتی ہوئی باہر لائی تھیں۔۔ اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔ ہونٹ پھٹ گیا تھا۔۔ دوپٹہ کہیں پیچھے ہی فرش پر گر چکا تھا۔۔

"آنٹی پلیز۔۔ ایسا نہ کریں۔۔" وہ تیز قدموں سے اسے لیکر گھر سے باہر آئیں تھیں۔۔

"تم یہاں نہیں رہو گی سُنا تم نے۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔" وہ نفرت سے غراتی اسے دھکا دے چکی تھی۔۔ وہ کار پورچ میں منہ کے بل گر پڑی تھی۔۔

کہنیاں چھل سی گئیں تھیں۔۔دروازے پر کھڑے گارڈز نگاہیں جھکا چکے تھے۔۔

"آنٹی پلیز۔۔۔میں کہاں جاؤنگی۔۔" ثمرہ نے روتے ہوئے التجا کی۔۔جبکہ وہ انتہائی سفاکیت سے اسے گھور رہی تھیں۔۔یہ وہی لڑکی تھی جس کی وجہ سے انکا بیٹا بدل گیا تھا۔۔

اتنے میں صدر دروازہ کھلا تھا۔اور مصطفٰی کی گاڑی گھر میں داخل ہوئی تھی۔۔

مصطفٰی جو پہلے ہی غصے سے بپھرا ہوا تھا۔۔ ثمرہ کو یوں دہلیز پر گرا پڑا دیکھ، اسکی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں۔۔اسکی ماں کسی فرعون کی مانند کھڑی اسے ہی گھور رہی تھیں۔۔

ثمرہ۔۔" وہ تیزی میں ڈرائیونگ سیٹ چھوڑ کر باہر نکلا تھا۔۔اور آگے بڑھ کر روتی سسکتی ثمرہ کو اٹھا کر سینے سے لگایا۔۔جو شدتوں سے رو پڑی تھی۔۔

"کیا ہوا؟" اس نے ماں کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔۔ثمرہ کی حالت دیکھ وہ ایک لمحے میں سمجھ گیا تھا یہاں کیا ہوا تھا۔۔اسکا بکھرا حلیہ دیکھ اسکی دماغ کی نسیں تک پھول گئی تھیں۔۔جلدی سے اپنا کوٹ اتار کر اسکے سراپے پر ڈالا تھا۔۔

"مصطفیٰ۔۔آنٹی بول رہی ہیں۔۔میں یہاں سے چلی جاؤں۔۔میں کہاں جاؤں گی۔۔" اسکی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑ کر اسنے سسکتے لہجے میں کہا تھا۔۔مصطفیٰ کو اسکی حالت دیکھ کر طیش آ رہا تھا۔۔سرخ چہرہ، بکھرے بال، بے ترتیب لباس، ہونٹ سے بہتا خون، سوجھی ہوئی آنکھیں۔۔۔اس پر گزری ازیت کو چیخ چیخ کر بیان کر رہی تھیں۔۔۔

"یہ آپ کا گھر ہے۔۔۔آپ کیوں یہاں سے جائیں گی۔۔"اس بار وہ اپنی ماں کی طرف رُخ پھیرتا اپنے لہجے پر ضبط کئے غصے سے بولا تھا۔۔

"یہ لڑکی یہاں نہیں رہ سکتی مصطفیٰ۔۔۔اس لڑکی کو میری نظر کے سامنے سے دور کر دو۔۔۔آج اسکا بھائی بھی جیل سے رہا ہو گیا۔۔ تمہیں اپنی ماں کی تکلیف نظر نہیں آرہی۔۔"وہ مصطفیٰ کا اس لڑکی کو سینے سے لگانا دیکھ برداشت نہیں کر پائی تھیں۔۔۔

"الماس خالہ!"احد مصطفیٰ کی چنگھاڑتی ہوئی آواز پر وہ تیز قدموں سے بھاگتی ہوئی باہر آئی تھیں۔۔

"جی جی بابا۔۔۔"انہوں نے سہم کر دیکھا۔۔

"ثمرہ کو اندر لے کر جائیں۔۔۔"انہوں نے روتی ہوئی ثمرہ کو انکے حوالے کیا۔۔

"مگر بابا بیگم صاحبہ!" انہوں نے ذرا ڈرتے ڈرتے اپنی مالکن کی جانب دیکھا۔۔

"آپ سے میں کہہ رہا ہوں نا ثمرہ کو اندر لے کر جائیں آپ رُوم میں۔۔"

اِس بار اسکا لہجہ سخت تھا۔۔۔

"مصطفیٰ! میں نہیں۔۔۔" اس نے نرم لہجے میں انکار کرنا چاہا۔۔

"ثمرہ میں نے آپ سے کہا۔۔اپنے روم میں جائیں۔۔" اس نے زبردستی اسکا ہاتھ الماس بیگم کے ہاتھ میں تھمایا تھا جو اسے زبردستی روم میں گھسیٹتی ہوئی ساتھ لے گئیں تھیں۔۔

"یہ سب کیا تھا ماں۔۔" اس بار وہ دو سیڑھیاں پھلانگ کر ماں کے نزدیک آیا۔۔جو بیٹے کے نرم لہجے پر بکھر گئیں تھیں۔۔

"مصطفٰی! میرا بیٹا۔۔۔ میرا بیٹا۔۔۔۔ تم نے اسکے قاتل کو رہا کرا دیا۔۔ صرف اس لڑکی کے کہنے پر۔۔" اس بار وہ شکوہ کناں لہجے میں گویا ہوئیں تھیں۔۔ جس نے انہیں سینے سے لگا یا۔۔

"صرف ضمانت ہوئی ہے ماں۔ اور آپ فکر نہ کریں وہ جلد اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔۔ آپ پلیز اس سب کی سزا ثمرہ کو نہ دیں۔۔ انکا کوئی قصور نہیں ہے۔۔" وہ اب ماں کو سمجھا رہا تھا۔۔

"مصطفٰی! مجھے یہ لڑکی اپنے گھر میں برداشت نہیں ہو رہی۔۔ تم سمجھو میری بات کو۔۔" انہوں نے اس بار درشتگی سے کہا۔۔ تو وہ فی الحال انہیں بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر گھر کے اندر لے گیا۔۔ وہ کتنی ہی دیر انکے پاس کمرے میں بیٹھا انکی دلجوئی کرتا رہا تھا۔۔

"ماں پلیز تھوڑا سا برداشت کر لیں بس۔۔۔۔" وہ کڑے دل سے بولا تھا۔۔۔ابھی اس نے ثمرہ کو بھی سمجھانا تھا پتہ نہیں وہ بیوقوف لڑکی اپنی کیا حالت بنا کر بیٹھی ہو گی۔۔۔۔

....

مجتبیٰ ایک بار پھر انٹرویو دیتا اپنی سی وی تھامے منہ لٹکائے واپس لوٹ رہا تھا۔۔ جبھی سامنے سے عریشہ نزاکت سے چلتی اپنی جانب آتی دکھائی دی۔۔وہ ذرا حیران ہوا۔۔ حیران تو عریشہ بھی ہوئی تھی۔۔وہ غریب آدمی یہاں کر کیا رہا تھا۔۔۔

"ہیلو غریب آدمی۔۔ کیا میرے آفس میں جاب انٹرویو دینے آئے تھے۔۔" عریشہ کے لہجے کی شوخی پر کچھ آس پاس کے اسٹاف نے ٹھہر کر

دیکھا مگر اِس کے بلیک سَن گلاسز سر پر لگاتے آئی بر واُچکا کر دیکھنے پر گڑ بڑا کر سیدھے ہوئے تھے۔۔

"نہیں۔۔" مجتبیٰ اسکی ڈریسنگ اور پھر یہاں موجودگی محسوس کر سمجھ گیا تھا کہ وہ یقیناً یہاں پر کسی اچھی پوسٹ پر تھی پھر اسکا یوں استحقاق سے بولنا بہت کچھ جتا گیا تھا۔۔

"لاؤ سی وی دیکھاؤ اپنی۔۔اور میرے آفس میں آؤ۔۔۔" عریشہ اسے کافی دن سے جاب کے لئے مارا مارا گھومتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے میڈم۔۔"اس نے انکار کرنا چاہا۔۔

"کیوں؟"اس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔

"نہیں تو مطلب نہیں۔۔" مجتبیٰ کو اپنی انا بہت پیاری تھی۔۔

"بہت مسئلے ہیں تمہارے ساتھ غریب آدمی۔۔۔"اس نے تاسف بھرا سانس کھینچا،اور تیزی سے اسکے ہاتھ سے سی وی کھینچ کر اپنے سامنے کی۔۔ مجتبیٰ لب بھینچ گیا۔۔ مگر چاہ کر بھی کچھ نہیں بولا۔۔

"آفس میں آؤ میرے۔۔"اس بار سنجیدگی سے اسکی سی وی پر ایک طائرانہ نگاہ گھماتی حکم سناتی ہیل کی ٹک ٹک کرتی اپنے گلاس روم آفس کی جانب بڑھی۔۔

"اللہ جانے مجھے یہ نواب زادی ہر جگہ کیوں ٹکرا جاتی ہے۔۔"اس نے تاسفی سانس خارج کی۔ساتھ ہی قدم اسکے آفس کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔

"مے آئی کم ان۔۔"وہ جو ریلکس ہو کر بیٹھتی اسکی سی وی پر ایک تفصیلی نگاہ دوڑا رہی تھی۔۔اسکے یوں اجازت لینے پر دھیرے سے مسکرائی۔۔

"آجائیں مجتبیٰ آصف!" اب وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔۔

"بیٹھیں۔۔" وہ خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔۔ عجیب سی شرمندگی بھی تھی۔۔

"میں نے آپ کی سی وی دیکھی۔۔۔ ہمیں ویسے تو گرافک ڈیزائنر کی ابھی نیڈ نہیں ہے۔۔ بٹ آپ کی سی وی دیکھتے ہوئے میں آپ کو ہائر کر رہی ہوں۔۔" عریشہ کی بات سن کر مجتبیٰ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔۔

"اس عنایت کی کوئی خاص وجہ؟" وہ خشک لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔ جبکہ اب وہ تیزی سے لیپ ٹاپ اسکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔۔

"عنایت تو نہیں ہے۔۔ بٹ ہمیں دو ماہ بعد آپ جیسے قابل بندے کی ضرورت پڑنے والی ہے۔۔ اور آپ کا ایک کام بھی اچھا ہے۔ میں نے ابھی آپ کا پروٹفولیو چیک کیا ہے۔ کافی امپریسیو ہے۔" اس نے سراہا تھا۔۔

"ویسے جب آپ کے پاس آنلائن جاب ہے تو پھر یوں خواری اٹھانے کی کوئی خاص وجہ۔۔" اب وہ بازپرس پر اتری تھی۔۔جو نجانے کیوں خائف سا دکھائی دے رہا تھا۔۔

"آنلائن جاب کافی تو نہیں ہوتی نا۔۔ایک مستقل جاب کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔۔" وہ سمجھ کر سر ہلاتی،اب سیلری پیکج کے بابت ڈسکس کر رہی تھی۔

"کنوگریچولیشنز! آپ ہمیں کل سے جوائن کر سکتے ہیں۔" مجتبیٰ ذرا کشمکش میں دکھائی دے رہا تھا۔۔

"اینی پروبلم!" اس نے آئی بروا ٹھائے۔۔

"اکچوئیلی کل میری بہن کی شادی ہے۔۔تو میں اس ہفتے جوائننگ نہیں دے سکوں گا۔۔" اس بار وہ سیدھا مدعے پر آیا۔۔

"اوہ تو اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔آپ ہمیں نیکسٹ منتھ کی ٹین سے جوائن کر لیجئے گا۔۔"مجتبیٰ سر ہلا گیا۔۔

"تھینک یو سو مچ میم !"اب وہ وہاں سے نکل آیا تھا۔۔ عریشہ کی پر سوچ نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔

مصطفیٰ زنیرہ بیگم کو نیند کی گولی دینے کے بعد دھیرے سے قدم اُٹھاتا اپنے روم میں واپس آیا تھا۔ کمرہ اندھیرے میں ڈُوبا ہوا تھا۔۔ ثمرہ کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔

"ثمرہ!"اس نے دھیرے سے پکارا۔۔ مگر جواب ندارد۔۔

"ثمرہ۔۔آپ مجھے سن رہی ہیں؟"اس بار اسکی پیشانی پر بل نمودار

ہوئے۔۔جبھی اسنے پلٹ کر واشروم کی جانب دیکھا، واشروم کی لائٹ آف

تھی مگر دروازہ ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔۔

"ثمرہ!"وہ ایک بار نوک کرنے کے بعد سیدھا واشروم میں انٹر ہوا تھا۔۔

"ثمرہ!"ثمرہ کو یوں ایک کونے میں سکڑا سمٹا سا بیٹھا دیکھ۔وہ واشروم کی

لائٹ آن کرتا، دوڑ کر قریب گیا تھا۔۔

"یہ کیا حالت بنا رکھی ہے آپ نے اپنی؟"وہ ٹھنڈے فرش پر پاؤں سمیٹ

کر بیٹھی شاید رُو رَہی تھی۔۔وہ اپنے آفس ڈریس کی پرواہ کئے بغیر قریب ہی

پاؤں میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"ثمرہ۔۔یہ کیا حالت بنالی ہے۔۔۔آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں؟"اس نے

اسکا چہرہ اٹھا کر اپنے سامنے کیا۔۔چہرہ آنسوؤں سے تَر تھا۔۔۔بال بھیگے

ہوئے تھے۔ ہاتھ پاؤں لرز رہے تھے۔۔ پھٹے ہوئے ہونٹ، وہ ابھی تک اسی لباس میں ملبوس تھی۔۔۔

مصطفیٰ نے اسے کچھ بھی کہے بغیر ایک جھٹکے سے اپنے حصار میں اٹھاتے قدم بیڈروم کی جانب بڑھائے تھے۔۔ ثمرہ یونہی ساکت وصامت رہی تھی۔۔۔ اس کے وجود میں کوئی ہل چل نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"وہ دھیرے سے قدم اُٹھاتا بیڈ پر بیٹھاتا اسکے قریب ہی بیٹھتا خاموشی سے اسکا چہرہ تکنے لگا۔۔ جو نگاہیں فرش پر جمائے بالکل سن سی بیٹھی تھی۔۔

"آئی ایم سوری۔۔۔ میں جانتا ہوں یہ سب میری غلطی ہے۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔" اس نے آگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔ جو اسکا نرم لمس پاتے ہی یکدم بکھر گئی تھی۔۔۔ اور سسکیوں سے روئی تھی۔۔

"میرا کیا قصور ہے مصطفیٰ! میں نے تو آپ سے نہیں کہا تھا کہ شارق کی ضمانت کرائیں۔۔اب تو میں آپ سے بھی کچھ نہیں کہتی۔۔پھر آنٹی مجھ سے کس بات پر غصہ ہیں۔۔" وہ اسکی شرٹ مٹھیوں میں جکڑتی آنسوؤں سے رو پڑی تھی۔۔۔۔

"اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔میں سمجھاؤں گا ماں کو۔۔" وہ اب ہولے ہولے اسکا سر تھپک رہا تھا۔۔وہ روتی روتی نیم غنودگی میں چلی گئی تھی۔۔

"ثمرہ!" اس نے اسے پکارا مگر گردن پر پڑتی گرم سانسوں سے محسوس ہوا وہ سو چکی تھی۔۔

"آئی ایم سوری سویٹ ہارٹ!" وہ اسکے ماتھے پر پیار کرتا لیٹا کر کمبل برابر کر گیا۔۔ ساتھ ہی قدم اٹھا کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا۔۔اب اسکا آفس جانے کا کوئی خاص ارادہ نہیں تھا۔۔۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔۔آج آئزل اور اہان کی مایوں تھی۔۔کمبائن فنکشن تھا۔۔مایوں کا انتظام سکندر ہاؤس کے لان میں رکھا گیا تھا۔۔

نیلے رنگ کے غرارے میں ملبوس آئزل اپنے قدرتی حسن سے آراستہ سفید پجامہ سوٹ زیب تن کئے بیٹھے اہان کے برابر میں بیٹھی۔۔اسکی کسی نہ کسی معنی خیز بات پر مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔

"آئزل مجھے سے صبر نہیں ہو رہا یار۔۔۔یہ دن کب گزریں گے۔۔"وہ ایک بار پھر کانوں میں سر گوشیانہ گویا ہوا۔۔آئزل نے ذرا گردن ترچھی کرا سے گھورا۔۔کیونکہ اسکا بھائی اسی کی جانب آ رہا تھا۔۔

سفید شلوار سوٹ میں ملبوس، بالوں کو پیچھے کی جانب سیٹ کیئے وہ چہرے پر ازلی سنجیدگی سجائے ہوئے کتنی ہی لڑکیوں کی نظروں میں تھا۔۔۔

"مبارک ہو۔۔"اس نے نزدیک آتے اہان کو سینے سے لگایا تھا۔۔جو سالے کو گلے سے لگاتا کھل کر مسکرایا تھا۔۔

"خیر مبارک سالے صاحب۔۔"وہ جورو ہانسی ہوتی آئزل کو سینے سے لگائے کھڑا تھا کہ اہان کی شوخ آواز پر دھیرے سے مسکرایا۔۔

"سُدھر جاؤ تم۔۔"اس نے ذرا گھور کر دیکھا۔۔مگر اُسکی گھوریوں کا اس پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔

"میری بہن کا خود سے زیادہ خیال رکھنا۔۔اگر ذرا سی بھی تکلیف پہنچائی نا تو پھر سالا بن کر دکھاؤں گا تمہیں۔۔"اس نے تنبیہ کرنا ضروری سمجھی تھی۔۔وہ کھل کر مسکرایا۔۔۔

"یہ بھی کوئی کہنے والی بات ہے۔۔اپنی جان کا خیال میں، خود سے زیادہ کرونگا۔۔"وہ ہنوز شرارتی لہجے میں گویا ہوا۔۔آئزل بھائی کے سامنے اسکی اس بے باکی پر جھینپ سی گئی تھی۔۔

"اچھا تم دونوں بیٹھو میں انکل وغیرہ سے مل کر آتا ہوں۔۔"وہ آئزل کو پیار کرتا اسٹیج سے اُتر گیا۔۔۔

رات کا سیاہ اندھیرا ہر سو اپنے پنکھ پھیلا چکا تھا۔۔۔وہ اور مجتبیٰ کچھ دیر قبل ہی گھر لوٹے تھے۔۔آئزل چہرے پر ایک حسین مسکراہٹ سجائے ہاتھوں

کی چوڑیاں اتار رہی تھی۔۔ جبھی سنگھار آئینے پر رکھا اسکا موبائل تھر تھرایا تھا۔۔۔اسکرین پر نگاہ پڑتے ہی اسکے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ کھل گئی تھی۔۔

"السلام علیکم!"کال ریسو کرتے اسنے لب دانتوں تلے دبائے۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہیں ملکہ عالیہ!"دوسری جانب سے اسکی شوخ سی آواز ابھری تھی۔۔

"میں بالکل ویسی ہیں جیسی کچھ دیر قبل تھی۔۔"وہ بھی شوخی سے جواب دیتی اب وائپس سے چہرے پر لگے اوبٹن کے نشان مٹا رہی تھی۔۔

"مطلب حسین،اور میری۔۔۔"وہ ذرا دلربائی سے گویا ہوا۔۔

"ہاہا۔۔اگر آپ کو ایسا لگتا ہے تو جناب ایسا ہی ہو گا۔۔"اس نے بھی نفی نہیں کی تھی۔۔پھر قہقہہ لگا گیا۔۔

"افف آئزل یہ دو دن کب گزریں گے یار۔۔اب مزید انتظار نہیں ہو رہا ۔۔"اس کی بے چینی حد سے سوا تھی۔۔

"اہان صاحب اتنا اتاولا پن اچھا نہیں ہوتا۔۔"اسکا چہرہ حیا سے سرخ ہوا تھا۔۔

"یار صبر ہی تو نہیں ہو رہا۔۔اب بس تم مجھے دلہن کے روپ میں اپنے روم میں چاہیئے ہو۔۔"وہ اپنی دلی کیفیت بیان کر رہا تھا۔۔۔

"میں کال بند کر رہی ہوں۔مجھے نیند آرہی ہے۔۔"اس نے جھٹ دامن بچایا تھا۔

"سچ میں۔۔ میری تو آپ کی یاد میں نیندیں ہی اڑی ہوئی ہیں۔۔" وہ مزید شوخا ہوا۔۔

"اوکے بائے۔۔" اس سے قبل کے وہ پٹڑی سے اُترتا وہ رابطہ منقطع کر گئی۔۔۔

ثمرہ کی آنکھ رات گئے دیر سے کھلی تھی۔ کمرہ میں ہلکی ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ کچھ دیر تو وہ یونہی بے حس و حرکت بستر پر چت لیٹی رہی۔۔ پھر نظر گھمائی تو سیدھی نِگاہ مصطفیٰ سے ٹکرائی تھی۔۔ جو لیپ ٹاپ گود میں رکھے انہماک سے جھکا ٹائپنگ میں مصروف تھا۔۔ نیم اندھیرے میں لیپ ٹاپ کی روشن ہوتی کیز کے باعث اسکے چہرہ پر اچھی خاصی روشنی سی جگمگا رہی تھی۔۔ ماتھے پر بل ڈالے وہ اسکی جانب غافل تھا۔۔ وہ کتنی ہی دیر یونہی

مصطفیٰ کو تکتی رہی تھی۔ محبوب کو اپنے سامنے دیکھ لینا ہی محب کے لئے سب سے بڑی دوا ہوتی ہے۔۔اور ثمرہ کی ہر تکلیف کی بہترین دوا مصطفیٰ کی موجودگی اور اسکا نرم خو انداز تھا۔۔جو کچھ بھی ہو جائے مگر ماتھے پر ایک بھی شکن لائے بغیر ویسا کا ویسا ہی رہتا تھا۔۔۔اور پتہ نہیں کتنی دِیر گزر جاتی وہ یونہی اسے دیکھتی رہتی۔۔ گر جو مصطفیٰ کی نگاہ اس پر نہ پڑتی۔۔

''اٹھ گئیں آپ؟'' وہ کافی دیر سے ثمرہ کی نظروں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا۔۔ مگر اسے بے خودی میں تکتا پا کر اسنے ڈسٹرب کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔

''ہمم! آپ کیا کر رہے ہیں؟'' وہ کہنیوں کے بل اٹھ بیٹھی تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔۔ آپ بتائیں۔۔ طبیعت ٹھیک ہے۔۔" وہ سوتے میں ہی اسکے ہونٹوں پر جیل لگا چکا تھا۔۔ ثمرہ کو اپنے ہونٹ سن سے محسوس ہوئے تھے۔۔ اسنے ہاتھ لگا کر محسوس کرنا چاہا تھا۔۔

"اہمم! رہنے دیجیے۔۔۔ انٹمنٹ لگی ہے۔۔" اس نے اسے باز رکھا۔۔

"آپ آفس نہیں گئے کیا؟" اسے یونہی کیجول سے حلیہ میں بیٹھا دیکھ اسے احساس ہوا۔۔ نظر گھما کر دیکھا تو رات کا اندھیرا تقریباً پھیل چکا تھا۔۔

"نہیں۔۔ کافی تھکن ہوگئی تھی۔۔ بس اسی لئے۔۔ آپ اٹھ جائیں۔۔ فریش ہو جائیں پھر میں ڈنر روم میں ہی منگوا لیتا ہوں۔۔" مصطفیٰ کی ریکوئسٹ کرنے پر عریشہ نے کھانا زنیرہ کے ساتھ ہی کھالیا تھا۔۔ مصطفیٰ بھی ساتھ دینے کے لئے بیٹھ گیا تھا۔۔ مگر اب اسکا ارادہ ثمرہ کے ساتھ کھانا کھانے کا تھا۔۔ کیونکہ وہ صبح سے بھوکی سو رہی تھی۔۔

"نہیں۔۔ ہم باہر ہی چل کر کھاتے ہیں۔۔" وہ خود پر سے کمفرٹر اتارتی پاؤں فرش پر رکھتی جانے اب بکھرے بالوں کا جوڑا بنا رہی تھی۔۔۔

"آہمم! آپ فریش ہو کر آجائیں۔ میں یہیں منگوالیتا ہوں۔۔۔" اس نے نفی کی تو وہ دوپٹہ گلے میں ڈالتی خاموشی سے اٹھ گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے ایک گہری سانس بھرتے روم انٹر کوم اٹھا کر ملازمہ کو کھانا روم میں لانے کی تاکید کی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ فریش ہو کر روم میں آئی تب تک مصطفیٰ کھانا روم میں منگوا چکا تھا۔۔ وہ صوفے پر بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔ جو کہنیوں سے آستین درست کرتی دھیرے سے قدم اٹھاتی نزدیک آئی تھی۔۔

"بیٹھیں۔۔" وہ اسے آتا دیکھ اب نرمی سے بولا۔۔ ثمرہ خاموشی سے بیٹھ گئی تھی۔۔ جس نے ہمیشہ کی طرح پہلے اسکی پلیٹ میں کھانا ڈالا تھا۔۔اور پھر اپنے لیے نکالتا ساتھ ساتھ اسکی پلیٹ سے بھی لقمے اُٹھا رہا تھا۔۔۔

کھانا بہت خاموشی سے کھایا گیا تھا۔۔ ثمرہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ جبکہ مصطفیٰ ڈیزرٹ پیالے میں نکالتا اس میں دو چمچہ لگا چکا تھا۔۔

"ثمرہ۔۔"اس نے پیالہ اسکی جانب بڑھایا۔۔

"مصطفیٰ میرا دل نہیں ہے۔۔"اس نے بے چارگی سے کہا۔۔

"تھوڑا سا کھالیں۔۔ بہت مزے کا بنا ہوا ہے۔۔"ایک چمچ بھر کر اسکے منہ کی جانب بڑھایا تو وہ اسکا دل رکھنے کی خاطر تھوڑا سا کھانے لگی۔۔اب وہ اپنے ساتھ ساتھ اسی چمچ سے اسکے منہ میں بھی ڈالتا جا رہا تھا۔۔۔ جو ہلکی پھلکی

باتیں کرتا اسکا موڈ اچھا کرنا چاہ رہا تھا۔۔ مگر وہ تو کسی اور ہی سوچوں میں گم بیٹھی تھی۔۔۔

"مصطفیٰ میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔" وہ جیسے کسی فیصلے پر پہنچی تھی۔۔۔اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"کیسا فیصلہ؟" وہ متفسر لہجے میں گویا ہوا۔۔

"میں اپنے گھر واپس جانا چاہتی ہوں۔۔ جب شارق کی ضمانت ہو گئی ہے تو آنٹی کبھی بھی مجھے اپنے گھر میں برداشت نہیں کریں گی۔۔اور میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے آپ کے اور آنٹی کے تعلقات خراب ہوں۔۔" نظریں جھکائے، دونوں ہتھیلیاں آپس میں مسلتی وہ بہت دقت سے رندھے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔۔ مصطفیٰ کے چہرے پر چٹانوں سی سختی در آئی تھی۔۔

....

"کیا کہا آپ نے ثمرہ؟"مصطفٰی کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔سیاہ آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ گئی تھیں۔۔چہرے پر سختی در آئی تھی۔یہ لڑکی کتنی آسانی سے اسے چھوڑنے کی بات کر گئی تھی۔۔۔

"مصطفٰی یہی ہمارے حق میں۔۔"مصطفٰی کے بگڑے تیور دیکھ وہ لب چباتی، اپنا جملہ مکمل کرتی اِس سے قبل ہی مصطفٰی ایک لمحے میں اسکا بازو جکڑ کر قریب کر گیا۔۔۔اپنے بے حد نزدیک مصطفٰی کے غصّے سے بھرے تاثرات دیکھ ثمرہ کو اپنے جان ہوا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"محترمہ یہ نکاح ہوا ضرور آپ کی مرضی سے تھا۔۔مگر اب نبھانا ہے یا ختم کرنا ہے اس کا فیصلہ میں کرونگا۔"اسکی بیوہ قوفی پر مصطفٰی کا دماغ جھنجھا اٹھا تھا۔۔

"مگر مصطفیٰ آنٹی۔۔۔" اُس نے اُسکے بگڑے تاثرات دیکھ کترا کر جواز پیش کرنے کی کوشش کی۔۔

"آنٹی کو سنبھالنے کے لئے آنٹی کا بیٹا مر تو نہیں گیا نا ثمرہ۔۔ابھی میں زندہ ہوں۔۔ سنبھال لونگا آپ کی آنٹی کو بھی۔۔آپ اپنا ہی چھوٹا سا دماغ ذرا کم چلائیں تو ہی بہتر ہے۔۔۔" مصطفیٰ دانت کچکچا کر غرایا تھا۔۔وہ جب جب چاہتا تھا کہ اپنے اور ثمرہ کے اس عجیب و غریب سے رشتہ کو کوئی محبّت بھرا اعزاز ہی بخش دے۔۔ تبھی وہ لڑکی کچھ انوکھا کر ڈالتی تھی۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں مصطفیٰ۔۔۔اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو۔۔" ثمرہ اسکے لہجے کی کڑواہٹ پر خوف زدہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں تھیں۔۔

"تو پھر آپ نے اس قدر احمقانہ بات کی کیسے؟" اسکا غصہ ہنوز برقرار تھا۔۔

"میں آپ کو کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی۔" وہ نظریں چرا کر شرمندہ سی گویا ہوئی۔۔

"اوہ تو آپ نے کیا مجھے بے غیرت قسم کا مرد سمجھ کر رکھا ہے۔۔جو مشکل وقت میں ماں کی خوشی کی خاطر، اپنی بیوی کو تنہا چھوڑ دونگا۔" مصطفیٰ کو اسکا یہ تقاضہ کسی ہتھوڑے کی مانند دماغ پر لگا تھا۔۔وہ چاہ کر بھی اپنے غصے پر قابوں نہیں پا سکا تھا۔۔۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا مصطفیٰ!" اس نے گڑبڑا کر صفائی دینی چاہی۔۔

"تو پھر آپ کا مطلب کیا ہے ثمرہ؟" وہ آنکھوں میں بے پناہ سرد مہری لیے غصے سے بولا تھا۔۔

"کوئی مطلب نہیں ہے میرا۔ہاتھ چھوڑیں میرا، اتنا سختی سے پکڑا ہے۔۔توڑیں گے کیا۔۔" ثمرہ کو بھی غصہ آیا تھا، اور اپنا ہاتھ اسکی سخت

گرفت سے ایک جھٹکے سے آزاد کراتی خفگی سے بولتی ذرا فصلے پر ہوئی۔۔اسکا جسم پہلے ہی درد کر رہا تھا اور اب مصطفیٰ کا رویہ اسکا دل کیا چیخ مار کر رونا شروع کر دے۔۔۔ مصطفیٰ نے اسکے لہجے میں لاپرواہی محسوس کر سر ہاتھوں میں گراتے ایک سرد آہ خارج کی تھی۔۔۔۔

”میرے خیال سے میں نے اس رشتے کو سمجھنے کے لئے آپ کو جتنا وقت دینا تھا وہ اب زیادہ ہو چکا ہے۔۔“ ثمرہ نے ہنوز لاپرواہی سے نظریں پھیرتے اسکی بات کو سنا ان سنا کرنا چاہا تھا۔۔

”یہ برتن کچن میں واپس رکھ کر آئیں۔۔اور کسی ملازم سے کہہ کر میرے لئے ایک کافی منگوادیں پلیز۔۔۔آپ کی فضول گوئی نے میرا دماغ گھوما دیا ہے۔۔میں اسٹڈی میں اپنے افس کا کام کرنے جا رہا ہوں،اور خبر دار جو کسی نے بھی مجھے ڈسٹرب کیا۔۔“ ثمرہ کے رویے پر اسے ایک بار پھر تپ چڑھی

تھی۔۔ جبھی وہ خفگی سے کہتا سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر اسٹڈی میں بند ہو گیا تھا۔۔ ثمرہ نے بھی نخوت سے سر جھٹکا تھا۔۔ جبکہ دماغ آب نئے تانے بانے بننے میں مصروف تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"الماس خالہ آنٹی کہاں ہیں؟" ثمرہ نے کچن میں آتے الماس خالہ سے استفسار کیا، جو سنک میں پڑے برتن دھو رہی تھیں۔۔

"بیٹا وہ تو صبح سے کمرے میں ہیں۔۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے اب؟" انہوں نے افسوس سے ثمرہ کا پھٹا ہوا ہونٹ دیکھا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔" اس نے مسکرانے کی ناکام سعی کی تھی۔

"بیٹا بیگم صاحبہ! صاحب کے زمانے سے بہت سوبر اور نفیس خاتون رہی ہیں۔۔ لڑائی جھگڑا کس بلا کا نام ہے یہ تو اس گھر کے فرد جانتے ہی نہیں، مصطفیٰ جیسے نفیس بیٹے کی تربیت زنیرہ خاتون نے ہی کی ہے۔۔۔ لیکن جب سے چھوٹے صاحب اس دنیا سے گئے ہیں۔۔۔ بیگم صاحبہ کو معلوم نہیں کیا ہوا ہے۔۔ مجھے یاد ہے آج بھی وہ دن جب مصطفیٰ بابا نے پہلی بار آپ کے لئے اپنی پسند کا اظہار کیا تھا۔۔ وہ جلد از جلد آپ کو اپنی بہو بنانا چاہتی تھیں، مگر پھر پتہ نہیں کیا ہوا۔۔ مصطفیٰ بابا آسٹریلیا چلے گئے۔۔۔۔ پھر جب وہ وہاں سے واپس آئے پھر تو آپ کو سب پتہ ہی ہے۔۔۔ حالات کا تقاضہ ہے ورنہ بیگم صاحب ہرگز بھی دل کی بُری نہیں ہیں۔۔۔" ثمرہ نگاہیں جھکائے خاموشی سے سن رہی تھی۔۔

"آپ کسی کام سے آئی تھیں؟" کچھ لمحے دونوں کے مابین خاموشی حائل رہی تھی۔۔

"جی مصطفٰی کے لئے کافی بنانی تھی۔۔" دماغ میں یکدم جھماکا ہوا تھا کہ وہ اپنے ناراض شوہر کو رُوم میں اکیلا چھوڑ آئی تھی۔۔۔

"میں بنادوں؟" انہوں نے پیشکش کی۔۔

"نہیں خالہ بہت شکریہ۔۔ میں بنالونگی۔۔ مصطفٰی کو ویسے بھی میرے ہاتھ کی کافی پینی تھی۔۔۔" وہ دھیمی مسکراہٹ سے گویا ہوتی اب تیزی سے ہاتھ چلاتی مصطفٰی کے لئے کافی پھینٹ رہی تھی۔۔

"چلیں بیٹا جی پھر آپ کافی بنائیں۔۔۔" وہ بھی مسکراتی ہوئی اپنے کاموں میں غرق ہوگئی تھیں۔۔ جب کہ ثمرہ کا دماغ مصطفٰی میں ہی اٹکا ہوا تھا۔۔

"آئی مس یو سو مچ بھائی!" قصویٰ کتنی ہی دیر سے بھائی کے سینے سے لگی بیٹھی تھی، جو آج صبح ضمانت پر گھر آیا تھا۔۔اسے جیسے ہی علم ہوا تھا وہ بھاگی بھاگی گھر واپس آئی تھی۔۔۔

"ثمرہ کی کوئی خیر خبر لی آپ لوگوں نے؟" وہ صبح سے کوئی دس مرتبہ ایک ہی سوال دہرا چکا تھا۔۔

"بیٹا جی تمہاری بہن کی کیا خیر خبر لینی۔۔اس نے اپنی مرضی سے نکاح کیا ہے۔۔"فرناز نے ذرا چڑ کر جواب دیا۔۔

"آنٹی پلیز۔۔۔میں جانتا ہوں کہ آپ لوگوں نے مجبور کیا ہو گا۔۔"شارق نے ذرا ناگواری سے باپ کی جانب دیکھا۔۔

"ایگزیکٹلی۔۔اور سب غلطی مما کی ہے بھائی۔۔انہوں نے ثمرہ کو مجبور کیا۔۔اور وہ احد مصطفیٰ اور اسکا خاندان اس کے ساتھ ملازماؤں جیسا سلوک کرتے ہیں۔۔۔اور بابا؟؟ بابا نے تو ثمرہ سے اس نکاح کی وجہ تک پوچھنے کی بھی زحمت نہیں کی۔۔ خیر خبر لینا تو دور کی بات۔۔"قصویٰ نے ماں کی گھورتی نگاہیں نظرانداز کر جھٹ بھائی کو شکایت لگائی تھی۔۔جس نے لب بھینچ لئے تھے۔۔۔

"بہت غلط کیا ہے آپ لوگوں نے۔۔"اس نے تاسفی نظروں سے باپ کی جانب دیکھا جو نگاہیں چرا گئے تھے۔۔۔۔

"بس قصویٰ ہم کل ہی وکیل کے ساتھ احد مصطفیٰ کے گھر جائیں گے۔۔میری بہن لاوارث نہیں ہے، کہ جس کا جو دل چاہے وہ کر گزرے۔۔"شارق کو باپ کی جانب سے کی گئی یہ زیادتی ایک آنکھ نہیں

بھائی تھی۔۔ وہ بھلے اس پر جتنا ہی غصہ کرتا تھا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس کی بہن اس سے کس قدر محبت کرتی تھی۔۔اور یہ قربانی بھی اس نے صرف اسی کی وجہ سے دی ہو گی۔۔

"مرضی ہے تمہاری، ویسے تمہاری بہن بہت خوش ہے وہاں۔۔۔ فضول میں ہی جاؤ گے۔۔ دیکھ لینا وہ واپس نہیں آئے گی۔۔ کیونکہ اس نے تمہاری آڑ میں اپنی سابقہ محبت کو حاصل کیا ہے۔۔" وہ ایک بار پھر سے زہر اگلنے لگی تھیں۔۔

"کیا آپ خاموش رہ سکتی ہیں؟" شارق کو انکی باتیں حد سے زیادہ ناگوار گزر رہی تھیں۔۔

"بھئی ہم تو خاموش ہی ہیں۔۔ تم دیکھ لو اپنا۔۔" انہوں نے ناگوار لہجے میں کہتے سر جھٹکا۔۔۔ جبکہ جبران صاحب ہنوز خاموشی سادے ہوئے تھے۔۔۔

"بابا مجھے آپ سے یہ اُمید ہرگز نہیں تھی۔۔" وہ ناراض لہجے میں بولتا اپنے رُوم میں چلا گیا تھا۔۔۔ قصویٰ بھی باپ کو ناراض نگاہوں سے دیکھتی اپنے روم کی جانب چل دی تھی۔۔

"ہماری تو ایک بھی اولاد ہماری سگی نہیں ہے۔۔۔" فرناز نخوت بھرے لہجے میں جلے دل کے چھالے پھوڑتیں اپنے روم کی جانب چل دی تھیں، جبکہ جبران کی موجودگی بالکل ایسی تھی گویا وہ وہاں موجود ہی نہ ہوں۔۔۔

ثمرہ کافی کا مگ لئے آہستہ سے قدم اٹھاتی اسٹڈی میں آئی تھی۔۔ جہاں مصطفیٰ چیئر پر بیٹھا سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر بڑے انہماک سے اسکرین پر نظریں جمائے کام میں غرق تھا۔۔۔

"مصطفیٰ آپ کی کافی!" وہ اسکی موجودگی پہلے ہی محسوس کر چکا تھا، مگر پھر بھی نگاہ اٹھا کر دیکھنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔ جبھی ثمرہ نے پکار کر توجہ اپنی جانب مبذول کرانی چاہی۔۔

"ہمم! یہیں رکھ دیں۔۔" اس نے ہنکارا بھرتے کہا۔۔ ثمرہ کچھ لمحے یونہی کھڑی اسے دیکھتی رہی تھی۔۔

"آپ کو سونا نہیں ہے۔۔ رات کافی ہو گئی ہے۔۔" اس نے لب چباتے ایک بار پھر مصطفیٰ کو اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔

"کچھ دیر قبل میں نے کہا تھا کہ مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔۔" اس بار مصطفیٰ نے بھی لحاظ نہیں کیا تھا۔۔

"تو میں آپ کو ڈسٹرب تھوڑی کر رہی ہوں۔۔ بس پوچھ رہی ہوں۔۔" ثمرہ کو اسکے تپے تپے تاثرات مزاح دے رہے تھے۔ جبھی وہ ذرا شرارتی لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔

"نہیں۔۔ مجھے نیند نہیں آرہی۔۔ آپ جا کر سو جائیں۔۔ اور پلیز میرے سر پر نہ سوار رہیں۔۔" مصطفیٰ نے دانت کچکچا کر کہتے کافی کا ایک سپ لیا تھا۔۔ جو کھولتے اعصابوں کو پرسکون کر گئی تھی۔۔

"میں کیا کہہ رہی تھی۔۔" وہ اسے یونہی لاپراوہ دیکھ، بات کو تول دیتی گھوم کر اسکی چیئر کے پیچھے آ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ مصطفیٰ سیدھا ہو گیا تھا۔۔۔ جو اب کندھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔۔

"جی فرمایئے اب کونسی نئی خرافات آئی ہے آپ کے ذہن میں۔۔" اس نے جیسے خود کو اسکی فضول گوئی سننے کے لئے تیار کیا تھا۔۔

"پہلے آپ بہت کول مائینڈڈ بندے تھے۔۔ مگر اب آپ بہت زیادہ روڈ اور

نک چڑے ہو گئے ہیں۔۔ ہر وقت غصے میں ہی رہتے ہیں۔۔" ذرا جھک کر

کان میں سرگوشیانہ مسکراتے لہجے میں بولتی وہ مصطفیٰ کو بھی مسکرانے پر مجبور

کر گئی تھی۔۔ جو اُسکی اپنے عقب میں موجودگی محسوس کر پہلے ہی لیپ ٹاپ

لڈ گرا چکا تھا۔۔۔

"مگر مجھ جیسے کول مائینڈڈ بندے کو بھی آپ اپنی باتوں سے غصے سے لال

بھبھوکا ہونے پر مجبور کر دیتی ہیں۔۔" وہ رخ پھیرتا، اسکا داہنا ہاتھ پکڑ کر اپنے

سامنے لایا تھا۔۔ جو مسکراہٹ ضبط کر رہی تھی۔۔

"وہ یاد ہیں آپ کو مصطفیٰ۔۔۔ کمپنی میں ایک مسٹر اشفاق صاحب

تھے۔۔ ایجڈ سے۔۔" اس نے تمہید باندھی، مصطفیٰ نے ذرا نا سمجھی سے دیکھ

اثبات میں سر ہلایا۔۔

”وہ کہتے تھے ناکہ بیوی کا غصہ تو اچھے اچھوں کا دماغ گھما بھی دیتا ہے۔اور سر پھروں کو راہ راست پر بھی لے آتا ہے۔۔۔تو بس آپ کمر کس لیں،اب آپ بھی آہستہ آہستہ عادی ہو ہی جائیں گے۔۔“وہ اپنی بات کہتی، خود ہی لطف اندوز ہوتی، قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔ مصطفیٰ نے بھی مسکراہٹ دباتے ذرا خشمگین نظروں سے گھورا تھا۔۔

”اچھا اب مجھے گھوریں نہیں۔۔اپنا کام کریں۔۔میں جا رہی ہوں سونے۔۔“وہ مزے سے بولتی اب پلٹنے لگی تھی۔ جبھی مصطفیٰ نے اسکی کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا۔۔اور وہ سیدھی اسکے حصار میں آ گری تھی۔۔

”مصطفیٰ!“وہ اس اچانک افتاد پر ایک لمحے کو سٹپٹا کر اسے فاصلہ قائم کرنے لگی، جو آنکھوں میں معنی خیز سی چمک لئے اسکے گھبرائے چہرے کو بڑی دلچسپی سے نہار رہا تھا۔۔

"جی جانِ مصطفٰی!" اس طرزِ تخاطب پر ثمرہ مزاحمت ترک کرتی اسے ہونقوں کی مانند تکنے لگی تھی۔۔ منہ ذرا کھلا ہوا تھا۔۔ آنکھوں میں بے یقینی تھی۔۔

"منہ تو بند کر لیں یار،، اب ایسا بھی کیا کہہ دیا میں نے۔۔" اس کے اس قدر عجیب ریکشن پر وہ خفا ہوا۔۔ پہلے ثمرہ کتنی ہی دیر تک اسٹل یونہی اسکے حصار میں بیٹھی رہی تھی۔۔ پھر یکدم ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔۔ آپ جیسے گریس فل بندے کے منہ سے یہ والے الفاظ بالکل اچھے نہیں لگ رہے مصطفٰی۔۔ یہ تھوڑا چیپ ہو گیا۔۔" وہ مسکراہٹ دباتی شرارتی لب و لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔

""وہاٹ؟؟؟ ثمرہ آپ اتنی مضحکہ خیز باتیں کہاں سے لاتی ہیں؟ بیوی کو جان کہنا کب سے چیپ ہو گیا؟"" مصطفٰی تو اسکی عجیب و غریب سی منطق پر حیرت کی زیادتی سے گنگ کتنی ہی دیر کچھ بول ہی نہیں سکا تھا۔۔

""نہیں نہیں۔۔۔ آپ اگر مجھے بیگم کال کریں گے تو یہ زیادہ مناسب رہے گا بانسبت جان، شان کے۔۔"" ثمرہ نے ذرا ناک چڑھا کر حل پیش کیا۔۔ مصطفٰی نے ایک گہری تاسفی سانس کھینچی تھی۔۔اس کے نصیب میں یہی اکلوتا انوکھا پیس رہ گیا تھا۔۔

""عموماً لوگوں کی بیگمات خوشی سے نہال نہال ہو جاتی ہیں، جب ان کے شوہر نامدار اس قدر والہانہ انداز میں بیوی کو محبت بھرے ناموں سے پکارتے ہیں۔۔"" اسکے گرد گھیرا تنگ کرتے ذرا جتاتے لہجے میں کہا تھا۔۔ جس کی آج

آنکھوں کے ساتھ ساتھ لب بھی مسکرا رہے تھے۔۔جو کچھ دیر قبل والی ثمرہ سے یکسر مختلف لگ رہی تھی۔۔۔

"تو وہ لوگوں کی بیگمات ہوتیں ہیں نا مسٹر احد مصطفیٰ،،اور میں مسز احد مصطفیٰ ہوں، کچھ تو انو کھا جچتا ہے ہم پر۔۔"اب وہ لاڈ سے بانہیں گلے میں ڈالتی مصطفیٰ کو جھٹکے پر جھٹکے دیتی حیران کر رہی تھی۔۔اسے ثمرہ کی جانب سے ایسی کسی بھی پیش قدمی کی ہرگز بھی کوئی توقع نہیں تھی۔۔۔

"خیر تو ہے مسز مصطفیٰ! آج تو لگ رہا ہے آپ نے ہمیں حیران کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔۔"اس حسن آرا کا چہرہ قریب کئے گلابی رُخسار پر ہولے سے اپنی محبت کے خوبصورت رنگ بکھیرتا وہ اسے سُرخ کر گیا تھا، سارا اعتماد پل میں ہوا ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

"میں۔۔۔وہ میں کہہ رہی تھی مصطفیٰ۔۔کیا میں بھی آپ کا آفس جوائن کرلوں۔۔"مصطفیٰ کی توجہ بھٹکانے کے لئے وہ اچانک ہی انتہائی غیر متوقع بات کر گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے ذرا سے فاصلے پر ہوتے چہرہ پیچھے کو جھکائے اچنبھے سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔جو اسکے لمس پر سرخ پڑ گئی تھی۔۔۔

"آفس ؟؟ مگر وہاں آپ کا کیا کام ؟"مصطفیٰ نے نا سمجھی سے دیکھا۔ جبکہ وہ بڑی چالاکی سے اسکے حصار سے نکلتی فاصلے سے کھڑی ہو گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے اسکی تیزی پر بھنویں اُٹھائیں۔۔

"میں گھر میں بور ہوتی رہتی ہوں۔۔ پھر آنٹی کو بھی میرا وجود گوارہ نہیں۔۔آپ مجھے واپس جانے نہیں دیں گے۔۔ میرا مطلب ہے میں خود بھی آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں مصطفیٰ، وہ تو بس ویسے ہی کہہ دیا تھا۔۔ خیر تو میں نے ان تمام مسلوں کا ایک ہی حل نکالا ہے کہ میں مسٹر احد مصطفیٰ کی

پی اے بن جاؤں۔۔ کیا خیال ہے۔۔" روانگی میں بولتے اپنی زبان پھسل جانے پر مصطفیٰ کی گھورتی نگاہوں پر جھٹ سے اسٹیٹمنٹ بدلتی وہ جواز پیش کرنے لگی تو مصطفیٰ نے بھی سنجیدگی سے اسکے مشورے کے بارے میں سوچا تھا۔۔

"اچھا آئیڈیا ہے نا؟" گردن ذرا ترچھی کر جانچتی نگاہوں سے دیکھتے، اس کا ریکشن جاننا چاہا تھا

"پتہ نہیں یہ کون لوگ ہوتے ہیں، جو بیویوں کی موجودگی میں کاروباری معاملات خوش اسلوبی سے نبھالیتے ہیں۔۔ مگر میں سوچ رہا ہوں کہ اگر آپ میرے آفس میں، میری ہی پی اے بن کر ہر وقت میرے سر اور حواسوں پر سوار رہیں گی تو میں بزنس میں دلچسپی کیسے لے سکونگا۔۔" وہ اسکی اس ادا پر ایک بار پھر اسکا ہاتھ تھام کر اپنے حصار میں لیتا اُلفت بھری نگاہوں سے اسکا

حسین ذرا شرمایا شرمایا سا چہرہ تکتا سوالیہ انداز میں گویا ہوا تھا۔ جس نے اپنی خفت چھپانے کو ذرا ناراضگی سے گھوار تھا۔۔

"میں کل سے جوائن کر رہی ہوں بس بات ختم۔۔۔" اس نے مصطفیٰ کی ذو معنی نظروں سے خائف ہوتے حتمی انداز میں فیصلہ سنایا تھا۔۔

"اوکے بوس۔۔اب زوجہ کا حکم تو حرف آخر ہوتا ہے نا پھر۔۔۔" اسے اپنے حصار میں لئے نشست چھوڑ کر کھڑا ہوتا وہ محظوظ کن لہجے میں بولتا اسٹڈی کی لائٹس آف کرتا روم میں آیا تھا۔ کیونکہ اب کام میں تو دل خاک ہی لگنا تھا۔

"مصطفیٰ آپ کی کافی!" ثمرہ نے ایک بار پھر توجہ دلائی۔

"جب خوش گفتار بیوی پاس ہو تو خود کو پر سکون کرنے کے لئے ایسی کسی کڑوی کافی کے سہارے کی ضرورت نہیں رہتی۔۔" وہ محبّت بھرے لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔

"ویسے میں ایک بات اور سوچ رہی تھی۔۔آپ کی سیکریٹری زیادہ خوبصورت ہے، تو میں اسکی جاب لے لیتی ہوں۔۔" وہ بیڈ پر بیٹھتی، مصطفیٰ کو موبائل سائلینٹ پر لگاتا دیکھ مزید کچھ بولنے کے چکر میں تھی۔۔

"آفس کی باتیں اب آفس میں ہی سوچیئے گا مسز۔۔ابھی صرف آپ اپنی فیملی کا سوچیں۔۔" وہ ایک کمانڈ پر کمرے کی روشنی گل کرنے کے ساتھ ساتھ نائٹ بلب کی روشنی میں اسکے دمکتے سراپے کو اپنے حصار میں لیتا گھبیر لہجے میں بولا تھا۔۔

"کونسی فیملی؟" وہ حیران در حیران ہوئی۔۔

"ہماری فیملی۔۔۔" وہ ثمرہ کے انجان تاثرات سے حظ اُٹھاتا، مسکراہٹ ضبط کرتا، اپنی محبت کے حصار میں قید کر گیا تھا۔۔۔

بادلوں سے مبرہ آکاش پر پڑتی صبح کی پہلی کرن نے ہر سو روشنی سی بکھیر دی تھی۔۔ابھی کچھ دیر قبل ہی فجر کی اذان ہوئی تھی۔۔ صبح صبح ماحول میں چرندو پرند کی چہچہاہٹ گونج رہی تھی۔۔چرند پرند، انسان جاندار دنیا کی ہر جاندار شے حرکت میں آتی رب تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد اپنی اپنی زندگی کے کاموں میں مصروف ہو گئی تھی۔۔۔

ثمرہ شاور لینے کے بعد فجر کی نماز ادا کرتی لان میں آگئی تھی۔۔ پیڑ پودے ساری رات بھر اُوس گرنے کے باعث بھیگے ہوئے تھے۔ نئ کلیاں کھل کر خوبصورت خوشبودار پھولوں میں تبدیل ہو گئی تھیں۔ موسم سرما کا آغاز تھا، جسم کو لگتی ٹھنڈی ہوائیں تھر تھراہٹ دے رہی تھیں۔ ثمرہ کی طبیعت پر خوشگواری سی چھائی ہوئی تھی۔اس نے اور مصطفیٰ نے ساتھ ہی امامت میں نماز ادا کی تھی۔۔۔ مصطفیٰ کی دعا ذرا لمبی ہو گئی تھی، جبکہ ثمرہ لان میں چہل

قدمی کرتی مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔۔ جبھی اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔۔اور ساتھ ہی کسی نے گرم شال اس کے کندھوں پر ڈالی تھی۔۔

"سردی ہو رہی ہے۔۔آپ صبح صبح پیڑ پودوں میں آگئی ہیں۔۔ بیمار ہونے کا ارادہ ہے کیا؟" عقب سے اس پر حصار قائم کرتا، وہ اسکے نم بالوں میں ایک گہری سانس بھرتا فکرمند لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔

"میرا تو بیمار ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔اور ویسے بھی میرا خیال کرنے کے لئے آپ ہیں نا۔۔۔" وہ یونہی چاہت و محبت سے لبریز پرفسوں لہجے میں بولتی اسکی جانب رخ پلٹ چکی تھی۔۔ جو سفید رنگ شلوار سوٹ میں ملبوس

گھنے بالوں کو پیچھے کو سیٹ کئے، جاذب نظر اور ہمیشہ کی طرح ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔

"اچھا یہ بات ہے؟" اس کے چہرے پر بکھرے شرم وحیا کے خوبصورت رنگ اسے بارہا بہکنے پر مجبور کر رہے تھے، مگر وہ خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے، آئی برو اٹھا کر استفساریہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔

"جی! ویسے آپ تو کہہ رہے تھے میں اپنی نیند پوری کرونگا؟" اس نے ذرا خفگی سے دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ وہ اب اپنی نیند پوری کرے گا۔۔ تین چار راتوں سے وہ ویسے ہی سو نہیں سکا تھا۔۔۔

"اہمم! مگر پھر میں نے سوچا صبح صبح کا یہ حسین نظارہ ہر گز بھی مس نہیں کرنا چاہیے۔۔" اس کے چہرے پر اٹکھلیاں کرتی شرارتی سی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستا وہ مسحور کن لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔ ثمرہ دھیرے سے مسکرائی تھی۔۔

"تو اب سونے کا ارادہ ہے یا نہیں؟" اس کے گرد حصار قائم کرتی سینے پر محبت سے سر رکھتی وہ سوالیہ انداز میں گویا ہوئی تھی۔۔

"آہاں! ہماری نیندیں اُڑا کر آپ نیند کا پتہ پوچھتی ہیں۔۔اب بھلا نیند کس کم بخت کو آنی ہے مسز۔۔۔" اس کے بالوں سے اپنا چہرہ سہلاتا وہ معنی خیزی سے بولا تھا، تو ثمرہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

"یعنی آج، جم اور جاگنگ دونوں کینسل۔۔۔" اس نے لب دانتوں تلے دبائے ذر شرارتی لہجے میں دریافت کیا تھا۔۔

"اہمم! صحت پر نو کمپر ومائز!" خود کو شرارت سے دیکھتی ثمرہ کو دیکھتا وہ ذرا اترا کر بولا تو وہ قہقہہ لگا گئی۔۔۔۔

"لیکن اب مجھے تو بہت زور کی نیند آرہی ہیں۔۔ چلیں روم میں چلتے ہیں۔۔ بلکہ آپ جاگنگ پر جائیں۔۔ میں سونے جارہی ہوں۔۔" وہ ہنوز شرارت کے موڈ میں تھی۔۔ مصطفیٰ نے ذرا خفگی سے گھورا تھا۔۔۔

"چلیں پھر ساتھ میں نیندیں پوری کرتے ہیں نامسز۔۔اکیلے کا کیا مزاح۔۔" وہ آنکھ دبا کر ذرا شرارت سے بولا تو وہ خائف نظروں سے گھورتی اسکے سینے پر بازو جڑتی اب وہ اسکے حصار میں ہی چہل قدمی کرنے لگی تھی۔۔ جبھی اپنے کمرے میں ونڈو پر آتی زنیرہ بیٹے کو ثمرہ کے نزدیک دیکھ پردے برابر کرتیں پلٹ گئیں تھیں۔۔ جبکہ وہ دونوں اس نئی شروعات پر خوش اور مطمئن آئندہ بہاروں کو خیر مقدم کررہے تھے۔۔۔

آج مجتبیٰ کا دن حد سے زیادہ مصروف ہونے والا تھا۔۔ وہ ناشتے سے فارغ ہوتا ہی تیزی سے سب کچھ مینج کر رہا تھا۔۔ آج آئزل کی رخصتی تھی بلآخر وہ رخصت ہو کر اپنے سسرال جا رہی تھی۔۔ ایسے میں وہ اکیلا تنہا بھائی، کیا کچھ کرتا، سب رشتہ دار شام کو ہال آنے کا وعدہ کرتے سرے سے ہی غائب ہو گئے تھے۔۔ ایسے میں ان دونوں بہن بھائیوں نے بھی کسی سے کوئی شکوہ نہیں کیا تھا۔۔۔ مجتبیٰ کی مصروفیت کا خیال کرتے ہوئے اہان نے آئزل کو پالر چھوڑنے اور پک کرنے کی زمہ داری اپنے سر لے لی تھی کیونکہ گھر میں تو سینکڑوں ملازمین تھے مگر وہ بچارہ اکیلا ہی تھا۔۔۔

"مجتبیٰ!" وہ مہندی لگے ہاتھوں سے بھائی کے لئے ناشتہ تیار کر رہی تھی۔۔۔ آج بار بار آنکھیں بھر کر آ رہی تھیں۔۔ یہاں سے رخصت ہونے کے خیال نے ہی جان نکال لی تھی۔۔

"ہاں آئزل آ رہا ہوں یار!" وہ اس وقت الیکٹریشن بنا بورڈ میں گھسا ہوا تھا۔ جبھی آئزل کی پکار پر ہمیشہ کی طرح جھنجھلایا تھا۔۔

"آ جاؤ۔۔ آج اور برداشت کر لو میری آواز۔۔ کل جب صبح صبح میں یہاں نہیں ہونگی نا تو پھر تمہیں بہن کی قدر آئے گی۔۔۔" وہ ذرا روٹھے سے لہجے خفگی سے بولی تو اسکی آواز میں نمی محسوس کر سب کام دھرے کے دھرے چھوڑ جلدی سے کچن کی جانب بھاگا تھا۔۔

"آ رہا تھا یار۔۔ اور ناشتہ تو اب میں روز صبح تمہارے سسرال میں ہی کرونگا۔" وہ اس کا موڈ اچھا کرنے کی غرض سے بولا تھا۔۔

"ہاں تم وہاں آ ہی نہ جانا۔۔۔ ابا کیا کہتے تھے بہن بیٹی کے گھر کا تو پانی بھی حرام ہوتا ہے۔۔" وہ ابا کی پرانی سوچ یاد کر ذرا جتا کر بولی تھی۔۔ کیونکہ اسکا بھائی بھی اسی سوچ کا مالک تھا۔۔

"پانی حرام ہے نا تم مجھے کولڈ ڈرنک یا کافی پیش کر دیا کرنا۔۔" وہ ذرا شرارت سے بولا تو وہ سر جھٹک کر ہنس دی۔۔

"اچھا ہاتھ تو دھو لو۔۔ ہر وقت میکنک بنے گھومتے ہو۔۔" وہ اسکے کالے پیلے ہاتھ دیکھ ٹوکے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔۔

"اچھا نہ دھو رہا ہوں یار۔۔۔ ہر بات میں نارض کیوں ہو رہی ہو۔۔ اور مت بھولو تم دلہن ہو۔۔ یہ کچن میں بھی کیوں آ گئیں۔۔ میں بنا دیتا نا ناشتہ۔۔" وہ سینک میں ہاتھ دھوتا بہن کے لئے ایک سلائس پر مکھن لگاتا محبت سے بولا تھا۔۔

"پہلے ہی اتنا سب کر رہے ہو اور کیا کیا کرتے۔۔" وہ افسردہ ہوئی۔۔

"بہن یہ سب بھائی کرتے ہیں۔ کچھ نیا نہیں کر رہا میں۔۔" اس نے خفگی سے گھورا۔۔

”اچھا۔۔۔ مجتبیٰ پلیز مجھے بتادو تم نے شادی اور جہیز کے لئے اتنی ساری رقم کا بندوبست کہاں سے کیا تھا؟“ وہ ایک بار پھر فکرمندانہ لہجے میں سوالیہ گویا ہوئی۔۔

”بس ہو ہی گیا تھا یار۔۔۔ بار بار سوال نہ کرو۔۔، تم بس خوش رہو۔۔“ وہ اسے اپنے ہاتھ سے ناشتہ کراتا ہمیشہ کی طرح بات ہوا میں اڑا گیا تھا۔۔

”نہیں بتاؤ گے نا۔۔“ وہ خفا ہوئی تو وہ ہولے سے مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا، وہ منہ بنا گئی

”اچھا اپنے ایکسپریشنز تو اچھے رکھو۔۔۔ رات میں دلہن بننا ہے تم نے۔۔ بالکل بھی اچھی نہیں لگو گی۔“ اس نے محبت سے کہا تو وہ جو کب سے اپنے آنسوؤں پر ضبط کر رہی تھی۔ یکدم بھائی کے کندھے سے لگتی سسکیوں سے رُو پڑی تھی۔۔ بہن کی جدائی پر رو تو وہ بھی رہا تھا۔۔ دل تو اسکا بھی اُداس

ہو گیا تھا۔۔ مگر کیا کرتا بہن کی زمہ داری سے ایک نہ ایک دن تو سبکدوش ہونا ہی تھا۔۔۔

"اچھا بس چپ ہو جاؤ ورنہ رات کو چہرے پر گلو نہیں آئیگا۔۔ پھر وہ اہان میری جان کا عزاب بن جائے گا کہ میں نے اسکی بیوی سے کچن میں کام کرا کر اسکے حسن کا بیڑہ غرق کر دیا۔۔" آئزل ان دونوں کی اِس قدر گہری دُوستی اورِاس قسم کی گفتگو میں ہمیشہ کی طرح خود کو آن فٹ محسوس کرتی شرمندہ سی ہوئی تھی۔۔ جو بھی تھا اگر وہ شوہر تھا تو وہ بھائی تھا ہمیشہ حیا آڑے آجاتی تھی۔۔۔

"چلو شاباش جلدی سے تیاری پکڑو۔۔ ایک بجے تک اہان آجائے گا تمہیں پک کرنے۔۔ وہ پالر چھوڑ دے گا۔۔ جب تک میں ذرا ہال کا چکر لگا

لونگا۔۔سب انتظامات ٹھیک ٹھاک ہیں نا۔۔" وہ اسے ایک بار پھر اموشنل ہوتا دیکھ، تیزی سے بولتا اسے خود سے جدا کر گیا۔۔

آج مصطفٰی کا آفس جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔وہ گھر ہی تھا۔۔ناشتہ کے بعد وہ رُوم میں واپس آگیا تھا۔۔۔عریشہ آفس جا چکی تھی۔۔۔وہ لیپ ٹاپ گود میں لئے بیٹھا کچھ امپورٹنٹ کام کرنے میں مصروف تھا۔۔ثمرہ کمرے میں موجود ٹیبل پر کاغذ قلم رکھے، خود فرش پر بچھے قالین پر بیٹھی پیپر پر کچھ ڈرا کرنے میں مگن تھی۔۔وہ دونوں ہی بڑے انہماک سے اپنے اپنے کاموں میں غرق تھے جبھی باہر سے اچانک چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دی تھیں۔۔مصطفٰی کے ساتھ ساتھ ثمرہ بھی بری طرح سے چونکی تھی۔۔کیونکہ یہ آواز اسکے بھائی کی تھی۔وہ مسلسل اُسے پُکار رہا تھا۔۔۔دِل

کو بُری طرح سے دھڑ کا سا لگا تھا۔۔ مصطفیٰ ایک نظر ثمرہ کے فق پڑتے چہرے پر ڈالتا لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتا تیزی سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔ معاً خود کو بمشکل سنبھالتی ثمرہ بھی کانپتے قدموں سے بھائی کے تعاقب میں بڑھی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

""لڑکے تم کس کی اجازت سے اس گھر میں داخل ہوئے ہو؟ زنیرہ جولان میں کھڑی مالی کو کچھ ہدایات کر رہی تھیں، کہ ملازم کی وکیل صاحب آئے ہیں کی اطلاع دینے پر انہیں گھر میں آنے کی اجازت دیتیں انکی طرف قدم اٹھا ہی رہی تھیں کہ ساتھ ہی ثمرہ کے بھائی کو دیکھ وہ غصہ ہوئیں تھیں۔۔ جو انکی بات نظر انداز کرتا سیدھا دندناتا ہوا گھر میں داخل ہوا تھا۔۔

""ثمرہ۔۔"" وہ بلند آواز میں چنگھاڑا تھا۔۔

"آواز نیچی رکھو لڑکے۔۔"زنیرہ نے اسے باز رکھنا چاہا۔۔

"کہاں ہے میری بہن بلائیں اسے۔۔اور اپنے بزدل بیٹے کو بھی۔۔جو مردوں کی لڑائی میں کمزور عورت کو مہرہ بناتا ہے۔۔"وہ حد سے زیادہ بدتمیزی سے گویا ہوا تھا۔۔وکیل جو ساتھ آیا تھا اسے یوں بدمعاشی کرتا دیکھ خود بھی بوکھلایا تھا۔۔کیونکہ وہ شاید بھول چکا تھا، کہ وہ اب تک اس کیس سے پوری طرح سے بری الزامہ نہیں ہوا تھا بلکہ ضمانت پر باہر تھا۔۔

"کون ہے ماں۔۔"سیڑھیوں سے اترتے مصطفیٰ کی سخت آواز پر وہ سیدھا ہوا تھا۔۔ نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں وہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس ماتھے پر سینکڑوں بل سجائے، درشت لہجے میں استفسار کرتا قریب آرہا تھا۔۔

"مصطفیٰ بیٹا۔۔دیکھو اس لڑکے کو زبردستی گھر میں گھس آیا ہے۔۔اور الٹا بدمعاشی بھی کر رہا ہے۔۔"زنیرہ نے بیٹے کو دیکھ جھٹ اسکی جانب قدم اٹھائے۔۔

"میری بہن کہاں ہے بلاؤ اسے۔۔"وہ مصطفیٰ کو دیکھ غرایا۔۔

"آواز نیچی کر کہ بات کرو۔۔اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس گھر کی دہلیز پار کرنے کی۔۔وکیل صاحب آپ کس کی اجازت سے ان محترم کو اس گھر میں لائیں ہیں۔۔"خود پر ضبط کرتا وہ بوکھلائے ہوئے وکیل سے مخاطب ہوا۔۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہارے گھر آنے کا۔۔میری بہن کو بلاؤ بزدل انسان۔۔مردوں کی لڑائی میں عورت کو استعمال کرتے ہو شرم نہیں آتی۔۔"وہ انتہائی بدتہذیبی سے گویا ہوا تھا۔جبھی عقب میں اسے فق چہرہ لئے ثمرہ اپنی جانب بڑھتی دکھائی دی تھی۔۔

"ثمرہ۔۔۔بھائی کی جان۔۔یہاں آئیں میرے پاس۔۔"اس نے جھٹ محبت بھرے لہجے میں دیکھ پکارا۔۔

"ثمرہ۔۔بیڈروم میں واپس جائیں۔۔" مصطفیٰ نے شارق کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر کھڑے تیز لہجے میں حکم صادر کیا تھا۔۔ ثمرہ کے قدموں کو بریک لگی تھی۔۔

"ثمرہ یہاں آؤ۔۔میں لینے آیا ہوں تمہیں۔اس شخص سے ڈرنے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میرا بچہ۔۔بھائی کے پاس آؤ۔۔"وہ ثمرہ کا خوف زدہ چہرہ دیکھ پچکارنے والے لہجے میں بولا، مصطفیٰ استہزائیہ مسکرایا تھا۔۔

"تمہاری بہن تھی۔۔اب میری بیوی ہے۔۔اور خبر دار جو اسکا نام اپنی قاتلہ زبان سے لیا تو۔" مصطفیٰ ناگواری سے غرایا۔

”مصطفیٰ تم ان دنوں بہن بھائیوں کو میرے گھرے س نکالتے کیوں نہیں ہو۔۔ دفعہ کر دو ان دونوں کو یہاں سے۔۔“ زنیر دونوں کو الجھتے دیکھ مصطفیٰ پر غصہ ہوئیں۔۔

”مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے بی بی۔۔۔ میں یہاں صرف اپنی بہن کو لینے آیا ہوں۔۔“ وہ نخوت بھرے لہجے میں بولا۔۔ مصطفیٰ کی پیشانی پر سینکڑوں بل سمٹ آئے تھے۔۔ غصے سے آنکھیں لال انگارا ہوئیں تھیں۔۔۔

”تمیز سے بات کرو میری ماں سے۔۔“ مصطفیٰ اسکے لہجے میں موجود حقارت پر غصہ ہوا۔۔ ثمرہ نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

”اوہ چپ کرو۔۔ ثمرہ۔۔ یہاں آؤ بچے۔۔“ وہ ایک بار پھر بہن کی جانب قدم اٹھاتا پکارنے لگا۔۔

"ثمرہ احد مصطفیٰ ملک میں نے کہا اپنے روم میں جائیں آپ۔۔" وہ اس قدر شدت سے دھاڑا تھا کہ مصطفیٰ پیلس کے درودیوار تک ہل گئے تھے، ثمرہ کو اپنی سانسیں تھمتی محسوس ہوئیں تھیں۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"تم میری بہن پر اپنا رعب نہیں جما سکتے احد مصطفیٰ!" وہ دونوں مدِ مقابل آ گئے تھے۔۔

"کیوں؟ کیوں نہیں جما سکتا؟ ہاں؟" وہ خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔۔ جبکہ ثمرہ کے پاؤں تو گویا زمین نے جکڑ لئے تھے۔۔۔

"کیونکہ وہ میری بہن ہے کوئی خون بہا نہیں۔۔" وہ شدت سے دھاڑا، زنیرہ نے دھل کر سینے پر ہاتھ رکھا۔۔

”دیکھیں آپ دونوں فریق بیٹھ کر معاملے کو سُلجھالیں، مصطفٰی صاحب آپ کے بھائی کا خون ہوا ہے عدالت میں کیس چل رہا ہے مگر اس طرح شارق صاحب کی بہن کو زَبردستی اپنے گھر میں رَکھنا دُرست نہیں ہے۔۔“اِس بارَ وکیل میدان میں کودا تھا۔۔

”تم سے کس نے کہا کہ وہ لڑکی شارق علوی کی بہن ہے؟“اس بار وہ وکیل پر غرایا تھا،اور وکیل اپنی جگہ جز بز سا خاموش ہو گیا۔ مصطفٰی کے سامنے منہ کھولنے کی ہمت تو ویسے ہی نہیں تھی۔۔

”وہ۔۔۔

”بیوی ہیں میری۔۔ نکاح میں ہیں میرے۔۔ شارق علوی کی بہن تھیں مگر اب اس گھر کی بہو،اس گھر کی عزت ہیں سمجھ آئی۔۔اور آگر کسی نے اس گھر کی عزت کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی ہمت کی تو یہیں زندہ دفن کر دونگا۔ یاد

رکھنا میری بات۔۔۔" شارق کے سرخ چہرے پر نظریں گاڑتا وہ انتہائی درشت لہجے میں دھاڑا تھا۔۔ شارق نے ایک قہر برساتی نگاہ ثمرہ پر ڈالی تھی، جو ہنوز سیڑھیوں پر جمی بیٹھی تھی۔۔

"یہ اور اسکی ماں مارتے ہیں نا تمہیں ثمرہ۔۔۔ ظلم کرتے ہیں تم پر۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔ عدالت میں گواہی دینا اس بزدل شخص کے خلاف۔۔ تمہارا بھائی ابھی زندہ ہے تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔" وہ مزید چبھتے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"اوہ بے غیرت بھائی۔۔۔ جواب زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکے گا پھر، تمہاری بہن کو واحد مصطفیٰ کے عتاب سے کون بچائے گا شارق علوی۔۔" وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔۔ شارق کی سُرخ رنگت اسکے لفظوں کی حقارت پر مزید سرخ ہوئی تھی۔۔

"ثمرہ چلو میرے ساتھ۔۔"اس نے قدم بڑھانے چاہئے، جبھی مصطفیٰ اسے گریبان سے پکڑ کر عین راستے میں روک گیا۔۔ ثمرہ جو اپر سے کھڑی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ایک لمحے کو وہ گھبرائی۔۔

"مصطفیٰ پلیز!"اسکی آواز پر مصطفیٰ نے اسکے ڈھیٹ پن پر ضبط سے آنکھیں میچی تھیں، جو ابھی تک پتھر کی مورت بنی یہیں جمی کھڑی تھی۔۔۔

"میں نے شاید کچھ بکواس کی ہے مسز مصطفیٰ۔۔مجھے لگتا ہے آپ قوت سماعت سے محروم ہو چکی ہیں؟"شارق کا گریبان ہنوز اسکی گرفت میں تھا۔۔ مصطفیٰ ذرا سا رُخ پلٹتا ثمرہ سے سخت لہجے میں بولا تھا۔۔ جسکی آنکھوں سے آنسو چھلکنے کو بے تاب تھے۔۔۔

"بھائی پلیز جائیں یہاں سے۔۔" وہ معاملہ بگڑتا دیکھ، مصطفیٰ کی بات نظر انداز کرتی سیڑھیاں اُتر کر نیچے آئی تھی۔۔۔ مصطفیٰ نے اُسکے عمل پر لب بھینچ لئے تھے۔۔

"ثمرہ تمہیں ڈرنے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ تم چلو میرے ساتھ،، اور عدالت میں گواہی دینا کہ یہ شخص اور اسکی ماں ظلم کرتے رہے ہیں تم پر۔۔۔ ہاتھ اٹھایا ہے نا تم نے میری بہن پر۔۔" اس کے ہونٹوں کے قریب لگی معمولی سی چوٹ کو دیکھ وہ وہ آنداز بولتا غرایا، قریب آنے پر چہرے پر کل زنیرہ بیگم کے باعث ملیں ہلکی کھروچیں واضح ہوئی تھیں۔۔

"پلیز بھائی بس کر دیں یہ تماشہ اور جائیں یہاں سے۔۔ میں نے یہ شادی اپنی مرضی سے کی تھی۔۔ میں بہت خوش ہوں یہاں پر۔۔" بلاآخر مصطفیٰ کے عین برابر میں آتی ثمرہ آنسوؤں سے تر چہرہ لئے کپکپاتے لہجے میں گویا ہوئی

تھی۔۔پورا بدن لرزاہٹ کا شکار تھا۔۔۔شارق نے حیرت سے اپنی بہن کو دیکھا تھا۔۔

"ثمرہ۔۔۔۔یہ کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔دیکھو میرا بچہ۔۔ تمہیں اس شخص سے ڈرنے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔یہ شخص تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔۔ تم چلو میرے ساتھ۔۔"اس نے ثمرہ کو کندھوں سے تھامنا چاہا، جبھی مصطفیٰ ایک لمحے میں ثمرہ کو اپنی سخت گرفت میں لیتا شارق کو باز کر گیا،اسکا چہرہ اہانت اور شرمندگی کے باعث سُرخ پڑا تھا۔۔۔

"ثمرہ روم میں جائیں۔۔۔"مصطفیٰ نے وکیل کی موجودگی کے باعث ایک بار پھر سختی سے تنبیہ کی تھی۔۔۔اور اس بار وہ نظر آنداز نہیں کر سکی تھی۔۔

”اچھی بات ہے کہ تم اپنی اس بہن کو لینے خود ہی چلے آئے۔۔ چلو بی بی نکلو میرے گھر سے۔۔“اِس سے قبل کے ثمرہ پلٹتی، زنیرہ کے نفرت میں ڈوبے حقارت ذدہ لفظ سماعتوں سے ٹکرائے تھے۔۔

”ماں۔۔۔“مصطفٰی نے انہیں کسی بھی قسم کے تماشے سے باز رکھنا چاہا تھا۔۔

”کیا ماں۔۔ باہر نکالو اس لڑکی کو مصطفٰی۔۔ مجھ سے اس لڑکی کا وجود اس گھر میں برداشت نہیں ہوتا۔۔۔“وہ ناگواری سے غرائیں تھیں۔۔

”دیکھا یہ ہے تمہاری اصلیت احد مصطفٰی۔۔ تم اس گھر میں میری بہن پر ظلم کرتے ہو۔اور تمہیں لگتا ہے کہ میں خاموشی سے یہاں سے پلٹ جاؤنگا۔۔۔“وہ جو پہلے ہی مصطفٰی کے عمل پر تپا ہوا تھا، مصطفٰی پر جھپٹا تھا۔ایک ساتھ کتنی ہی چیخیں بلند ہوئیں تھیں۔۔

”بھائی۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔“اس سے قبل کے ثمرہ کچھ کرتی مصطفٰی کی جانب سے بھی جوابی وار کیا گیا تھا اور وہ وار اتنا شدید تھا کہ شارق پورے وجود سے لڑکھڑایا تھا۔۔ہونٹ پھٹ کر خون رِسنے لگا تھا۔۔

”دیکھ رہی ہو یہ تمہارے بھائی پر کیسے ہاتھ اٹھا رہا ہے۔۔۔اب بھی یہاں رہنا چاہتی ہو۔“شارق نے کہتے ساتھ ہی مصطفٰی پر وار کرنا چاہا مگر وہ اسکا یہ داؤ ناکام بنا گیا تھا۔۔

”بھائی۔۔۔۔بس کر دیں۔۔۔بس کر دیں۔۔خبر دار۔۔۔جواب آپ نے میرے شوہر پر ہاتھ اٹھایا تو۔۔۔“وہ یکدم ہی ان دونوں کے درمیان حائل ہوئی تھی۔۔دونوں ہی ہانپ گئے تھے۔۔

”یہ کمینہ شخص تمہاری زندگی برباد کر دے گا ثمرہ۔۔۔“وہ چلایا۔۔

”ہو جانے دیں برباد۔۔اگر یہ شخص اس گھر میں زندہ دفن بھی کر دے تو بھی میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤنگی۔۔کیونکہ اس شخص نے مجھے اس وقت سہارا دیا تھا، جب بابا کے گھر میں میرے لئے جگہ تنگ ہو گئی تھی۔۔اب ثمرہ کا گھر یہی ہے۔۔اور پلیز آئندہ یہاں نہ آیئے گا چلیں جائیں یہاں سے۔“ وہ انتہائی غصے اور دکھ سے بولتی شارق کو پیچھے دھکیل گئی تھی۔۔اس نے آگے بڑھ کر کچھ کہنا چاہا،، جبھی مصطفیٰ روتی ہوئی ثمرہ کو اپنے حصار میں لے گیا۔۔

”بہتر ہو گا کہ تم اپنی شکل لے کر یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔ ورنہ اس بار میں اپنی بیوی کے سوکالڈ بھائی کا ذرا بھی لحاظ نہیں کرونگا اور سیدھا پولیس کو کال کرونگا۔“ وہ درشت ناگوار لہجے میں غرایا تھا۔۔۔

"یعنی انٹی سہی کہہ رہی تھیں، تم نے بھائی کی آڑ میں اپنی سابقہ محبّت کو حاصل کیا ہے۔۔۔" وہ نفرت سے غرایا، اس الزام پر اس نے دکھ سے آنکھیں میچ لیں تھیں۔۔۔۔

"تمہارے خلاف میرے بھائی کے قتل کا کیس تو بہت عزت سے عدالت میں چل رہا ہے مگر، آگر تم نے میری بیوی کے خلاف کوئی بھی بکواس کی تو میں ابھی اسی وقت تمھیں یہیں پر زندہ دفن کردونگا اور پھر دیکھ لونگا تمہارے باپ کو بھی۔۔۔۔ دفعہ ہوجاؤ یہاں سے۔۔۔" ثمرہ کو حصّار میں لئے وہ درشتگی سے چنگھاڑتا اس سے قبل کے اسکی جانب قدم بڑھاتا سیم کے ہاتھوں کی سخت گرفت اپنی شرٹ پر محسوس ہوئی تھی۔۔۔

شارق لب بھنچتا، ثمرہ پر ایک قہر بھری نگاہ ڈالتا وکیل کی ہمراہی میں وہاں سے پلٹ گیا تھا۔۔ جبکہ زنیرہ ثمرہ کے لرزتے سراپے پر ایک تیز نگاہ ڈالتیں پلٹ گئیں تھیں۔۔۔

....

اہان آئزل کو لینے پالر کے باہر کھڑا کب سے اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔ جبھی اسکا موبائل تھرتھرایا تھا۔۔اس نے تیزی سے جیب سے موبائل نکال کر کان سے لگایا تھا۔۔وہ ابھی تک گھریلو حلیے میں موجود تھا۔۔

"اہان کہاں ہو تم؟ یہاں سہرہ بندھائی کی رسم کرنے کے لئے مہمان گھر پر جما ہوئے ہیں،اور اللہ کی قدرت دیکھو جس کا سہرہ بننا ہے وہ دلہا خود منظر سے غائب ہو گیا ہے۔۔" دوسری جانب سے باپ کی طنزیہ آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔

”وہ بابا دراصل میں آئزل کو پالر سے پک کرنے کے لئے آیا تھا۔۔“اس نے سامنے سے چادر میں چھپی آئزل کو قریب آتے دیکھ کان کھجا کر جواز پیش کیا۔۔وہ لڑکی کی ہمراہی میں سہج سہج کر قدم اٹھاتی نزدیک آرہی تھی۔۔۔

”کیوں؟اسکا بھائی کہاں گیا۔۔۔جو تم یہ زمہ داریاں نبھانے وقت سے پہلے پہنچ گئے؟“دوسری جانب سے غصے سے پوچھا گیا تھا۔۔

”بابا آپ جانتے تو ہیں وہ مصروف ہے۔۔“اس نے ہمیشہ والا بہانہ گھڑا تھا۔

”اچھا وہ مصروف ہے اور تم تو سدا کے فرصت سے فارغ ہو نا؟“دوسری جانب سے دانت کچکچا کر جھاڑ پلائی۔۔

”ایسی بات نہیں ہے بابا۔۔۔بس آئزل آگئی ہے۔۔ہم آرہے ہیں۔۔۔“اس نے چادر میں چھپی آئزل کو دیکھنے کی کوشش کرتے اپنا ہاتھ اسکی سمت بڑھایا۔۔جسے پالر والی لڑکی باہر تک چھوڑ کر گئی تھی۔۔مہندی

سے سجا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیتی آئزل کی ہتھلیاں مکمل طور پر بھیگی ہوئی تھی۔۔اسکے ہاتھوں کی لرزاہٹ آہان نے واضح طور پر محسوس کی تھی۔۔

"اوکے اچھا اچھا۔۔ساری زندگی پڑی ہے مجھے بیوی کا غلام ہونے کا طعنہ دینے کی آرام سے دیتے رہیے گا۔۔ابھی میری بیوی آگئی ہے۔مجھے اسے وقت دینے دیں۔۔" وہ آئزل کو نظروں کے حصار میں لئے کھڑا ذرا شوخی سے بولا تھا، جبکہ چادر کے پیچھے چھپے چہرے میں آئزل کی پیشانی پر پسینہ چمکا تھا۔۔۔

"السلام علیکم !" اسکی گھبراہٹ انجوائے کرتے آہان نے ذرا شرارت سے کہا، اسنے سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔۔مگر پھر وقت اور حالات کا خیال آنے پر وہ تیزی سے آئزل کو گاڑی میں بیٹھنے کے لئے مدد کرتا، خود گھوم کر

ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔۔دونوں کے ہی جذبات عجیب ہو رہے تھے۔۔دل الگ ہی لے میں دھڑک رہا تھا۔۔

"جانِ من اب تو اپنے حسین چہرے کا دیدار کرادیجئے۔۔بندہ ناچیز ماں، باپ سے اتنی گالیاں کھانے کے بعد صرف آپ کے حسن کا دیدار کرنے کی خاطر اتنا دور آیا ہے، تاکہ مجھ سے کوئی اور پہلا حق نہ چھین سکے۔۔ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے چیکو بھائی کو میں نے کتنی مشکل سے راضی کیا تھا۔۔"اہان گاڑی اسٹارٹ کرتا اسکی حرکت پر ذرا بدمزاج ہوا تھا۔

"جی نہیں۔۔بارات لے کر آؤ گے اب جبھی دیکھنا۔۔"اس نے سرے سے ہی رُخ پھیر لیا۔

"نو نیور۔۔بالکل بھی نہیں بھئی۔۔پھر تو تمہیں سب دیکھ چکے ہونگے۔۔"آہان نے فوری انکار کیا۔۔

"تو کیا ہوا؟" اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔۔ جبھی آہان آئی برو اٹھاتا گاڑی سائیڈ میں لگا گیا۔۔۔ آئزل نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"اب بتائیں محترمہ۔۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟" اب وہ باقاعدہ طور پر اسکی جانب متوجہ تھا۔۔ جو راہ فرار تلاشتی بس بھاگ جانے کے دَر پر تھی۔۔

"بھئی نہیں کرو آہان۔۔۔" اس نے دامن بچانا چاہا۔۔ جبکہ گاڑی کی لائٹس آف کرتا اسکا چہرہ اپنی جانب کرتا چادر سر سے اتار چکا تھا۔۔ نیم اندھیرے میں بھی وہ دیکھ سکتا تھا کہ اس پر اسکی محبت کا روپ کھل کر آیا ہے۔۔ وہ مبہوت سا اسے تکے جا رہا تھا۔ جبکہ وہ شرمائی شرمائی سی کہیں چھپ جانے کی خواہش مند تھی۔۔

"حسین۔۔" آگے بڑھ کر اسکی جبیں پر اپنے ہونٹ رکھتا وہ اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا، جس نے شرما کر نگاہیں جھکا لی تھیں۔۔

”آپ کو پتہ ہے میں کتنا خوش ہوں آج۔۔۔“ اسکی پیشانی پر مہر محبت ثبت کرتا اسکی خواہش کا احترام کرتا وہ خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے ذرا فاصلے پر ہو کر بیٹھ گیا تھا۔۔

”کتنے؟“ وہ اتھل پتھل ہوتی ڈھڑکنوں کو سنبھالتی اپنا چہرہ چادر میں کور کر گئی ۔۔

”اتنا کے میں اپنی خوشی لفظوں میں بیان بھی نہیں کر سکتا۔۔“ وہ پر مسرت لہجے میں گویا ہوا تھا ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان وہ ہال پہنچ گئے تھے۔۔۔

آئزل کو مجتبیٰ کے حوالے کرتا اب وہ سیدھا گھر کی جانب گامزن تھا۔۔ جہاں اسے دلہا بن کر اب اپنی محرم محبت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت کرانے آنا تھا۔۔۔

''ایک کام کرتے اکیلے ہی بارات لے جاتے۔۔ ہماری کیا ضرورت ہے

تمہیں؟'' وہ اسے شرارت سے تیار ہوتا دیکھ غصے سے بولے، جواب تیزی

رضورا کیلیکتھے۔ دوست پہلے ہی اسے چھیڑ چھیڑ کر ناک

"بیٹاتاریخ تو ایک اور رقم ہو گئی کہ یہ واحد دلہا تھا جو رخصتی سے پہلے ہی بیوی کا غلام بن گیا تھا۔۔" انہوں نے دانت پیسے۔

"مورخ تو پہلے ہی میرے بابا کی شان میں قصیدے لکھ چکا ہے اب مزید کیا کاغذ اور قلم کی سیاہی کا ضیاع کر تاریخ دہرائی جائے۔۔" وہ کمرے میں داخل ہوتی ماں کو معنی خیز نظروں سے دیکھ اپنے جلالی باپ کو چھیڑنا ہر گز بھی نہیں بھولا تھا۔۔ جن کا چہرہ بیٹے کی بے باکی پر شرمندگی کے باعث سرخ پڑا تھا۔۔ باقی سارے لڑکے کھی کھی کرنے لگے تھے۔۔۔

"آپ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ یہاں بیٹھ کر ہی رہ گئے ہیں۔۔ باہر سارے مہمان انتظار کر رہے ہیں کہ کب دلہا اور دلہے کا باپ کمرے سے باہر تشریف لائیں گے اور ہم بارات لے کر ہال جائیں گے۔۔" تحمینہ بیگم نے ہمیشہ کی طرح ایک ساتھ دونوں باپ بیٹے کے لتے لئے تھے۔۔

"بیگم یہ آپ کا بیٹا دلہنوں کی طرح تیاری میں وقت لے رہا ہے تو میرا کیا قصور۔۔" انہوں نے اپنے بیٹے کو گھورا، جو آج شہزادوں جیسا حسین لگ رہا تھا۔۔۔

"ماما، بابا آپ لوگ اپنی بحث کسی اور دن کے لئے رکھیں۔۔ میری دلہن میرا انتظار کر رہی ہو گی۔۔ آپ لوگ جلدی بارات لے کر نکلیں ورنہ میں اکیلا ہی رخصت کروا کر لے آؤنگا۔۔" اس بار وہ دونوں ماں، باپ کو بحث میں پڑتا دیکھ، پاؤں میں کھسا ڈالتا تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ تحمینہ نے اسکو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے، اس کا صدقہ اتارا تھا۔۔۔

"آج لگ رہے ہو نا میرے بیٹے۔۔" انہوں نے فرط جذبات میں بڑی ہی کوئی انوکھی بات کہی تھی۔۔

"نہیں تو بیگم ورنہ کیا یہ صرف میرا بیٹا لگتا ہے؟" انہوں نے عادتاً بیوی کو چھیڑا تھا۔

"جی ویسے تو یہ صرف اپنے باپ کا بیٹا لگتا ہے۔۔ خیر آپ سے کون بحث کرے۔۔ چلو جلدی سہرہ بندی کی رسم ادا کرنی ہے۔۔" وہ ذرا عجلت میں بولتی اہان کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آئیں تھیں۔۔۔

"بارات آگئی ہے۔۔۔" آئزل ڈریسنگ روم میں موجود تھی، جب کسی کم عمر لڑکی نے وہاں آتے ڈھنڈورا پیٹا تھا۔۔ آئزل کا ننھا سا دل تیزی سے دھڑک اٹھا تھا۔۔

"چلو آئزل تیاری پکڑ لو۔۔ بارات ایزیجول لیٹ ہے۔۔ تو مجتبیٰ بھائی نے کہا ہے بس تمہیں فوراً سٹیج پر لے جانا ہے۔۔" اسکی ایک دوست نے آکر اطلاع

کی۔۔وہ جو بلڈ ریڈ رنگ کے شرارے میں ملبوس بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔اب دل مزید دھک کرنے لگا تھا۔۔ویسے تو وہ پہلے ہی اہان سے مل چکی تھی۔۔ مگر رخصت ہونے کا سوچ کر ہی دل عجیب لے میں دھڑکا جا رہا تھا۔۔ جبھی سامنے سے مجتبیٰ ڈریسنگ روم میں انٹر ہوا تھا۔۔

"تمہارا شوہر آج بھی اپنے بے غیرتی سے باز نہیں آیا ہے۔۔جب سے آیا ہے آفیشل سالا کہہ کر دماغ خراب کر رہا ہے۔۔اور لگ بھی بھورا بندر رہا ہے۔۔۔"بلڈ ریڈ شرارے میں ملبوس آئزل بھائی کی جھنجھلاہٹ پر دھیرے سے مسکرائی۔جبکہ اس نے آگے بڑھ کر پیشانی پر ہونٹ رکھے تھے ۔۔آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔۔۔

"اللہ تمھیں ہمیشہ خوش رکھے۔۔۔" کتنی ہی دیر سینے سے لگائے کھڑا رہا تھا ۔۔اس وقت ڈریسنگ روم میں صرف وہ دونوں بہن بھائی ہی تھے۔۔۔ جبھی شور اٹھا تھا۔۔اور ایک ساتھ لڑکیوں کا ٹولا انٹر ہوا تھا۔۔۔۔

"چلو لڑکیوں، دلہن کو باہر لے آؤ۔۔" آئزل اپنا شرارہ سنبھالتی اُٹھ کر لڑکیوں کی ہمراہی میں باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔۔۔اور اسے اہان کے برابر میں اسٹیج پر بیٹھا دیا گیا تھا،، جس نے خود اُٹھ کر اسکے لئے ہاتھ بڑھا مجتبیٰ سے ہاتھ تھام کر اپنی گرفت میں قید کرتے اسکے لئے جگہ بنائی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فنکشن کافی دیر تک چلا تھا اور پھر وہ رخصتی کے وقت اپنے ماں باپ کو یاد کر آئزل مجتبیٰ کے سینے سے لگتی سسک سسک کر رُو پڑی تھی۔۔

وہ تمام رسم و رواج سے فارغ ہونے کے بعد کافی دیر سے اہان کی خواب گاہ میں موجود اسکی منتظر تھی۔۔۔جو نجانے کہاں رہ گیا تھا۔۔۔

وہ ابھی اپنی سوچوں میں گم تھی جب کھٹکے کی آواز کے ساتھ ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔آئزل نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر اسکی جانب دیکھتے فوراً سے نگاہیں جھکالی تھیں۔۔۔وہ سفید رنگ شیروانی زیب تن کیئے حد سے زیادہ پیارا لگ رہا تھا۔۔۔

"تھک تو نہیں گئیں؟" شیروانی اتار کر ریلیکس انداز میں اسکے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھتا وہ متوازن لہجے میں سوالیہ بولا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔" اس نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا، جبکہ چہرے پر اہان کی نظروں کی تپش واضح محسوس ہو رہی تھی۔۔وہ بہت گہری نظروں سے اسکے نقوش کا جائزہ لیتا ملکوتی حسن میں کھویا تھا۔۔گاڑی کی ڈم لائٹ میں اور پھر

اسٹیج پر وہ بھلے ہی اِس چہرے کا دیدار کر چکا تھا، مگر اس وقت اسے قریب سے دیکھنا ایک الگ ہی فرط بخش احساس بخش رہا تھا۔۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو جانم۔۔۔" اس نے ذرا سا نزدیک ہو کر اپنے دہکتے لب اسکی نازک سی جبیں پر رکھے تھے۔۔ آئزل کی پلکیں لرز اُٹھی تھی۔۔ دل تیزی سے دھڑک اُٹھا تھا۔۔۔ وہ اب آہستہ آہستہ اسکے دوپٹے سے پنیں نکالتا دوپٹے کے بوجھ سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔ آئزل نے ذرا سی نگاہ اُٹھا کر اسکی جانب دیکھتے نگاہیں جھکا لی تھیں۔۔

"تمھیں پتہ ہے آئزل، تم مجھے اس وقت کتنی پیاری لگ رہی ہو۔۔" اہان بیڈ سے اٹھ کر الماری سے دو جیولری کیس نکالتا استفساریہ بولا، جبکہ وہ جو اپنی حالت پر زرا شرمائی سی تھی۔ چونک کر سیدھی ہوئی تھی۔۔

"اپنے پاؤں سامنے لاؤ۔۔" آئزل اسکے ہاتھ میں پائل دیکھتی پاؤں سامنے کر گئی۔ تو اہان نے بہت محبت سے اسکے پاؤں میں پائل پہنائی تھی۔۔ اہان کا لمس اپنے پاؤں پر محسوس کر وہ سمٹ گئی تھی۔۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔ اتنی پیاری کہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔۔" اس کے بال ہٹا کر نیکلس گلے میں پہناتا وہ محبت سے بولتا اسے اپنے حصار میں لے گیا تھا۔۔

"میرا بننے کا شکریہ۔" اسکے گلابی رخسار اپنے لمس سے مہکاتا محبت سے بولا تھا۔۔ جبکہ وہ آئینے میں نظر آتا عکس دیکھ ہلکے سے مسکرائی تھی۔۔

"میری تعریف ہی کر دو۔۔" اہان نے اسے خاموش دیکھ بولنے کو اُکسایا۔۔۔

"اچھے لگ رہے ہو۔۔" اس نے گردن ترچھی کر مسکرا کر کہا تھا۔۔

"تعریف کے ساتھ ہنسی کیوں؟" اس نے ذرا نا سمجھی سے پوچھا۔۔

"بارات آنے سے قبل مجتبیٰ نے ڈریسنگ رُوم میں آکر خاص الخاص تمہاری تعریف کی تھی۔۔" وہ لب دبا گئی۔۔اہان نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"ضرور کچھ بکواس کی ہو گی۔۔زوجہ آپ کی ہنسی بتا رہی ہے۔۔آپ کا بھائی ایک نمبر کا۔۔۔۔۔۔سالا کہیں کا۔۔۔" وہ دانت پیس کر بڑبڑایا تھا آئزل نے آنکھیں پھیلا کر دیکھا۔۔

"اہان میرے بھائی کو سالا کہہ رہے ہو تھوڑی شرم کرو۔۔" اس نے بھائی کی سائیڈ لیتے افسوس سے کہا۔۔

"سالے کو سالا نہ کہوں تو کیا سالی کہوں۔۔" اس نے ذرا خفگی سے آئزل کو دیکھا تھا، جو بھائی کی خاطر پٹر پٹر شروع کر چکی تھی۔۔جبکہ اتنی دیر سے چپ کا روزہ رکھے ہوئے تھی۔

"مجتبیٰ بالکل درست کہہ رہا تھا تمہارے بارے میں کہ دلہا بن کر بھی ایسے ہی رہو گے بالکل۔۔۔۔۔۔" وہ مزید کچھ کہتی اہان نے ذرا گھور کر دیکھا تھا تو وہ اپنے لفظوں پر بریک لگاتی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔۔

"آئزل آج ہماری زندگی کی نئی شروعات ہے خبردار جو آپ نے اس سالے کا ذکر بھی کیا تو۔۔اسے تو اسکی نئی بوس ہی ٹھیک کرے گی۔۔" وہ دانتے کچکچا کر بولتا خیالوں میں گم خود ہی مسکرایا تھا۔

"نئی بوس۔۔۔اہان تم۔۔۔"

"اہاں آپ۔۔۔۔زوجہ آپ کہیں۔۔۔یہ تم تم کیا لگا رکھی ہے۔۔۔اب میں مستقل شوہر ہوں آپ کا۔۔۔"اس نے تصیح ضروری سمجھی تھی۔۔

"کیوں پہلے عارضی تھے کیا۔۔" اس نے شرارتاً کہا تو اہان اسے ریلیکس ہوتا دیکھ متبسم ہوا۔۔ اسکی الفت بھری نگاہوں میں محبت کا جہاں آباد دیکھ وہ بھی مسکرادی تھی۔۔

"جاؤ فریش ہو جاؤ۔۔۔ یہ کپڑے چینج کرلو۔۔ میں بھی چینج کرلو۔ پھر دو نفل شکرانے کے بھی ادا کرنے ہیں امی نے مجھے لازمی تلقین کی ہے۔۔" اہان نے یاد آنے پر تیزی سے کہا تو وہ بھی واشروم کی جانب بڑھی تھی۔۔

....

"آہان!" وہ کب سے اسے جگانے کی کوشش کررہی تھی۔۔ جو گدھے گھوڑے سب بیچ کر سورہا تھا۔۔

"آہان اُٹھ جائیں۔۔ صبح کے دس بج رہے ہیں۔۔ سب لوگ ہمارا ناشتے پر انتظار کر رہے ہونگے۔۔" وہ تیار ہوئی کب سے اسے جگانے کے لئے جتن کر رہی تھی۔۔ جس کی نیند اتنی پکی تھی۔۔ کہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔

"آہان۔۔" اس بار اس نے جھنجھلا کر اسکا کندھا جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔

"جی جانِ آہان۔۔" اس نے خمار سے لبریز آنکھیں کھول کر نکھری نکھری سی آئزل کو دیکھا تھا۔۔ جو شاید ابھی شاور لے کر نکلی تھی۔۔ بالوں سے شبنمی قطرے ٹپک رہے تھے۔۔

"صبح ہو گئی ہے۔۔ مہربانی ہو گی اگر آپ اٹھ کر واشروم میں تشریف لے جائیں گے تو۔۔" اس نے دانت کچکچائے تو آہان اس کے انداز پر ہولے سے

مسکراتا، اٹھ کر بیٹھتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔ جبکہ وہ اسے بیدار ہوتا دیکھ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی بال سکھا رہی تھی۔۔

"یار آپ کو آج سُرخ رنگ کا جوڑا پہننا چاہئے تھا۔۔" وہ اس وقت گلابی رنگ کے جوڑے میں ملبوس بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔

"کل پہن تو لیا سرخ رنگ کا جوڑا۔۔اب کیا روز ایک ہی رنگ پہنتی رہو۔۔"اس نے آئینے سے نظر آتے عکس کو گھور کر دیکھا تھا۔۔

"کل تو میں نے تمہیں ٹھیک سے دیکھا ہی نہیں تھا۔۔" وہ جمائی روکتا شرارت سے بولا۔۔

"اب ساری زندگی دیکھتے رہنا۔۔۔ فی الحال اٹھ جاؤ ہمیں نیچے جانا ہے ناشتے پر مجتبیٰ ہمارا انتظار کر رہا ہو گا۔۔" آہان کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔

"ڈانٹ ٹیل می آئزل تمہارا وہ بھائی یہاں بھی عورتوں والی رسمیں نبھانے کے لئے پہنچ چکا ہے۔۔" وہ کمفرٹر اتار کر سائیڈ پر پھینکتا اس کے نزدیک آیا۔

"عورتوں والی رسم سے کیا مراد ہے بھئی؟ رسم رسم ہوتی ہے۔" اس نے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔۔

"جی جی درست فرمایا آپ نے۔" اس نے دانت کچکچائے۔

"اچھا جلدی سے شاور لے لو، میں نے تمہارے لئے شلوار قمیض نکال دیا ہے۔۔ ٹھیک ہے نا۔۔" اُس نے دائیں جانب اشارہ کیا تو ااہان نے ناک چڑھائی۔۔

"کیا شلوار قمیض پہننا ضروری ہے؟" وہ جانتی تھی اسے عام دنوں میں بھی یہ پہننا پسند نہیں تھا۔

"ہاں کیوں ہر جگہ پینٹ شرٹ پہننے کے نہیں گھوما جاتا۔۔"اس نے گھور کر دیکھا تو وہ مسکرا کر بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔۔

"اچھا جی۔۔اب آپ کہتی ہیں تو پہن لیتے ہیں۔"شرارت سے اسکا گال چھوتا وہ کپڑے اٹھا کر واشروم کی جانب بڑھا تھا۔۔شام کو ولیمہ تھا اور وہ اب مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"ثمرہ۔۔"وہ تیزی سے تیار ہو رہا تھا۔آج ایک فارنرڈ لیگیشن آرہا تھا۔اور اسے وقت پر آفس پہنچنا تھا۔۔۔وہ جو اسکی تیاری میں ہیلپ کرا رہی تھی اسکی آواز پر چونکی۔۔

"جی۔" وہ قدم اٹھاتی نزدیک آئی۔۔ ساتھ ہی پاس رکھی گھڑی اٹھا کر اسکی جانب بڑھائی جو کلائی سامنے کر گیا تھا، اور وہ خاموشی سے گھڑی باندھنے لگی تھی۔۔۔

"مجھے ایک دو روز میں میٹنگ کے لئے آوٹ آف کنڑی جانا ہے۔۔۔ آپ اپنی تیاری کر لیں۔۔ میرے ساتھ ہی چلیئے گا۔۔" ثمرہ جو اسے کوٹ پہننے میں مدد کر رہی تھی۔۔ یکدم چونکی۔۔

"لیکن مصطفیٰ میں وہاں جا کر کیا کرونگی۔۔ آپ تو کام میں بزی ہونگے۔۔" اسنے بہانہ گھڑا۔۔

"پہلے بھی تو ساتھ جاتی تھیں نا ویسے بھی، آپ کچھ روز قبل آفس جوائن کرنے کے لئے بول رہی تھیں۔ بھول گئیں۔۔" اپنے ساتھ ساتھ اس پر بھی اپنی خوشبو چھڑکتا وہ آئی بروا ٹھا کر بولا تھا۔۔

”تو پہلے میں کام سے ساتھ جاتی تھی۔۔اب آپ کیا مجھے اپنے ساتھ ساتھ آفس میں لے کر گھومیں گے۔۔اور میں آفس کوئی کام وغیرہ کرنے نہیں جاؤنگی۔۔“وہ نروٹھے پن سے بولی، مصطفیٰ جواب تیزی سے اسکرین پر انگلیاں چلارہا تھا۔۔یکدم چونکا۔۔

”تو پھر کیوں جانا چاہتی ہیں؟“اس نے حیرانگی سے استفسار کیا۔

”ویسے ہی ٹائم پاس کے لئے۔۔“بیڈ پر بیٹھتی وہ شرارت سے بولی،تو مصطفیٰ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔

”میرا آفس کوئی ٹائم پاس کی جگہ نہیں۔۔اگر ٹائم ہی پاس کرنا ہے تو آپ کچن میں تشریف لے جایا کریں۔آپ بھی خوش اور میرا معدہ بھی۔۔“اس بار اس نے چھیڑنے کا کام سرانجام دیا تھا۔

"کچن کا کام انتہائی زہر لگتا ہے مجھے۔۔وہ تو میں ویسے ہی کر رہی تھی۔۔"اس نے جھرجھری سی لی۔

"تو پھر آپ اپنا وہ پینٹنگ وغیرہ کا شوق پورا کر لیا کریں۔۔"اس نے اسے فورس کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔

"ہمم!"وہ سر ہلا گئی۔

"مطلب آپ میرے ساتھ نہیں جا رہی ہیں؟"اس نے آئی برو اٹھائے۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"سوچ لیں، میں ایسے موقعے روز روز نہیں دیتا۔۔پھر میں فارن ٹرپ پر ہمیشہ اپنی سیکریٹری کو ہی ساتھ لے کر جاؤنگا۔"اس نے ایک بار پھر اسے اکسایا تھا۔تو ثمرہ ذرا پر سوچ ہوئی۔۔

"میں آپ کے ساتھ ایک شرط پر جاؤنگی۔۔" اسے نیم رضامند دیکھ وہ ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے توجہ سے اسکی جانب متوجہ تھا۔۔

"کیسی شرط؟" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔

"اگر آپ وہاں کام کے علاوہ مجھے گھمانے کا وعدہ کریں۔" وہ شرارت سے بولی، کیونکہ اتنا تو وہ جانتی تھی کہ اسے گھومنا پھرنا کتنا برا لگتا تھا۔

"چلیں ڈن ہوگیا۔۔۔ پھر فٹافٹ اپنی اور میری پیکنگ کر لیجیئے گا۔۔ابھی چلیں ناشتے کے لیے لیٹ ہورہا ہے۔۔" اپنا بریف کیس اٹھا کر اسکی ہمراہی میں قدم اٹھاتا وہ ناشتے کی میز پر آیا جہاں پہلے ہی عریشہ اور اسکی ماں براجمان تھے۔۔

"گڈ مارننگ بیوٹیفل لیڈیز!" مصطفٰی نے ہشاش بشاش لہجے میں وش کرتے چیئر پر بیٹھی ماں کو حصار میں لیتے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔

"گڈ مارننگ! کیا بات ہے آج بڑے فریش نظر آرہے ہو؟" اس نے ثمرہ کو ذو معنی نظروں سے دیکھ استفسار کیا تھا۔۔ جس پر وہ جھینپ کر پلیٹ میں سر جھکا گئی۔

"خوش تو میں واقعی بہت ہوں۔۔ اینڈ گیس واٹ۔۔ اس کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے؟" اس نے ماں کی جانب دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر مصطفٰی کو دیکھا تھا۔۔ کیونکہ وہ اسکی بات کو سمجھ گئیں تھیں۔۔

"اہمم۔۔۔ اف مجھے گیس کرنا نہیں آتا۔۔ تم ہی بتا دو۔۔" وہ چند لمحے سوچنے کے بعد ہار مان گئی۔۔ ثمرہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے خاموش بیٹھی تھی۔۔

"یار آج میری جنت کا جنم دن ہے۔۔" بلا آخر اس نے بھانڈا پھوڑ ہی دیا تھا۔۔ عریشہ اور ثمرہ دونوں ہی حیرت سے مسکرائی تھی۔۔ رات بارہ بجے وہ زنیرہ کے کمرے میں ضرور گیا تھا مگر مصطفیٰ نے اسے اُسکی برتھ ڈے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ بلکہ وہ آتے ہی کمرے کی لائٹس آف کرتا اُسے حصار میں لیتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔

"ہیپی برتھ ڈے آنٹی!" اُس نے آگے بڑھ کر روش کرتے ہاتھوں کو چوما تھا، تو وہ اسکی محبت پر مسکرائیں۔۔

"تھینک یو میرا بچہ۔۔" جواباً انہوں نے بھی محبت سے کہا تھا۔۔ جبکہ ثمرہ خاموش رہی تھی۔ مصطفیٰ نے شدت سے اسکا انداز نوٹس کیا تھا۔۔ مگر پھر دونوں کے درمیان سرد مہری کی دیوار محسوس کر سر جھٹک گیا۔۔

”عریشہ، تم میرے ساتھ ہی چلو گی یا پھر تھوڑی دیر سے آؤ گی۔۔“اس نے کلائی پر وقت دیکھتے پوچھا۔۔ ساتھ ہی جوس کا گلاس لبوں سے لگایا تھا۔۔

”نہیں یار، ساتھ ہی چلتی ہوں۔۔ ویسے بھی میری کار میں کچھ مسئلہ ہو گیا ہے۔“ وہ منہ بنا کر بولی۔۔

”چلو تم جلدی سے ناشتہ فنش کر لو۔۔ میں باہر تمہارا ویٹ کر رہا ہوں۔۔“اس نے سمجھ کر سر ہلایا، ساتھ ہی اٹھ کر ثمرہ کو اشارہ کرتا وہ خود گھر کے بیرونی حصے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ جبکہ وہ معنی خیزی سے مسکراتی عریشہ کو اسمائل پاس کرتی نشست چھوڑ کر مصطفٰی کی پیروی میں باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔

وہ دونوں آگے پیچھے ہی کار پورچ تک آئے تھے۔۔ ڈرائیور سے گاڑی کی چابیاں لیتا مصطفیٰ کار کے پاس ٹھہر گیا تھا۔۔ جبکہ ثمرہ کو آتا دیکھ گارڈز رخ موڑ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"سیم آپ نے مما کو وش نہیں کیا؟" ثمرہ جیسے ہی قریب آئی اُس نے ذرا سنجیدگی سے استفسار کیا، تو وہ اسے ایک گہری نگاہ سے دیکھتی تاسفی سانس کھینچ گئی۔۔

"آنٹی بہت خوش تھیں اور انکا موڈ بھی اچھا تھا۔ میں انہیں وش کر کہ انکا موڈ نہیں خراب کرنا چاہتی تھی۔۔ اور میرا نہیں خیال کے میرا وش کرنا بہت ضروری تھا۔ آپ نے اور عریشہ نے کر دیا بہت ہے۔۔" وہ چاہ کر بھی مصطفیٰ سے شکوہ نہیں کر سکی تھی کہ اس نے کونسا اسے رات میں بتا دیا

تھا۔۔ مصطفیٰ کچھ لمحے خاموش کھڑا رہا، پھر سامنے سے عریشہ کو آتا دیکھ اسے سائیڈ ہگ کرتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔

"پیکنگ آج ہی مکمل کر لیجئے گا۔۔" اس نے ایک بار پھر یاد دہانی کرائی تھی۔ اتنے میں عریشہ بھی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔۔

"بائے!" اس نے بائے کیا تو مصطفیٰ بھی مسکرا کر گاڑی گھوماتا کار گھر سے باہر لے گیا۔۔۔

آئزل اور آہان کا ولیمہ گزرے آج پورا ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔۔ آج مجتبیٰ کے آفس میں پہلا دن تھا۔۔

وہ وقت سے کچھ دیر پہلے ہی آفس پہنچ چکا تھا۔۔ رسپشنسٹ نے عریشہ کو اسکی آمد سے آگاہ کیا تھا۔۔ جس نے اسے اپنے آفس میں بلایا تھا۔۔۔

"شٹ اپ! اپنی بکواس بند کرو۔۔ اور یہ دھمکی کس کو دے رہے ہو۔۔ تم جانتے کیا ہو ابھی۔۔ تمہیں لگتا ہے کہ اکیلی لڑکی کو ڈرا دھمکا لو گے۔۔" مجتبیٰ جو ہلکا سا دروازہ کھولتا اس سے اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔۔ اسے اس قدر غصے میں دیکھ ایک لمحے کو ٹھہرا۔۔۔

"مے آئی کم ان۔۔" وہ جو موبائل سائیڈ پر رکھتی غصے سے کھول رہی تھی۔۔ سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"یس کم ان۔۔۔" مجتبیٰ کا چہرہ نمودار ہوتا دیکھ وہ ایک لمحے کو ٹھہری۔۔

"مسٹر مجتبیٰ۔۔۔ ویلکم ٹو دا آفس۔۔" اس نے دیکھتے ہی اپنے تاثرات پر قابو کیا تھا۔۔

"تھینک یو۔۔"

"آپ ریسیپشن پر جائیں۔وہ آپ کو آپ کی جاب اور سیٹ بتادیں گی۔۔" پہلے تو بالکل بھول ہی چکی تھی کہ مجتبیٰ نے آنا تھا،اور اب جبکہ وہ واقعی آگیا تھاتو وہ گڑبڑا گئی تھی۔۔

"بٹ آپ نے کہا تھا کہ کسی دوسری برانچ۔۔۔"

"یس بٹ ٹریننگ تو یہیں ہیڈ آفس میں ہو گی،،اس کے بعد ٹرانسفر ہو جائے گا۔۔"اس نے آگاہ کیا۔۔

"اوکے میڈم۔۔"وہ سر ہلاتا آفس سے باہر نکل آیا تھا۔۔۔

"ایزی۔۔۔" آہان آفس سے فارغ ہوتا گھر آتا سیدھا آئزل کو پکارتا اپنے روم میں آیا تھا۔۔

"السلام علیکم!" وہ آسمانی رنگ جوڑے میں ملبوس مسکرا کر قریب آئی تھی۔۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہیں آپ جانِ جاں۔۔" اُس نے محبت بھرے لہجے میں کہتے اسے سینے سے لگایا تھا۔۔ آئزل اسکے والہانہ انداز پر اسکی جانب دیکھتی ہولے سے مسکرائی۔۔

"خیریت ہے۔۔" اسکا کوٹ اتار کر ایک جانب رکھتی وہ آئی بروا ٹھا کر شرارت سے بولی۔۔

"خیریت تو ہے۔۔ یہ دیکھیں آپ۔۔" اس نے ایک لفافہ اسکی جانب بڑھایا ،اسنے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"اس میں کیا ہے؟" اس نے آئی برو اٹھائے۔

"کھول کر تو دیکھیں۔۔" اس نے لب دبائے۔۔آئزل نے لفافہ کھولا تو اس میں دو اٹلی کے ٹکٹس تھے۔۔

"آہان یہ۔۔" اس نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سمیت سوال کیا تھا۔۔

"ہم ہنی مون پر جا رہے ہیں ڈارلنگ۔۔" اس کی کمر کے گرد حصار قائم کرتا وہ محبت سے بولا تو آئزل نے آگے بڑھ کر اسکے ہلکی داڑھی والے گال پر اپنے لب رکھے تھے۔وہ حیرت سے پوری آنکھیں کھول گیا۔۔

"تھینک یو۔۔" اس کے حیران تاثرات دیکھ وہ جھٹ اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی تھی۔۔جبکہ وہ دلکشی سے قہقہہ لگاتا اسے کمر سے پکڑ کر اونچا کئے گول گول چکر دیتا مسلسل قہقہہ لگا رہا تھا۔۔۔

"مصطفیٰ!"، مصطفیٰ آسٹریلیا میں اپنی میٹنگز بھگتا تا اب واپسی پر دو دن کے لئے دبئی ٹھہر گیا تھا۔۔۔۔ وہ اس وقت مصطفیٰ کے ذاتی پینٹ ہاؤس میں موجود تھے۔۔ جب ثمرہ اسے پکارتی ہوئی بالکنی میں آئی تھی۔۔

"ہمم!" وہ اس وقت موبائل میں مشغول تھا۔۔

"ہم گھر کب جائیں گے۔۔" وہ ریلنگ سے ٹیک لگاتی ذرا اداس لہجے میں استفسار کر رہی تھی۔۔

"کیوں میرے ساتھ بور ہو رہی ہیں آپ۔۔" وہ اسکی آواز میں اداسی محسوس کر موبائل جیب میں ڈالتا اپنے حصار میں لے گیا۔۔

"میں آپ کے ساتھ کبھی بور نہیں ہو سکتی۔۔" اسکے حصار میں چہرہ اٹھا کر اس کی بئیرڈ چھوتی وہ نرم خوئی سے بولی تھی۔

"رئیلی تو پھر ہم مزید کچھ دن یہاں ٹھہر جاتے ہیں۔۔" اب وہ اسے حصار میں لئے دوسرا ہاتھ ٹراؤز کی جیب میں ڈالتا استفساریہ گویا ہوا۔۔

"ٹھہرنے میں کوئی مسلہ نہیں ہے۔ مگر پھر آپ آفس کا کوئی بھی کام نہیں کریں گے۔" اس نے گھورا کیونکہ وہ اسکے گھنٹوں لیپ ٹاپ پر مصروف رہنے سے عاجز آچکی تھی۔۔ وہ ہلکا سا قہقہہ لگا گیا۔۔

"تو آپ چاہتی ہیں کہ میں ہر وقت آپ سے رومانس کرتا رہوں۔۔" وہ لب دبا کر شرارت سے بولا، تو وہ جھینپ کر سٹپٹائی۔

"میں نے ایسا کب کہا۔۔" اس نے خفگی سے گھورا۔۔

"ابھی تو کہا کہ مصطفیٰ آفس کا کام نہ کیا کریں۔۔تو پھر یہاں کمرے میں ایک ہی کام بچتا ہے۔" وہ ہنوز شرارت کے موڈ میں تھا۔۔

"ہم باہر گھومنے بھی جا سکتے ہیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"تقریباً پورا دبئ تو گھوما ہوا ہے ہم نے۔۔" وہ پہلے ہی آفس کی طرف سے اسکے ساتھ آچکی تھی۔۔اور دبئ بھی کافی بار گھوم چکی تھی۔۔

"پہلے کی بات اور تھی۔۔اب دوبارہ سے گھومتے ہیں نا۔۔" وہ لاڈ سے بولی۔۔

"چلیں ٹھیک ہیں۔۔جیسے میری جان میری بیگم کا حکم۔۔" وہ اس بار اسے سینے میں بھینچتا شرارت سے بولا، تو ثمرہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

”جان بھی اچھا ہے ویسے۔۔“وہ جو اسکے سر پر تھوڑی ٹکائے کھڑا تھا ذرا چہرہ پیچھے کو کیا۔۔

”رئیلی!“اس نے آبرو اٹھائے، تو اس نے زور زور سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔

”اوکے سوئیٹ ہارٹ۔۔ پھر آج سے میں آپ کو جان کہونگا۔۔“اسکے چہرہ پر جھک کر اپنا لمس چھوڑتا شرارت سے بولا تو وہ شرما کر چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی تھی۔۔۔

”آئی لو یو۔۔۔“وہ اکثر یونہی اپنی محبت کا اظہار کرتا تھا، اور وہ مسکرا دیتی تھی۔

”آئی لو یو کا جواب آئی لو یو ٹو ہوتا ہے۔۔“اسکا شرمایا شرمایا سا روپ اپنی نگاہوں میں بساتا ذرا معنی خیزی سے بولا۔۔

"اونہوں! آئی لو یو کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔۔" وہ چہرہ اُٹھاتی شرارت سے بولی۔ تو وہ ذرا گھور کر مسرور سا مسکرا دیا۔۔اس بات سے انجان کہ بسا اوقات خوشیوں کی مدعت بہت مختصر ہوتی ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"شارق!" وہ اس وقت اپنے کمرے میں موجود بیڈ پر نیم درازی کی پوزیشن میں لیٹا سوچوں میں گم غصے سے آگے کا لائحہ عمل سوچ رہا تھا۔ جبھی فرناز اسے پکارتی ہوئی روم میں داخل ہوئیں تھیں۔

"جی!" وہ اُٹھ کر بیٹھا۔۔

"تمہارے بابا بتا رہے تھے۔۔اگلے ہفتے پیشی ہے تمہاری۔۔" انہوں نے بات کا آغاز کیا۔

”ہے تو مگر پریشانی کی کیا بات ہے۔۔ میری ایک بہت اچھے وکیل سے بات ہو گئی ہے۔۔اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس وکیل کے جج سے بھی بہت اچھے مراسم ہیں۔۔اس کیس کا حل تو کوئی نکلنا نہیں ہے جب تک مصطفیٰ صاحب نہیں چاہیں گے مگر میں ضمانت اور تاریخ پر تاریخ آرام سے لے سکتا ہوں۔۔ ویسے بھی میں زہنی بیمار شخص ہوں۔اس لئے پندرہ دن سے گھر میں بند ہوں۔“ وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔۔

”زہنی بیمار تو تمہارا باپ ہے۔“ انہوں نے نخوت سے سر جھٹکا۔

”کیا ہوا خیریت ؟“ اس نے نا سمجھی سے ابرو اٹھائے۔

”خیریت ہی تو نہیں ہے بس۔“ وہ زچ ہوا۔۔

”ہوا کیا ہے ؟ آپ کھل کر بتائیں گی ؟“ اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔

”تمہارے باپ کی اپنی اس بیٹی کے لئے محبت جاگ گئی ہے۔“ انہوں نے نخوت بھرے لہجے میں کہا تو شارق کی پیشانی پر پڑے بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔

”تو اس میں غلط کیا ہے؟“ وہ ذرا تندہی سے بولا تو وہ حیران ہوئی۔

”اس میں کچھ غلط نہیں ہے؟“ انہوں نے ناگوار لہجے میں دریافت کیا۔

”بالکل بھی نہیں۔“ اس نے سر جھٹکا۔

”مطلب تمہارے نزدیک ابھی بھی بہن بے قصور ہے۔“ فرناز کو اپنی سماعت پر شبہ ہوا جبھی وہ حیرانگی سے دریافت کرنے لگیں۔

”میری بہن بے قصور ہے۔۔ وہ جو کچھ بھی بول رہی ہے یا پھر کر رہی ہے وہ سب اس احد مصطفیٰ کی وجہ سے کر رہی ہے۔۔ اور اس سب میں غلطی بابا کی ہے وہ اسے مجبور نہ کرتے تو یہ سب بھی نہ ہوتا۔“ شارق کی بات سن فرناز کو

حیرت انگیز جھٹکا لگا تھا کیونکہ ثمرہ کے انکار کے بعد وہ گھر واپس آتا پورا جہاں سر پر اٹھا چکا تھا۔۔اور اب کتنے آرام سے سب کہہ رہا تھا۔۔

"کمال ہے پہلے باپ اور اب بھائی کی بھی محبت جاگ چکی ہے۔۔" وہ طنزیہ لب ولہجا اختیار کر گئی۔۔

"تو اس میں غلط ہی کیا ہے؟ وہ بہن ہے میری۔۔۔بیٹی ہے ہماری۔۔ہم اسے یوں دشمن کے مورچے میں تو نہیں چھوڑ سکتے نا۔۔" فرناز نے ذرا مشکوک نظروں سے گھورا تھا۔۔کیونکہ وہ ثمرہ کو لے کر فکر مند رہتا تھا۔۔اس سے محبت بھی کرتا تھا مگر اب بہن کے لئے محبت کی انتہا اور جذباتیت کھٹکا رہی تھی۔۔

"تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔ذرا بتانا پسند کرو گے۔۔۔" وہ طنزیہ لہجے میں گویا ہوئیں تھیں۔

”ویسا تو کچھ بھی نہیں چل رہا، جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔“ وہ نے استہزائیہ سر جھٹکا۔۔

”اوہ یعنی میں ہی پاگل ہوں۔۔“ وہ گہرا سانس بھر گئیں۔

”معلوم نہیں۔ مگر پلیز ابھی میرے روم سے چلی جائیں۔۔ میرے سر میں درد ہے اور یہ قصویٰ کہاں ہے؟ ہر وقت دوستوں سے ساتھ کہیں نہ کہیں نکلی رہتی ہے۔۔ اس سے کہیں گھر رہا کریں، شریف گھروں کی لڑکیاں یوں آدھی راتوں کو مٹر گشتی نہیں کرتی پھرتیں۔۔“ اس بار وہ الٹا برہم ہوا تھا۔۔

”وہ جہاں جاتی ہے مجھے اور تمہارے بابا کو بتا کر جاتی ہے۔۔ میری بیٹی پر شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ اس بار وہ سختی سے بولیں۔۔

”ایک بات یاد کرلیں۔۔ عورت ذات اعتبار کے قابل نہیں ہوتیں۔۔“ وہ یکدم سنجیدگی کالبادہ اوڑھتا درشتگی سے بولا، ساتھ ہی بیڈ پر کروٹ بدل گیا۔۔

”مگر میں میری بیٹی پر مکمل اعتبار کرتی ہوں۔“ انہوں نے جتانا ضروری سمجھا تھا۔

”مرضی ہے آپ کی۔۔ مگر ایک بات یاد کرلیں کہ میں قصویٰ سے ثمرہ سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔۔ کیونکہ وہ ہمیشہ میرے لئے ایک ڈول جیسی رہی ہے۔۔ میری اولاد کی طرح ہے۔۔ مگر کبھی اس نے کوئی ایسا عمل کیا جو اس گھر کے مردوں کے لئے شرمندگی یا ذلت کا باعث بنا تو قاتل تو میں پہلے ہی ہوں باقی آپ خود سمجھدار ہیں۔۔“ فرناز کا فق پڑتا چہرہ دیکھ وہ اپنے پتھریلے تاثرات پر بمشکل قابو پاتا انتہا کے کھردرے لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔

”لگتا ہے تمہارا تو دماغ ہی خراب ہو گیا ہے۔۔“انہوں نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔

”جی ہو گیا ہے۔۔اور آگر بار بار اس گھر کی عورت ہمارا سر شرم سے جھکائے گی تو پھر اس گھر کے مردوں پر فرض ہے کہ وہ اس وجہ کو ہی زمین میں دفن کر دیں۔۔“وہ سفاکیت سے گویا ہوا تھا۔

”تو سب سے پہلے جا کر اپنی اس سگی لاڈلی بہن کا سر تن سے جدا کرو جو تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے دشمن کی باہوں میں تھی۔۔“وہ ہمیشہ کی طرح ثمرہ کے لئے تضحیک آمیز لفظوں کا چناؤ کر گئیں تھیں۔۔

”احد مصطفٰی بھلے میرا دشمن ہے مگر میری بہن کا شوہر ہے وہ کسی غیر شخص کے حصار میں نہیں تھی۔۔یہاں میری غیرت کا جوش مارنا بالکل بیکار سی بات ہے۔۔“فرناز نے آنکھیں پھٹی پھٹی۔۔۔

"واہ واہ۔۔۔ پھر تو وہ جو تمہاری آوارہ ماں تھی اسے بھی گلے لگالو کیونکہ تمہارے باپ سے طلاق لے کر اس نے اپنے عاشق سے نکاح کیا تھا کچھ غلط تھوڑی تھا۔۔" فرناز نے ناگواری سے غرا کر جتایا تھا۔۔

"بالکل کچھ غلط تھوڑی تھا۔۔ مگر میرے باپ سے بے وفائی کی تھی۔۔اور ان کے لئے یہ سزا کافی ہے کہ انہیں اپنی اولاد کے چہرے دیکھے سالوں گزر چکے ہیں۔" فرناز کی بات کجا کہ اس کے دل پر جا کر لگی تھی۔۔ مگر پھر بھی وہ ضبط کر گیا۔۔

"دوسری بات میری ماں اور بہن کا کوئی مقابلہ نہیں۔۔ مگر میں بس آپ کو اتنا کہہ رہا ہوں کہ ان لڑکیوں پر اندھا اعتبار نہ کریں پھر چاہے وہ ثمرہ ہو یا قصویٰ کیونکہ عورت ذات پر اندھا اعتبار معاشرے میں مرد کی عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دیتا ہے۔۔" وہ زہر اگلنے لگا تھا۔۔

"اور اگر مرد عورت کو گھر کی چار دیواری میں عزت تحفظ اور محبت فراہم کرے تو وہ کبھی باہر کے لوگوں میں سکون تلاش نہیں کرتی۔۔ مگر یہ بات تم جیسے مردوں کو سمجھائے کون۔۔" فرناز پہلی بار کوئی ڈھنگ کی بات کر کہ گئیں تھیں وہ بھی اس لئے کیونکہ اب بات ثمرہ تک محدود نہیں رہی تھی۔۔ بلکہ اس غلاظت کے چھینٹے انکی اپنی بیٹی تک بھی پہنچنے لگے تھے۔۔۔

\-------------------

وہ دونوں باپ بیٹے اس وقت اسٹڈی میں موجود تھے۔۔ جہاں مقابل بیٹھا انکا بیٹا انتہا کے غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔۔

"بابا دادا ابو ہمارے ساتھ یہ زیادتی کیسے کر سکتے ہیں وہ اپنی جائیداد کا ستر فیصد چچا کے نام کیسے کر سکتے ہیں۔۔" چہرہ ضبط کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔۔

"حوصلہ رکھو۔۔۔ یہ ساری جائیداد ہر حال میں آنی تو یہیں ہے۔۔ تمہارے اور عریشہ کے نکاح کے کاغذات تو ہیں نا تمہارے پاس۔۔" انہوں نے ہمیشہ والا ترپ کا پتہ پھینکا تھا۔۔

"بالکل ہیں۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"بس اب ہم اس نکاح کو کیش کریں گے۔" وہ ہولے سے مسکرائے۔۔

"اور میری فیملی؟" مقابل کو اپنی بیوی کی فکر ہوئی تھی۔۔

"تمہاری بیوی تمہاری پراپرٹی ہے کہیں بھاگی نہیں جا رہی۔۔ لیکن ابھی ہم بس اسی طریقے سے اس لڑکی کو لگامیں ڈال سکتے ہیں۔۔" وہ آگے کی منصوبہ بندی کر بیٹھے تھے۔۔

"میں آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں مگر اس تمام قصے میں میری فیملی پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہئے۔۔" وہ ناگوار لہجے میں بولا۔۔

"حوصلہ رکھو کچھ نہیں ہو رہا تمہاری بیوی کے ساتھ۔۔" انہوں نے بیٹے کو ڈپٹا۔۔

"ٹھیک ہے پھر کل میں ملاقات کر لیتا ہوں اس کے بعد باقی کی تمام معاملات آپ دیکھ لیجئے گا۔۔" وہ ناک پر سے مکھی اڑا گیا۔۔

"ہاں جاؤ تم۔۔" وہ اب پر سوچ دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

"ہائے مجتبیٰ کیا قسمت پائی ہے۔۔ صبح آفس جانے سے پہلے ناشتہ بھی خود بناؤ بھئی واہ۔۔" وہ اپنے لئے چائے بناتا عادتاً بڑ بڑا بھی رہا تھا۔۔ جبھی اسکا

موبائل رنگ ہوا تھا۔۔ وہ اسکرین پر نظر ڈال مسکرایا کیونکہ اس کی آفس ٹائمنگ میں وہ لازمی صبح اور لنچ ٹائم میں کال کرتی تھی۔۔

''السلام علیکم! کیا تمہارا شوہر کوئی کام دھندا نہیں کرتا ہے جو تم اس پر توجہ دینے کے بجائے ہر وقت مجھے ہی کال کرتی رہتی ہو۔۔''اس نے ہمیشہ کی طرح مخصوص جملہ دہرایا تھا۔۔ وہ جو اہان کی تیاری میں مدد کرانے کے ساتھ ساتھ فون اسپیکر کر کر گئی تھی اب مسکرا کر اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ جس نے ائی برو اُٹھائے تھے۔۔

''ایسی بات نہیں ہے۔۔ بس مجھے تمہاری فکر ہوتی ہے۔ کتنی بار کہا ہے ناشتہ یہیں کر لیا کرو۔'' وہ اِس وقت اہان کی شرٹ کا بٹن ٹانک رہی تھی جو اچانک ہی ٹوٹ گیا تھا۔۔

''تو پھر کہاں ہے وہ تمہارا نکما شوہر۔۔''اس نے جان کر کہا تھا۔۔

”بیوی کا اگر بھائی نکما ہو تو اسے خوش رکھنے کی خاطر اس کے نکمے بھائی کی بھی خوشی کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔۔“ اس بار وہ خود کو کہنے سے باز نہیں رکھ سکا تھا۔۔ ساتھ ہی مسکراتی ہوئی آئزل کو آنکھیں دکھائی تھیں۔۔

”اچھا تم جاسوس کی طرح یہیں کھڑے ہو ابھی تک۔“ اس نے مسکرا چھیڑا تھا۔۔

”ہاں تو میری بیوی ہر وقت تمہاری فکر میں گھلتی رہتی ہے۔۔“ وہ جتاتے لہجے میں بولا۔

”میں تو آفس جا رہا ہوں یار یہ بلاوجہ پریشان ہو رہی ہے۔۔“ اس بار وہ نرمی سے بولا۔۔

"اسی لئے بولتا ہوں شادی کر لے تاکہ میں سکون سے اپنی بیوی کے ساتھ ہنی مون پر جا سکوں۔۔" وہ ازلی بے باکی سے بولا آئزل نے پوری آنکھیں کھول کر گھورا تھا۔۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ تو ڈھونڈوں نا کوئی لڑکی مجھ جاب لیس آدمی کے لئے۔۔ مل جائے تو مجھے انفارم کر دینا میں نکاح کے لئے آ جاؤنگا۔۔" وہ شرارت سے بولا جبکہ آئزل اَب اِن دونوں کو اپنی باتوں میں مصروف ہوتا دیکھ سر جھٹکتی کمرہ سمیٹنے لگی۔۔

"یار دو دن بعد کی فلائٹ ہے ہماری۔۔ آفس میں کچھ ضروری کام نکل آئے تو اسی لئے فلائٹ کینسل کرانی پڑی تھی۔"اس نے جواز پیش کیا۔۔

"اوکے بائے۔۔" وہ رابطہ منقطع کر گیا جبکہ اب وہ آئزل کی جانب متوجہ ہوا۔۔

"ایزی۔۔" اس کی پکار پر وہ سارے کام چھوڑ کر اسکے نزدیک آئی۔۔ جو سنجیدگی سے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑس کر کھڑا اب سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔۔

"ماما کہہ رہی تھیں کہ آپ سارا سارا دن روم میں بند رہتی ہیں۔۔ جان سکتا ہوں کیوں؟" وہ کافی دن سے بازپرس کرنا چاہ رہا تھا۔۔ مگر ہر بار اسکا خوشگوار موڈ دیکھ کر سر جھٹک جاتا۔۔

"میں جب روم سے باہر جاتی ہوں تو وہ ملازمین کے سامنے میری کسی نہ کسی بات پر بے عزتی کر دیتی ہیں۔۔ پھر سیکنڈز بعد صحیح سے بات کرنے لگتی ہیں۔۔ آگر انہیں یہ لگتا کہ وہ یوں میری بے عزتی کریں گی اور میں انکے ساتھ نارمل رہونگی تو سوری اہان یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔" اس بار وہ بھی سنجیدگی سے بولی تو اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔

”تو یہ بات تمہیں مجھے بتانی چاہئے تھی نا۔۔“اس بار وہ نرمی سے بولا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکی ماں اس شادی سے زیادہ خوش تو نہیں تھیں۔۔

”تا کہ تمہیں لگتا کہ میں ٹیپیکل عورتوں کی طرح بیٹے سے اسکی ماں کی شکایت کر رہی ہوں۔۔دوسری بات یہ بات میرے نزدیک اتنی بڑی نہیں ہے۔۔دنیا میں ہم سب کی پسند نہیں بن سکتے۔۔آ گرانٹی کو میں بہو کی صورت نہیں پسند تو اٹس اوکے۔۔ مگر اب میں انکے بیٹے کی بیوی تو ہوں نا بات ختم۔۔“اس بار وہ ذرا ناراض لہجے میں بولی۔۔

”میں ایسا کیوں سوچونگا آئزل۔۔گھر میں کوئی بھی مسلہ ہو آپ سب سے پہلے مجھے بتائیں گی تا کہ میں اپنے طریقے سے ہینڈل کر سکوں۔۔“وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا اپنے ہونے کا مان بخش رہا تھا۔۔

”اوکے۔۔۔“

"پلیز سارا دن کمرے میں نہ رہا کریں۔۔ تھوڑا دن غصہ کریں گی پھر ٹھیک ہو جائیں گی ویسے بھی ایک دو روز میں ہم ہنی مون پر چلیں گے۔۔ پھر۔۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے یکدم سے رُکا تھا۔۔

"پھر؟" اُس نے آئی برو اُٹھائے، تو وہ شرارت سے کان کے نزدیک جھکتا سرگوشیانہ بولا تھا۔۔ جبکہ اُس کا چہرہ لمحوں میں سُرخ پڑ گیا تھا۔۔

"انتہا کے بدتمیز انسان ہو تم۔۔" وہ اس قدر سنجیدہ گفتگو میں اسکی انتہائی غیر سنجیدہ اور بے باک معنی خیز سرگوشی پر کان کی لو تک سرخ پڑ گئی تھی۔۔ جبکہ وہ قہقہہ لگا گیا۔۔۔

"تو اس میں اتنا شرمانے والی کونسی بات ہے۔۔ ہر شادی شدہ کپل ہی۔۔۔۔" وہ ایک بار پھر کچھ بولنے لگا تھا جبھی آئزل تیزی سے اسکے چہرہ ہاتھ رکھتی منہ بند کرا گئی۔۔

"شش! خاموش ہو جاؤ تم۔۔بہت فضول بولتے ہو۔۔اور آفس جاؤ۔۔ تمہیں لیٹ ہو رہا ہے۔۔" وہ اس کا رخ پھیر گئی جبکہ وہ قہقہہ لگاتا اسے اپنے حصار میں لے کر ہگ کرتا ماتھے پر بوسہ دیتا روم سے انکی ہمراہی میں ہی نکلا تھا۔۔ جس کا رُخ اب نیچے ناشتے کی ٹیبل کی جانب تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں ناشتے کی میز پر آئے تو وہاں تحمینہ بیگم اور مہروز صاحب پہلے سے ہی ٹیبل پر موجود تھے۔۔ان دونوں کو دیکھ وہ اپنی باتوں سے چونکے۔۔

"السلام علیکم!" پہل آئزل نے کی، جبکہ آہان بھی ماں کا ماتھا چومتا اپنی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا تھا اسکے عین برابر میں آئزل نے نشست سنبھال لی تھی۔۔

"وعلیکم السلام! آج دیر ہو گئی آپ لوگوں کو؟" انہوں نے محبت بھرے لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔

"آہم بس ویسے ہی آنکھ دیر سے کھلی تھی۔" اس نے بہانہ گھڑا جبکہ آئزل نے اسکے اشارے پر کروسنوٹس کی پلیٹ اٹھا کر پاس کی تھی۔۔

"اچھا اچھا! آپ دونوں کی فلائٹ کب کی ہے؟" انہوں نے سوال کیا۔

"دو دن بعد کی ہے۔۔" وہ جوس کا گلاس لبوں سے لگاتا مصروف سے انداز میں بولا۔ جبکہ تحمینہ ایک نظر آئزل کے کھلے سے چہرے پر ڈال سر جھٹک گئیں۔۔ جو انکے بیٹے کے ساتھ بیٹھی مکمل اور پیاری لگ رہی تھی۔۔

"چلیں پھر آپ خیر سے جائیں۔۔" آہان کلائی میں بندھی گھڑی پر وقت دیکھتا فوراً سے بیشتر اُٹھ کر بیٹھا تھا۔۔

"چلیں میں نکلتا ہوں۔۔ آپ میرے ساتھ ہی چلیں گے یا لیٹ آئیں گے؟" وہ اب اپنی طبیعت خرابی کی وجہ سے بہت کم آفس آنے لگے تھے۔

”تم جاؤ میں آج کا سارا وقت اپنی بیوی کے ساتھ گزاروں گا۔“ وہ تحمینہ کو دیکھ شرارتی لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

”واہ نئی شادی میری ہوئی ہے اور کوالٹی ٹائم آپ لوگ اسپینڈ کر رہے ہیں۔“ وہ شرارتی لب و لہجے میں گویا ہوا تھا۔

”شادی نئی ہو یا پرانی، بیوی کے وقت پر نو کمپرومائز۔۔“ آئزل مسکرا دی تھی۔

”تو بس ٹھیک ہے۔۔ آج کا میرا بھی سارا وقت میری بیوی کے نام۔۔۔“ وہ مہروز صاحب کو شرارتی نگاہوں سے دیکھتا ذو معنی لہجے میں بولا تو انہوں نے گھور کر دیکھا۔۔

”تم روز روز چھٹیاں کرو گے تو بزنس کون تمہارا باپ سنبھالے گا۔“ اس بار انہوں نے بیٹے کو لتاڑا۔۔

"ظاہر سی بات ہے جب بیٹا بہو کے پاس ہو تو کاروبار سنبھالنا باپ کی ہی زمہ داری ہوتی ہے۔۔"اس نے شرارت سے لب دبائے جبکہ اس تمام گفتگو میں آئزل جھینپ سی گئی تھی۔۔

"فوراً اٹھو اور آفس جاؤ۔۔ویسے ہی تم ہنی مون پر اتنے زیادہ دنوں کے لئے جا رہے ہو۔پھر میں اپنی بیوی کو وقت نہیں دے سکونگا۔"انہوں نے گھور کر دیکھا تھا تو وہ قہقہہ لگا گیا۔۔۔

"آئزل ریڈی رہنا شام کو ہم مووی دیکھنے جائیں گے اور پھر لانگ ڈرائیو۔۔"وہ شرارت سے مسکایا۔۔

"اور کام کون کرے گا؟"انہوں نے گھورا۔

"بھئی کام دن کے لئے ہوتے ہیں اور شادی شدہ لوگوں کی رات۔۔۔"اس سے قبل کے وہ سدا کا بے باک انسان کوئی زو معنی جملہ پاس کرتا آئزل نے سٹپٹا کر اُسکا ہاتھ دبایا تھا۔۔

"چلیں مجھے دیر ہو رہی ہے میں نکلتا ہوں۔"آئزل کو اپنے ماں باپ کے سامنے خواہ مخواہ شرمندہ ہوتا دیکھ وہ اللہ حافظ کرتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔جبکہ وہ دونوں میاں بیوی اسے خوش دیکھ اسکی مسکراہٹ یونہی سلامت رہنے کی دعا کرتے سر جھٹک گئے۔۔آئزل بھی اس کے اشارے پر ساتھ ہی گئی تھی۔۔۔۔

"کیا ہوا ڈارلنگ اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہو؟"وہ کار کا دروازہ کھولتا ذرا ٹھہر کر شرارت سے گویا ہوا۔۔

"حد ہوتی ہے بدتمیزی کی۔۔۔یہ باتیں انکل آنٹی کے سامنے کرنے والی

ہیں؟" وہ خفا ہوئی۔

"تو پھر کس کے سامنے کرنے والی ہیں؟" وہ پھر سے شرارت کے موڈ میں

تھا۔۔

"اُفف! آپ سے کوئی نہیں جیت سکتا۔۔ صحیح کہتا ہے مجتبیٰ آپ کے بارے

میں۔۔ کہ ایک نمبر کے بے ہودہ انسان ہیں آپ۔۔" وہ دانت کچکچا کر بولی

تھی جبکہ وہ قہقہہ لگا گیا۔۔

"ویسے میرے رومانس میں ہر وقت اس سالے کو نہ گھسیڑا

کریں۔۔" ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا ذرا چڑ کر بولا تو وہ مسکراہٹ دبا گئی۔۔

"فی امان اللہ!" وہ ہولے سے مسکرایا اور فلائینگ کس دیتا گاڑی بھگا لے

گیا۔۔۔ جبکہ وہ مسکراتی ہوئی واپس رُوم میں آئی تھی۔۔

"مصطفیٰ! ان دونوں کی آج شام کی پاکستان کی فلائٹ تھی۔۔اور ثمرہ کب سے اسے جگانے کی کوشش کررہی تھی۔۔جو رات دیر سے سونے کے باعث اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔

"جی جانِ مصطفیٰ!" وہ خمار آلود لہجے میں ذرا سی آنکھیں کھول کر بولا، جبکہ ثمرہ کا نکھرا نکھرا سا روپ دیکھ اسکا موڈ مزید خوشگوار ہو گیا تھا۔۔

"شاید ہماری آج شام کی فلائٹ ہے پاکستان کی۔"اس نے خفگی سے جتایا۔۔

"جانتا ہوں، کوئی نئی بات کریں۔۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچ گیا۔

"نئی بات یہ ہے کہ پلیز جلدی سے اٹھ جائیں مجھے بہت شدت کی بھوک لگی ہے۔۔"اس بار اسنے معصوم سا منہ بنایا تھا۔۔

"اوہ! مجھے لگا آپ کوئی رومینٹک بات کرنا چاہ رہی تھیں۔۔" ثمرہ نے کینہ توڑ نگاہوں سے گھور کر دیکھا تھا۔

"ویسے حد ہوتی ہے بے شرمی کی بھی میں تو آپ کا یہ روپ دیکھ کر بے ہوش ہونے والی ہو گئی ہوں مصطفیٰ۔۔ سچ سچ بتائیں آپ اسٹریلیا میں کسی الٹی سیدھی ایکٹیویٹی میں تو نہیں پڑ گئے تھے؟ مطلب ایسے تو آپ کبھی نہیں تھے؟" اس نے ہمیشہ کی طرح اپنی بڑی بڑی آنکھیں مزید پھیلا کر حیرانگی کا اظہار کیا تھا جبکہ وہ قہقہہ لگا گیا۔۔۔

"آپ شاید بھول رہی ہیں کہ میں پہلے بھی کافی رومینٹک تھا۔۔ بس اس وقت آپ میری بیوی نہیں تھیں تو اسٹائل ذرا ڈفرنٹ تھا ورنہ آپ خود ہی انتہا کی بورنگ لڑکی ہیں۔۔۔" اسے اپنے حصار میں لیتے اسکے بال سنوارتا وہ ذرا جتاتے لہجے میں بولا۔۔

"آپ پہلے صرف رومینٹک ہونگے مگراب آپ رومینٹک پرومیکس ہو گئے ہیں۔۔" اس نے گھور کر کہتے اسکا ہاتھ پکڑا تھا۔۔ جو ایک بار پھر پٹڑی سے اترا تھا۔۔

"افف! کسی نے دیکھی ہے ایسی آدم بیزار لڑکی نہیں مطلب شوہر کی محبت سے اکتائی ہوئی لڑکی۔۔" وہ ذرا شاعرانہ انداز میں بولا تو وہ پورے دل سے مسکرائی تھی۔۔

"نہیں شوہر کی محبت سے بالکل بھی نہیں اکتائی۔۔ مگر یہ جو ہر وقت کا آپ کا رومانس ہے نا یہ مجھے چڑ دلا دیتا ہے۔۔ خیر جلدی اٹھیں۔۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔ آج ناشتہ باہر کریں گے۔۔" وہ اس کا کمفرٹر پھینکتی زبردستی اٹھا کر بیٹھا گئی۔۔ جو بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسکا گال نرمی سے چھوتا اٹھ بیٹھا تھا

ساتھ ہی شرٹ کھینچ کر درست کرتے قدم واشروم کی جانب بڑھائے

تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اُف مصطفٰی کیا ہو گیا ہے آپ کو؟" وہ دونوں اس وقت پلین میں تھے

جب مصطفٰی نے دھیرے سے جھک کر اسکے کان میں معنی خیز سرگوشی کی

تھی۔۔

"کیا ہوا؟" اس نے ذرا اپنی بیوی کو گھورا، جو کچھ زیادہ ہی اوور ریکٹ کر رہی

تھی۔۔

"بھئی ہم پلین میں ہیں۔۔" وہ اس وقت فرسٹ کلاس میں تھے۔۔ مگر اس

کے باوجود اس نے احساس کرانا ضروری سمجھا تھا۔۔

"تو یار چل کریں میں کونسا یہاں رومانس جھاڑ رہا ہوں۔۔آپ سے ایک سمپل سا سوال کر رہا ہوں مگر آپ کی تو شرم ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی۔۔"اس بار وہ سچ میں چڑ گیا تھا۔۔

"کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔مجھے یہ سب یوں پبلک میں پسند نہیں ہے۔۔"اس بار وہ نروٹھے پن سے بولی تو مصطفی سیدھا ہوا اور گھور کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"ذرا بتائیے گا میں نے کب آپ کو پبلک میں شرمندہ کیا ہے؟"وہ سختی سے بازپرس پر اترا تھا۔کیونکہ یہ حقیقت تھی کہ وہ خود اچھا خاصہ ریزرو نیچر کا بندہ تھا۔۔اور جس حالات میں انکی شادی ہوئی تھی وہ یہ وقت ثمرہ کے ساتھ اسپیشل بنانا چاہتا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے مزاج سے ہٹ کر رویہ اختیار کر گیا تھا مگر اسے بھی شاید کوئی ایکسٹرا ریزور نیچر بیوی مل گئی تھی۔

”پبلک میں نہیں کیا مگر میں یہاں بھی کمفرٹیبل نہیں ہوں۔“اس نے پبلک پلیس کا احساس کرایا تھا۔۔

”مطلب اب بندہ زبانی کلامی بھی رومانس نہیں کر سکتا۔۔“اس نے منہ بنایا تو اس بار ثمرہ مسکراہٹ چھپاتی اسکے خفا تاثرات دیکھ چہرے سے نزدیک ہوئی تھی۔۔

”اب کیا ہے؟“اسکی گرم جھلستی سانسوں کی حدت اپنے گال پر محسوس کر وہ کھردرے سے لہجے میں چڑ کر سوالیہ بولا۔

”کچھ نہیں بس اب میرا رومانس کرنے کا دل کر رہا ہے۔۔“وہ شرارتی لہجے میں بولتی اسکے رخساروں پر ہونٹ رکھ گئی مصطفیٰ کو خوش گوار حیرت نے اپنی لپیٹ میں لیا تھا جبکہ وہ شرما کر تیزی سے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی۔۔

"ہاں پہلے بندے بشر کو اپنی ادائیں دکھا کر بہکانے کا سامان کریں جب ہم الفت لٹانے پر آئیں تو آپ ان کمفرٹیبل ہو جائیں۔۔" وہ خفگی سے منہ بنا کر بولا جبکہ اس کے سینے سے لگی بیٹھی وہ دل کھول کر کھلکھلائی تھی۔۔

"دیکھیں میرا رومانس قیمتی ہے میں کبھی کبھی کرتی ہوں نا۔۔۔" اس کی اس لاجک پر وہ عش عش کر اٹھا تھا۔۔

"ویری فنی۔۔" اس نے منہ بنایا۔۔

"اچھا اب موڈ تو ٹھیک کر لیں۔۔۔ نہیں کہتی کچھ۔۔ مجھے پتہ ہے گھر جا کر تو ویسے بھی آپ نے آفس میں ایسا گم ہونا ہے پھر یاد ہی نہیں رکھنا کہ آپ کی ایک عدد بیوی بھی ہے۔۔" وہ خفا ہوئی۔

"اگر آپ کو ایک عدد بیوی ہونے پر اعتراض ہے تو دو عدد کر لوں؟" وہ شرارت سے ہنسی دانتوں تلے دبا گیا۔۔

"یہ آپ مردوں کو شادی کا اتنا شوق کیوں ہوتا ہے؟" اسکا کالر پکڑ کر رُخ اپنی جانب کرتی وہ ذرا سختی سے بولی تھی۔۔۔

"وہ بڑے کہتے ہیں نا کہ مرد کے دل میں دوسری عورت کی اور عورت کی الماری میں نئے سوٹ کی جگہ ہمیشہ برقرار رہتی ہے۔۔" وہ ثمرہ کو تپانے کی غرض سے ذرا شرارت سے بولا، جبکہ وہ چڑنے کے بجائے یکدم سنجیدہ ہوتی خاموش رہ گئی تھی۔۔ اسکا بدلتا رویہ نوٹس کر مصطفیٰ یکدم سیدھا ہوا تھا۔۔

"مذاق کر رہا ہوں ثمرہ۔۔" اس کے گرد اپنا حصار تنگ کرتا وہ نرمی سے بولا تاکہ وہ بات دل پر نہ لے جائے۔۔

"میں کبھی کبھی سوچتی ہوں بابا نے دوسری شادی کیوں کی تھی۔۔ جبکہ ان کے پاس تو اولاد بھی تھی۔۔۔ شاید یہی بات ہے کہ مرد کے دل میں ہمیشہ

دوسری عورت کی جگہ رہتی ہے۔۔" وہ نجانے کس سوچ میں غرق ہو گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے اس کے لہجے میں نمی محسوس کر خود میں بھینچ لیا تھا۔۔

"ثمرہ شادی کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے اگر آپ کی ماما کے بعد آپ کے فادر نے دوسری شادی کر لی تو کوئی گناہ نہیں کیا۔۔ نکاح کرنا غلط نہیں ہے غلط جب ہوتا جب وہ کسی غلط راہ پر چل پڑتے۔۔اور یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اگر عورت بیوہ یا طلاق یافتہ ہو تو دوسری شادی تو اسے بھی ہر حال میں کرنی ہوتی ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔۔ مگر یہ ہمارے معاشرے کا قصور ہے کہ کچھ چیزیں جو ہمارے لئے حلال کر دی گئی انہیں ہم نے اپنی فرسودہ ہنداؤنہ سوچ کے زِیر نظر خود کے لئے مشکل بنا لیا۔۔ مثال کے طور پر ہمارے مذہب میں عورت کا طلاق یافتہ ہونا کوئی عیب نہیں ہے، ہو گئی سو ہو گئی ہمارے معاشرے کے مطابق یہ بہت بڑا عیب ہے، ہم خود ہی سوچ

لیتے ہیں کہ شاید عورت میں یہ برائی ہو، وہ برائی ہو گی یہ وہ۔۔اسی طرح مرد کی دوسری شادی بھی کوئی گناہ یا غلط کام نہیں ہے مگر بات پھر وہی سوچ کی ہے۔۔کہ ہمارے مرد زانی، شرابی اور چالیس سال کا کنوارہ شخص تو قبول ہے مگر ایسا مرد نہیں جو دوسرے نکاح کا خواہش مند ہو۔۔جبکہ آپ لے والد نے ایک کی موجودگی میں دوسری نہیں کی تھی۔۔انہوں نے دوسرا نکاح آپ کی مما کے جانے کے بعد کیا تھا۔۔کیونکہ انسان کو ہر عمر میں جذباتی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔" ثمرہ نے سر جھٹکا۔۔

"مگر دوسری شادی کا یہ مطلب تو نہیں ہے نا کہ انسان اولاد کو بھول جائے۔۔۔"وہ نفرت سے بولی تھی

"آپ کے بابا نے غلط کیا ہے۔۔اور وہ ہمیشہ سے غلط ہیں۔۔ مگر جو گزر گیا اب اسے بھول جائیں۔۔۔آپ کا آج تو اچھا ہے نا بس آج میں جیئیے۔۔"اس نے نرمی سے اسکا سر سہلآیا۔۔۔

"مصطفیٰ کبھی آپ تو دوسری شادی نہیں کریں گے نا۔۔"اس کے دل میں خدشے پنجے گاڑ کر بیٹھے تھے۔۔کیونکہ زنیرہ ہزار مرتبہ کہہ چکی تھیں کہ وہ مصطفیٰ کی دوسری شادی کرا کر ہی دم لیں گی۔۔۔۔۔

"سیم میری جان!!آپ میری طرف سے بے فکر رہیں کیونکہ میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں جو دو بیویوں کے ساتھ انصاف کر سکیں...۔میری پہلی بیوی میری محبت ہے اور تاحیات رہے گی کیونکہ نکاح کے بعد محبت بڑھتی ہے گھٹتی نہیں ہے۔۔۔اور دوسری کے ساتھ میں کبھی انصاف نہیں کر سکونگا تو میں اتنا بڑا گناہ اپنے سر کیوں لوں۔۔چار کی اجازت کا

ناجائزہ فائدہ کیوں اٹھاؤں۔جب کوئی مرد اپنی مرضی یا خواہش کے تحت ایک سے زائد نکاح کرتا ہے تو پھر وہ اللہ کے سامنے جواب دہ بھی ہے۔۔ مگر ہمارے یہاں بس ہر وقت اجازت سر پر سوار رہتی ہے باقی حقوق کی بات کی جائے تو ہمارے معاشرے کے مردوں سے ایک کے بھی ادا نہیں کیے جاتے۔۔۔اور اس سب کی سب سے بڑی قصوروار پتہ ہے کون ہے عورت ہے۔۔۔" وہ نرمی سے بولتا اختتام میں ذرا ٹھہرا تھا۔۔

"عورت کیوں مصطفیٰ؟ یہ تو مرد کی اپنی مرضی ہے۔۔۔" وہ ذرا اچھنبے سے بولی۔۔

"اونہوں۔۔۔میں یہاں عورت سے مراد بیوی کو نہیں کہہ رہا ہے۔۔ماں کی بات کر رہا ہوں۔۔" وہ ایک بار پھر خاموش ہوا۔۔

"ماں۔۔۔" یہ لفظ تو ہمیشہ سے ثمرہ کے دل میں کسی پھانس کی طرح چبھتا تھا۔۔

"ہاں ماں۔۔۔ کیونکہ ایک مرد جو مستقبل میں کسی کا شوہر بنتا ہے پہلے وہ اپنی ماں کا بیٹا ہوتا ہے۔۔اس کی ذہن سازی اور تربیت کی زمہ داری ماں پر عائد ہے۔۔ مگر ہماری ماں کیا کرتی ہے اسے معاشرے کی جھولی میں ڈال دیتی ہے تو جب اسکی بنیاد ہی غلط جگہ پر رکھی جائے تو ایسا کیسے ممکن ہے یار کہ وہ مستقبل قریب میں ایک اچھا انسان بنے گا۔۔اسکا استاد زمانہ بن جاتا ہے تو وہ وہی سیکھتا ہے جو دنیا سیکھاتی ہے۔۔ ہمارے یہاں کوئی بھی کسی مرد کو اسکے حقوق اور فرائض کے بارے میں صحیح سے پڑھاتا ہی نہیں ہے۔ ہمارے یہاں مرد کے نام پر بس دھونس جمانا، حکم چلانا، اپنی مرضی کرنا، اپنے کہے کو حرف آخر سمجھنا ہی سمجھا جاتا ہے۔۔۔ یہ نہ تو مردانگی ہے اور نہ ہی مرد ہونے کی اصل

ڈیفینشن ۔۔۔ ہماری مائیں صدیوں سے مرد کی عجیب و غریب تربیت کر رہی ہیں پھر یہ امید کرتی ہیں کہ وہ جوان ہو کر انسان بن جائے ۔۔۔۔ انسان کی پہلی درس گاہ ماں کی گود ہے ۔۔۔ مگر جب وہ ماں کی گود میں ہوتا ہے اسے تب ہی سیکھا دیا جاتا ہے کہ وہ مرد ہے یعنی بہت ہی کوئی توپ چیز ۔۔۔۔۔ اور یہ سب اسے اسکی ماں سیکھاتی ہے کیونکہ چھوٹی سی عمر میں وہ بیٹیوں کو بھائی سے ڈر دب کر رہنا سیکھاتی ہے، پھر وہی بھائی، ذرا جوان ہوتا ہے تو اسی ماں پر رعب ڈالتا ہے پھر بیوی پر اور آخر میں بچتی ہے بیٹی ۔۔ محبت انتہا کی کرتا ہے مگر اپنی خصلت سے باز نہیں آتا ۔۔ کیونکہ خود کو حاکم سمجھنا اسکی گھٹی میں شامل کر دیا جاتا ہے ۔۔ اس لئے چار کرنا وہ حق سمجھتا ہے مگر فرائض کی زمہ داری کو ایک کان سے سُن کر دوسرے سے نکال دیتا ہے تو قصور کس کا ہوا؟؟ ماں کا، یا اس عورت کا جس کے وہ سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، وہ یا

تو دادی ہوتی ہے یا نانی،، اگر ماں اولاد کو معاشرے کی گود میں ڈالنے کے بجائے اٹھتے بیٹھتے خود بیٹے کی تربیت کرے جیسے وہ بیٹی کو سسرال میں رہنے کی تربیت بچپن سے شروع کر دیتی ہے تو ہمارے معاشرے کا آدھا بگاڑ تو خود ہی سدھر جائے گا۔۔۔ ہمارے یہاں تربیت صرف لڑکیوں کی کی جاتی ہے وہ بھی اسلامی طریقے کی نہیں بلکہ ہندوانہ سوچ کے زیر اثر۔۔۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ ہماری مائیں مرد کی تربیت کب کریں گی؟؟؟" وہ ایک سانس میں بولتا ہی چلا گیا تھا۔۔

"شاید آپ صحیح بھی ہیں اور نہیں بھی۔" وہ ابھی تک کشمکش میں گھری تھی۔ مصطفیٰ مسکرایا تھا۔۔

"ہاں کیونکہ ہماری عورت اپنی غلطیاں ذرا کم ہی مانتی ہے۔" اس بار اس نے جان کر ثمرہ کو چھیڑا تھا۔ جس نے گھور کر دیکھا۔۔

"بابانے میرے ساتھ جو زیادتیاں کیں تو کیا یہ سب انہیں میری دادی نے سیکھایا تھا۔۔ جبکہ قصویٰ کو وہ انتہا کی محبت کرتے ہیں۔ جبکہ بیٹی وہ بھی اور میں بھی۔۔" اسکی آواز رندھ گئی تھی۔۔

"ثمرہ آپ کا مسّلہ ذرا دوسرا ہے۔۔۔ ہمارے یہاں کہا جاتا ہے کہ مرد بے وفا ہوتا ہے۔۔ جبکہ تلخ حقیقت یہ ہے کہ مرد اس صورت میں بے وفا نہیں ہوتا اگرچہ وہ ایک سے زائد بھی نکاح کرلے کیونکہ اسنے ایک جائز کام کیا۔۔ہاں وہ بے وفا اس صورت میں ہوتا ہے جب وہ نکاح ایک سے کرے اور افئیر چار سے چلائے، وہ مرد بے وفا، زانی اور بے غیرت سب ہوتا ہے۔۔۔ مگر عورت کا معاملہ بڑا نازک ہے۔۔ کیونکہ اللہ نے عورت کو وفا کا پتلا بنایا ہے۔۔ اصل بے وفائی عورت کرتی ہے اگر وہ اپنے مرد کے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی جانب راغب ہونے لگے کیونکہ ایک سے زائد کی

اجازت اسے اللہ نے نہیں دی۔۔ وہ نہ صرف بے وفا ہوتی ہے بلکہ بدکردار
بھی کہلاتی ہے۔ اللہ سب کو محفوظ رکھے۔۔ اور یہاں معاملہ مرد کی غیرت کا
آجاتا ہے۔۔ غیرت مرد اور عورت دونوں میں کوٹ کوٹ کر بھری
ہے۔ مگر مسلہ یہ ہے کہ اکثر مرد غیرت میں جہالت پر اتر آتے ہیں اور
عورت غیرت کو مظلومیت کا لبادہ اوڑھ کر سب سے ہمدردی وصولنے میں
لگ جاتی ہے، جبکہ اگر بات غیرت پر آجائے کسی ایسی نہج پر آجائے جہاں اللہ
اور اسکا رسول آپ کو فیصلے کی اجازت دیتا ہے تو پھر آپ معاشرے سے نہ
ڈرو بلکہ کر گزرو۔۔ ہمارے یہاں کیا ہوتا ہے، مرد نے دو تین شادیاں
کرلیں، اب اس بے غیرت سے نبھائی نہیں جا رہی، مگر ہماری عورت جس
کے پاس کڑا فیصلہ یعنی خلع کا آپشن موجود ہے وہ مظلومیت کی تصویر بنی سب
سے ہمدردی تو وصول رہی، مگر اپنا حق نہیں استعمال کر رہی صرف اس لئے

کہ معاشرہ کیا کہے گا۔۔ میں جاؤنگی کہاں ؟؟ مجھے گالیوں والی ہی صحیح مگر روٹی کون کھلائے گا؟ کیونکہ اس نے خود کو اس سانچے میں ڈھالا ہی نہیں جس میں ڈھلنے کا حکم دیا گیا۔۔ ہمارے یہاں ہر چیز انگریز کے پیر کے نیچے کی لی جا رہی ہے تو پھر جو کچھ ہو رہا ہے ایسا ہی ہو گا۔ جس گورے کی مثال دی جاتی ہے۔ در حقیقت وہ عورت کی زمہ داری اٹھانا نہیں جانتے۔۔

اگر آپ مرد ہو کر اپنے گھر کی عورت کے ساتھ حسن سلوک نہیں رکھتے تو آپ کی عورت باغی بھی ہو گی، بد کردار، زانی، بے غیرت سب بنے گی، اور اگر آپ عورت ہو کر اپنے گھر کے محرم مردوں کی وفا شعار نہیں ہو تو پھر وہ مرد بھی پھر آپ پر ظلم ہی ڈھائے گا۔۔ بس فرق اتنا ہے کہ کرتا کوئی ہے اور بھرتا کوئی ہے۔۔ آپ کی ماں کے کیئے کی سزا آپ کے والد نے ہمیشہ آپ کو دی۔۔ آپ کے لئے انہوں نے زندگی اجیرن کر دی۔۔ وہ سب کیا جو وہ کہیں

نہ کہیں آپ کی ماں کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔۔" وہ بول کر خاموش ہو گیا۔۔۔

"مگر مصطفیٰ غلطی کسی کی بھی ہو سزا صرف عورت کو کیوں ملتی ہے۔۔" اس بار وہ آنسوؤں سے روئی تھی۔ نگاہوں کے سامنے محرومیوں بھرا بچپن گھوم گیا تھا۔۔

"کیونکہ ہمارا معاشرہ مردوں کا معاشرہ ہے اور عورت کمزور ہے۔۔ صدیوں سے ریت چلی آ رہی ہے۔۔ ظلم ہمیشہ کمزور پر ہوتا ہے۔۔ ہم پلہ پر ظلم ڈھانے سے پہلے ہزار بار سوچا جاتا ہے۔۔ مگر ہماری عورت نجانے اپنا حق استعمال کریں گی۔۔ نجانے وہ کب ایک مضبوط عورت بنے گی۔۔۔ بس فرق اتنا ہے کہ غلطی کرتی ایک عورت ہے اور سزا دوسری عورت کو ملتی ہے۔ کبھی ماں کی سزا بیٹی کو، تو کبھی بہن کی سزا دوسری بہن کو، تو کبھی بیٹی کی

سزا ماں کو۔۔۔“ وہ طنزیہ مسکرایا تھا۔۔۔ کیونکہ تلخ تھی مگر حقیقت یہی تھی۔۔

”کیونکہ مرد تو حاکم ہے نا۔۔اسے کون سزا دے گا۔۔“ وہ طنزیہ بولی۔

”اس کی ذہن سازی کی کس نے؟“ اس بار وہ مکمل طور پر ثمرہ کی جانب گھوما تھا۔۔

”اب آپ کہیں گے ماں کی زمہ داری تھی تو کیا باپ کی کوئی زمہ داری نہیں ہوتی۔“ وہ ناگوار لہجے میں بولی۔

”میں نے کب کہا کہ باپ کی کوئی زمہ داری نہیں ہے؟“ اس نے آئی بر واٹھائے۔۔۔

"باپ کی جو تربیت ہوتی ہے ناوہ لفظوں کی محتاج نہیں ہوتی۔۔اس کا ہر اچھا برا عمل اولاد کی تربیت کرتا ہے۔مثال کے طور پر آ گر گھر کا مرد اپنی بہن بیوی بیٹی پر ہاتھ اٹھاتا ہے مغالظات بکتا ہے تو کل کو اسکی اولاد بھی یہی کرے گی ۔۔ مگر ہاں یہاں آ گر ماں بار بار تنبیہ کرے تو وہ ٹھہر سکتا ہے۔۔آ گر ماں اسکی ذہن سازی میں اہم کردار ادا کرے تو وہ ضروری نہیں کہ باپ جیسا ہی بنے۔اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ماں کی ڈانٹ پر ٹھہر جائے۔ مگر کم از کم اس کے سامنے غلط کو غلط تو کہے ماں۔۔اولاد کی اصل تربیت عمل کے لفظ اور باپ کا عمل کرتا ہے۔جو بات ماں کے ہزار بار کہنے پر سمجھ نہ آئے وہ باپ کے ایک عمل پر سمجھ آجاتی ہے۔اور جو عمل اولاد کے بار بار کہنے پر نہ کرے وہ ماں کی نرمی سے سمجھانے پر کر جاتا ہے۔۔۔

لیکن آ گر دادی اور ماں بھی یہی کہے کہ یہ تو مرد ہے۔۔مار سکتا ہے۔جو ہمارے یہاں عموماً خواتین کا پسندیدہ جملہ ہے۔ نجانے وہ کہ مرد کی جہالت کو کیسے ڈیفینڈ کر لیتی ہیں۔۔۔آ گر آپ مرد کے ظالم کو مردانگی میں لپیٹ کر ہی پیش کرتی رہیں گی، تو پھر ثمرہ معاشرے میں اچھے مردوں کا فقدان ہی آئے گا جو دن بادن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔۔۔"اس نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔۔

"آپ جانتی ہیں ثمرہ اللہ نے عورت کے زمہ تخلیق کی زمہ داری لگائی ہے۔۔جبکہ اگر دیکھا جائے تو مرد کی بانسبت عورت کمزور ہوتی ہے مگر اس کے باوجود اللہ نے یہ کام عورت کے زمہ لگایا۔۔پتہ ہے کیوں؟ کیونکہ عورت کا بڑا مقام ہے۔۔ مگر انگریزوں کی تہذیب کی غلام ہماری عورت اپنے مقام سے غافل ہوئی بیٹھی ہے۔وہ دوپٹہ پہنو، اور نہ پہنو، پردہ کروں کہ نہ کروں کی جنگ میں ہی پھنس کر رہ گئی ہے۔۔ماں کے قدموں تلے جنت

رکھی ہے۔۔ جس کو حاصل کرنے کے لئے انسان کو کیا کیا جتن کرنے پڑتے ہیں۔۔ اللہ نے وہ ماں کے قدموں میں رکھ دی۔۔۔ماں جیسی محبت سب سے افضل اور بے لوث محبت ہوتی ہے۔ عورت کے زمہ اگر کچھ زمہ داریاں ہیں تو یہ بھی تو دیکھیں کہ اللہ نے عورت کو مقام کتنا بلند رکھا ہے۔۔ مرد کو آپ کا محافظ بنایا ہے۔۔ کیا تھا اگر اللہ پاک یہ کہہ دیتا تھا کہ عورت بھی مرد کی طرح رزق کی تلاش میں در در کی ٹھوکریں کھائے اپنا بوجھ خود اٹھائے، اولاد پیدا بھی کرے اور پالے بھی، نہیں اللہ نے عورت کے زمہ صرف ایک کام لگایا انسان کی پرورش کا۔۔ اسکی وجہ سے اسے شوہر کے حکم کے علاوہ ہر غیر ضروری چیز سے چھوٹ دی گئی۔۔ مرد کے زمہ نان و نفقہ کی زمہ داری لگائی گئی ہے۔ وہ سارا دن گھر سے باہر جلتی دھوپ میں تپتا ہے۔۔ آپ عورت کارڈ کھیلنے کے چکر میں مرد کی قربانیوں اور اسکی محبت کو

نظر انداز بھی نہیں کر سکتیں۔۔ بات بہت مختصر سی ہے مگر ہمارے یہاں کی خواتین سمجھ لیں تو مسئلہ خود بخود حل ہو جائیں گے۔۔ کہ ایک اچھا شوہر پہلے ماں کا اچھا بیٹا ہوتا ہے وہ اچھا بیٹا جس طرح کی دینی تعلیمات اللہ اور اسکے رسول نے دی اسکے مطابق پرورش تلے پروان چڑھے تو وہ مرد ہر رشتہ میں بہترین ہو گا۔۔۔ یہ جو چار شادیاں، ایک شادی، فرائض اور حقوق کی جو جنگ چل پڑی ہے اسکی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں اپنی زمہ داریوں سے غافل ہوئے بیٹھے ہیں۔۔۔ مرد اپنی غلطی عورت پر ڈال دیتا ہے۔۔اور عورت مرد کے ظالم ہونے کا رونا رہتی ہے۔۔ ارے یار آپ خواتین مرد سے اپنے حقوق کب لینا سیکھیں گی؟۔۔۔" بات پھر ادھوری رہ گئی۔۔۔

"مطلب آپ یہ کہنا چاہتے ہیں بابا نے میرے ساتھ جو کیا وہ مما کی وجہ سے میں ڈیزرو کرتی تھی؟" اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔۔

"میں نے ایسا کب کہا میری جان۔۔۔۔ کوئی کسی کے گناہ کی سزا کا مستحق نہیں ہوتا بس یہ ہم انسان ہیں جو نا سمجھ ہیں۔۔ اگر ہم تھوڑی سی عقل استعمال کر لیں تو اتنے مسئلے نہ ہوں۔۔ آگر میں کہوں کہ آپ کا باپ ایک اچھا باپ نہیں تھا تو یہ بھی آپ سے برداشت نہیں ہوگا۔۔ کیونکہ ایسی ہی ہے ہماری عورت۔۔ ہر حال میں اپنے مرد سے باوفا رہتی ہے اور آگر غلطی سے کوئی بری عورت نکل آئے تو زمانہ اسے جینے نہیں دیتا کیونکہ وہ عورت کی وفا کا عادی ہو چکا ہے۔" اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔۔

"مگر۔۔۔۔"

"شش ثمرہ۔۔زیادہ نہ سوچیں۔جانتا ہوں جو کچھ بچپن سے آپ نے برداشت کیا اسکا ازالہ ممکن نہیں۔۔ مگر ہم کوشش کریں گے کہ ہماری اولاد ایسی نہ ہو۔۔ہم دونوں مل کر انکی بہت اچھی تربیت کریں گے۔۔"اس کے چہرے کو نرمی اور محبت سے چھوتا وہ پیار سے بولا تھا وہ شرمانے کے بجائے ہولے سے مسکائی تھی۔۔

"ہم اپنی اولاد کی تربیت آنٹی سے کروائیں گے مصطفٰی۔۔"وہ اچانک پرجوش سی بولی۔۔وہ جو اس کی شرمائی سی صورت دیکھنے کا منتظر تھا۔۔اسکی بات پر چونکا۔۔

"مطلب۔۔۔"وہ ناسمجھی سے بولا۔

"مطلب آپ صحیح کہہ رہے ہیں مصطفٰی۔۔۔ایک ماں ہی بہترین اولاد کو پروان چڑھاتی ہے۔۔۔آج آپ میرے ساتھ ہیں۔۔آپ نے ہر موڑ پر

آنٹی کی مخالفت لینے کے باوجود مجھے کبھی میرا حق دینے سے منہ نہیں موڑا۔۔۔آج میرے نصیب میں اگر ایک بہترین شوہر آیا تو اس کی وجہ آنٹی کی تربیت ہے۔۔۔اور مجھے آنٹی کی تربیت پر فخر ہے۔۔میں چاہتی ہوں ہماری اولاد انہیں کے سائے تلے پرورش پائے۔۔"مصطفیٰ کو یکدم اس پر پیار آیا تھا۔۔

"ان شاءاللہ میری جان۔۔ مگر والدین کی تربیت ایک طرف آگر برائیاں غالب آجائیں تو تربیت بھی دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔۔ مگر ہاں بحثیت والدین ہم کوشش کریں گے کہ ہم ان کی بہت اچھی تربیت کرے باقی وقت ،نصیب اور زمانے کا کچھ پتہ نہیں۔۔۔"وہ اسے سینے سے لگا گیا۔۔جبکہ اب وہ ہلکی پھلکی باتوں میں مشغول ہوگئی تھی۔۔۔

"ویسے پھر یہ بتائیں میں بابا کب بنوں گا۔۔" وہ ثمرہ کو ہنوز افسردہ دیکھ اچانک شرارت سے بولا،، جبکہ وہ گھور کر اسکے سینے پر مکا مار گئی۔۔وہ ہنستا ہوا سینے میں بھینچ گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میم مے آئی کم ان؟" وہ شام میں چھٹی کرتا کسی کام سے ہیڈ آفس آیا تھا۔۔

"یس کم ان۔۔۔" وہ مصروف سے انداز میں بولی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی مجتبیٰ کھڑا تھا۔۔۔اسے آفس میں کام کرتے پندرہ دن ہو چکے تھے۔۔

"خیریت مسٹر مجتبیٰ!" وہ سوالیہ گویا ہوئی۔۔۔

"۔۔ایکچوئیلی میں نے یہ پوچھنا تھا کہ کیا آپ میرے کام سے مطمئن ہیں۔۔" وہ کہیں نہ کہیں اس جاب کو لے کر تذبذب کا شکار تھا۔۔

"جی بالکل۔۔۔آپ کو اس جاب سے کوئی مسئلہ ہے؟" وہ ذرا حیرانگی سے گویا ہوئی۔۔

"نہیں۔۔ مگر مجھے ایسا لگتا کہ اس پوسٹ پر میری ضرورت ہرگز نہیں تھی۔۔آپ نے ایڈجسٹ کیا ہے۔" اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔

"ایڈجسٹ تو کیا ہے۔۔ مگر آپ کے لئے جگہ تو بن گئی نا اب آپ بے فکر ہو کر یہ جاب کریں ڈیٹس اٹ۔۔" اس نے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔

"اوکے۔۔۔" وہ سر ہلا گیا۔۔

"اور کچھ کہنا ہے آپ نے؟"

"نہیں۔" وہ پلٹنے لگا۔

"ویٹ۔۔۔" وہ ٹھہرا۔۔

”ریسپشن سے جا کر آپ اپنی ایڈوانس سیلری ریسو کر لیں۔۔“ وہ ذرا حیران ہوا۔۔

”ایڈوانس سیلری؟ مگر کیوں۔۔میں نے تو نہیں مانگی۔۔“

”بالکل آپ نے نہیں مانگی بٹ کافی دنوں سے میں نوٹس کر رہی ہوں کہ آپ آفس کے حساب سے ڈریسنگ نہیں کرتے۔۔آئی نو کہ آپ فنانشلی اسٹیبل نہیں ہیں۔۔سو یہ ایڈوانس سیلری اسی لئے ہے، کہ آپ پلیز خود کو آفس کے حساب سے تھوڑا سا گروم کر لیں۔۔اب تک مینجمنٹ نے آپ کو صرف میری وجہ سے فری ہینڈ دیا ہوا تھا۔۔بٹ مصطفٰی صاحب واپس آ گئے ہیں۔۔سو وہ ضرور ابجیکشن کریں گے۔۔“اس نے نرم لفظوں میں باور کرایا تو وہ یکدم سنجیدہ ہوا۔۔

"آئی ایم رئیلی سوری۔۔۔ایکچوئیلی۔۔۔۔۔یس یو آر رائٹ۔۔۔میں آئیندہ خیال رکھونگا۔۔" وہ ذرا شرمندہ سا بے ربط جملہ ادا کرتا سمجھنے والے لہجے میں بولا۔۔

"اٹس اوکے مسٹر مجتبیٰ! کوئی بھی ایشو ہو آپ مجھ سے ڈائریکٹ ڈسکس کرلیا کیجئے۔۔" وہ خوش دلی سے بولی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہیلو!" وہ مجتبیٰ کو بھگتا کر بیٹھی تو دوسری طرف سے اسکی ماں کی کال ریسیو ہو گئی تھی۔۔

"جی فرمایئے؟" وہ بیزاری سے بولی۔

"میں پاکستان آرہی ہوں۔۔" وہ اچانک سے بولیں تو عریشہ ذرا حیران ہوئی۔۔

"مگر کیوں؟" اس کی پیشانی پر بلوں کا اضافہ ہوا۔۔

"کیوں سے کیا مراد ہے، بس آرہی ہوں۔۔" وہ ذرا چڑ کر بولیں۔۔

"اور آپ کا بوائی فرینڈ۔۔" اس نے ناگوار لہجے میں استفسار کیا۔۔

"مر گیا منحوس۔۔" وہ چڑ گئیں تھیں۔۔

"بہت اچھے۔۔" وہ ناگوار لہجے میں گویا ہوئی۔۔

"تو پھر اب میں کیا کروں۔۔ میں خود اپنے دوست کے گھر پر اسٹے کر رہی ہوں۔۔ آپ کو کہاں رکھونگی۔۔" عریشہ کا غصہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا۔

"کرنا کیا ہے بھئی۔۔۔ میں بھی تمہارے دوست کے گھر ہی رہ لونگی۔۔ ویسے بھی تم اب اس کے بزنس میں پارٹنر ہو۔۔" وہ معنی خیزی سے بولیں۔

"لیکن اس گھر میں، مہمان کی حثیت سے رہ رہی ہوں۔" اس نے جتانا ضروری سمجھا،

"تو میں کب مالکن بننے کا تقاضہ کر رہی ہوں۔" وہ چڑ گیئں۔

"آپ اپنا انتظام کہیں اور کر لیں۔" وہ ناگواری سے کہتی رابطہ منقطع کر گئی۔۔

"میری دو دن بعد کی فلائٹ ہے تم انفارم کر دینا۔۔ اور فکر نہ کرو زیادہ دن نہیں ٹھہرونگی۔۔ کچھ دن بعد اپنا کوئی اور ٹھکانہ ڈھونڈ لونگی۔۔" وہ نزاکت سے کہتیں رابطہ منقطع کر گئیں۔۔۔

وہ دونوں اس وقت ائیر پورٹ سے واپسی کے راستے کی جانب گامزن تھے۔۔۔انہیں ائیر پورٹ سے پک کرنے ڈرائیور آیا تھا۔ مصطفیٰ اور وہ دونوں ہی پیچھے سیٹس پر ریلکس انداز میں بیٹھے تھے۔۔۔

"عارف گھر میں سب ٹھیک رہا۔" وہ ڈرائیور سے باز پرس کر رہا تھا۔

"جی سر سب ٹھیک تھا۔۔" وہ سر ہلا گیا۔ جبکہ ثمرہ اسکے کندھے پر سر رکھتی شاید نیند میں اتر گئی تھی۔۔اس نے دھیرے سے اسے جگایا تھا۔۔

"ثمرہ سیدھی ہو کر بیٹھیں پلیز۔۔۔ہمارے ساتھ ڈرائیور بھی ہے۔۔اس طرح اچھا نہیں لگتا۔" ثمرہ نیند سے بوجھل ہوتیں آنکھیں کھولتی فوری سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

وہ ڈرائیور سے مزید باتیں کر رہا تھا جبھی یوٹرن سے پہلے گاڑی کی اسپیڈ ذرا سلو ہوئی تھی اور دو موٹر سائیکل سوار اسلحہ سے لیس قریب آئے تھے، اور انہوں نے ثمرہ اور مصطفیٰ پر اندھا دھند فائر کھول دیے تھے۔۔۔ دونوں کی ہی چیخیں بے ساختہ تھیں۔۔ آخری دو گولیاں ڈرائیور پر چلاتے وہ تیزی سے فرار ہو گئے تھے۔۔ جبکہ گاڑی ڈس بیلنس ہوتی فٹ پاتھ میں جا گھسی تھی۔۔ لہولہان مصطفیٰ نے بند ہوتی آنکھوں سے ثمرہ کو اپنے ہاتھوں میں بے جان ہوتا محسوس کیا تھا۔۔۔

ہیلو!" دوسری جانب سے رابطہ بحال ہوتے ہی عریشہ کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔۔۔

"وہاٹ ؟" "یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ؟" وہ کچھ لمحے قبل ہی آفس سے آئی تھی۔۔ کچھ دیر میں مصطفیٰ نے واپس آنا تھا مگر یہ خبر اسکے پاؤں تلے زمین کھینچ گئی تھی۔۔

"کس ہسپتال میں ؟؟ آپ مجھے بتائیں پلیز۔۔ میں میں آرہی ہوں۔۔" وہ ایک ان نان نمبر کی کال تھی۔۔ عریشہ کا پورا جسم لرز اُٹھا تھا۔۔ ہاتھ کپکپانے لگے تھے۔ مصطفیٰ اور ثمرہ پر جان لیوا حملہ ہوا تھا۔ اور وہ دونوں اس وقت تفتیش ناک حالت میں ہسپتال میں تھے۔۔۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے انتظار میں بیٹھی ماں کو یہ خبر سنا سکتی کہ وہ شدت سے جس بیٹے کی منتظر تھیں وہ اس وقت ہسپتال میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا ہے۔۔

وہ اَندھا دھند بھاگتی ہوئی ڈرائیوار کی ہمراہی میں ہسپتال کے لئے نکلی تھی۔۔

"آئزل یار کیا ہو گیا ہے۔۔میں بچہ تھوڑی ہوں جو تم اتنی پریشان ہو رہی ہو۔۔میں اپنا خیال رکھ سکتا ہوں چندہ۔۔" وہ آئزل کو خوامخواہ پریشان ہوتا دیکھ اس بار ذرا چڑ کر بولا تھا۔۔۔جبکہ اہان ان دونوں بھائی بہن کی محبتوں میں بالکل غافل ہوا بیٹھا تھا۔۔

"خیال ہی تو نہیں رکھتے ہو اپنا۔۔یہ حلیہ دیکھو کیا بنایا ہوا ہے۔۔ایسا لگ رہا ہے۔۔دو دن سے کپڑے بدلنے کی زحمت ہی نہیں کی ہے۔۔"اس نے خفگی سے کہا۔۔انکی پرسو صبح کی فلائٹ تھی اور وہ اس وقت مجتبیٰ سے ملنے کے لئے اپنے گھر آئی تھی۔۔

"اہان لے کر جا اس کو یہاں سے۔۔ورنہ یہ میری ماں، نئ نئ باتوں کی ٹینشن لیتی رہے گی۔۔"اس بار اسنے سنجیدہ سے بیٹھے اہان کو مخاطب کیا۔۔جس کا مزاج آج ذرا سنجیدہ سا تھا۔۔

"بہن ہے تمہاری۔۔پریشان ہوتی ہے تمہاری وجہ ہے۔۔ مگر تمہیں اس کی کوئی فکر ہی نہیں ہے۔۔" اہان کے سنجیدہ لب و لہجے پر وہ دونوں ہی چونک گئے تھے۔

"کیا ہوا بھائی؟ خیریت تو ہے؟؟ آج تو بھی بھاشن دے گا۔۔ یہ زمہ داری تیری بیوی نے لے رکھی ہے بس کافی ہے بوس۔۔" وہ ماحول میں چھایا تناؤ ختم کرنے کی غرض سے بولا تھا۔۔

"جو بھی ہے مگر پھر بھی اپنے بارے میں بھی کچھ سوچ اب۔۔۔ ویسے بھی ہم دو دن بعد ہنی مون پر جا رہے ہیں۔۔ مہینے سے پہلے تو ہرگز بھی واپس نہیں آنے والے۔۔ اس عرصے میں تم بھی اپنے لئے کوئی لڑکی ڈھونڈ لو۔۔ ویسے وہ تمہاری بوس کیسی رہے گی۔۔" وہ سر جھٹکتا سر پر سوار ٹینشن کو کم کرنے کی غرض سے آخر میں ذرا شرارت سے بولا تھا۔ آئزل نے نا سمجھی

سے مجتبیٰ کو دیکھا، جو دانت پیس کر اہان کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ وہ اسے عریشہ سے ٹکراؤ اور پھر اسکی کمپنی میں جاب کے بابت بتا کر پچھتا رہا تھا۔۔

"شٹ اپ۔۔۔ باس ہے وہ میری۔۔ ہر وقت بکواس نہ کیا کر۔۔" وہ جھاڑ پلانے والے لہجے میں بولا تو وہ قہقہہ لگا گیا۔۔

"یہ کیا چکر ہے جو آپ دونوں اتنی معنی خیز گفتگو اور قہقہے لگا رہے ہیں۔۔ ذرا مجھے بھی بتایئے۔" وہ سوالیہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"ہاہاہا! تم کیوں اتنی ایکسائیٹڈ ہو رہی ہو بیوی۔۔۔ تمہارے کنگلے بھائی سے وہ بلینئیر لڑکی ہر گز بھی، شادی نہیں کرنے والی۔۔" مجتبیٰ نے افسوس سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"تو کیا کمی ہے میرے بھائی میں۔۔اور وہ کونسی حسن پری ہے۔۔۔آ گرامیر ہے تو ہم کیا کریں۔۔ ہمارا اسکے پیسے سے کیا لینا دینا۔۔" وہ نخوت سے بولی اہان نے گھور کر دیکھا اور اس بار مجتبیٰ نے مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔

"تمہیں معلوم ہے آئزل یہ کچھ روز قبل مجھ سے میری باس کا نمبر مانگ رہا تھا۔۔" مجتبیٰ نے مسکراہٹ چھپائی تھی جبکہ اس بار اہان بری طرح سے سٹپٹا یا تھا۔۔کیونکہ اسکا منحوس سالا اسکی بیوی کے سامنے پول کھولنے کے درپر تھا۔

"کیوں؟انہیں کیا ضرورت پڑ گئی تمہاری بوس کے نمبر کی؟"اس نے مشکوک نظروں سے اپنے ہینڈسم سے شوہر کی جانب دیکھا تھا۔جو صبح شام اس سے محبت کے راگ الاپتا تھا اور اسکے ہی بھائی سے لڑکیوں کے نمبر مانگ رہا تھا۔

"ایک نمبر کا کمینہ ہے تمہارا بھائی۔۔۔ جھوٹ بول رہا ہے۔۔"اس نے دانت پیس کر صفائی پیش کی۔

"جھوٹا میں نہیں۔۔ جھوٹا یہ خود ہے۔۔آئزل اس کو ذرا لگام ڈال کر رکھو۔۔"مجتبیٰ نے بھی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھنا اپنا فرض سمجھا تھا۔۔

"بکواس بند کر۔۔ایسا کچھ نہیں ہے یہ جھوٹ بول رہا ہے ئ آئزل۔۔"

"میرا بھائی ایسا واہیات جھوٹ کیوں بولے گا؟"مجتبیٰ نے چڑانے والے انداز میں مسکراہٹ پاس کی تھی۔

"واہ مطلب شوہر پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔۔اور جھوٹے بھائی کی بات پر بغیر ثبوت کے ایمان لے آئیں۔کیا بات ہے آپ کی زوجہ۔۔"وہ آئزل کے یوں پارٹی بدلنے پر عش عش کر اٹھا تھا۔

"ظاہر ہے وہ میرا بھائی ہے۔۔وہ جھوٹ تھوڑی کہے گا۔۔"اس بار اسنے مجتبیٰ کی جانب رخ کیا۔۔جو فوری مسکراہٹ چھپا گیا۔

"نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔۔ٹھیک ہے پھر کرو اپنے اس بھائی پر یقین۔" وہ ناراضی سے بولا۔۔

"آئزل اس فراڈی شخص کی باتوں میں نہ آنا۔۔گھر جا کر اچھے سے پوچھنا یہ کیوں نمبر مانگ رہا تھا۔۔ابھی یہ ایکٹنگ کر رہا ہے تاکہ تمہاری توجہ ڈیورٹ ہو سکے۔۔"مجتبیٰ نے بھی اپنے جھوٹ پر مہر لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"تم فکر ہی نہیں کرو۔۔"اس نے گھور کر اہان کو دیکھا جو منہ کھولے اپنی بیوی کو سُرخ چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

”رات بہت ہو گئی ہے میرے خیال سے اب تم دونوں کو چلنا چاہیئے۔۔“اس نے گھڑی میں وقت دیکھا جہاں رات کے بارہ بجنے والے تھے وہ لوگ پہلے ہی شاپنگ کی وجہ سے لیٹ ہو گئے تھے۔۔

”ہاں تو گھر ہی جا رہے ہیں مجتبیٰ پھپھو۔۔آگ تو آپ نے لگا دی باقی راستہ پانی ڈالتے گزرے گا۔۔“وہ صوفے پر سے اٹھتا دانت کچکچا کر گویا ہوا تھا۔۔مجتبیٰ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے آئزل کو سینے سے لگایا تھا۔۔ساتھ ہی اسکے کان میں سرگوشی بھی کی تھی۔۔اہان نے کان لگانے کی بھرپور کوشش کی تھی مگر ناکام رہا تھا۔۔

”دور رہے ہم دونوں بہن بھائیوں کی پرسنل گفتگو میں کان نہ لگا۔۔“اس نے جھڑکنا ضروری سمجھا آئزل نے بھی ساتھ ہی گھوری سے نوازہ تھا۔۔

"اچھا بھئی تم دونوں بہن بھائی لگے رہو۔۔ میں کار میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔" وہ منہ چڑا کر بولتا وہاں سے واک آوٹ ہو گیا۔۔

"مجتبیٰ نہ چھیڑا کرو میرے بچارے شوہر کو۔۔" اس بار اسنے بھائی کو تنبیہ کرنا ضروری سمجھا تھا۔

"ارے مذاق کر رہا تھا۔۔ پیچھلے ایک ماہ سے اس نے میرا دماغ خراب کر رکھا ہے۔۔اب ذرا میری باری۔" آئزل نے مسکراہٹ چھپائی۔

"خیر۔۔ صحیح کہہ رہا ہے اہان۔۔اب تم خود ہی اپنے لئے کوئی لڑکی دیکھ لو۔۔۔گھر کی حالت دیکھو ذرا بالکل ویران سا لگ رہا ہے۔۔ میں اس گھر کو ہمیشہ آباد دیکھنا چاہتی ہوں۔ تمہاری بیوی آجائے گی تو گھر سنبھال لے گی۔۔" مجتبیٰ نے فی الحال مسکرانے پر اکتفا کیا تھا۔اب وہ اسے کیا کہتے کہ وہ جس گھر کو آباد کرنے کی باتیں کر رہی تھی وہ اسے گروی رکھ چکا تھا۔۔

"چلو خیر سے جاؤ۔۔اور ہاں وہاں جا کر اہان کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔شوہر ہے تمہارا اب مجھ پر نہیں تھوڑا اس پر بھی دھیان دو۔۔"

وہ بہن کا ماتھا چومتا محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا تھا۔ جبھی وہ مسکراتی ہوئی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"بس سکون آگیا بھائی سے مل کر۔۔" وہ لوگ اس وقت سکندر ولا کے راستے کی جانب گامزن تھے۔

"بالکل۔۔آفٹر آل میرا اکلوتا بھائی ہے۔۔"اس نے مزے سے کہا۔۔

"ویسے مجھے جلدی سے بتائیں اہان کہ آپ نے اس لڑکی کا نمبر کیوں مانگا تھا۔"اس نے تنگ کرنا اپنا فرض سمجھا تھا۔

”یار تم ابھی بھی اسی بات میں آ ٹکی ہوئی ہو۔ایک نمبر کا جھوٹا ہے تمہارا بھائی۔“وہ ناگواری سے گویا ہوا تھا۔

”کوئی جھوٹا نہیں ہے۔۔بلکہ آپ جھوٹ سے کام آپ لے رہے ہیں جناب۔“وہ کڑے تیوروں سمیت گویا ہوئی۔

”شک کر رہی ہو مجھ پر۔“وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

”سوال کر رہی ہوں۔۔۔“اس نے درشتگی کی۔

”جواب یہ ہے کہ وہ صرف مزاق کر رہا تھا۔۔“اس بار اہان نے نرم لہجے میں کہا۔

”اچھی بات ہے یہ صرف مذاق ہی ہونا چاہیے۔میرے علاوہ تمہاری نگاہیں ادھر ادھر گئیں نا پھر دیکھنا تم۔۔“وہ سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود سرخ

چہرے سمیت تنبیہ کرنا نہیں بھولی تھی۔ڈرائیو کرتے اہان نے ذرا حیرانگی کے عالم میں آئی بروا ٹھا کر اِسکی جانب دیکھا تھا۔۔

”بھائی پر اتنا ٹرسٹ ؟اور شوہر کی محبت پر ذرا بھی نہیں۔۔“اُسنے یونہی بیٹھے بیٹھے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا۔۔

”تو ظاہر سی بات ہے۔۔میرا بھائی۔۔“ابھی وہ اپنے الفاظ مکمل کرتی کہ وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتا خاموش کرا گیا۔۔

”میری زندگی میں تمہارے سوا کسی کی جگہ نہیں ہے ایزی۔۔یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔“وہ اُسے سینے سے لگاتا گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔آئزل اس بار خاموشی سے اسکا لمس محسوس کرنے لگی تھی۔۔

”آئی لو یو۔۔“وہ محبت سے بولا تو آئزل سینے پر تھوڑی ٹکائے بیٹھی چہرہ اُٹھا کر مسکرا کر اسکی جانب دیکھنے لگی۔ہاتھ اسکی ہلکی داڑھی میں الجھے ہوئے تھے۔۔

"آئی لو یو ٹو بولنا چاہ رہی ہو۔" وہ اسکی آنکھوں میں پناہ محبت کا اپنا مطلب نکالتا شرارتی آنداز میں سوالیہ گویا ہوا۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟" وہ آئی بر واٹھاتی بات کو طول دینے لگی۔

"مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ میری متاعِ جان مجھ سے بہت محبت کرتی ہے۔" اسکے لہجے مین ایک مان تھا۔

"اور میں تم سے محبت سے زیادہ یقین کرتی ہوں۔۔ مجھے کبھی دھوکا نہ دینا اہان ورنہ میں برداشت نہیں کر سکونگی۔۔" وہ کسی احساس کے تحت اس بار سنجیدہ لہجے میں بولی تھی۔ وہ گاڑی کی اسپیڈ سلو کر گیا تھا۔۔

"یار کیا ہو گیا ہے جان۔۔ میں ایسا کیوں کرونگا۔۔ تم تو میری جان ہو۔۔" وہ اسے سینے سے لگا گیا، تو وہ ذرا مطمئن ہوئی تھی۔۔ جبکہ باقی کا تمام سفر ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان گزر گیا تھا۔۔

''مصطفیٰ! کس وارڈ میں ہے۔۔'' وہ بھاگتی ہوئی رسیپشنسٹ سے پتہ پوچھتی سیدھی ایمرجنسی وارڈ میں آئی تھی۔۔

''ڈاکٹر۔۔۔ مصطفیٰ، اور ثمرہ کیسے ہیں؟'' وہ گھبراہٹ میں سوالیہ گویا ہوئی۔۔

''ان کا اپریشن چل رہا ہے۔ پیٹ میں دو گولیاں لگی ہیں۔ دعا کریں اور ہمیں بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ انکے ساتھ موجود فیمل کو بھی ایک گولی لگی تھی مگر یہاں پہنچنے سے قبل ہی پوری باڈی برن ہو چکی تھی۔۔ وہ ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی دم توڑ گئیں تھیں۔ ڈرائیور کی حالت بھی تفشیش ناک ہے۔'' عریشہ نے دیوار کا سہارا لیتے خود کو گرنے سے بشمکل بچایا تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہاں پولیس بھی آگئی تھی۔۔ مصطفیٰ اور ثمرہ کے پر جان لیو حملے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔۔

عریشہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ اچانک سے ہو کیا گیا تھا۔۔ ملازمہ سے کہہ کر اسنے گھر کے سارے موبائل فون آف کرا دیئے تھے اور لینڈ لائن کا کنکشن کٹ کر دیا گیا تھا۔۔ زنیرہ بیگم کو نیند کی گولی دے کر سلا دیا تھا۔۔ جبکہ وہ اب تک مصطفیٰ کی فکر مین ہلکان ہو گئی تھی۔۔ جبکہ ثمرہ کو لے کر اسکا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔ پولیس اپنی انوسٹیگیشن کر رہی تھی۔۔ مگر وہ مصطفیٰ کے ہوش میں آنے کی منتظر تھی۔۔ جس کا آپریشن کامیاب رہا تھا۔۔

مصطفیٰ کو اڑتالیس گھنٹے بعد ہوش آگیا تھا۔۔ اور اس نے ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے ثمرہ کے متعلق پوچھا تھا۔۔۔

"عریشہ میں کب سے پوچھ رہا ہوں یار۔ ثمرہ ٹھیک ہیں نا۔۔انہیں زیادہ چوٹ تو نہیں لگی۔۔" وہ بمشکل بول پایا تھا۔۔ڈرائیور آپریشن کے دوران ہی دم توڑ گیا تھا۔۔

"وہ ٹھیک ہے مصطفیٰ۔۔ مگر ابھی اس قابل نہیں ہے کہ تم سے ملنے آ سکے۔۔" عریشہ نے کڑے دل سے یہ جھوٹ بولا تھا۔۔ مگر وہ جانتی تھی کہ وہ زیادہ دیر اس جھوٹ کو چھپا نہیں سکے گی۔۔

"پلیز مجھے ثمرہ کے پاس لے چلو۔۔" وہ نیم غنودگی میں مسلسل ضد کرتا ہوش کھو گیا تھا۔۔

دو دن بعد۔۔۔

مصطفیٰ پر یہ خبر کسی قیامت کی طرح ٹوٹی تھی۔۔ ثمرہ اس دنیا سے جا چکی تھی اور سب نے اسے لاعلم رکھا تھا۔۔۔

”ثمرہ کی تدفین ہو گئی تھی۔ مصطفیٰ شاکڈ میں تھا۔۔اسے سمجھ نہین آ رہا تھا کہ یہ ہوا کیا تھا۔۔اچانک سے دو روز میں سب بدل گیا تھا۔۔۔

”مصطفیٰ یہ تھوڑا سا سوپ پی لو۔۔“ زنیرہ بیگم تو اپنے دوسرے بیٹے کی بھی اس حالت پر لرز کر رہ گئیں تھیں۔۔

”مجھ کچھ نہیں پینا ماں۔۔ پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔۔“ وہ بستر پر چت لیٹا تھا۔۔ نظریں ہسپتال کی چھت پر مرکوز تھیں۔۔

”مصطفیٰ اپنی ماں پر تھوڑا سا ترس ہی کھا لو۔۔“ وہ پھپھک پھپھک کر بولتی رو پڑی تھیں۔ جبکہ وہ خود میں اتنی بھی ہمت نہی مجتمع کر سک رہا تھا کہ اپنی ماں کو دلاسہ ہی دے دیتا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”آہان پلیز نہیں کریں یار۔۔“ وہ اس وقت ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ جبکہ آئزل اس سے خفگی ظاہر کرتی فاصلے پر جا بیٹھی تھی، جبکہ وہ مسلسل منانے میں کوشاں تھا۔۔

”کیا کر رہا ہوں میں۔۔“ وہ سمجھ کر بھی انجان بنا۔ آئزل نے خفگی سے گھورا۔۔

”ہمیں ہنی مون پر آئے پورا ایک ماہ ہونے کو آیا ہے اور تمہارا واپس جانے کو دل ہی نہیں کر رہا۔۔ جبکہ اب میں بور ہونے لگی ہوں۔۔“ وہ یورپ کی کافی ساری کنٹریز گھومتے گھماتے اب واپسی کے راستہ مالدیپ میں تھے۔۔

”تو تم کیا چاہتی ہو؟“ وہ اس وقت اپنے بک کرائے گئے ریزورٹ میں موجود تھے۔

"بس اب گھر چلتے ہیں۔" اس نے منہ بنایا تو آہان ہولے سے مسکرایا۔۔

"یار یہ ہمارا گولڈن پیریڈ ہے۔۔یقین کرو تم بعد میں بہت مس کرنے والی ہو۔۔" وہ اسے سمجھانے کی غرض سے بولا۔۔

"جانتی ہوں مگر تم یہ بھی تو دیکھو آنٹی روز مجھے واپس آنے کو بولتی ہیں وہ تمہیں یاد کر رہی ہیں آہان۔۔اس طرح اچھا نہیں لگتا۔۔" وہ سمجھانے کی غرض سے بولی۔

"مطلب تمہیں سب کی فکر ہے بس اگر کسی کی فکر نہیں ہے تو وہ تمہارا شوہر ہے رائٹ ؟" وہ ناگوار لہجے میں گویا ہوا، جبکہ اسے ناراض ہوتا محسوس کر وہ یکدم سیدھی ہوئی تھی۔۔

"میں نے ایسا کب آہان۔۔" وہ اسکا ہاتھ تھام گئی۔۔جس کے چہرے پر اب خفگی سی تھی۔۔

”آئزل تمہیں میری محبت کی ذرا قدر نہیں ہے۔جب دیکھو بس شکوے ہی کرتی رہتی ہو۔۔“وہ غصے سے شرٹ کے اُپری بٹن کھولتا،بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹا تھا۔۔۔

”

"اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا میں تو بس اس لئے کہہ رہی تھی کہ کہیں آنٹی بُرا نہ مان جائے۔۔" وہ لاڈ سے بولتی اس کا ہاتھ کھینچ کر خود بھی سر رکھ گئی تھی۔۔

"ہاں بس آپ ہر معاملے میں ٹھیک ہیں۔۔" وہ منہ بسور کر گویا ہوا تھا۔۔

"سو تو ہے۔۔" وہ شرارتاً گویا ہوئی تو آہان نے گردن موڑ کر اسکی جانب دیکھتے آئی برو اٹھائے۔۔۔

"چلو آؤ بیچ پر چلتے ہیں۔۔۔" وہ ایک بار پھر موڈ میں آیا آئزل بری طرح سٹپٹائی۔۔

"یعنی آپ جناب کا ابھی بھی پاکستان جانے کا دل نہیں ہے۔۔" اُس نے تاسفی لہجے میں پوچھا تو وہ مسکراتی آنکھوں سے نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔

بے بی ہم ہنی مون پر ہیں تو بہتر یہی ہے کہ آپ میرا موڈ خراب نہ کریں۔۔" وہ ایک لمحے میں اسے حصار میں لئے باہر کی جانب بڑھا تھا جبکہ وہ پیچھے سے چیختی رہ گئی تھی۔۔۔ جبکہ وہ قہقہہ لگاتا مسلسل اسے ٹیز کر رہا تھا۔۔

\-

"مصطفیٰ!" زنیرہ بیگم تاریکی میں ڈوبے کمرے میں داخل ہوئیں تو انکا دل منہ کو آگیا تھا۔ وہ زخمی ہاتھ لئے دوسرے ہاتھ میں سگار تھامے، اپنی سوچوں میں محو بیٹھا تھا۔۔

"مصطفٰی! اتنا ناراض ہو مجھ سے کہ اپنی ماں سے بات بھی نہیں کرو گے۔۔" وہ دکھ سے بولتی کمرے کی لائیٹس جلاتیں اسکے نزدیک آئی تھیں۔۔ جبکہ وہ ان کی آواز پر بھی یونہی جامد و صامت ہی بیٹھا رہا تھا۔

"میں کیوں ناراض ہوں گا آپ سے۔۔۔ آخر میرا ناراض ہونے کا جواز کیا بنتا ہے۔۔" وہ تلخ ہوا تو زنیرہ اسکے قریب آکر بیٹھی تھیں۔۔

"ایسے نہ کہو مصطفٰی! میں جانتی ہوں تم ثمرہ کی وجہ سے اداس ہو۔۔۔ بیٹا اسکی زندگی بس اتنی ہی تھی۔۔" وہ حد سے زیادہ رنجیدگی سے بولیں تو مصطفٰی نے دکھ سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔

"نہیں ماں، زندگی تو بہت لمبی تھی مگر شاید انکے نصیب میں خوشیوں کی مدت بڑی مختصر سی تھی۔۔" زنیرہ کی آنکھ سے آنسو جھرنے کی مانند بہنے لگے

تھے۔اور یہ دکھ درد ثمرہ کے لئے بلکہ اپنے بیٹے کے لیا تھا۔۔ جس کا جسم اس وقت زخموں سے چور تھا۔ مگر اصل تکلیف تو دل پر لگا گھاؤ پہنچا رہا تھا۔۔

"مصطفی! صبر کرو بیٹا۔۔۔" وہ زیادہ نہیں بول سکی تھیں۔۔

"ماں صبر ہی تو نہیں آرہا مجھے۔۔۔آپ کو معلوم ہے آسٹریلیا میں گزرے پانچ سالوں میں سے کوئی ایسا دن نہیں تھا جب میں نے سیم کو یاد نہ کیا ہو۔۔وہ بہت خوبصورت لڑکی ہرگز نہیں تھیں مگر مجھے ان سے محبت تھی، بلکہ محبت نہیں پتہ نہیں یہ کونسا جذبہ تھا جو اتنا سب کچھ ہو جانے کے باوجود بھی کبھی مجھے انکے خلاف ہونے ہی نہیں دیا۔۔وہ صرف میری محبت نہیں تھیں، وہ میری بیوی تھیں ماں، آپ کے بیٹے کی خوشی تھیں، کیا کروں اگر بدقسمتی سے شارق ثمرہ کا بھائی تھا۔۔ کیا کروں میں۔۔۔۔ میں نے۔۔۔آپ سے کتنی بار کہا۔۔۔ کہ ثمرہ کی طرف سے اپنا دل صاف

کر لیں نہ میں آپ کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ ہی انہیں محبت کرنا چھوڑ سکتا ہوں، وہ میری خوشی ہیں آپ کے بیٹے کے جینے کی وجہ ہیں لیکن نہیں۔۔آپ بس کسی بھی طرح انہیں مصطفیٰ کی زندگی سے نکالنا چاہتی تھیں، اب آپ خوش ہو جائیں کیونکہ نہ ثمرہ رہی اور نہ ہی مصطفیٰ زندہ رہا۔۔" وہ کڑیل جوان سال مرد انتہائی رنج کے عالم میں بولتا زنیرہ کا دل ہلا گیا تھا۔۔

"ماں مجھے بس ایک بار ثمرہ سے ملوا دیں۔۔میں نہیں رہ سکتا انکے بغیر۔۔پلیز دعا کریں کہ کوئی معجزہ ہو جائے اور ثمرہ میرے پاس واپس آجائیں۔۔۔میں جی نہیں سکونگا ماں۔۔مجھے لگ رہا ہے میری سانسیں بھی ثمرہ کی موجودگی سے جڑی تھیں۔اس کمرے میں میرا دم گھٹ رہا ہے جہاں ہر جگہ انکا احساس موجود ہے۔۔۔" وہ اس قدر جذباتی ہو تا زنیرہ کی سانس روک چکا تھا۔۔۔

"مصطفیٰ ایسا مت کہو تم میرے جینے کا واحد سہارا ہو۔ ایسا مت کہو تمہاری ماں مر جائے گی۔۔" وہ اچانک روتی ہوئی بیٹے کو سینے سے لگا گئیں، جو الٹا انہیں اپنے حصار میں لے گیا تھا۔۔

"فکر نہ کریں جب تک میری سانسیں میرے ساتھ ہیں میں ہمیشہ آپ کے پاس رہونگا، آپ سے آپ کے جینے کی آخری وجہ نہیں چھینوں کا ماں، مگر میرے جینے کی وجہ تو آپ نے مجھ سے چھین لی۔۔۔" زنیرہ کو لگا مصطفیٰ نے یہ لفظ خود پر انتہا کا ضبط کر کہ بولے تھے۔۔ وہ ماں کو حصار میں لئے بیٹھا اس وقت خود حد سے زیادہ بکھرا ہوا تھا۔۔۔

"کیا۔۔۔ کیا تمہاری نظر میں ماں کی کوئی ویلیو نہیں ہے مصطفیٰ۔۔" وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر گئیں۔۔

"آپ سے بہت محبت کرتا ہوں میں۔۔ کہہ تو رہا ہوں کہ میں کبھی آپ سے آپ کے جینے کی واحد وجہ نہیں چھینوں گا۔۔" وہ دکھ بھرے لہجے میں بولا تو زنیرہ کو لگا آج انہوں نے اپنے دوسرے بیٹے کو بھی کھو دیا تھا اور اس نقصان پر وہ دھاڑے مار کر رو رہی تھیں۔۔

"مصطفیٰ میرے بچے ایسا نہ کہو۔۔۔ تمہاری ماں مر جائے گی۔۔۔"

"آپ مائیں اتنی ظالم کیوں بن جاتیں ہیں، آپ نے بچپن سے مجھے اور مزمل کو دنیا کی ہر خوشی دی منہ سے نکلنے سے پہلے ہماری ہر خواہش پوری کی، آپ دنیا کی بہت اچھی ماں ہیں، مگر جب میں نے آپ سے اپنے منہ سے اپنی خوشی مانگی تو آپ نے دینے سے انکار کر دیا، ماں کیا چلا جاتا اگر آپ ثمرہ کو اپنا لیتیں انکے ساتھ وہ سب نہ کرتیں جس کی وہ مستحق نہیں تھیں۔۔" وہ انتہائی دکھ بھرے لہجے میں بولتا زنیرہ کو پانی پانی کر گیا۔۔

"مجھے معاف کردو مصطفیٰ! میں نہیں کر سکی اپنا ظرف اتنا بڑا۔۔۔ جس لڑکی کے بھائی نے میرے جوان بیٹے کو موت کے گھاٹ اتار دیا تم خود بتاؤ میں کیسے اس لڑکی کے لئے اپنے دل میں جگہ بناتی، مجھ سے نہیں ہوا یہ مصطفیٰ۔۔اپنی ماں کو معاف کردو۔۔ مگر میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا تھا۔" وہ پھپھک پھپھک کر رو پڑی تھیں۔۔ مصطفیٰ خاموش بیٹھا تھا۔۔ سگار وہ پہلے ہی بجھا چکا تھا۔ لیکن وہ خود ٹوٹا ہوا تھا۔۔ ثمرہ کی موت کا صدمہ اس قدر تھا کہ وہ ابھی تک اس حقیقت کو قبول نہیں کر سکا تھا۔۔۔

\-

مجتبیٰ کو یہ جاب کرتے ہوئے ایک ماہ سے زائد ہونے کا آیا تھا، مگر اب تک اسکا سامنا اپنے بوس سے نہیں ہوا تھا، مگر وہ اتنا ضرور جانتا تھا کہ اس پر جان

لیوا حملہ ہوا تھا جس کے بعد وہ شدید زخمی تھا اور بیڈ ریسٹ پر تھا۔۔ نیوز کے مطابق اس حادثے میں انکی بیوی کی موت ہو چکی تھی۔۔۔

"مے آئی کم ان میم!" وہ آج پہلی سیلری کے بعد سیدھا عریشہ کے آفس آیا تھا۔۔

"یس کم ان۔۔"اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا تھا۔۔ مصطفیٰ کے ایکسیڈینٹ کے بعد سے وہ زیادہ تر آفس میں ہی رہتی تھی۔۔احد کی فیملی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے فی الحال اسنے اپنی سوتیلی ماں کو ہوٹل میں ٹھہرایا ہوا تھا۔جو باضد تھیں کہ وہ اسکے ساتھ رہنا چاہتی ہے مگر فی الحال وہ اس مشکل وقت میں احد کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

"یس مسٹر مجتبیٰ! کہیے۔" وہ سوالیہ لہجے میں بولی۔جو ذرا تذبذب کا شکار دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

"وہ میں نے آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا۔۔" وہ بولتے ہوئے مسلسل جھجھک کا شکار تھا۔ جبکہ وہ کتنی ہی دیر خاموش نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتی رہی تھی، مجتبیٰ کو اسکی نظروں سے الجھن سی ہوئی تھی۔۔

"میرے خیال سے آپ کو کام پر توجہ دینی چاہیئے۔" وہ یکدم ہی خاصی سنجیدگی سے بولی تھی۔

"سوری میڈم۔۔" وہ گڑبڑاہٹ میں بس اتنا ہی بول کر آفس کے کمرے سے نکل آیا تھا۔۔ دل میں ہزار بار خود کو ملامت کی تھی۔۔ پیچھے عریشہ جو پہلے ہی اچھی خاصی پریشان تھی، زہنی ازیت سے دوچار اپنا سر ہاتھ میں گرا گئی۔۔

\-

آہان اور آئزل کل رات کی فلائٹ سے ہی پاکستان واپس آئے تھے۔ آہان اس وقت اپنے نیندیں پوری کر رہا تھا، جبکہ وہ اچھے سے تیار ہونے کے بعد نیچے تحمینہ اور مہروز سے ملنے کی غرض سے نیچے کی جانب بڑھی تھی۔۔

"السلام علیکم آنٹی۔۔" وہ صبح صبح معمول کے مطابق ناشتے کی میز پر موجود تھے۔۔ آئزل دھیرے سے سلام کرتی اپنا سر جھکا گئی۔ مہروز نے آگے بڑھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ڈھیروں دعاؤں سے نوازہ تھا۔۔۔

"وعلیکم السلام نیند پوری ہو گئی میری بیٹی کی۔۔" وہ محبت بھرے لہجے میں سوالیہ گویا ہوئے تو آہستگی سے اثبات میں سر ہلاتی انہیں مطمئن کر گئی۔۔

"آپ دونوں کیسے ہیں۔۔" وہ ایک چیئر گھسیٹ کر ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔۔

"بھئی ہم تو بہت اچھے ہیں اور یہ وقت اپنی بیوی کے ساتھ گزار کر مزید نکھر گئے ہیں۔"انہوں نے ہمیشہ کی طرح لاتعلق بنی بیٹھی تحمینہ کو چھیڑنا اپنا فرض سمجھا تھا۔وہ دھیرے سے مسکرائی۔۔

"پھر یہ تو بہت اچھی بات ہے انکل۔۔"وہ نرم خوئی سے بولی تو تحمینہ نے سر جھٹکا۔

"تمہارا مزاجی خدا کہاں غائب ہے؟"اس بار انہوں نے اپنے لاڈلے کے بابت استفسار کیا۔۔

"وہ تو سو رہے ہیں بابا۔۔۔"وہ ازلی دھیمے انداز میں بولی تھی۔

"ایک تو میرا یہ نالائق بیٹا۔۔اس کی نیند ہی پوری نہیں ہوتی۔۔"انہوں نے سر جھٹکا۔۔

"چلو آپ ناشتہ شروع کرو۔۔ بھئی بیگم آج اتنے دن بعد بہو بیٹا ہنی مون ٹرپ سے واپس لوٹے ہیں کچھ خاطر مدارت تو کیجئے ہمارے بچوں کی۔۔" انہوں نے اس بار بیگم کو متوجہ کیا جو ہوں ہاں میں جواب دیتیں سیدھی ہوئیں۔

"کیا لو گی ناشتے میں کک کو بتا دو وہ بنا دیں گا۔" وہ بادل نخواستہ بولیں۔

"جی میں دیکھتی ہوں آنٹی۔۔ آپ فکر نہ کریں۔۔" وہ نرمی سے مسکراتی نشست چھوڑ کر کچن کی جانب بڑھی تھی، جبکہ مہروز نے اپنی بیوی کو گھور کر دیکھا جو کندھے اچکا گئیں۔۔

"تمہارے بیٹے کو تمہارا یہ رویہ ایک آنکھ نہیں بھاتا ہے بہتر ہے کہ تم اپنا قبلہ درست کرلو۔۔" اخبار کھولنے سے قبل انہوں نے اپنی بیوی کو تنبیہہ کرنا ضروری سمجھا تھا جو ہمیشہ کی طرح سنی ان سنی کر گئیں تھیں۔۔

"مصطفیٰ!" وہ دروازے پر ہولے سے دستک دیتی روم میں آئی جو بیڈ پر نیم دراز موبائل میں ثمرہ کی تصویر دیکھ رہا تھا۔۔ عریشہ کی آواز پر چونکا جو مسکراتی ہوئی اسکی جانب قدم اٹھا رہی تھی۔۔

"کیسے ہو؟" وہ صوفے پر جا بیٹھی تھی۔۔

"زندہ ہوں۔۔" وہ پاؤں پر بندھی سفید پٹی کو ایک نظر دیکھ مایوس لہجے میں بولا تھا۔۔

"ایسے تو نہ بولو مصطفیٰ۔۔۔ اللہ نے تمہیں نئی زندگی دی ہے ورنہ یقین کرو میرے ہاتھوں سے تو سب نکل گیا تھا۔۔" وہ یکدم جذباتی ہوئی تھی۔۔ اس دنیا میں باپ کے بعد مصطفیٰ جیسا دوست کسی نعمت سے کم ہرگز نہیں تھا، اگر اسے کچھ ہو جاتا تو وہ یقیناً ٹوٹ جاتی۔۔

"کیا تم نے ثمرہ کو دیکھا تھا۔۔ان سے ملاقات ہوئی تھی۔۔۔تم مجھے کچھ بتاتی کیوں نہیں ہو یار۔۔"اس نے ہمیشہ والا سوال دہرایا تھا۔۔

"مصطفیٰ تم سن نہیں سکو گے اور میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتی۔۔"بولتے ہوئے اسکی اپنی آواز رندھ سی گئی تھی۔۔

"سب سن لونگا میں۔۔جب ثمرہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھو کر زندہ ہوں تو باقی کوئی اذیت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔۔"وہ انتہائی رنج کے عالم میں بولا تھا۔۔عریشہ نے دکھ سے اسکی جانب دیکھ تھا۔۔

"جس روز ہماری پاکستان کی فلائٹ تھی وہ بہت خوش تھیں عریشہ۔۔میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار سیم کو اتنا خوش اور مطمئن دیکھا تھا، مگر اچانک ان سے ساری خوشیاں چھن گئیں۔۔وہ اچانک مجھ سے اتنی دور چلی جائیں گی مجھے یقین نہیں آتا۔۔"وہ آج پھر اپنے زخم کریدنے لگا تھا۔۔

"مصطفیٰ! یوں خود کو اذیت نہیں دو۔۔ ثمرہ کی شاید بس اتنی ہی زندگی تھی۔۔" عریشہ تو اسے آگے بڑھ کر دلاسہ بھی نہیں دیتی تھی کیوں ثمرہ کے جانے کے بعد سے اسے ہر شخص سے چڑ ہونے لگی تھی، جو اسکے قریب جاتا تھا وہ اسے جھڑک دیتا تھا۔۔

"یہ اذیت تو اب شاید زندگی بھر کے لئے ہے۔۔" وہ مایوس کن لہجے میں بولا تو عریشہ کو اس پر ترس آیا تھا۔۔

"ثمرہ کی باڈی پوری طرح سے برن ہو چکی تھی۔۔ یہاں تک کے شناخت بھی ناممکن تھی۔۔" مصطفیٰ یکدم چونکا دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا۔

"کیا ہماری گاڑی میں آگ لگ گئی تھی؟" وہ سوالیہ بولا کیونکہ اگر ایسا تھا تو پھر باڈی تو اسکی بھی جلنی چاہیئے تھی۔۔

"نہیں۔۔۔ مگر۔۔" وہ سوچتی خود بھی ایک لمحے کو ٹھہری۔۔

"جن لوگوں نے ہم پر جان لیوا حملہ کیا تھا کیا وہ لوگ پکڑے گئے

ہیں۔۔" عریشہ نے مایوسی سے نفی میں سر ہلایا۔۔

"ایس پی صاحب اب آئیں تو ان کو کہو کہ وہ آکر مجھ سے ملاقات

کریں۔۔" وہ بولتا ایک بار پھر آنکھیں موندتا ثمرہ کی یادوں میں کھو گیا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آپ کو کسی پر شک ہے مصطفیٰ صاحب!"

ایس پی صاحب سوالیہ لہجے میں بولے تھے۔۔ "

"نہیں۔۔" وہ یقین ہونے کے باوجود انکار کر چکا تھا۔۔

"تو پھر آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آپ کی وائف کا قتل ہوا ہے۔۔"

"آپ معاملے کی تفتیش کریں۔۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

ویسے"

معاملے کی تفتیش صرف آپ کی طبیعت کی وجہ سے، آپ کی والدہ کے کہنے روک دی گئی تھی۔۔۔ مصطفٰی نے غصے سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

"ایس ایس پی صاحب زخمی ہوا تھا مرا نہیں تھا۔۔۔" وہ ذرا غصے سے بولا تھا۔

معاملے کی پراپر انویسٹیگشن کریں۔اور جتنی جلدی ہو سکے بہتر ہے کہ آپ مجرموں کو حوالات کے پیچھے کریں۔۔مجھے یقین نہیں آرہا کہ ثمرہ کی باڈی

برن ہوئی تھی۔۔ جبکہ

مجھے اچھی طریقے سے یاد ہے انہیں بولٹ لگی تھی، وہ زخمی تھیں، معاملے کی تفتیش کریں آپ۔۔۔اور مجھے ریزلٹ چاہئے!"

مصطفیٰ صاحب، ہم معاملے کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں"

اور رہی بات ان پیشہ وار مجرموں کی تو وہ پروفیشنل قبائلی لوگ تھے۔۔۔ بڑی

شہروں میں جرم کہ کر اپنے آبائی علاقوں میں جا کر روپوش ہو جاتے ہیں۔"

آپ کو تو معلوم ہے کہ یہ وڈیروں اور سرداروں کے علاقوں میں تو پولیس کی

بھی نہیں چلتی۔۔ایسے میں انکی تلاش کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔۔ مگر آپ

فکر نہ کریں وہ ایک بار پگر دوبارہ شہر میں ضرور آئینگے۔وہ جیسے ہی دوبارہ شہر

میں قدم رکھیں گے، ہم انھیں اپنی تحویل میں لے لیں گے۔"

"ایس ایس پی بات پر وہ لب بھینچ گیا تھا۔۔۔

"

اللہ پاک آپ کو جلد از جلد صحت یاب کرے۔۔۔اب مجھے اجازت دیجئے!“

پی صاحب مصطفیٰ پیلس سے نکل آئے تھے۔۔ جبکہ وہ گہری سوچوں میں“ ڈوبا ہوا تھا۔ ساتھ ہی دماغ میں ایک سوچ سی کوندی تھی جس کے پیش نظر وہ تیزی سے ایک نمبر ڈائل کرتا موبائل کان سے لگا گیا۔۔

”ہیلو کون؟“

دوسری جانب سے مصروف سی آواز ابھری تھی۔۔

”ثمرہ کہاں ہے؟“

دوسری جانب موجود شارق حواس باختہ ہو گیا تھا۔۔

"کیا بکواس ہے یہ۔۔ میری بہن کی جان لے لی تم نے، اب بھی سکون نہیں پڑا تمہیں۔۔"

وہ بوکھلا کر الٹا اسی پر چڑھ دوڑا تھا۔۔

"اگر اس سارے قصے میں تمہارا کوئی ہاتھ ہوا تو یاد رکھنا شارق علوی اس بار تمہیں اپنے ہاتھوں سے زندہ درگور کرونگا۔۔"

وہ درشت لہجے میں کہتا کھٹ سے موبائل آف کر گیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"مصطفیٰ!"

وہ جب سے ہوش میں آئی تھی۔۔ صرف چیخ چیخ کر مصطفیٰ کو ہی پکار رہی تھی۔۔

صرف مصطفٰی کو ہی پُکار رہی تھی۔۔۔ گولی مصطفٰی کے سامنے ہونے کے باعث اسکے کندھے سے چھو کر گزر گئی تھی۔۔اور

وہ اس وقت اپنے ہی گھر میں ،اپنے کمرے میں بستر پر موجود تھی۔۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ ثمرہ۔۔کیوں چلا چلا کر پورا گھر سر پر اُٹھا رکھا ہے۔۔"

شارق مصطفٰی کی کال سننے کے بعد ثمرہ کے روم میں آیا تھا۔۔

"بھائی آپ کو اللہ کا واسطہ ہے مجھے جانے دیں۔۔ مصطفٰی کو گولی لگی تھی انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔"

وہ بھائی کو دیکھ ایک بار التجا کرنے لگی، جس نے اسکی ضد

کرنے پر

بیڈ سے ہاتھ باندھ دیا تھا۔۔

ثمرہ میری بات کو سمجھو، وہ صرف"

مجھے ہارانے کے لیے تمہارا استعمال کر رہا ہے۔۔ میں اپنی کوئی بھی کمزوری

"اُسکے ہاتھ میں نہیں دینا چاہتا۔۔

وہ درشتگی سے بولا تو ثمرہ استہزائیہ مسکرائی۔۔ ہاتھ مسلسل مزاحمت کے

باعث سرخ پڑ گیا تھا۔۔

کتنے خود غرض ہیں نا آپ لوگ۔۔ آپ کو اور بابا کو صرف اپنی پڑی "

ہے۔۔ آپ لوگوں کو کوئی فرق نہیں

پڑتا کہ آپ دونوں کی اس خود غرضی

''کی وجہ سے آپ کی بہن کی زندگی برباد ہو رہی ہے۔۔

وہ روہانسو ہو گئی تھی۔۔

ثمرہ میری بات کو سمجھو، احد مصطفیٰ صرف تمہارا استعمال کر رہا ہے اور کچھ''

''نہیں۔۔

اس بار شارق نرم پڑا تھا۔۔

''آپ کو اللہ کا واسطہ ہے مجھے میرے شوہر کے گھر چھوڑ دیں پلیز۔۔''

ایک بار پھر رونے لگی تھی۔۔ شارق لب بھینچ گیا۔۔ وہ

میں تمہیں تمہارے شوہر کے گھر چھوڑ دوں،تا کہ وہ مجھے ہمیشہ کے لئے "

جیل میں ڈلوادے۔۔

وہ غصے سے بولا تو"

ثمرہ نے

نڈھال انداز میں اپنا سر بیڈ کی پشت سے لگالیا تھا۔۔

تو پھر مجھے سچ میں مار دیں کیونکہ میں نہیں رہ سکتی مصطفیٰ کے بغیر "

"مجھے میرے شوہر کے پاس جانا ہے۔۔

وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔

اپنی زبان بند "

رکھو سمجھیں۔اور خاموشی سے یہاں رہو۔اور اگر اب تم نے کوئی بھی بکواس

کی تو میں تمہیں پھپھو کے گھر پنڈی بھیجوادونگا۔۔اور پھر تم جانتی ہو وہاں کا

"ماحول۔۔

اس نے تنبیہہ کرنی ضروری سمجھی،

آپ کو جو کرنا ہے کریں"

مگر ایک

بات یاد رکھئیے گا

میں آپ کو

"نہیں کرونگی۔۔ کبھی معاف

وہ رخ پھیر گئی تو شارق سر جھٹکتا کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔۔ کیونکہ وہ مزید

اپنی

بہن کی باتیں سننے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا ہو کیا"

گیا ہے آپ لوگوں کو؟ آپ دونوں نے پیچھلے ایک ماہ سے ثمرہ کو یوں کمرے

میں قید کر رکھا ہے۔

اور آپ سب نے جو لوگوں کے بہکاوے

میں احد مصطفیٰ کے خلاف جو پلاننگ کی ہے نا یاد رکھیئے گا جس دن وہ شخص، اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا

''نا سب سے پہلے آپ دونوں کا گریبان پکڑے گا۔۔

قصویٰ نے باپ کو احساس کرانا چاہا۔۔

''

تم خاموش رہو، تم کیا چاہتی ہو کہ میں زندگی بھر کے لئے جیل میں سڑوں یا پھر مجھے عمر قید ہو جائے۔''

جو ابھی ثمرہ کو بھگتا کر آ رہا تھا قصویٰ کی بات سن کر غصّے سے چلایا تھا۔

''

یہ کس انداز میں بات کر رہے ہو تم میری بیٹی سے۔۔ یہ ثمرہ نہیں ہے،، تمیز

سے بات کرو۔۔"

فرناز کے سر پر لگی

تھی اور تالو پر جا بجھی تھی۔۔

"تو کچھ سمجھائیں اسے کہ ثمرہ کو ورغلانا بند کرے۔۔"

شارق غصے میں بولا جبکہ وہ لب بھینچ گئی۔۔

پچھتائیں گے آپ لوگ۔"

اور بابا آپ سب سے زیادہ پچھتائیں گے۔۔۔یہ سب آپ جس اولاد کی خاطر کر رہے ہیں نا ایک دن آپ کو اکیلا کر جائے گی اور آپ کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔۔"

وہ تاسفی لہجے میں گویا ہوئی تو وہ جبران صاحب نے

خالی خالی نگاہوں سے بیٹی کی جانب دیکھا تھا

وہ ’’ بہت پچھتائیں گے آپ بابا۔۔۔ ‘‘

زیر لب ایک ہی لفظ بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔

’’

ان دونوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔ان دونوں کے لئے کوئی اچھا سا رشتہ

‘‘ دیکھیں اور جلد از جلد رخصت کریں۔۔

وہ ناگواری سے بولا تو فرناز نے ناگواری سے شارق کو دیکھا۔۔

’’ نکاح پر نکاح نہیں ہوتا۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ ‘‘

فرناز نے جتانا ضروری سمجھا۔۔

’’ نہ کریں۔۔ سب ہو جاتا ہے۔۔۔ فضول باتیں ‘‘

وہ انکی سنی ان سنی کرتا، وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ وہ منہ کھولے ہونق بنی رہ گئیں تھیں۔

یہ پاگل تو نہیں "

ہو گیا ہے۔۔۔ کیا نکاح کو مزاق سمجھ لیا، اگر بہن کی جان چھڑانی ہی تھی تو دوسرا قتل بھی کر ڈالتا۔۔ "

وہ نخوت بھرے لہجے میں بولتیں شوہر پر ایک نگاہ ڈال کچن میں چل دی تھیں۔۔ جبکہ جبران صاحب چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے بیٹی کے کمرے کی جانب بڑھے تھے۔۔

____

وہ ہولے سے دستک دیتے کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے ہی اُنہیں ثمرہ

بے سُدھ لیٹی دیکھائی دی تھی، جو اُنہیں دیکھ ڈُوپٹہ سیدھا کرتی اُٹھ بیٹھی

تھی۔۔ہاتھ ہنوز

بندھا ہوا تھا۔۔

"کیسی ہو۔۔! ثمرہ"

انہوں ن بغیر کچھ کہے اسکا ہاتھ کھول دیا تھا۔۔جو ناراضی سے رخ پھیر گئی۔۔

"اب بات بھی نہیں کرو گی باپ سے۔۔"

وہ ذرا فاصلے سے ساتھ ہی بیٹھ گئے تھے۔۔

"باپ آپ جیسا نہیں ہوتا۔۔"

زندگی میں پہلی بار اس نے تلخ لفظوں میں شکوہ کیا تھا۔جو ایک لمحے کو خاموش

رہ گئے۔۔

"ناراض ہو؟ "

نہیں"

!

"آپ کا اور میرا ایسا کوئی رشتہ نہیں جو میں آپ سے ناراض ہوتی پھروں۔۔

وہ تلخی سے بولی۔

کیا چاہتی ہو؟"

"

اپنے شوہر کے گھر واپس جانا چاہتی ہوں۔۔مجھے نہیں رہنا آپ جیسے مطلبی اور

"قاتل لوگوں کے ساتھ۔۔

جبران نے خاموشی سے اسکی پشت کو دیکھا تھا۔

باپ کا گھر تمہیں ''

قید خانہ لگ رہا ہے؟

''

باپ کا گھر؟ وہی گھر نا جس میں رہنے کے لئے آپ نے میرے سامنے یہ شرط

رکھ دی تھی کہ اگر یہاں رہنا چاہتی ہوں تو

'اپنا آپ احد مصطفیٰ کو جا کر پیش کر دوں۔۔

اُنکا چہرہ شدید تذلیل کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔۔

''ثمرہ۔۔''

انہوں نے ٹوکا۔۔

"

اتنا غصہ نہ کریں آپ کی صحت کے لئے اچھا نہیں ہے۔۔آپ جائیں آپ کی کم عمر بیوی آپ کی راہ تک رہی ہو گی،، آپ اپنا سارا وقت ان پر ہی لوٹائیں تو بہتر ہے۔۔"

جبران کو لگا کہ اسنے بہت زوردار تھپڑ دے مارا تھا۔۔

"کیا میرا شادی کرنا اتنا بڑا گناہ تھا؟"

"نہیں گناہ تو میرا آپ کی بیٹی ہونا تھا۔۔"

جبران نے دکھ سے دیکھا تھا۔

"اتنا برا باپ ہوں میں۔۔۔"

ہاں"

جو باپ بیٹی کا محافظ ہوتا ہے، اگر وہی اسے دربدر کردے، اسکے کردار کشی کردے، کم از کم پھر وہ اولاد کی نظر میں کبھی باپ کے جیسی عزت نہیں پاسکتا۔۔اور سچ پوچھیں تو مجھے، آپ سے اور بھائی سے نفرت سی ہونے لگی ہے۔۔اس بار اسنے نفرت کا اظہار کرنے سے گریز نہیں برتا تھا۔۔

"یعنی تمہاری نظر میں تمہارا شوہر بہت اچھا ہے؟"

اس بار انہیں غصہ آیا تھا۔۔

"جی!

کیونکہ وہ اس وقت میری ڈھال بنا تھا جب آپ نے میرے سر سے چھت چھین لی تھی۔۔عزت کی چادر تک نوچ لی تھی، مجھے بے مول کر دیا تھا۔۔مجھے زمانے کی ٹھوکریں کھانے کے لئے تنہا کر دیا تھا۔۔اس شخص نے اس وقت میرا ہاتھ تھاما تھا۔مجھے سہارا دیا تھا، میں

آپ کی بیٹی ضرور ہوں مگر آپ کی طرح احسان فراموش نہیں ہوں، اور نہ

"ہی اپنی ماں کی طرح بدکردار جو شوہر سے بے وفائی کروں۔۔

ثمرہ کے لفظ تھے یا چابک جو انہیں سینے میں دھنستے محسوس ہوئے تھے۔۔

میں اپنے شوہر سے وفادار ہوں اور آخری سانس تک رہونگی،، میں آپ کی"

"سابقہ بیوی کبھی نہیں بنو گی۔۔ میں اپنی ماں کی پرچھائی نہیں ہوں۔۔

وہ مسلسل روتی ہوئی بڑبڑا رہی تھی۔۔

"تم احد مصطفیٰ کے گھر واپس جانا چاہتی ہو؟ "

"!جی بالکل"

"اپنے بھائی سے بات کرلو، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔"

ایک بات یاد رکھیے گا آپ کے بیٹے کو اب کوئی نہیں بچا سکتا۔۔کیونکہ اب ”
تک مصطفیٰ نے صرف میرا لحاظ رکھا ہوا تھا مگر یہ گھٹیا حرکت کرنے کے بعد
آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ کسی قسم کی نرمی کے مستحق نہیں ہیں۔۔۔“
وہ درشتگی سے بولتی اٹھ کر واشروم میں جا کر بند ہوئی تھی۔۔۔

”بہتر ہو گا کہ تم اپنی شکل لے کر یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔۔“ عریشہ غصے سے
غرائی تھی۔۔

کیوں دفعہ ہو جاؤ وائفی !“ وہ شرارت سے بولا۔۔

’’ بکواس نہ کرنا میرے سامنے،،اور تمہیں کیا لگتا ہے میرے سامنے ’’ یہ جھوٹے کاغذ لا کر رکھو گے اور میں تمہاری بات مان جاؤ نگی۔۔۔‘‘وہ استہزائیہ ہنسی۔۔

’’ اس خوش فہمی سے باہر آجاؤ کیونکہ میں کبھی بھی تمہاری باتوں میں ’’ نہیں آؤ نگی۔۔ بہتر ہے کہ اپنی شکل لے کر دفعہ ہو جاؤ۔۔‘‘ عریشہ غصے سے غرائی۔۔

’’ اوہ رئیلی ! تو پھر بتاؤ جائیداد کا کتنا حصہ میرے نام کر رہی ہو؟‘‘ وہ مدعے پر آیا۔۔

’’ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔ ’’

’’ اوکے فائن تو پھر رخصتی کے لئے تیار رہو۔۔‘‘ عریشہ نے ہونقوں کی مانند دیکھا تھا۔۔

میں مصطفیٰ سے تمہاری شکایت کروں گی۔۔مجھے اکیلا سمجھنے کی کوشش نہ کرنا۔"اس بار وہ تیز لہجے میں غرائی تھی۔

تم میری بیوی ہو،اور اپنی بیوی کو میں یوں کسی دوسرے کے سہارے نہیں چھوڑ سکتا۔"وہ اب تک اپنی ہی بات پر ڈٹا ہوا تھا۔

"حد کر دی مطلب بے غیرتی کی۔۔۔

رخصتی تو تمہاری لازمی ہو گی۔۔کل تیار رہنا،اور نکاح نہیں ہوا تو کیا ہوا دوبارہ ہو جائیے گا۔"وہ باور کراتا اپنا موبائل فون اٹھا کر آفس سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

مجتبیٰ کو عریشہ سے ایک ڈیل پر کچھ ڈسکس کرنا تھا۔۔اس لئے وہ سیدھا ہیڈ آفس آتا ر سپشن سے پوچھ کر عریشہ کے آفس کی جانب بڑھا۔

’ ’ مے آئی کم ان ؟‘‘ عریشہ چونکی۔

’ ’ یس کم ان ۔۔‘‘اس نے ذرا کی ذرا نظر اُٹھا کر دیکھا تھا۔۔

’ ’ میڈم مجھے آپ سے کچھ ڈسکس کرنا تھا۔۔۔‘‘

’ ’ بیٹھیں مجتبیٰ ، جی بولیں۔ وہ گہری سُوچوں میں ڈُوبی سوالیہ گویا ہوئی۔۔

’ ’ وہ دراصل۔۔۔‘‘

’ ’ کیا آپ میری ایک ہیلپ کر سکتے ہیں ؟‘‘ وہ زہن میں آتی سوچ کو فوری عملی جامہ پہنا چکی تھی۔

’’جی کہئے۔‘‘وہ سوالیہ بولا۔۔

’’کیا آپ مجھ سے شادی کریں گے ؟‘‘وہ بول کر یکدم خاموش سی ہو گئی۔۔جبکہ مجتبیٰ حیرت سے گنگ کچھ بول ہی نہیں سکا تھا۔۔

’’وہاٹ ؟میم یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ؟‘‘وہ حواس باختہ ہی تو رہ گیا تھا،اور فوری نشست چھوڑ کر کھڑا ہوا تھا۔۔

’’بیٹھ جائیں مجتبیٰ۔۔اور میری بات سنیں۔۔‘‘وہ ہق دق سارہ گیا تھا۔۔

’’یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں میڈم۔۔‘‘وہ ہنوز بے یقینی کا شکار تھا۔۔

’’بیٹھ جائیں پلیز۔۔‘‘اس نے اسے تحمل رکھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔

دیکھیں۔مجھے میرا کزن فیک نکاح نامہ بنا کر بلیک میل کر رہا

ہے۔۔اس وقت مجھے ایک مضبوط سپورٹ چاہئے۔۔سارا جائیداد کا مسئلہ

ہے۔۔اور پیسے کا مسئلہ نہیں ہے مگر مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں زبردستی مجھ سے

نکاح نہ کر لے۔۔ مصطفیٰ یعنی اس کمپنی کا اونر اس وقت اس پوزیشن میں نہیں

ہے کہ میری کوئی بھی ہیلپ کر سکے۔۔مجھے صرف نکاح کرنا ہے اور کچھ

نہیں۔۔بعد میں ہم یہ مسئلہ سورٹ آوٹ ہونے کے بعد کورٹ سے

ڈائیورس لے لیں گے۔۔" مجتبیٰ نے اس بار مزید حیرانی سے اس لڑکی کو

دیکھا جو بہت آس سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے میم۔۔نکاح کوئی مزاق نہیں ہوتا۔۔

اگر آپ کو کسی قسم کی مدد درکار ہے تو میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔ہم ان

پر کیس کر سکتے ہیں۔اور بہت سے راستے ہیں۔۔" مجتبیٰ نے سمجھانا چاہا۔

’’آپ میری مدد کس حق سے کریں گے؟اور یہ پاکستان ہے ان کے لئے فیک نکاح کو اور یجنل ثابت کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔میں اس وقت بالکل اکیلی ہوں کچھ نہیں کر سکتی، دوسری بات اگر میرے کزن نے مجھے کڈنیپ کر کہ زبردستی مجھ سے نکاح کر لیا تو پھر میں کیا کرونگی؟وہ پہلے بھی ایک بار ایسا کر چکا ہے۔۔‘‘مجتبیٰ کو سمجھ نہ آیا وہ کیا کہے۔

’’مگر آپ کو کیوں لگتا ہے کہ مجھ سے نکاح کر کے آپ ایک اچھا فیصلہ کر رہی ہیں۔۔‘‘اس بار وہ کافی دیر بعد کچھ بولا تھا۔

’’میں یونہی کسی پر بھروسہ نہیں کر لیتی۔۔آپ کو میں کافی مہینوں سے جانتی ہوں،اور آپ کی ہر ایکٹیوٹی پر میری نظر ہے۔۔مجھے آپ اس قابل لگ رہے ہیں کہ میری مدد کر سکیں، صرف اس لئے میں آپ سے مدد مانگ رہی ہوں۔۔‘‘وہ نرم لہجے میں بولی تو مجتبیٰ سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

’’ آپ کو ایک مرد کی ضرورت صرف اس لئے ہے تا کہ آپ، اپنی فیملی سے لڑائی لڑ سکیں؟‘‘ اس نے بھنویں اٹھائیں۔۔

’’ ہاں بھی اور نہیں بھی۔۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں انہوں نے مجھے مجبور کر دیا یا زبردستی کی تو میں منع نہیں کر سکونگی۔۔ مصطفیٰ بیڈ سے پاؤں نیچے رکھنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔۔ اور ہاں آج مجھے یہ بات ماننے میں کوئی عار نہیں ہے کہ مجھے ایک مرد کی اشد ضرورت ہے خاص کر محرم مرد کی۔۔ جو ہر جگہ میری ڈھال بن جائے۔۔‘‘ وہ ایک ٹرانس میں بولی تھی۔۔

’’ ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ صرف پیپر میرج ہوگی۔ تو اب آپ کو یہ امید کیوں ہے میں آپ کو پروٹیکٹ بھی کرونگا۔‘‘ عریشہ سر جھکا کر مسکرائی تھی۔۔

جو شخص رات کے پہر ایک انجان لڑکی کو، اکیلے دیکھنے کے باوجود اسکی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا، اتنا تو مجھے بھی تجربہ ہے وہ شخص اپنی محرم عورت کو کسی کے سامنے رسوا نہیں کر سکتا۔۔اور نہ ہی مشکل وقت میں تنہا چھوڑ سکتا ہے۔۔" وہ بولی تو مجتبیٰ ایک لمحے کو خاموش رہ گیا۔۔

" نکاح کب کرنا ہے ؟" مجتبیٰ سوالیہ بولا۔

" بس ابھی۔۔" اس بار اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔،

" مگر میری ایک بہن ہے میں اس نکاح کے بارے میں اسے ضرور بتانا چاہتا ہوں۔ مجھے ایک دو دن کا وقت تو دیں۔"

" نہیں مجتبیٰ! میں یہ نکاح خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری میں کر رہی ہوں۔اور میرے پاس وقت نہیں کیونکہ وہ دھمکا کر گیا ہے۔اور مجھے اس سے پہلے ہی کچھ کرنا ہے۔" مجتبیٰ نے ایک گہری سانس لی۔۔

آسان لفظوں میں بات کیجئے نا عریشہ جی۔۔آپ کو ایک عدد باڈی گارڈ چاہئے۔"اس بار عریشہ خاموش ہوئی پھر ایک سانس لیتی بولی۔

اگر آپ کو لگتا ہے کہ مجھے آپ کی صورت ایک باڈی گارڈ کی ضرورت ہے تو جی بالکل ایسا ہی ہے۔۔کیونکہ اب لیلگی جنگ کرنے لئے بھی مجھے ہر لمحہ ایک محرم باڈی گارڈ کی ضرورت ہے جو پولیس اور وکیلوں کے فضول سے سوالات کے جوابات دے سکے،اب تک میری طرف سے یہ جوابات مصطفیٰ دیتا تھا مگر اب میں ہمیشہ اس پر تو ڈیپنڈ نہیں کر سکتی نا۔"مجتبیٰ سر ہلا گیا۔۔

ویسے آپ یہ نکاح باس سے بھی تو کر سکتی ہیں۔"عریشہ نے بغور اسکا چہرہ دیکھا تھا۔

’’وہ اپنی مرحومہ بیوی سے بہت محبت کرتا تھا۔وہ کبھی دوسری شادی نہیں کرے گا۔میں مصطفٰی کو پسند ضرور کرتی تھی مگراب میری ایسی کوئی خواہش نہیں۔۔اگرآپ واقعی میری مدد کرنے میں اِنٹرسٹڈ ہیں تو ابھی میرے ساتھ کورٹ چلیں۔۔‘‘وہ مزید بولی۔

’’آہمم!ہم مسجد میں نکاح کریں گے۔دوسری بات نکاح کے بعد آپ میرے ساتھ،میرے گھر میں رہیں گی۔۔میرا مطلب ہے میں آپ کو اسی وقت پروٹیکٹ کر سکتا ہوں ناجب آپ میرے گھر میں رہیں۔‘‘وہ بول کریکدم خود بھی گڑبڑایا تھا۔

’’تم میرے ساتھ مصطفٰی کے گھر میں بھی رہ سکتے ہو،میں تمہارا تعارف اپنے باڈی گارڈ کے طور پر ہی کراؤنگی۔۔‘‘اس بار عریشہ کا لہجا قطعیت لیئے ہوئے تھا۔

’’سوری مگر میری خوداری مجھے اس چیز کی اجازت نہیں دیتی کہ میں اپنی بیوی کے گھر میں رہوں۔۔ معاملات جو بھی ہوں مگر مجھے گوارہ نہیں۔۔‘‘ عریشہ ایک لمحے کو خاموش ہوئی۔

’’تمہارا گھر تو گروی رکھا ہوا ہے۔ مجھے کہاں رکھو گے؟‘‘ اس نے آئی برو اٹھائے۔ یہ بات اس نے کچھ دن قبل ہی عریشہ کو بتائی تھی۔ لان کا اپلائی کرنے کے لئے، جس کی اپلیکشن بینک ریجیکٹ کر چکا تھا، اور اس نے عریشہ کی سفارش لگوائی تھی۔

’’ابھی قبضہ میرے پاس ہی ہے۔‘‘ عریشہ ہولے سے مسکرائی۔

’’زندگی میں بہت کچھ نیا، اور ایڈونچرس کیا ہے میں نے۔ اس بار ایک نیا ایڈونچر کرتے ہیں۔‘‘ وہ مسکراتی ہوئی، لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتی اسکی ہمراہی میں باہر تک آئی تھی۔۔۔۔

شہر کراچی کے پوش علاقے ڈیفنس کی ایک سادہ مگر خوبصورت مسجد میں ہلکی ہلکی روشنی جگمگا رہی تھی۔ چوڑی گلیوں میں گہری خامشی تھی، بس کبھی کبھار کوئی گاڑی گزرنے کی ہلکی سی آواز آتی ماحول میں ارتعاش برپا کر دیتی۔۔ مسجد کے اندر سادہ مگر روحانیت بھری فضا تھی۔ سفید دیواروں پر ہلکی نیلی روشنی کا عکس پڑ رہا تھا، اور ایک کونے میں رکھی جائے نمازوں کے ڈھیر سے ہلکی مہک آ رہی تھی۔

مجتبیٰ اور عریشہ مسجد کے ایک کونے میں دوزانوں خاموشی سے بیٹھے تھے۔۔۔ مجتبیٰ کا چہرہ سپاٹ تھا جبکہ عریشہ کے پریشان کن تاثرات واضح تھے۔۔۔ جیسے ابھی تک انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ اس لمحے میں پہنچ چکی ہے کہ یوں اچانک اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کر رہی تھی۔۔۔ یہ نکاح کوئی روایتی،

دھوم دھام والا نکاح نہیں تھا، بلکہ ایک ایمرجنسی نکاح تھا، بنا کسی تیاری کے، بنا کسی گھر والے کے، بس ایک فیصلہ، جو لمحوں میں کر لیا گیا تھا۔

"بیٹا، آپ لوگ پریشان لگ رہے ہیں۔ نکاح سنتِ نبوی ہے، اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔" امام صاحب نے ان دونوں کو پریشان دیکھ، نرم لہجے میں کہا۔۔

مجتبیٰ نے گہری سانس لی اور اپنے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھا کر سر ہلایا، جیسے اپنی گھبراہٹ کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔ عریشہ کا دوپٹہ اس کے ہاتھوں میں مڑا جا رہا تھا، اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں، مگر چہرے پر ہلکی سی بے بسی تھی۔

امام صاحب نے نکاح کا مختصر خطبہ پڑھا اور پھر عریشیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

"عریشہ بنت سلیمان ولد سلیمان احمد، آپ کا نکاح مجتبیٰ فاروق ولد فاروق

شیرازی کے ساتھ باعوض دس لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت گواہان کی

موجودگی میں ہونا قرار پایا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟"

عریشہ کی نظریں بدستور جھکی ہوئی تھیں، اس کے ہاتھ مزید سختی سے دوپٹے

کو پکڑ چکے تھے۔ دل میں ہزاروں خدشات تھے، مگر حالات نے اسے وہاں لا

کھڑا کیا تھا جہاں واپسی ممکن نہیں تھی۔ اس نے بمشکل سر اٹھایا، اور آہستہ

سے کہا۔۔

"قبول ہے۔" تین بار قبول بول کر وہ آنکھیں میچ گئی۔۔۔

"مجتبیٰ فاروق ولد فاروق شیرازی، آپ کا نکاح عریشہ بنت سلیمان ولد

سلیمان احمد کے ساتھ باعوض دس لاکھ حق مہر گواہاں کی موجودگی میں قرار

پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟"

مجتبیٰ نے ایک لمحے کے لیے عریشہ کی طرف دیکھا، جیسے اس سے خاموشی سے اجازت مانگ رہا ہو، پھر آنکھیں بند کر کے آہستہ سے بولا۔۔

"قبول ہے۔"

امام صاحب نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، مسجد کی خاموشی میں امام صاحب کے الفاظ ایک بار پھر گونج اٹھے تھے۔۔۔

مبارک ہو، نکاح مکمل ہو چکا ہے۔اللہ آپ دونوں کو خوش رکھے اور آپ" کے درمیان محبت اور برکت پیدا کرے۔آمین۔

ایک پل کی خاموشی چھا گئی۔۔

مجتبیٰ نے ہاتھوں کی مٹھیاں بند کیں اور گہری سانس لی، جیسے ایک بھاری بوجھ دل سے اتر گیا ہو۔ عریشہ نے بھی ایک ہلکی سانس خارج کی، مگر اس کے چہرے پر اب بھی ایک انجانی کشمکش تھی۔

بیٹا، نکاح کوئی بوجھ نہیں، یہ اللہ کی رحمت ہے۔ بس صبر اور محبت سے " ایک دوسرے کا ساتھ دینا، باقی سب اللہ آسان کر دے گا۔" امام صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا، مجتبیٰ اور عریشہ نے ہلکے سے سر ہلا دیا۔

مسجد کی خاموش فضا میں، یہ دو لوگ ایک نئے سفر کا آغاز کر چکے تھے۔ بغیر کسی دھوم دھام کے، بغیر کسی اپنے گواہ کے، بس تقدیر کے فیصلے کے ساتھ۔۔۔

مجتبیٰ کی گاڑی ایک متوسط علاقے میں ایک درمیانے سائز کے گھر کے عین سامنے آکر ٹھہری تھی۔۔یہ کوئی بڑی کوٹھی نہیں تھی، نہ ہی کوئی جدید طرز کا بنگلہ۔ایک عام سا، مڈل کلاس گھر تھا، جہاں دیواروں پر ہلکی ہلکی نمی کے نشانات تھے، دروازے کی کنڈی ذرا پرانی لگ رہی تھی۔۔وہ گاڑی والے کو پیسے دیتا اسکی ہمراہی میں ہی گاڑی سے باہر نکلا۔۔

عریشہ، جو ہمیشہ بڑے گھروں اور سہولیات میں پلی بڑھی تھی، گاڑی سے اتری تو ایک پل کے لیے ٹھٹک گئی۔وہ اس وقت ہلکے گلابی جوڑے میں ملبوس تھی، جس کے کنارے نازک موتیوں سے سجے تھے۔ہاتھ میں بیگ مضبوطی سے تھام رکھا تھا، اور چہرے پر ایک عجیب سا تاثر تھا۔۔جیسے دل نے تو کہہ دیا تھا کہ مجتبیٰ کے ساتھ جانا ہے، مگر دماغ ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔

مجتبیٰ نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا، پھر پلٹ کر اسے دیکھتے ہوئے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔۔

آؤ، یہ اب آپ کا بھی گھر ہے۔۔۔" عریشہ نے ایک نظر دروازے کے" پرانے مگر صاف پردے کو دیکھا، پھر آہستہ قدموں سے اندر آگئی۔

گھر کا اندرونی حصہ بھی باہر کی طرح سادہ تھا۔ایک چھوٹا سا صحن، جس کے ایک طرف دو چار گملے رکھے یا چھوٹا سا باغیچہ کہہ لیا جائے،اور دوسری طرف ایک موٹا سا صوفہ، جو شاید کچھ سال پرانا تھا۔دیواروں پر چند گھریلو تصویریں اور ایک دیوار پر گھڑی لگی ہوئی تھی، جو شاید تھوڑی سی ٹیڑھی ہو چکی تھی۔یہ سب کچھ اس کی توقع سے بہت مختلف تھا۔

عریشہ، جو ہمیشہ اے سی کی ٹھنڈی ہوا، نرم و ملائم قالین، اور چمکتے ماربل کے فرش کی عادی تھی، اس نے ایک پل کے لیے اپنے فیصلے پر غور کیا۔۔۔ مجتبیٰ نے اسے دیکھ پانی کا گلاس لا کر میز پر رکھا۔۔۔

"جانتا ہوں، کہ آپ کے لیے یہاں رہنا آسان نہیں ہو گا۔ پر میں وعدہ کرتا ہوں، کہ آپ کو یہاں کبھی تکلیف نہیں ہونے دوں گا۔"

عریشہ نے کچھ نہیں کہا، بس گلاس کو دیکھا اور آہستہ سے سر ہلا دیا۔

وہ صوفے پر بیٹھ گئی، لیکن بیٹھتے ہی جیسے کچھ کھٹکا۔ اس نے چونک کر نیچے دیکھا۔۔ پھر پرانا سا صوفہ دیکھ سر جھٹک گئی۔۔۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں اسے بار بار یاد دلا رہی تھیں کہ وہ اب ایک نئے، مختلف زندگی میں آ چکی ہے۔ وہ سر جھٹک گئی بھلا وہ کونسا ہمیشہ کے لئے آئی تھی۔۔

کمرہ دیکھنا چاہیں گی؟" مجتبیٰ نے ذرا سوالیہ انداز میں پوچھا۔ عریشہ نے آہستہ سے سر ہلایا۔ وہ اسے اپنی ہمراہی میں کمرے میں لے آیا۔

یہاں بھی سادگی تھی۔ ایک سادہ مگر صاف بستر، ایک چھوٹی سی الماری، اور کھڑکی کے ساتھ رکھے ہوئے کچھ کتابیں۔ کوئی زیادہ آرائش نہیں، کوئی اضافی چمک دمک نہیں۔

عریشہ نے ایک پل کو آنکھیں بند کیں۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ یہ گھر اس کی توقعات کے مطابق نہیں، مگر یہاں محبت اور اپنائیت کی خوشبو تھی۔ مجتبیٰ نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

"یہ پہلے صرف میرا کمرہ تھا، اب ہمارا ہے۔" عریشہ نے پہلی بار مکمل نظر سے مجتبیٰ کو دیکھا۔

"لیکن میں الگ کمرے میں رہونگی۔۔ وہ باضد ہوئی۔۔"

معذرت! مگر آپ جب تک میرے نکاح میں ہیں، تب تک آپ کو یہیں اسی کمرے میں، میرے ساتھ گزارہ کرنا ہوگا۔۔" عریشیہ خاموش ہی رہی۔ یہ شخص شاید اس کے خوابوں کا شہزادہ نہیں تھا، مگر یہی وہ شخص تھا جس نے نکاح کے وقت اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ مشکل وقت میں اسکا ساتھ دیا تھا۔۔ ابھی تو مصطفیٰ کو اطلاع دینا رہتی تھی۔۔۔ وہ کھانے کا پوچھ رہا تھا، جبکہ اسکا دماغ بری طرح سے الجھا ہوا تھا۔۔۔

"عریشہ کا نکاح ہو گیا؟" وہ خود سے بڑبڑایا، جیسے الفاظ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اسے جب سے یہ خبر ملی تھی۔ وہ مزید پریشان ہوا تھا۔۔ عریشہ کے نمبر سے میسج تھا اور اب اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔۔

مصطفیٰ نے سر دبیڈ کراؤن سے لگا دیا، آنکھیں بند کر لیں۔

تو یہ تھی عریشہ کی دوستی؟ وہ، جو ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی اس سے بانٹتی تھی، وہ جس کے لیے مصطفیٰ ہمیشہ ایک فون کال کی دوری پر تھا، آج اس نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ کیا اور اسے بتانا بھی گوارا نہ کیا؟

ایک ہاتھ زخمی تھا، مگر درد سینے میں زیادہ ہو رہا تھا۔

"کیا میرا ایکسیڈنٹ واقعی اتنا بڑا حادثہ تھا کہ اس نے مجھے اپنی زندگی کے سب سے اہم موقع پر شریک کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا؟ مجھ سے مشورہ تک نہ کیا۔۔ اتنا معذور سمجھ لیا کہ ایک کمپنی کے معمولی سے امپلائی کو ترجیح دی۔۔" اس نے ایک گہرا سانس لیا، اور سرد ہنسی ہنسی۔

زبردست، عریشہ... تم نے کمال کر دیا۔" باہر آسمان پر شام اتر رہی تھی، مگر" مصطفیٰ کے دل میں رات اُتر چکی تھی۔۔۔ ثمرہ کی یادوں نے پھر بسیرا کیا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر کراچی کی سڑکوں پر رات کا شور مدھم ہو چکا تھا، کمرہ ہلکی روشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر اس کمرے میں ان دونوں کے مابین ایک جنگ چھڑی ہوئی تھی۔۔۔

عریشہ نے بازو باندھ کر سنجیدہ نظروں سے مجتبیٰ کو دیکھا،

دیکھیں مسٹر مجتبیٰ، میں صوفے پر سو جاؤں گی، آپ آرام سے بیڈ پر سو" جائیں۔ وہ ابھی بھی باس بنی ہوئی تھی" مجتبیٰ نے فوراً سر جھٹک دیا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا! صوفہ اتنا آرام دہ نہیں ہے، آپ بیڈ پر سو جائیں۔ ویسے بھی آپ مہمان ہیں۔" عریشہ نے تیوری چڑھائی۔۔

"تو پھر آپ کہاں سوئیں گے؟ کیونکہ آپ کا وجود اس چھوٹے سے صوفے پر تو فٹ نہیں ہو سکتا۔۔۔" مجتبیٰ نے کندھے اچکائے۔۔

"یہی فرش پر کوئی دری بچھا لوں گا۔" عریشہ نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"یہ کوئی فلمی سین نہیں ہے، مجتبیٰ! مجھے کوئی مسئلہ نہیں، میں صوفے پر ٹھیک رہوں گی۔"

مجتبیٰ نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا،

"ہاں، کیونکہ آپ کو مجھ مڈل کلاس کے گھر سے بھی الرجی ہو رہی ہے، ہے نا؟"

عریشہ کی آنکھیں پھیل گئیں،

"! یہ بات آپ نے کہی بھی کیسے ؟ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا"

مجتبیٰ نے مصنوعی معصومیت کے ساتھ سر ہلایا۔۔

لگژری بیڈ سے اندازہ لگالیا۔"

مطلب صاف ہے، صوفے پر سونے کا مطلب ہے کہ تمہیں اس بیڈ سے کوئی

خاص لگاؤ نہیں۔

لگاؤ تو ہے نہیں۔"مجتبیٰ نے جان کر کہا تھا،

عریشہ نے گہری سانس لی، جیسے ضبط کر رہی ہو۔۔

"مجتبیٰ، آپ ضد کیوں کر رہے ہیں ؟"

مجتبیٰ نے ہنستے ہوئے کہا،

"یہ سوال میں آپ سے بھی سے پوچھ سکتا ہوں باس!! مگر خیر، ایک حل

ہے!"

عریشہ نے الجھن سے پوچھا،

"کیا؟"

مجتبیٰ نے شرارتی انداز میں انگلی اٹھائی،

"بیڈ کو درمیان سے لکیر کھینچ کر دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ آدھا آپ

کا، اور آدھا میرا!!"

عریشہ نے آئی برو اٹھائے اور گھورا۔

"واہ، بہت mature حل دیا ہے!" وہ طنزیہ بولی

"دیکھیں، آپ میری بیوی ہو، میں اپکا شوہر ہوں، اور گھر کا فرنیچر ہم دونوں کا ہے۔ تو کیوں نہ اس کا منصفانہ بٹوارہ کر لیا جائے؟" مجتبیٰ نے مزے سے کہا۔۔

عریشہ نے تیز نظروں سے اسے دیکھا، پھر ناک چڑھائی۔ یہ بندہ چند گھنٹوں میں زیادہ ہی پھیل رہا تھا۔

"ٹھیک ہے، مگر یاد رکھیں، حد پار کی تو میں یہ تکیہ اٹھا کر سیدھا نشانہ لوں گی!" مجتبیٰ نے قہقہہ لگا کر ہاتھ اٹھا دیا،

"وعدہ کرتا ہوں، جو آپکا حصہ ہے، وہ آپ کا ہی رہے گا! میں دوسری سائیڈ ہر گز نہیں اؤنگا۔ اور آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہیں۔۔۔ دونوں اپنے اپنے سائیڈ پر لیٹ گئے تھے۔۔۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی، لیکن ہلکی سی مسکراہٹ دونوں کے لبوں پر چھائی تھی۔ یہ لڑائی کسی جیت کے لیے نہیں تھی، بلکہ کسی تعلق کے بنتے بگڑتے دھاگوں کو سلجھانے کی ایک ننھی سی کوشش تھی۔

صبح کی مدھم روشنی پردوں کے درمیان سے چھن کر کمرے میں پھیل رہی تھی۔ باہر کسی ریڑھی والے کی آواز آ رہی تھی، جو اپنے گاہکوں کو بلا رہا تھا۔۔۔

عریشہ نیند سے بیدار ہوتے ہی اپنا پیٹ تھام کر بے بسی سے صوفے پر سوئے ہوئے مجتبیٰ کو دیکھنے لگی۔ وہ ایک عجیب سی، خالص مڈل کلاس انگڑائی لیتے ہوئے، آنکھیں بند کیے، بے سدھ لیٹا تھا۔

اف! یہ بندہ پتھر ہے کیا؟" عریشہ نے دل ہی دل میں سوچا، پھر آہستہ "

آہستہ چلتے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔

مجتبیٰ...؟"اس نے ہلکی آواز میں بلایا۔"

کوئی حرکت نہیں۔

مسٹر مجتبیٰ، اٹھیں..."اس بار ذرا اونچی آواز تھی۔"

اب بھی کوئی جواب نہیں۔ عریشہ نے نظریں گھمائیں۔۔

مجتبیٰ!!"وہ تقریباً سرگوشی نما چیخی۔"

مجتبیٰ نے ہلکی سی آنکھ کھولی، مگر فوراً بند کرلی۔

"کیا مسئلہ ہے، میڈم؟ رات بھر تو سونے نہیں دیا، اب صبح بھی چین نہیں؟ مجتبیٰ اسے انکمفرٹیبل دیکھ دس منٹ بعد ہی صوفے پر شفٹ ہو گیا تھا۔۔ عریشہ نے خفگی سے ہاتھ باندھ لیے۔

"رات بھر میں نے سونے نہیں دیا؟ آپ نے خود ہی صوفے پر شہید ہونے کا فیصلہ کیا تھا!" مجتبیٰ نے آنکھیں مسلتے ہوئے کراہ کر کہا۔۔

"ہاں، اور اب میری پیٹھ بھی وہی بتا رہی ہے کہ یہ زندگی کا سب سے غلط فیصلہ تھا۔" عریشہ نے اسکی سنی انسنی کی۔۔۔

"یہ سب چھوڑیں، مجھے بھوک لگی ہے!"

مجتبیٰ نے ایک آنکھ کھول کر اسے دیکھا۔

"تو؟"

تو؟" عریشہ نے حیران ہو کر کہا۔"

"! تو، کھانے کا بندوبست کریں"

مجتبیٰ نے آنکھیں بند کر کے ہاتھ ہوا میں ہلایا،

"فرج میں دیکھ لیں کچھ ہو گا۔"

عریشہ نے صدمے سے اسے دیکھا، جیسے اس نے کوئی سنگین جرم کر دیا ہو۔

آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں اپنے نکاح کے اگلے ہی دن، اس گھر میں جا کر"

"خود سے کھانے کا انتظام کروں؟

مجتبیٰ نے بمشکل آنکھ کھولی،

Candle Light Omelet تو آپ کیا چاہتی ہو؟ میں ناشتے میں"

بنا کر دوں؟" عریشہ نے طنزیہ انداز میں آنکھیں گھمائیں۔

"نہیں، مجھے صرف کھانے کے قابل کوئی چیز چاہیے۔ مجھ سے زیادہ، میرا پیٹ نیا نیا آیا ہے اس گھر میں، اس کا خیال کریں!"

مجتبیٰ نے لمبی سانس لی، آخر ہار مانتے ہوئے صوفے سے اٹھنے کی کوشش کی۔

"ٹھیک ہے، چلیں دیکھتے ہیں، فریج میں کیا ہے... مگر ایک بات یاد رکھیں!" عریشہ نے ابرو چڑھائی۔۔

"کیا؟"

"اگر فریج میں کچھ نہ ہوا، تو پھر آپ خود ہی باورچی خانے میں جا کر اپنی قسمت آزمائیں گی!" عریشہ نے صدمے سے آنکھیں پھیلائیں، اور اسی لمحے دونوں کو احساس ہوا تھا کہ وہ بلاوجہ بحث کر رہے ہیں۔۔۔ مجتبیٰ وہاں سے سیدھا کچن کی جانب بڑھا۔۔۔

ناشتہ کی ٹیبل پر کی معمول کی ہلچل عروج پر تھی۔ خوبصورت، مہنگے ڈنر سیٹ میں ناشتہ لگا تھا۔ آئزل، ہمیشہ کی طرح، نفاست سے بیٹھ کر چمچ سے اپنا جوس ہلا رہی تھی، جبکہ اس کے سسر، جناب مہروز صاحب، ایک سنجیدہ اور روایتی شخصیت، اخبار کے پیچھے چھپے بیٹھے تھے۔

آئزل کی ساس، تحمینہ بیگم، ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ چائے میں چمچ ہلا رہی تھیں، جب اچانک ایک مخصوص شرارتی ہنسی کی آواز سنائی دی۔۔۔

السلام علیکم ! ! سب لوگ الرٹ ہو جائیں ! شہر کا سب سے ہینڈسم انسان" تیار ہو کر ناشتہ پر آ چکا ہے ! "ذرا اعلانیہ انداز میں بولتا اہان، اپنی مخصوص شوخ چال کے ساتھ ڈائننگ روم میں داخل ہوا۔ وہ پوری شان کے ساتھ اپنی شرٹ کے کف ٹھیک کرتا ہوا کُرسی کھینچ کر آئزل کے ساتھ بیٹھا۔

آئزل نے ایک نظر اُوپر اٹھا کر دیکھا، پھر سر جھکا کر مسکرا دی، جبکہ تحمینہ بیگم نے سر پر دوپٹہ جماتے ہوئے بیٹے کو گھورا۔ جو ہنی مون سے لوٹ کر مزید بے شرم ہو چکا تھا۔۔

بیٹا، ناشتہ خاموشی سے کر لو۔ صبح صبح کوئی فضول حرکت نہ کرنا!" ماں کی" تنبیہ پر اس نے مصنوعی صدمے سے ہاتھ سینے پر رکھا۔

امی، یہ آپ کہہ رہی ہیں؟ میں اور فضول حرکت؟ یہ تو میرے کردار پر حملہ" ہے!" مہروز صاحب نے اخبار نیچے کیا اور اپنی مخصوص بارعب آواز میں بولے۔۔

فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرو، ناشتہ کرو۔" اہان نے چمچ اُٹھایا، پھر" ایک نظر آئزل پر ڈالی، جو خاموشی سے اپنے توس پر مکھن لگا رہی تھی۔۔۔

"ویسے، بابا ایک بات کہوں؟" اہان نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا مہروز صاحب نے بیزاری سے ایک نظر اخبار سے اوپر ڈالی۔

کہو۔" اس نے گلا صاف کیا۔"

"میں نے سنا تھا کہ دنیا میں دو ہی لوگ سب سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں—— ایک، خاموش بیوی... اور دوسرا، اخبار پڑھتا ہوا باپ! مگر آپ دونوں کو لے کر میں کنفیوس ہوں کہ آپ دونوں میں سے میرے لئے زیادہ خطرناک کون ثابت ہو سکتا ہے۔۔ وہ شرارت سے بولا

آئزل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا، اور تحمینہ بیگم نے حیرانی سے بیٹے کو گھورا، جبکہ انہوں نے اخبار نیچے رکھتے ہوئے سنجیدہ انداز میں دیکھا

ویسے یہ تم نے ٹھیک ہی سنا تھا!" اس نے ہنسی دبانے کی کوشش کی۔"

ویسے بس، میں یہی سوچ رہا تھا کہ میرے نصیب میں دونوں ہی آ گئے"

ہیں!" اس بار آئزل نے اپنی ہنسی ضبط کرنے کے لیے جلدی سے نوالہ منہ

میں ڈالا، اور تحمینہ بیگم نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے اسے گھورا۔ جو بلاوجہ

شوخا ہو رہا تھا۔۔۔

اہان، تمہیں سلیقے سے ناشتہ کرنے کی عادت کب آئے گی؟" وہ خفگی سے"

گویا ہوئی۔۔۔۔اہاں نے سنجیدہ شکل بنانے کی ناکام کوشش کی۔۔

امی، میں نے بہت کوشش کی، مگر میں نے محسوس کیا کہ ناشتہ کرنے میں"

سلیقہ صرف وہ لوگ دکھاتے ہیں جن کے پیٹ پہلے ہی بھرے

ہوں!" مہروز صاحب نے چائے کا سپ لیتے ہوئے ایک لمبی سانس لی۔

بس کردو، بیٹا۔ ہم تمہاری صبح صبح کی کامیڈی شو دیکھنے نہیں بیٹھے!" اہان"

نے بے ساختہ ہنستے ہوئے چمچ نیچے رکھا اور مصنوعی افسوس سے بولا،

یہی بات میری بیوی بھی کہتی ہے!"آئزل نے ہنسی دبانے کے لیے جلدی"
سے پانی کا گلاس اٹھایا، کیونکہ وہ ساس کی کینہ توز نگاہیں مسلسل خود پر محسوس
کر رہی تھی۔۔۔

صبح کی روشنی کمرے میں مدھم سی چمک رہی تھی۔ عریشہ آئینے کے سامنے
کھڑی، ایک ہاتھ میں دوپٹہ سنبھالے اور دوسرے ہاتھ سے ہلکا سا لپ اسٹک
کا شیڈ لگانے کی کوشش کر رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں نیند کی ہلکی سی
خماری واضح تھی، مگر چہرے پر سنجیدگی طاری تھی۔

دوسری طرف، مجتبیٰ اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے بار بار آئینے میں
عریشہ کی طرف دیکھ رہا تھا، جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو، مگر الفاظ نہیں مل
رہے ہوں.

مم... مجھے لگتا ہے کہ ہم آفس ساتھ جا رہے ہیں؟" آخرکار، عریشہ نے "
نظریں آئینے میں ہی رکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

مجتبیٰ نے گلا کھنکھارا اور جلدی سے ٹائی کی گرہ ٹھیک کرتے ہوئے بولا،

ہاں... میرا بھی یہی خیال تھا۔ کیونکہ... میرا مطلب ہے، ہم ساتھ ہی رہتے "
"ہیں... تو، ظاہر ہے، ساتھ جانا چاہیے؟

عریشہ نے ایک پل کے لیے رک کر اس کی طرف دیکھا، پھر سر ہلایا۔

"ہاں، میرا بھی یہی خیال تھا... شاید۔"

کمرے میں ایک عجیب سا خاموش لمحہ آیا، جیسے دونوں ہی ذہن میں الفاظ ترتیب دینے کی کوشش کر رہے ہوں۔

مجتبیٰ نے اپنی گھڑی پہنتے، سرسری انداز میں کہا،

"ویسے، میڈم آگر آپ چاہو تو اپنی گاڑی الگ لے جا سکتی ہو، مطلب... کوئی زبردستی نہیں۔"

عریشہ نے چونک کر اسے دیکھا، پھر ذرا سخت لہجے میں بولی،

"اوہ... نہیں، میرا مطلب ہے، اگر تمہیں تکلیف نہ ہو تو میں تمہارے ساتھ ہی چل لوں گی۔ میرا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

مجتبیٰ نے فوراً سر ہلایا، جیسے وہ پہلے ہی اتنا بولا کیوں۔

"ہاں، ہاں! میرا ابھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" پھر دونوں ہی ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئے۔

عریشہ نے اپنی فائلیں سمیٹتے ہوئے سر جھکایا، جبکہ مجتبیٰ نے موبائل چیک کرنے کی اداکاری کی۔ چند سیکنڈز بعد، عریشہ نے آہستہ سے پوچھا،

تم عام طور پر آفس کیسے جاتے ہو؟" مجتبیٰ نے کندھے اچکائے، "

بس، گاڑی میں بیٹھتا ہوں...اور چلا جاتا ہوں۔" عریشہ نے ہلکی سی "

مسکراہٹ دبائی۔

واہ، بہت انوکھا طریقہ ہے!" مجتبیٰ نے مصنوعی سوچنے والے انداز میں سر "

ہلایا۔

انسان ہوں۔" عریشہ نے ہلکا سا سر جھٹکا اور creative ہاں، میں ذرا "

بیگ کندھے پر ڈالا۔

ہونے کی ضرورت نہیں، ورنہ ہم لیٹ ہو creative چلو، اب زیادہ "

جائیں گے!" مجتبیٰ نے احتراماً اداکاری کرتے ذرا جھک کر دروازے کی

طرف اشارہ کیا،

"تو محترمہ، چلیں؟" عریشہ نے آنکھیں گھمائیں،

"چلیں، جناب!" وہ اسکی ہمراہی میں باہر آئی تھی۔۔۔

دروازے پر کھڑے دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ باہر کی چمکتی دھوپ میں، عریشہ کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری تھی، جبکہ مجتبیٰ کے چہرے پر بے نیازی کا سا تاثر تھا، مگر اندر سے وہ بھی تھوڑا بے چین تھا۔ انہوں نے جو رائیڈ بک کی تھی۔۔اس نے اندر گلیوں میں آنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔اور رائیڈ کینسل کر دی تھی۔۔۔ عریشہ نے ذرا غصّے سے بیگ کندھے پر ڈالا اور ہاتھ باندھ کر بولی،

"تو... ہمیں بس اسٹاپ تک جانا ہے؟" مجتبیٰ نے پر سکون لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں۔ دو منٹ کی واک ہے، کوئی بڑی بات نہیں۔" عریشہ نے بھنویں چڑھائیں۔

"دو منٹ؟ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ باہر سورج کتنا تیز ہے؟ میرے بال خراب ہو جائیں گے، جوتے مٹی میں بھر جائیں گے اور سب سے بڑی بات، میں پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر نہیں کرتی!"

مجتبیٰ نے کندھے اچکائے،

"ہاں، میں نے اندازہ لگالیا تھا کہ آپ کوئی عام بندی نہیں ہیں۔۔ مگر میں عام سا ہی بندہ ہوں۔۔" عریشہ نے ناک چڑھائی۔

"عام بندی کی بات نہیں... میں کمفرٹ میں یقین رکھتی ہوں۔"

مجتبیٰ نے ذرا طنزیہ انداز میں کہا،

اچھا، تو کیا آپ ہیلی کاپٹر بلوانا چاہو گی؟ یا پورا روڈ سیل کروا دوں تاکہ آپ بنا" کسی رکاوٹ کے چل سکو؟" عریشہ نے گہرا سانس لیا اور ہاتھ کمر پر رکھ کر بولی،

زیادہ ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں، میں صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ میں" ڈرائیور بلوا لیتی ہوں، ہم آرام سے گاڑی میں جائیں گے!" مجتبیٰ کی آنکھوں میں ہلکی سی سختی آگئی۔

"تم جا سکتی ہو، میں بس سے چلا جاؤں گا۔"

عریشہ نے جھٹ سے موبائل نکالا اور ڈرائیور کا نمبر نکالنے لگی۔۔

بس کیوں؟ میں نے کہا نا کہ گاڑی آجائے گی۔ تم میرے ساتھ" چلو۔" مجتبیٰ نے ایک تلخ ہنسی ہنسی لی۔

"دیکھیں، میں اپنے پیسوں سے جو افورڈ کر سکتا ہوں، وہی کروں گا۔ میں

آپ پر بوجھ نہیں بننا چاہتا۔"

خفگی سے موبائل بند کیا اور تیزی سے بولی۔۔

"بوجھ؟ یہ کیسی باتیں کر رہے ہو؟ میں نے ایسا سوچا بھی نہیں! اور بس افس

تک ساتھ جانا ہے۔ تمہارے نام اپنی پراپرٹی نہیں کرنے لگی۔۔۔ مجتبیٰ نے

ایک پل کو خاموشی اختیار کی، پھر دھیمے لہجے میں بولا۔۔

"ہو سکتا ہے تم نے نہیں سوچا، مگر میں نے سوچا ہے۔ اور میں ایسا نہیں کر

سکتا۔"

عریشہ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا، پھر چپ ہو گئی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ

مجتبیٰ کے لیے یہ صرف ضد یا خودداری کی بات نہیں، بلکہ اس کی اپنی عزتِ

نفس کا معاملہ تھا۔۔۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد، عریشہ نے سر جھٹکا، ایک گہری سانس لی، اور پھر آہستہ سے کہا،

ٹھیک ہے، چلو بس اسٹاپ تک پیدل چلتے ہیں۔ "مجتبیٰ نے حیرانی سے اسے" دیکھا، پھر مسکرایا۔

میں آپ کو اتنی جلدی قائل کر لوں گا، یہ نہیں سوچا تھا۔ "عریشہ نے" نخوت سے سر جھٹکا۔

"بس اتنا سمجھ لو کہ میں یہ احسان کر رہی ہوں۔"

مجتبیٰ نے ہنستے ہوئے قدم بڑھائے۔۔

چلو، پھر یہ احسان جلدی کر لو، ورنہ آفس بھی احسان میں ہی پہنچنا پڑے" گا!" وہ دھیرے سے ہنس دی۔۔۔

کمرے کی کھڑکی سے پڑتی دھوپ اس کی زنجیر زدہ تنہائی پر جلتی دھار کی طرح برس رہی تھی۔ وہ بظاہر اپنے ہی گھر میں تھی، مگر یہ گھر اب ایک قید خانہ لگنے لگا تھا۔ دروازے پر لگے تالے نے اس کی بے بسی پر مہر ثبت کر دی تھی۔

ثمرہ بیڈ کے کنارے بیٹھی، اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔ ہاتھوں کی لکیروں میں کہیں نہ کہیں اس کا نصیب بھی بکھرا ہوا تھا۔۔۔ وہی نصیب، جو اسے اس کمرے میں لے آیا تھا، شوہر سے دور، زبردستی قید میں۔

اس کی آنکھوں میں وہ آخری منظر تازہ تھا۔

اس کا شوہر... زخمی حالت میں... خون میں لت پت... اور وہ اسے بے بسی سے پکارتے ہوئے پیچھے کھینچ لی گئی تھی۔

کیا مصطفیٰ ٹھیک بھی ہونگے؟" یہ سوچ جیسے ہر پل اسے اندر سے کاٹ رہی تھی۔ وہ پلنگ سے اٹھی اور دروازے کے پاس جا کر دروازے پر ہلکی دستک دی۔

"بابا، پلیز، مجھے باہر جانے دیں۔ کم از کم بس ایک بار مجھے ان کی خیریت معلوم کرنے دیں!"

باہر خاموشی تھی۔ وہی خاموشی، جو کئی دنوں سے اس کی دنیا پر چھا چکی تھی۔ آنسو اس کی آنکھوں سے گرنے لگے۔

"کیا یہ میرا ہی گھر ہے؟ یا میں کسی دشمن کے ہاں قید ہوں؟"

اس نے دیوار سے ٹیک لگائی اور آہستہ آہستہ نیچے بیٹھتی گئی۔

"کاش... کاش میں مصطفیٰ کے ساتھ ہی رہتی، خواہ کچھ بھی ہو جاتا۔"

زخمی مصطفیٰ کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے گھوم گیا، اور دل میں ایک شدید چبھن جاگی۔

"اگر انہیں کچھ ہو گیا، تو میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پاؤں گی۔"

کمرے میں سناٹا تھا، مگر اس کے اندر ایک طوفان برپا تھا... ایک طوفان، جو صرف اس کی محبت کو آزاد دیکھنا چاہتا تھا۔ خود کو اس قید سے رہائی چاہتا تھا۔۔

اہان ناشتہ سے فارغ ہوتا، آئزل کو اشارہ کرتا، کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ تحمینہ نے یہ منظر دیکھ نخوت سے سر جھٹکا۔۔۔

‘‘یار! ایک کام کرنا شام کو ریڈی رہنا، ہم مجتبیٰ سے ملنے جائیں گے۔۔‘‘ وہ جیسے ہی روم میں داخل ہوئی، وہ آفس کے لئے ریڈی ہوتا ذرا عجلت میں بولا۔

‘‘آج ضروری تو نہیں ہے اہان، ویسے بھی، ابھی تو گھر واپس آئے ہیں۔ کچھ دن بعد ملنے چلے جائیں گے۔۔‘‘ وہ تیاری میں اسکی مدد کراتی، متوازن لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

‘‘کیا ہے یار! مجتبیٰ نے اسپشلی تمہیں بلوایا ہے۔۔ بھائی ہے آپ کا۔ میرا نہیں خیال کہ آپ کو اتنا فضول سوچنا چاہئیے۔۔‘‘ اس بار وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ تو آئزل ذرا متفکر ہوئی۔۔

‘‘سب خیریت ہے؟ مجتبیٰ نے خیر سے بلوایا ہے نا؟‘‘ اسے تشویش ہوئی۔

بہن کی یاد آ رہی ہے اسے۔۔ مگر بہن کو نہیں آ رہی۔۔ میں بتادونگا ' '

مجتبیٰ کو۔۔" کلائی میں گھڑی ڈالتے وہ ذرا شرارت سے بولا تو اسنے گھورا۔۔

' ' اچھا شام کو ریڈی رہنا۔ اب ڈنر وہیں کریں گے۔۔ اللہ حافظ ! اپنا

خیال رکھنا۔۔ اور پلیز مما کی کسی بات کو دل پر نہ لینا، بلکہ سائیڈ میں رکھ

دینا۔ میں شام کو آکر سن لونگا۔۔" اسے کندھے سے لگاتا، اسکے ماتھے پر بوسہ

دیتا وہ شرارت سے بولا، تو وہ ہولے سے مسکرادی۔۔

' ' میں اتنی پاگل نہیں ہوں، جو فضول چیزوں کو سوچتی

رہوں۔۔" اہان نے آنکھیں چلائیں اور اپنی امورٹنٹ فائلز اُٹھاتا، روم سے

نکل آیا تھا۔۔

عریشہ اور مجتبیٰ آفس کے گیٹ پر ایک ساتھ پہنچے تھے، مگر اگلے ہی لمحے دونوں نے قدم روک لیے۔ عریشہ کو دیکھ گارڈ نے فوری گلاس ڈور اُوپن کیا تھا۔۔ عریشہ نے جلدی سے اِدھر اُدھر دیکھا، پھر دھیمی آواز میں بولی۔۔۔

"دیکھو، کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے کہ ہم اکٹھے آئے ہیں۔ تم پہلے جاؤ، میں پانچ منٹ بعد آؤں گی۔" مجتبیٰ نے ذرا گھور کر دیکھا۔۔

"یہ ڈرامہ کب تک چلے گا؟ نکاح کر لیا ہے، چھپانے کی کیا ضرورت ہے؟" مجتبیٰ نے بے زاری سے سر جھٹکا، عریشہ نے گھور کر دیکھا۔۔

"مسٹر، تمہیں شاید اندازہ نہیں، لیکن میرا امیج یہاں ایک خود مختار، کامیاب بزنس وومن کا ہے، جو ہر چیز اپنی محنت سے حاصل کرتی ہے۔ اور اگر کسی کو پتہ چلا کہ میں نے اپنے امپلائی سے نکاح کر لیا ہے، تو پتہ ہے لوگ کیا کہیں گے؟"

مجتبیٰ نے کندھے اچکائے۔۔

"یہی کہ لڑکی نے بہت عقلمندی دکھائی؟"

عریشہ نے جھنجھلا کر پرس کو مضبوطی سے پکڑا۔۔

"ٹھیک ہے، میڈم۔آپ جائیں، میں کچھ دیر بعد آجاتا ہوں۔ویسے بھی، آپ کے ساتھ کھڑے رہنے سے میری تنخواہ نہیں بڑھنے والی۔" عریشہ نے ایک آخری نظر اس پر ڈالی، پھر ایڑیوں پر مڑ کر اندر داخل ہو گئی، مجتبیٰ نے چند لمحے ویسے ہی کھڑے ہو کر دروازے کو گھورا، پھر آہستہ سے سر ہلایا۔۔۔

"کمال ہے! صبح ساتھ نکلے، ایک ہی راستہ آیا، مگر آفس کے دروازے پر آکر پتہ نہیں کون سا سیریس مشن شروع ہو گیا۔"

وہ بھی سوچتا سر جھٹک کر، اپنے مخصوص لاپرواانداز میں آفس کے اندر داخل ہو گیا۔۔ عریشہ نے نکاح تو کر لیا تھا۔۔ مگر نجانے کیوں اسے دنیا کے سامنے اون کرنے سے ڈر لگ رہا تھا۔

شام کے سائے گھیرے ہونے لگے تھے۔۔۔ کراچی کی سڑکیں دھیرے دھیرے مدھم روشنیوں میں ڈوب رہی تھیں، مگر مصطفیٰ کے دل میں جلنے والی آگ ان روشنیوں سے کہیں زیادہ شدید تھی۔ وہ قد آور آئینے کے سامنے کھڑا، سفید شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا۔ چہرے پر بے پناہ سنجیدگی پناہ تھی۔ کمرے میں ایک ٹھہراؤ سا تھا، لیکن مصطفیٰ کے آندر طوفان برپا تھا۔ وہ گھڑی پر نظر ڈالتا سر جھٹک گیا، جو وقت کی سنگینی کا احساس دلا رہی تھی۔ پولیس کا قافلہ

باہر اس کا منتظر تھا، اور وہ آخری بار اپنی کلائی پر گھڑی باندھتے ہوئے گہری سانس لے کر باہر نکلا۔

ڈرائیو وے پر پولیس کی گاڑیاں قطار میں کھڑی تھیں۔ ایس پی اُسید عالم، جو اس آپریشن کی قیادت کر رہے تھے، مصطفیٰ کی طرف بڑھے۔ "سب کچھ تیار ہے؟" مصطفیٰ نے سردگی سے استفسار کیا۔۔

جی، سب کچھ پلان کے مطابق ہو گا۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنے ہی گھر میں" قید ہیں۔ مگر ہمیں ذرا محتاط رہنا ہو گا، ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آپ کی وائف کو کوئی جسمانی نقصان پہنچایا ہو۔۔۔ مصطفیٰ نے لب بھینچ لیے۔ ویسے بھی وہ اپنے سالے اور سسر سے کچھ بھی اُمید رکھ سکتا تھا۔۔

محتاط؟ وہ میری بیوی کو قید کیے بیٹھے ہیں! میں اب مزید انتظار نہیں کر" سکتا۔۔" وہ ذرا غصے سے بولا تھا۔۔

وہ سر جھٹک گیا۔۔ "ہم سمجھتے ہیں مسٹر احد، لیکن قانون کے دائرے میں رہ کر کام کرنا ہو گا، "اُسید نے اسے یقین دلایا۔

مصطفیٰ اپنی کار کا دروازہ کھولتا گاڑی کے دروازے کھلتے ہی اگلی سیٹ پر جا بیٹھا تھا۔ گاڑی ڈرائیور ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ پولیس قافلہ دھیرے دھیرے حرکت میں آیا، اور جیسے ہی وہ ثمرہ کے گھر کی طرف بڑھے، اس کا دل بے قابو ہو کر دھڑکنے لگا۔ اس کے ذہن میں صرف ایک ہی تصویر تھی، ثمرہ، جس کی آنکھوں میں خوف کے سائے تھے۔ وہ دروازے پیٹ رہی ہو گی، رو رہی ہو گی، انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔ پتہ نہیں اس گھر میں اس نے اب تک کیا کچھ جھیل لیا تھا۔۔ آگر اس کا ایکسڈینٹ نہ ہوا ہوتا، تو وہ چند دن کی دوری بھی اپنے درمیان برداشت نہ کرتا۔۔۔

’’یہ کیا بد تمیزی ہے احد مصطفیٰ! تم میرے گھر میں کس حق سے پولیس لے کر آئے ہو۔۔۔‘‘ پولیس کو گھر میں آتا دیکھ وہ بوکھلائے۔۔فرناز گھبرا کر ثمرہ کے کمرے کی جانب بھاگی تھیں۔۔

گھر کا وسیع و عریض ہال، جہاں ہر طرف ہلچل مچی ہوئی تھی پولیس اہلکار تیزی سے کمروں کی تلاشی لے رہے تھے، جبکہ شارق علوی اور جبران علوی ایک کونے میں کھڑے شدید پریشان نظر آرہے تھے۔دروازے کے بیچ مصطفیٰ، سخت اور قاتلانہ نظروں کے ساتھ کھڑا گھور رہا تھا،اس کے ساتھ چند پولیس افسر بھی موجود ہیں۔۔

’’ایس ایس پی اسید عالم نے آگے بڑھ کر شارق کو ہتھکڑی لگائی تھی۔۔’’

’’بابا!’’

‘‘مصطفیٰ!’’ جبران صاحب دھاڑے۔

‘‘احد واجد ان مصطفیٰ کی گاڑی پر جان لیوا حملہ کروانے اور ان کی وائف کو زبردستی اپنے گھر میں قید رکھنے کے جرم میں شارق علوی کو گرفتار کیا جاتا ہے۔۔’’ اسید کے لہجے پر وہ لب بھینچ گیا۔۔ پولیس پورے گھر کی تلاشی لے رہی تھی۔۔۔

‘‘یہ سب کیا بدتمیزی ہے، مصطفیٰ؟ تم جانتے بھی ہو کہ تم کس کے گھر میں گھسے ہو؟’’ شارق کی بات پر وہ استہزائیہ انداز میں مسکرایا۔۔۔۔

‘‘جانتا ہوں، اسی لیے آیا ہوں! یہ وہی گھر ہے جہاں میری بیوی کو قید رکھا ہوا ہے۔۔ سب سے اہم بات یہ ایک بے غیرت بھائی کا گھر ہے۔۔’’ شارق کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔

’’ تمہاری بیوی؟ پہلے میری بہن ہے! اور ہم نے اُسے قید نہیں رکھا، وہ خود۔۔۔‘‘ وہ اس سے قبل کچھ بولتا، مصطفٰی کی چنگھاڑتی آواز پر ٹھہر گیا۔۔۔

’’ جھوٹ مت بولو شارق علوی۔۔۔ مجھ پر اور میری بیوی پر جان لیوا حملہ کروا، کر تمھیں یہ گماں ہے کہ میں تمھیں چھوڑ دونگا تو یہ بہت بڑی بھول ہے تمھاری۔‘‘ وہ سخت لہجے میں غرایا تھا۔

اپنے کمرے میں قید ثمرہ نیچے سے مصطفٰی کی آوازیں سن کر تیز لہجے میں پکارنے لگی تھی۔۔۔۔

جبران کو شارق کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ذرا پریشان دکھائی دے رہا تھا۔۔، لیکن اس کے ماتھے پر پڑتی شکنیں اس کی بے چینی ظاہر کر رہی ہیں۔ ادھر پولیس افسران ایک ملازم کو ہتھکڑی لگاتے ہوئے مصطفٰی کے قریب آتے ہیں۔۔۔۔

ہمیں وہ کمرا مل گیا ہے جہاں مسز ثمرہ کو بند رکھا گیا تھا۔ مسز فرناز ' '

انھیں غائب کرنے کی بھرپور کوشش میں تھیں۔۔آپ کی مسز نے نیچے

آنے سے منع کر دیا ہے، بہتر ہے کہ آپ خود ہی انھیں جا کر لے

آئیں۔۔"لیڈیز پولیس کے کہنے پر وہ ذرا گھبرا کر اُپر کی جانب بڑھنے لگا۔۔

اب بھی کچھ کہنا ہے، مسٹر شارق علوی؟ یا عدالت میں سب کچھ کہو

گے؟ مصطفیٰ نے زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ، شارق کو گھورتے ہوئے

"کہا۔۔۔

تم ہمیں دھمکی دے رہے ہو، مصطفیٰ؟ یاد رکھو، ہم بھی اس شہر میں کچھ کم

"طاقتور نہیں۔۔

شارق علوی نے غصے کو دباتے ہوئے، مگر آواز میں سختی سمو کر کہا تھا۔۔۔

"”طاقت کا نشہ زیادہ مت کرو، شارق! وہ پولیس والے جو تمہاری دولت سے دب جاتے تھے، وہ زمانہ گیا! اب تمہیں حساب دینا ہوگا۔۔۔ کیونکہ تمہارا پالا احد مصطفیٰ سے پڑا ہے۔۔“ وہ سیڑھیوں پر ٹھہر کر جتانے والے انداز میں بولا تھا۔۔"!

جبران بے چینی سے اپنے موبائل کی طرف ہاتھ بڑھائے تھے، شاید کسی کو کال کرنے کے لیے، لیکن پولیس افسر فوراً ان کا ہاتھ تھام کر روک لیتا ہے۔۔

’ ’یہاں کوئی فون کال نہیں ہوگی، مسٹر جبران! آپ دونوں کو پولیس اسٹیشن چلنا ہوگا، مزید تفتیش کے لئے۔۔۔“ وہ دونوں لب بھینچ گئے۔۔ کیونکہ مصطفیٰ ثمرہ کے کمرے میں جا چکا تھا۔۔

ثمرہ!‘‘ وہ بھاگ کر ثمرہ کی جانب گیا تھا، جو بیڈ پر بیٹھی بری ’ ’
طریقے سے سسک رہی تھی، جبکہ فرناز اسکے سرہانے کھڑی، ذرا بوکھلائی سی
دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔

مصطفٰی! فرناز گھبرا کر پیچھے ہوئیں۔ جبکہ وہ اٹھ کر گلے لگ گئی ’ ’
تھی۔۔ جس نے ثمرہ کی بکھری حالت دیکھ لب بھینچ لئے تھے۔۔ یقیناً وہ ان
دونوں میں بس روتی ہی رہی تھی۔۔۔ آنکھوں سے بے شمار آنسو رواں
تھے۔۔۔

مصطفٰی پلیز مجھے یہاں سے لے کر جائیں۔۔‘‘ اپنا کوٹ اتار کر اسکو ’ ’
پہناتے مصطفٰی نے اچھے سے اسکا سراپا دوپٹے سے کور کیا تھا۔۔

بس خاموش ہو جائیں۔۔۔ آپ کے باپ اور بھائی یہ حرکت کر کہ ’ ’
میرے نظروں سے بھی گر چکے ہیں۔۔ اب نہیں چھوڑونگا میں

انکو۔۔"فرناز نے بغور مصطفیٰ کو آنداز دیکھا تھا۔۔دل پر سانپ لوٹ گئے

تھے۔۔

پلیز چلیں یہاں سے۔۔میں اس گھر میں ایک لمحہ بھی نہیں گزارنا ' '

چاہتی۔۔"وہ دکھ سے بولتی فرناز کو ایک کاٹ دار نگاہ سے نوازتی مصطفیٰ کی
ہمراہی میں روم سے باہر نکل آئی تھیئ۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مے آئی کم ان!"مجتبیٰ کو دیکھ وہ سیدھی ہوئی۔ ' '

کم ان۔۔"وہ پریشان دکھائی دے رہی تھی۔ ' '

کیا ہوا؟ کوئی مسلہ ہے؟"اس نے آئی بر واٹھائے۔ ' '

نہیں وہ دراصل، میں نہیں چاہتی کہ ابھی کسی کو بھی آفس میں ہمارے بارے میں پتہ لگے۔۔" وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔

"تو پھر؟

دراصل میں آج رات کو مصطفیٰ کے گھر جانا چاہتی ہوں۔۔وہ مجھ سے ناراض ہے، ایک بار کال بھی نہیں کی۔" وہ لب چبا رہی تھی۔

آج نہیں۔۔آج رات کو گھر پر میری بہن آرہی ہے۔۔" عریشہ نے گھورا۔۔

"تو میں کیا کروں؟

محترمہ آپ شاید بھول رہی ہیں۔ کہ میں صرف آپ کا باڈی گارڈز نہیں بلکہ شوہر بھی ہوں۔" وہ دانت کچکچا کر بولا تھا۔۔

’ ’ اوکے اوکے ! فضول نہ بولا کرو۔۔“ وہ سر جھٹک گئی۔

’ ’ تو آپ میرے ساتھ ہی جائیں گی نا؟“ اس نے آئی برو

اٹھائے۔۔کیونکہ تقریباً سب لوگ جا چکے تھے۔

’ ’ ہاں تو۔۔“ وہ اپنا بیگ اٹھاتی باہر کی جانب بڑھی، پھر ٹھہری۔۔

عریشہ نے گہری سانس لی اور دفتر کے شیشے والے دروازے سے باہر جھانکا۔ ہر طرف آفس کے ملازمین آجا رہے تھے۔اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔۔

"اگر کسی نے دیکھ لیا کہ میں اور مجتبیٰ ایک ساتھ جا رہے ہیں، تو کیا ہوگا؟"

پیچھے کھڑے مجتبیٰ نے سر جھکا کر گھڑی دیکھی،

عریشہ، اگر ہم یونہی چھپتے رہے، تو رات ہو جائے گی۔ سیدھے دروازے "
" سے نکلتے ہیں، زیادہ ڈرامہ نہ کرو۔

عریشہ نے تیزی سے اسے گھورا، "یہ تمہارے لیے عام بات ہو گی، مگر میرا
"! ایک امیج ہے یہاں! لوگ سوال کریں گے

مجتبیٰ نے ہنسی دباتے ہوئے کہا،

امیج؟ یہاں تو تم باس ہو، تم سے کون پوچھے گا؟" وہ ایک لمحے میں آپ "
" سے تم پر آیا تھا۔۔۔

ہاں، مگر پھر بھی!" وہ چڑ کر بولی، "اور تم کیوں سیدھا چلنے کا کہہ رہے ہو؟ "
" تم تو خوداری کے علمبردار ہو، کیا تمہیں پروا نہیں اگر کوئی دیکھ لے؟

مجتبیٰ نے کندھے اچکائے،

میرے لیے مسئلہ نہیں، تمہاری نازک طبیعت کے لیے ہے، اس لیے چلو"

"! کوئی پلان بناتے ہیں

عریشہ نے جلدی سے چاروں طرف دیکھا اور دبے لہجے میں بولی، "ٹھیک

"! ہے، ہم الگ الگ باہر نکلیں گے۔ تم پہلے جاؤ، میں پانچ منٹ بعد آؤں گی

"مجتبیٰ نے آنکھیں گھمائیں، "یہ کون سا ہالی ووڈ کا اسپائی مووی پلان ہے ؟

"! عریشہ نے چہرہ سخت کر لیا، "اگر تمہیں ساتھ جانا ہے تو یہی پلان ماننا ہو گا

اوکے باس!" مجتبیٰ نے مصنوعی سنجیدگی سے سلیوٹ مارا اور تیزی سے "

دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ عام انداز میں باہر نکلا اور موبائل نکال کر دیکھنے

لگا، جیسے کچھ خاص نہ ہو۔

پانچ منٹ بعد عریشہ نے بھی اطمینان سے ایک نظر ارد گرد دوڑائی اور قدم باہر رکھ دیے۔ جیسے ہی وہ گیٹ سے نکلی۔۔۔ مصطفٰی رائیڈ کے پاس کھڑا تھا۔۔۔

"! چلو میڈم، آپریشن کامیاب"

"! عریشہ نے آنکھیں گھمائیں، "بس جلدی چلو، کسی نے دیکھ لیا تو پھر

"مجتبیٰ نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا۔۔۔، "بیوی ہو، یا مجرم؟

عریشہ نے کوئی جواب نہ دیا، بس جلدی سے گاڑی میں بیٹھی، اور دونوں آفس سے غائب ہو گئے۔۔۔ بغیر کسی کی نظر میں آئے!

کمرے میں مدھم روشنی ہے۔ باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے، کھڑکی کے شیشے پر پانی کے قطرے پڑتے جا رہے ہیں۔ اندر ایک گہری خاموشی چھائی ہوئی ہے، لیکن اس خاموشی کے بیچ مصطفیٰ اور ثمرہ کی دھڑکنیں صاف سنی جا سکتی ہیں۔ مصطفیٰ کمرے کے بیچ کھڑا ہے، اور ثمرہ دروازے کے قریب خاموشی سے کھڑی تھی۔۔۔ دونوں کے چہروں پر کئی دنوں کی تکلیف، بچھڑنے کی اذیت، اور پھر ملنے کی بے یقینی کے آثار نمایاں ہیں۔۔۔

چند لمحوں تک دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے تھے، جیسے الفاظ کا بوجھ اتنا زیادہ ہو کہ زبان پر نہ آ سکے۔ پھر آخر کار، ثمرہ نے ایک کانپتی ہوئی سانس لی اور دھیمی آواز میں بولی

"مجھے لگا تھا... میں کبھی آپ کو دوبارہ نہیں دیکھ سکوں گی، مصطفیٰ۔۔اس وقت میری کیا حالت تھی۔۔میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔...."وہ رندھے سے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"کیا آپ کو واقعی لگا تھا کہ میں آپکو اکیلا چھوڑ دوں گا؟ یا انکے رحم و کرم پر چھوڑ کر بھول جاؤں گا؟"وہ چپ تھی۔۔

"میں بہت ڈر گئی تھی، مصطفیٰ...وہاں وقت جیسے تھم گیا تھا...ہر دن، ہر لمحہ، مجھے لگا شاید یہیں ختم ہو جاؤں گی...شاید آپ مجھے ڈھونڈ بھی نہ سکو گے...بابا کا کہنا تھا کہ آپ۔۔"وہ آنسو پی گئی تھی۔۔

ثمرہ،اور رہی بات آپ کے باپ اور بھائی کی۔۔تو اب میں انھیں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اور آپ کچھ نہیں کہیں گی۔۔"وہ نفی میں سر ہلاتی اگے بڑھ کر اسکے سینے پر سر رکھ گئی تھی۔۔۔۔

میں ڈر گئی تھی۔۔۔" وہ اس کے گرد اپنا حصار مضبوط کر گیا تھا۔۔ مصطفیٰ"
گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ جبکہ وہ مسلسل روتی، کچھ نہ کچھ بول رہی تھی
۔۔ کبھی اسکا زخم چھو کر دیکھتی تو کبھی رخسار پر ہونٹ رکھ دیتی۔۔۔۔

سورج، نارنجی اور سرخی مائل شفق کا لمس لیے، آہستہ آہستہ افق کے پار
ڈوبنے کو تھا۔ ہوا میں ہلکی سی خنکی گھل چکی تھی، اور پرندوں کے جھنڈ اپنے
گھونسلوں کی طرف لوٹ رہے تھے۔

سڑکوں پر چلتی گاڑیوں کی ہیڈلائٹس ایک ایک کر کے روشن ہونے لگیں،
اور دھوپ کی آخری کرنوں میں سونے جیسی چمک پیدا ہو گئی۔ درختوں کی
سیاہ پڑتی پرچھائیاں سڑک کنارے پھیلنے لگیں، جیسے کسی مصور نے سیاہی سے
آسمان پر ہلکے ہلکے رنگ بکھیر دیے ہوں۔

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے خاموشی سے مجتبیٰ کے گھر کی جانب گامزن تھے، آئزل سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔

’’آئزل!‘‘ اچانک ہی اہان کی آواز پر وہ سوچوں کے محور سے باہر نکلی تھی، کیونکہ مجتبیٰ کے کہنے پر ہی اہان آئزل کو تھوڑی بہت بات بتا چکا تھا۔۔

’’ہمم!‘‘ اس نے دھیرے سے ہنکار بھرا۔۔

’’پریشان ہو؟‘‘ اس نے استفسار کیا۔

’’نہیں! بس سوچ رہی ہوں، کہ مجتبیٰ کو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔''''

’’جو کچھ بھی ہوا، تم زیادہ پریشان نہ ہو، بس یہ دیکھو کہ تمہارے نکمے بھائی کو بیٹھے بیٹھائے حورپری مل گئی ہے۔‘‘وہ ہمیشہ کی طرح شوخی سے بولا، تو آئزل نے گھورا۔۔

’’میرا بھائی کونسا کسی سے کم ہے۔ یا اسے کمی ہے حورپری سی لڑکیون کی۔‘‘اس نے منہ بسورا، تو وہ قہقہہ لگا گیا۔۔۔

’’اچھا بھئی، بھائی کی بہن تو کبھی اسکی برائی نہیں سن سکتی۔۔‘‘وہ شوخی سے بولتا مسکراہٹ ضبط کر گیا، تو آئزل نے بھی سر جھٹکا تھا۔ پھر وہ ہلکی پھلکی باتوں میں مشغول ہو گئے۔۔۔

\-------------------

کیا مطلب ہے؟ کہاں جا رہی ہیں آپ؟‘‘مجتبیٰ نے عریشہ کو گھورا، جو پوری تیاری کے ساتھ شاید کہیں جانے کے لئے تیار ہوئی تھی۔۔

میں مصطفٰی کے گھر جارہی ہوں۔‘‘اس نے آگاہ کیا۔۔

آج نہ جائیں پلیز! میں نے اپنی بڑی بہن کو بلوایا ہے۔‘‘مجتبیٰ نے گویا منت کی۔

تو؟‘‘اس نے آئی برو اٹھائے۔

تو یہ میڈم! کہ آج پلیز گھر ٹھہر جائیں، وہ خاص الخاص آپ سے ملنے کے لئے آرہی ہے۔‘‘مجتبیٰ نے ذرا التجائیہ انداز میں کہا۔

سوری مجتبیٰ! تم نے اپنا پلین مجھ سے پوچھ کر نہیں بنایا، مجھے آج ہر حال میں مصطفٰی کے گھر جانا ہے، ورنہ وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔‘‘وہ بیگ اٹھاتی جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔۔وہ خاموش رہ گیا۔اب وہ اسے مجبور بھی تو نہیں کر سکتا تھا نا۔۔

اوکے! کس طرح جائیں گی آپ؟'' وہ سوالیہ بولا۔

''کیب بلوائی ہے میں نے۔ بس پانچ منٹ میں آرہی ہے۔'' اس نے آگاہ کیا، تو اسکی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔

''مگر اس طرح کیب بلوانا ٹھیک نہیں، آگر آپ کے اس جعلی شوہر نے آپ پر حملہ کر دیا تو؟'' اس نے ذرا پریشانی سے کہا۔

''نہیں کرے گا۔ آج کل وہ اپنی بیوی کے ساتھ ہنی مون پر ہے۔'' مجتبیٰ نے ذرا حیرانی سے کہا۔

''تو پھر آپ کو ڈرا دھمکا کون رہا تھا؟''

''میرا تایا!'' وہ پرسکون انداز میں بولی، تو وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

''تو پھر؟''

میں جا رہی ہوں مجتبیٰ ! اور پریشان نہ ہونا، آج میں وہیں

ٹھہروں گی، کیونکہ مصطفیٰ سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔۔" وہ بولتی ہوئی

عجلت میں باہر نکل گئی تھی، جبکہ وہ ارے ارے ہی کرتا رہ گیا تھا۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے؟ مطلب میں شوہر ہوں، یہ مجھ سے پوچھ رہی

تھیں، یا بتا رہی تھیں۔۔" وہ خود ساختہ مخاطب ہوتا سر جھٹک گیا۔ ساتھ ہی

قدم باہر کی جانب بڑھائے، تاکہ اسے گاڑی میں بیٹھا سکے۔ مگر محترمہ پہلے ہی

ڈرائیور کو گلی کے نکڑ تک بلوا کر گاڑی میں بیٹھتی وہاں سے نکل چکی تھیں، اس

نے گھور کر دور جاتی گاڑی کو دیکھا تھا۔۔۔

وہ ابھی پلٹ ہی رہا تھا، کہ دوسرے طرف سے آئزل اور اہان پیدل مارچ

کرتے اسی کی جانب آ رہے تھے۔۔

’’ارے واہ سالے صاحب! آپ پہلے ہی استقبال کے لئے کھڑے ہیں؟‘‘ وہ ذرا شوخ ہوا، تو مجتبیٰ نے آگے بڑھ کر آئزل کو سینے سے لگایا تھا۔

’’میں اپنی بہن کے لئے باہر آیا تھا۔۔ ورنہ تم اس قابل بالکل نہیں ہو۔۔‘‘ گھر میں ساتھ ہی قدم رکھتے مجتبیٰ نے حساب بے باک کیا، تو آئزل مسکرائی۔۔

’’تم ذرا یہ بتاؤ کہاں ہیں تمہاری زوجہ محترمہ، جن سے شادی کرنے کی تمہیں اتنی جلدی تھی کہ بہن کا انتظار بھی نہ کیا گیا؟‘‘ وہ ذرا مصنوعی غصے سے کمر پر ہاتھ دھر سے استفساریہ بولی تو وہ ہولے سے مسکرایا۔

’’بس یار! سب اتنا جلدی میں ہوا کہ بتانے کا وقت ہی نہیں ملا۔۔‘‘ وہ ذرا مایوسی سے بولا۔۔

’’اچھا بھابھی ہے کہاں؟‘‘ اس بار اہان کو بھی تجسس ہوا۔

’’اپنے میکے گئی ہیں۔۔‘‘وہ خفت سے بالوں میں ہاتھ گھوماتا دانت پیس ’’

کر بولا تو وہ دونوں ہی حیران ہوئے۔۔

’’ہیں؟ میکے گئی ہیں؟آریو سریس؟‘‘اس نے بھونیں اٹھائیں۔’’

’’ہاں تو کیا ایسی باتوں کا اب میں مذاق کرونگا۔‘‘وہ ذرا خفا ہوا۔

’’ہاہاہاہا! ڈانٹ ٹیل می مجتبیٰ کے وہ تیرے حکم کو کسی خاطر میں لائے ’’

بغیر تجھ پر باس والا رعب جما کر اپنی مرضی سے کہیں چلی گئی ہیں۔۔‘‘وہ

مسکراہٹ ضبط کرتا اسکا خفت سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ رہا تھا، جبکہ آئزل اب

سنجیدہ ہو گئی تھی۔

’’شٹ اپ۔‘‘وہ ناگوارہ سے غرایا۔وہ آئزل کے تاثرات دیکھ بمشکل ’’

مسکراہٹ ضبط کر سکا تھا۔

’’یہ سب کیا ہے مجتبیٰ؟‘‘اس نے ذرا ناگواری سے استفسار کیا۔

’’کیا؟‘‘مجتبیٰ نے بھنویں اٹھائیں۔

’’یہی سب اور کیا؟ مطلب یہ کیا طریقہ ہے بھئی، جو بھی ہے، اب وہ تمھاری بیوی ہے۔ کیا تم نے اسے ہمارے یہاں آنے کی اطلاع نہیں دی تھی؟‘‘وہ ناگواری سے سوال کر رہی تھی۔

’’کم آن آئزل! یار یہ کوئی روایتی شادی نہیں ہے، بس ایک کنٹریکٹ میرج ہے، پہلے تم بیٹھ تو جاؤ پھر بتاتا ہوں، اس بے ہودہ انسان نے تمھیں پتہ نہیں کیا کچھ بتایا ہے۔‘‘وہ معصوم صورت لئے کھڑے اہان کو ناگواری سے گھورتا آئزل کو اپنے بازؤں کے حصار میں لئے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

’’اوہ! کیسے کیسے لوگ ہیں دنیا میں۔۔‘‘ وہ افسوس کا اظہار کر رہی تھی۔۔اہان ایک ارجنٹ کال آجانے کے باعث، اُٹھ کر صحن میں نکل آیا تھا۔

’’ہاں بھئی! تم دونوں بہن بھائیوں کی باتیں ہو گئیں؟‘‘ وہ روم میں داخل ہوا تھا۔ وہ تمام تر تفصیل سننے سے محروم رہ گیا تھا۔۔

’’ہاں! چلو تم دونوں بیٹھو، میں ذرا کھانا لگاتا ہوں۔۔‘‘ وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھتا کھڑا ہونے لگا، کچھ دیر قبل ہی فوڈ ڈیلیور ہوا تھا، جو وہ پہلے ہی کر چکا تھا۔

’’مجتبیٰ تمھیں کتنی بار کہا ہے کہ یہ سب مت کیا کرو، مگر تم باز نہیں آتے۔ خیر، آپ دونوں بیٹھو، کھانا میں لگاتی ہوں۔‘‘ آئزل بھائی کو خفگی سے گھورتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"میں لگا رہا ہوں نا آئزل۔۔"

"بیٹھ جا بھائی، کرنے دے اسکا اپنا ہی گھر ہے۔۔" اہان نے اسے فضول میں تکلف میں دیکھ ڈپٹ دیا تھا۔۔

"اور سناؤ! جاب کیسی جا رہی ہے؟" وہ سوالیہ انداز میں بولا، وہ پھر باتوں میں مگن ہو گئے تھے۔

عریشہ جب گھر آئی تو اسکا پہلا سامنا زنیرہ بیگم سے ہوا تھا، جو اسے دیکھ ذرا حیران ہوئی تھیں۔۔

"عریشہ تم یہاں؟" وہ آگے بڑھ کر انکے گلے سے لگی تھی۔ جو ذرا حیران تھیں۔

’ ’ ’ کیاآپ بھی مجھ سے ناراض ہیں؟

’ ’ بیٹااتنا بڑااقدم اٹھالیا، کم از کم ہمیں بتا تو دیتیں۔۔‘‘وہ ذرا ناراضی سے بولی ں۔۔

’ ’ خیر ثمرہ کیسی ہے؟‘‘سب سے پہلے اسکا ہی خیال آیا تھا۔

’ ’ ٹھیک ہے۔۔ تم بیٹھو، میں بلاتی ہوں مصطفٰی کو۔‘‘وہ بولتی ہوئی مصطفٰی کمرے کی جانب بڑھی تھیں۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

’ ’ آجائیں۔‘‘کمرے کے دروازے پر ہوتی دستک پر ذرا مصروف انداز میں اجازت دی تھی۔

آئیں مام۔۔" ثمرہ ابھی واشروم سے باہر آئی تھی۔ سینے پر دوپٹہ ’ ’
پھیلاتی وہ خاموش ہوگئی تھی۔ان دونوں کے درمیان کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔

عریشہ آئی ہے۔" مصطفیٰ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔ ’ ’

بیٹھائیں اسے۔ ہم آتے ہیں۔" وہ سر ہلاتی واپس پلٹ گئیں تھیں۔ ’ ’

عریشہ کہیں گئی ہوئیں تھیں کیا؟" ثمرہ نے ذرا اچنبھے سے پوچھا۔ ’ ’

محترمہ نے شادی کرلی ہے۔" وہ تاسفی سانس خارج کرتا ہوا بولا۔ ’ ’

کیا؟ اتنی اچانک؟" وہ حیرانی سے بولی۔ ’ ’

جی کیونکہ محترمہ کو لگ رہا تھا کہ ،اب مصطفیٰ تو اس قابل رہا نہیں کہ ’ ’

انکی حفاظت کر لیتا اس لئے ایک راہ چلتے کو پکڑ کر اس کے ساتھ نکاح کر لیا

ہے۔“اس کے لہجے میں غصہ تھا۔

تو اب پھر؟“ وہ ذرا پریشان ہوئی۔ ’ ’

فی الحال چلیں میرے ساتھ۔“ وہ اسے ساتھ چلنے کا اشارہ کرتا خود ’ ’

بھی روم سے باہر آیا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسی ہیں آپ مسز مجتبیٰ!“ درائیونگ روم میں آتے ہی مصطفیٰ نے ’ ’

ذرا طنزیہ انداز میں بولا تھا، جبکہ وہ اسے نظر انداز کرتی ثمرہ کی جانب بڑھی

تھی۔۔

‘‘ثمرہ کیسی ہو یار! تم ٹھیک ہو۔ ہم اتنا پریشان ہو گئے تھے۔’’ وہ جھٹ کھڑی ہوتی اسکے گلے سے لگی تھی۔

‘‘میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ کیسی ہیں؟’’ اسکا ہولے سے مسکرا کر اسکا ہاتھ دباتی محبت بھرے لہجے میں سوالیہ گویا ہوئی۔

‘‘میں تو ٹھیک ہو۔۔’’ اب وہ صوفوں پر بیٹھ چکے تھے۔

‘‘تم کیسے ہو مصطفیٰ!’’ وہ رسمی آنداز میں بات کر رہی تھئ۔

‘‘بالکل ٹھیک ہوں۔’’ اس نے دانت کچکچائے۔

‘‘مجھے معلوم ہے تم مجھ سے ناراض ہو۔ مگر مصطفیٰ میں مجبور تھی۔۔’’ اس نے لب چبائے۔

‘‘کیسی مجبوری؟’’ اس نے آئی برو اٹھائے۔

’’تم جانتے ہو۔اہان مسلسل مجھے تنگ کر رہا ہے، جھوٹا نکاح نامہ بنوا رکھا ہے، ایسے میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھ سکتی تھی۔‘‘ وہ شکوہ کناں لہجے میں بولی۔

’’یار! میں ابھی کیا بولوں تمھیں، اس شخص کے خلاف میں جلد قانونی کارروائی کرنے والا تھا، مگر تمھیں تو جلد بازی کی عادت ہے۔‘‘ وہ ذرا ناراض ہوا تھا۔

’’جانے دو اب جو بھی ہوا، بے فکر رہو، مجتبیٰ بہت اچھا انسان ہے۔‘‘ اس نے اسے مطمئن کیا۔

’’اتنا تو مجھے بھی معلوم ہے۔ شریف سا بندہ ہے، تم نے اسے اپنے چکر میں پھنسا دیا ہے۔‘‘ وہ ذرا خفگی سے بولا تھا۔

’’اچھا بس نا!‘‘ وہ ذرا ناراض ہوئی۔

“اچھا! آج رات میں یہیں ہوں۔اب ناراض نہ ہو۔ ’ ’

اور تمھارا شوہر؟”مصطفٰی نے بھونیں اٹھائیں۔ ’ ’

میں بتا کر آئی ہوں۔ خیر مجھے تم سے ایک فیور اور چاہئے۔”مصطفٰی ’ ’
نے ذرا نارض نظروں سے دیکھا۔

اچھا تم چھوڑوں، میں ثمرہ سے لے لیتی ہوں۔”اب وہ خاموش ’ ’
بیٹھی ثمرہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

ہاں! میری اجازت کے بغیر جیسے ثمرہ نے مان جانا ہے۔”اس نے ’ ’
جتایا۔

ہاں ثمرہ کیا تم مصطفٰی سے اتنا ڈرتی ہو؟ کہ اسکی اجازت کے بغیر کچھ ’ ’
نہ کرو۔” وہ ذرا حیرانی سے بولی۔

مذاق کر رہیں مصطفیٰ! آپ بتائیں کیا کہنا چاہتی ہیں؟‘‘ وہ ہولے سے ’ ’ ’
مسکرا کر سوالیہ بولی۔

درا صل ممی پاکستان آرہی ہیں۔ اب میں انھیں کہاں رکھو، اتنے ’ ’
شورٹ ناٹس پر کوئی گھر بھی ارینج نہیں ہو سکتا، مجتبیٰ کے گھر میں لے جانا
نہیں چاہتی۔‘‘ وہ لب چبا کر بے چارگی سے بولی۔

توکوئی بات نہیں وہ ہمارے ساتھ یہاں رہ لیں گی، کیوں ’ ’
مصطفیٰ!‘‘ اس نے عریشہ کو پریشان دیکھ، مصطفیٰ کی جانب دیکھا جو سر کو خم دیتا
کندھے اچکا گیا۔

بس آپ فکر نہ کریں، آنٹی ہمارے پاس رہ لیں گی، اور سنڈے آپ ’ ’
دونوں ہمارے ساتھ ڈنر کیجیۓ گا، بھئی ہم بھی تو ملیں نا، آخر بقول مصطفیٰ کے

کس کو الو بنایا ہے آپ نے۔“ وہ شرارت سے بولی تو عریشہ نے مصطفیٰ کو گھورا جبکہ وہ مسکراہٹ دبا گیا۔۔۔

”چلیں لیڈیز آپ بیٹھیں، مجھے کچھ کام ہے، میں روم میں جا رہا ہوں، اور میڈم صبح آپ میرے ساتھ آفس چلیں گی۔ کیونکہ کل سے میں بھی جوائننگ دے رہا ہوں۔ اب میں بالکل فٹ ہوں۔“ وہ عریشہ کو باور کراتا مسکرا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی، سورج کی نرم کرنیں کھڑکی کے شفاف شیشوں سے چھن کر اندر آ رہی تھیں۔ ہوا میں تازہ پن تھا، جیسے قدرت بھی آج کچھ خاص کہنا چاہتی ہو۔ پردے ہوا کے ہلکے جھونکوں سے

ذرا ذرا ہل رہے تھے، اور ان کے پیچھے سے جھانکتی سنہری دھوپ نے کمرے کو ایک خواب ناک سا رنگ دے رکھا تھا۔

ثمرہ مصطفیٰ کے محبت بھرے حصار میں گہری نیند میں ڈوبی ہوئی تھی، اس کے چہرے پر ایک عجیب سی سکون بھری معصومیت تھی۔ بکھری زلفیں اس کے نرم گالوں کو چھو رہی تھیں، اور وہ کروٹ لیے مصطفیٰ کے حصار میں بے خبر سو رہی تھی۔ وقت جیسے رک سا گیا تھا۔

نیند میں ہی اسے چہرے پر نظروں کی تپش محسوس ہوئی تھی، پلکوں میں ہلکی سی لرزش ہوئی، اور وہ آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنے لگی۔ سامنے مصطفیٰ تھا جو کروٹ کے بل لیٹا، بہت خاموشی سے محبت بھری نظروں سے، بس ! اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

’’ کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟؟‘‘ وہ سوالیہ بولی، تو مصطفیٰ نے کچھ ہی کہے بغیر، اسے خود میں بھینچ لیا تھا، جیسے اسکے ہونے کے احساس کو محسوس کر رہا ہو۔۔ وہ بھی اسکے حصار میں بالکل خاموش پڑی تھی۔۔

’’ ثمرہ میں نے اور کمرے نے آپ کو بہت مس کیا۔۔‘‘ کندھے میں ذرا تکلیف سی اٹھی تھی، جسے نظر انداز کرتا وہ محبت سے لبریز لہجے میں گویا ہوا۔۔

’’ میں نے بھی آپ کو بہت مس کیا۔۔‘‘ وہ گزرا وقت یاد کر آنکھوں میں در آئی نمی چھپا گئی تھی۔۔

’’ شارق، اب تک حوالات میں ہے، اور عنقریب وہ مستقل طور پر حوالات میں جانے والا ہے۔‘‘ اس بار وہ ذرا سنجیدگی سے بولا، تو ثمرہ لمحہ بھر کے لئے خاموش رہ گئی۔

مصطفیٰ جو آپ کو بہتر لگے، آپ وہ کیجیے گا۔۔'' وہ کڑے دل سے بولتی فیصلہ، مصطفیٰ پر چھوڑ چکی تھی۔ وہ اسکے ماتھے پر لب رکھ گیا۔۔

کمرے کی کھڑکیوں سے ہلکی ہلکی دھوپ اندر آ رہی تھی۔ سفید پردوں پر سورج کی کرنیں سنہری عکس بکھیر رہی تھیں۔ آئینے کے عین سامنے مصطفیٰ کھڑا ٹائی باندھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جبکہ ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے کھڑی ثمرہ، مسکراہٹ ضبط کیے، یہی دیکھ رہی تھی۔ اس نے محبت بھری نظروں سے مصطفیٰ کو دیکھا اور مسکرا کر بولی،

"پھر اُلجھ گئے نا ٹائی کے ساتھ؟"

مصطفیٰ نے ہنستے ہوئے ہار مان لی،

یار، میرے خیال سے تو اب یہ آپ ہی کا کام ہے تو بہتر ہے کہ آپ ہی"
کریں۔" وہ شرارت سے مسکرایا۔

ثمرہ مسکرا کر نفی میں سر ہلاتی اس کے پاس آئی، نرمی سے اس کے گریبان کے بٹن بند کیے، اور مہارت سے ٹائی باندھنے لگی۔ مصطفیٰ نظریں جھکائے، اس کی ہر حرکت محسوس کرتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی نرمی اور سکون تھا، جیسے دن کی تمام تھکن ابھی سے اتر گئی ہو۔

'ہو گیا۔۔' وہ یکدم پیچھے ہوئی تو مصطفیٰ نے ہمیشہ کی طرح اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔

'چلیں۔۔' وہ مسکرائی۔

'بالکل چلیں۔۔ آج آفس میں فرسٹ ڈے ہے۔ بہت کام پینڈنگ پڑا ہے۔ شاید مجھے لیٹ ہو جائے تو آپ ایک کام کیجیے گا، مجھے لنچ میں آفس

میں ہی جوائن کر لیجیے گا۔" وہ دونوں ساتھ میں ہی سیڑھیاں اُترتے باہر آئے تھے۔

" چلیں ٹھیک ہے۔ تو پھر بتا بھی دیں، کیا کھائیں گے؟" وہ عریشہ کو گڈ مارننگ کا جواب دیتا، کوٹ کرسی کی پشت پر ڈالتا، ثمرہ کے لیے کرسی گھسیٹتا، خود بھی نیپکن اپنی گود میں ڈالتا مزے سے بیٹھ گیا تھا۔ جبکہ عریشہ صاحبہ موبائل میں مصروف تھیں۔۔

" جو مرضی چاہیے، بنا لیجیے گا یار!" وہ اب عریشہ کی جانب متوجہ ہوا۔۔

" آپ ریڈی ہیں، میڈم!" مصطفیٰ نے گلا کھنکھار کر توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔۔

آہاں!''وہ جو اپنی ماں سے بات کر رہی تھی، یکدم ٹھٹھک گئی ' '
تھی۔

ناشتہ ہو گیا تو چلو۔۔''وہ اس وقت اسٹائلش سے ٹو پیس سوٹ میں ' '
ملبوس تھی۔گلے میں اسٹالر لپیٹ رکھا تھا۔۔

ہمم، بس چلتے ہیں۔۔مام کہاں ہیں، وہ نہیں آئیں ناشتے پر؟''مصطفیٰ ' '
نے اس کی غیر موجودگی نوٹ کر کے پوچھا۔۔

آنٹی نے ناشتہ ذرا جلدی کر لیا ہے۔۔ابھی روم میں گئی ہیں۔۔اور ' '
تمھیں بھی وہیں بلوایا ہے۔۔''وہ سر ہلا گیا۔۔جبکہ اب وہ ہلکی پھلکی باتوں کے
درمیان ناشتہ فنش کر چکے تھے۔

میں ذرا امام سے مل لوں۔ تم گاڑی میں بیٹھو۔۔‘‘ وہ ہدایت کرتا، ’ ’
نیپکن سے منہ تھپتھپا کر کھڑا ہوتا، کوٹ پہن کر اپنی ماں کے کمرے کی جانب
بڑھا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مام، خیریت آج آپ نے جلدی ناشتہ کر لیا؟‘‘ اس نے ذرا حیرت ’ ’
سے پوچھا تھا۔

ہاں بیٹا بس! تم بتاؤ، آج میرا بیٹا خیر سے آفس جا رہا ہے۔۔‘‘ انھوں ’ ’
نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چومی تھی۔

جی!‘‘ وہ ان کے ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا گیا۔ ’ ’

میں عریشہ کو ساتھ لے کر جا رہا ہوں، ثمرہ گھر میں ہے۔۔” وہ آگاہ ’ ’
کر رہا تھا۔۔

کوئی مسئلہ نہیں ہے بیٹا! خیر سے جاؤ۔۔” وہ ہولے سے مسکراتا روم ’ ’
سے باہر نکل آیا تھا، جہاں وہ ان کی پہلے سے منتظر تھی۔

مصطفٰی! کل مما کی فلائٹ ہے پاکستان کی۔۔” وہ آفس کے راستے ’ ’
کی جانب گامزن تھے۔

اوکے نو پرابلم! تم مجھے یہ بتاؤ کہ مجتبیٰ کے ساتھ تمھارا ریلیشن کیسا ’ ’
ہے؟” وہ اب سوالیہ لہجے میں بولا۔

ویسا بالکل نہیں ہے جیسا تمھارا اور ثمرہ کا ہے۔‘‘ وہ شرارت سے ’ ’

لب دانتوں تلے دبا کر بولی تو مصطفیٰ نے گردن پھیر کر اُسے گھورا تھا۔۔

اچھا بابا سوری!‘‘ وہ مسکراہٹ دبا گئی۔۔۔ ’ ’

سخت زہر لگ رہی ہے مجھے تمھاری یہ حرکت!‘‘ وہ ذرا منہ بنا گئی۔۔ ’ ’

بس بھئی اب وہ میرا شوہر ہے۔ آفس میں ذرا تمیز سے پیش آنا۔۔‘‘ ’ ’

وہ جان بوجھ کر بولی تھی۔

اس سے پہلے میں نے کون سا مسٹر مجتبیٰ کو کچھ کہا تھا؟‘‘ اس نے ’ ’

آبرو اٹھائے۔

جو بھی ہے۔۔۔ خیر اہان والے معاملے کا کیا کرنا ہے؟ کیونکہ مہروز انکل اب مزید خاموش نہیں بیٹھیں گے۔۔ جھوٹا نکاح نامہ ابھی تک ان کے پاس موجود ہے۔۔"اس بار وہ فکر مندی سے بولی تھی۔

جھوٹا نکاح نامہ ہے نا، ویسے بھی اب تمھارا اصل شوہر خود ہی ہینڈل کرلے گا تمھارے جھوٹے شوہر کو۔۔"اس بار وہ بھی شرارت سے بولا تھا تو عریشہ سر جھٹک کر مسکرا دی۔۔

اتنی ہی دیر میں وہ آفس پہنچ گئے تھے، جہاں وہ پہلے ہی موجود تھا۔۔۔

وہ دونوں ساتھ میں آفس میں انٹر ہوئے تھے۔ پورا آفس ہی اسے وش کر رہا تھا۔ سب حال احوال پوچھ رہے تھے۔ اور مجتبیٰ، جوان دونوں کو دیکھ ایک

لمحے کے لیے ٹھہرا تھا، پھر سامنے سے آتی عریشہ کے گھورنے پر گڑ بڑا کر اپنے کیبن کی جانب بڑھا تھا۔۔

’’مسٹر مجتبیٰ میرے آفس میں آئیں۔۔‘‘اس کے سلام کا جواب دیتا وہ حکم صادر کرتا اپنے آفس کی جانب بڑھا تھا۔ جبکہ عریشہ اس پر ایک نگاہ ڈالتی خود بھی مصطفیٰ کے آفس کی جانب بڑھی تھی۔ مجتبیٰ نے ارد گرد نگاہ گھمائی تو سب اپنے اپنے کاموں میں مگن تھے۔ ایک گہری سانس بھرتا وہ ان کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

’’اہان، آپ اتنی اچانک دو دن کے لیے شہر سے باہر جا رہے ہیں، خیریت ہے نا؟‘‘ وہ اس کا سامان پیک کرتی ساتھ ساتھ سوالیہ انداز میں بولی تھی۔

’’ہاں یار، سب ٹھیک ہے! کوئی ٹینشن والی بات نہیں ہے۔ بس کام کے سلسلے میں جا رہا ہوں۔‘‘ وہ عجلت میں کچھ ضروری ڈاکومنٹس ساتھ رکھتا مصروف دکھائی دے رہا تھا۔۔

’’ویسے مجھے کچھ ٹھیک لگ تو نہیں رہا۔۔۔‘‘ وہ قیاس لڑا رہی تھی۔۔

’’کچھ نہیں ہے یار، تمھیں صرف وہم ہو رہا ہے۔۔‘‘ وہ ٹالنے کو بول گیا تھا۔۔

’’اچھا!‘‘ وہ سر ہلا کر اس کی چیزیں پیکنگ میں ہیلپ کر رہی تھی، جو ایک چھوٹے سائز کے سوٹ کیس میں سب کچھ بھر چکا تھا۔

’’اپنا خیال رکھنا۔ اور فضول کی ٹینشن نہیں لینا، آئزل!‘‘ وہ خبردار کر رہا تھا۔ کیونکہ بہت جلد وہ دونوں پیرنٹس بننے والے تھے۔

افف اللہ، اہان! میں کیوں ٹینشن لوں گی۔۔ کام کے لیے ہی جا رہے ہیں نا آپ۔۔" وہ مسکرا کر بولی تو اس نے سنجیدہ تاثرات سمیت اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔ ساتھ ہی اس کی پیشانی پر ہونٹ رکھے۔۔

"مے آئی کم اِن سر۔۔!"

کم آن۔۔۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"کیسے ہیں مسٹر مجتبیٰ!"

وہ مسکرا کر سوالیہ انداز میں بولا تھا۔

"الحمدللہ! آئی ایم گُڈ!"

اس نے ایک نظر خود سے بے نیاز بیٹھی عریشہ پر ڈالی، جو موبائل پر ایسے مصروف تھی جیسے اس سے اہم کوئی کام ہی نہ ہو۔

"جاب کیسی جا رہی ہے؟"

وہ خوش اخلاقی سے پوچھ رہا تھا۔

"اچھی جا رہی ہے۔۔۔"

"بیٹھو یار، کھڑے کیوں ہو؟"

اس بار وہ عریشہ کو ذرا گھور کر بولا، جو لاپرواہ سی بیٹھی تھی۔

"تھینک یو سر! آپ بتائیں، کوئی خاص کام۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔ میں چاہ رہا تھا کہ آپ اور عریشہ فلیٹ میں شفٹ ہو جائیں۔۔۔"

مجتبیٰ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔

’’سوری سر! مگر الحمد للہ میرے پاس اپنا گھر موجود ہے۔ ‘ ‘

مصطفیٰ نے خاموش نگاہ ڈالی تھی۔

’’مجتبیٰ! وہ فلیٹ میرا ہے۔ ‘ ‘

عریشہ نے گردن گھمائی۔

اور میں آپ کو نکاح سے پہلے ہی بتا چکا تھا کہ آپ وہیں رہیں گی ‘ ‘

جہاں میں رہوں گا۔ اگر آپ فلیٹ میں شفٹ ہونا چاہتی ہیں تو شوق سے

جائیے، مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے۔۔۔ میں چلتا ہوں، مجھے کام کرنا ہے۔

’’پرسنل ڈسکشن گھر میں بھی ہو سکتی ہے۔۔۔

وہ خفگی سے عریشہ کو دیکھتا آفس سے نکلتا چلا گیا، جبکہ اس بار مصطفیٰ نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

''یار، یہ بندہ سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔۔؟''

وہ حیران ہوئی۔

''خدا رہے یار! میں تو بس اس کا امتحان لے رہا تھا، اور جس طرح اس کے چہرے کے ایکسپریشنز چینج ہوئے تھے، مجھے تو لگ رہا تھا ابھی ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے جائے گا تمہیں۔۔۔''

مصطفیٰ اب اس کی حالت سے خوب لطف اندوز ہو رہا تھا۔

''ہے تو خدارا! بس اسی لیے میں نے اسے چُوز کیا تھا۔''

اب وہ ذرا اترائی۔

''!آپ کی تو کیا ہی بات ہے بھئی ' '

وہ ہولے سے مسکرایا۔اب دونوں کام میں مصروف تھے۔

''جبران صاحب! کچھ کریں۔۔۔شارق جیل میں ہے۔۔۔ ' '

فرنازان کے سر پر کھڑی مسلسل کچھ نہ کچھ بول رہی تھیں۔

' ' توماما! یہ سب ہوا بھی تو آپ کی وجہ سے ہے نا۔۔۔اگر آپ لوگوں نے یہاں ثمرہ کو قید نہ کیا ہوتا، تو احد مصطفیٰ کبھی ایسا نہ کرتا۔۔۔''وہ باور کراتے لہجے میں بولی تھی۔

' ' کیوں نہ کرتا؟ وہ ایسا ہی کرتا۔۔۔وہ اپنے بھائی کو قتل اتنی آسانی سے معاف نہیں کرے گا۔۔۔''

وہ درشتگی سے بولیں۔

’’مجھے تو آپ لوگوں کی بالکل سمجھ نہیں آتیں۔۔۔ خیر مجھے یہ بتانا تھا کہ میں نے ترکیہ میں ماسٹرز کے لیے اسکالرشپ کے لیے اپلائی کیا تھا۔۔۔ میرا ایڈمیشن ہوگیا ہے، اسکالرشپ بھی مل گئی ہے۔۔۔ دس تاریخ کی میری فلائٹ ہے۔۔۔ بس کچھ ضروری ڈاکومنٹیشن کرنی ہے۔۔۔‘‘ وہ آگاہ کررہی تھی۔

اس بار جبران صاحب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

’’قصویٰ بیٹا! ہم تو آپ کی شادی۔۔۔‘‘

’’بابا پلیز! ایک بیٹی کی کردی نا شادی، پہلے آپ لوگ اِس کے مسئلے سے نمٹ لیں، اور جس طرح کا اس گھر کا ماحول ہوگیا ہے۔۔۔ میں مزید یہاں رہ کر اپنا وقت نہیں ضائع کرنا چاہتی۔۔۔‘‘

وہ لب بھینچ گئے۔ یہ حقیقت تھی کہ انھوں نے اُس پر توجہ دینا ہی چھوڑ دیا تھا۔

''! مگر بیٹا''

انھوں نے کچھ کہنا چاہا تھا۔

''بس بابا جان! میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔۔۔''

وہ فیصلہ کن لہجے میں بولی تھی۔

شام کا وقت تھا۔ کراچی کی سڑکوں پر معمول کی چہل پہل تھی، موسم بھی پل بھر کے لئے تبدیل ہوتا اور پھر سے سورج کی کرنیں لوٹ آتیں۔۔ سورج کی نارنجی کرنیں، بلند عمارتوں کی دیواروں سے ٹکرا کر جیسے

سنہری عکس بکھیر رہی تھیں۔ دفاتر سے چھٹی کا وقت ہو چکا تھا۔ سڑکوں پر رش بڑھنے لگا تھا۔ ہر طرف گاڑیوں کے ہارن، رکشوں کی کھڑکھڑاہٹ، اور فٹ پاتھ پر چلتے لوگوں کی تھکن سے لبریز چہرے۔۔۔۔ مجتبیٰ بھی آفس سے چھٹی کے فوراً بعد آفس سے نکلتا بس اسٹاپ کی جانب بڑھا تھا۔۔اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ عریشہ کی منتیں ترلے کرنے کا۔۔ ویسے بھی اس سے اسے صرف باڈی گارڈ رکھا تھا۔۔۔ آگر اسے واقعی اسکی ضرورت محسوس ہو گئی تو وہ خود ہی چلی آئی گی۔۔ اتنا تو اب وہ بھی سمجھ ہی گیا تھا۔۔۔

بس اسٹاپ پر کھڑے لوگ تھکے ہوئے چہروں کے ساتھ آنے والی بس کا انتظار کر رہے تھے۔ کچھ لوگ فون پر مصروف، کچھ کھوئے کھوئے سے، اور کچھ اپنے ذہن میں پلتی سوچوں سے جان چھڑانے کو زیرِ لب بڑبڑاتے خود سے ہی باتوں میں مگن تھے۔ ہوا میں نمی کی خوشبو واضح تھی، جیسے سمندر اپنی

موجودگی کا احساس دلا رہا ہو۔ دور کہیں اذان کی آواز فضا میں گونجنے لگی تھی،

اب کہ سب میں برق سی دوڑ گئی تھی۔ جاتی ہوئی سردیوں کے دن تھے۔ دن

چھوٹے تھے، رات لمبی تھیں۔۔ بس کے انتظار میں کھڑے کھڑے جب

ٹانگیں دکھنے لگیں تو وہ بھی چہل قدمی کرتا، ذرا آگے بڑھنے لگا تھا۔۔ جبھی

بس آتی دکھائی دی تھی۔ اور وہ بغیر دیری کئے ہی بس میں چڑھ گیا

تھا۔۔ جگہ بنا کر وہ ابھی بیٹھا ہی تھا کہ اسکا موبائل تھر تھرانے لگا۔۔ مجتبیٰ

نے ذرا ٹھہر کر موبائل اسکرین پر نگاہ ڈالی تو، دوسری جانب عریشہ

تھی۔۔ جس کی کال وہ کاٹ چکا تھا۔۔۔

کیا ہوا؟'' مصطفٰی مسکراہٹ ضبط کرتا اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ رہا ' '

تھا۔۔ ''یار تم دیکھ رہے ہو اس بندے کو۔۔ ایک تو مجھے چھوڑ کر چلا

گیا۔۔دوسری چیز یہ کہ اب کال ریسیو نہیں کر رہا۔۔الٹا کال کٹ کر دی۔۔" وہ حیران ہو رہی تھی۔۔ مصطفیٰ نے مسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔

' ' توکیا پتہ تمھارا ہزبینڈ تم سے ناراض ہو۔۔" چیئر سے پیچھے کو ٹیک لگائے اب وہ شرارت سے بولا۔۔

' ' اس باڈی گارڈ ہزبینڈ کی تو ایسی کی تیسی۔۔۔میں نے یہ شادی یہ ناراضی دیکھنے کے لئے کی ہے کیا۔۔" اس نے آنکھیں گھمائیں تھیں۔۔

' ' اب یہ تو تم ہی بہتر جانتی ہو گی۔۔" وہ مسلسل شرارت کے موڈ میں تھا۔۔

' ' مصطفیٰ یار تنگ نہیں کرو۔۔" وہ زچ ہوئی۔ ساتھ ہی اپنا ہینڈ بیگ اُٹھا کر کندھے پر ڈالا تھا۔۔

کہاں؟"اس نے خود ہی کھڑے ہو کر کوٹ جھٹکتے آبرو اُٹھائے۔

اپنے باڈی گارڈی شوہر کے گھر جا رہی ہوں۔۔"وہ فل تپی ہوئی تھی۔۔

چلو میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔"اس نے آفر کی۔

نہیں رہنے دو۔۔میں نے کیب بک کرالی ہے۔۔تم آرام سے گھر جاؤ۔۔۔تمھاری اپنی طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ہے۔۔آنٹی اور ثمرہ کو ٹائم دو۔۔"وہ عجلت میں بولی تو وہ کندھے اچکا گیا تھا۔۔۔"چلو ٹھیک ہے مسز مجتبیٰ جیسی آپ کی مرضی! مگر پلیز بچارے کو اکیلا سمجھ کر اس پر کسی قسم کا تشدد نہ کیجیے گا۔"اب وہ اسکی حالت سے خظ اٹھا رہا تھا۔۔

مصطفٰی باز آجاؤ تم۔۔"اس نے گھور کر دیکھا تو وہ قہقہہ لگا

گیا۔۔"اچھا اچھا سوری!" وہ ہاتھ کھڑے کرتا سرینڈر کرنے والے آندر میں

بولا ساتھ ہی قدم آفس سے باہر کی جانب بڑھائے تھے۔۔

وہ گھر آیا تو ہمیشہ کی طرح فریش سی ثمرہ اسے ریسیو کرنے کار پورچ میں ہی

کھڑی تھی۔۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔

"السلام علیکم! کیسا دن گزرا آج کا۔۔" وہ اسے حصار میں لئے ہی گھر

میں انٹر ہوا تھا۔۔

"اچھا گزرا۔۔۔یہ بتایں کہ آپ لنچ کے لئے آفس کیوں نہیں

آئیں۔۔"صوفے پر بیٹھتے اس نے آئی برو اٹھائے۔"عریشہ نے مجھے بتایا کہ

آپ ایک اہم میٹنگ میں بزی ہیں۔۔تو پھر میں وہاں آکر کیا کرتی۔" وہ

مزے سے بولی تو مصطفٰی نے گھورا۔۔"لنچ کرتیں اور کیا کرتیں۔۔اور عریشہ

صاحبہ کی تو رِ ہنے ہی دو فی الحال۔۔'' وہ گردن دائیں بائیں جھٹکتا ذرا خفگی سے

بولا۔۔

'' اچھا آپ ری فریش ہو جائیں، میں کھانا لگواتی ہوں۔۔'' وہ ساتھ

ہی اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

'' ہاں یار کھانا لگوا دو۔۔ ویسے مام کہاں ہیں نظر نہیں آ رہی ہیں؟'' اس

نے ملازمہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔۔

'' آنٹی یہیں ہیں۔۔ شاید ابھی روم میں گئی ہیں۔۔ میں بلا کر لاتی

ہوں۔۔'' وہ خود ہی کھڑی ہوئی تھی۔۔

'' ہاں بلالیں کھانا ساتھ کھائیں گے پھر۔۔'' وہ اُپر کی جانب بڑھا

تھا۔۔ جبکہ ثمرہ ملازمہ کو ہدایت کرتی اسکے کپڑے وغیرہ دیکھنے کی غرض سے

اُپر والے پورشن کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

اسے گھر پہنچتے پہنچتے اندھیرا ہو گیا تھا۔ سمت کا تعین کرتی وہ اتنی مشکل سے گھر تک پہنچی تھی۔۔۔اُپر سے گلی کے نکڑ پر بیٹھے کتے کو دیکھ کے ویسے ہی اسکی جان ہوا ہو رہی تھی۔۔۔

عریشہ دونوں ہاتھوں سے مسلسل دروازہ پیٹ رہی تھی۔اُس کے چہرے پر پسینہ، پیشانی پر اُلجھن اور آنکھوں میں غصے اور بے بسی کی ملی جلی سی کیفیت تھی۔۔ مجتبیٰ! دروازہ کھولو!" وہ زیرِلب بڑبڑائی، مگر آواز میں تھکن واضح تھی۔۔۔

اندر، مجتبیٰ نہا رہا تھا۔ شاور کی گرتی بوندیں، سوچوں میں الجھے دماغ کو سکون دے رہی تھیں۔اُسے کچھ خبر نہ تھی کہ باہر، عریشہ دروازہ بجا بجا کر ہلکان

ہوگئی تھی۔۔اس نے دو بار بیل بھی بجائی تھی۔۔ مگر وہ ہمیشہ کی طرح خراب تھی۔۔۔

کافی دیر بعد، پانی بند ہوا۔اس نے ٹاول کندھے پر رکھا اور واشروم سے باہر آیا۔ جیسے ہی قدم صحن میں رکھا، تو ایک بار پھر کسی نے تیزی سے دروازہ پیٹ ڈالا تھا۔۔۔

کون ہو سکتا ہے اس وقت ؟" وہ ذرا چونکا۔۔ ساتھ ہی اس قدر دل دہلانے " والے آنداز میں بجتے گیٹ کو دیکھ ،ماتھے پر شکیں ابھری تھیں۔وہ کوئی بھی جواب دیئے بغیر غصے سے دروازہ کھول چکا تھا ۔

دروازہ کھلا، اور سامنے وہ کھڑی تھی۔۔۔ سانس پھولی ہوئی تھی۔ چہرہ ضبط سے سرخ پڑ رہا تھا۔۔ آنکھوں میں غصے کی لہر واضح تھی۔۔وہ آگے بڑھتی سیدھی اسکے سینے سے جا لگی تھی۔۔

’’مجتبیٰ مجھے بچاؤ۔۔۔‘‘ وہ خوفزدہ سی اس میں چھپنا چاہ رہی تھی۔۔ جبکہ وہ جو گڑبڑایا ساہڑبڑاہ گیا تھا کہ اس کے لفظوں پر پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔۔

’’کون ہے؟؟ کیا ہوا؟ مجھے بتاؤ؟‘‘ اس کے آندر غصے کا طوفان اٹھنے لگا تھا۔۔ بھلا کون تھا جو اسکی بیوی کو ڈرا رہا تھا۔۔

’’وہ۔۔۔وہ کتا۔۔ وہ گلی کے کونے پر۔۔۔۔ وہ مجھے ایسے دیکھ رہا ہے۔۔ جیسے کھا جائے گا۔۔۔‘‘ سانس بحال ہونے پر وہ بڑی دقت سے بولی تھی۔۔۔ جبکہ مجتبیٰ نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔۔

’’آپ کتے کی بات کر رہی ہیں؟‘‘ اب وہ ذرا فاصلے پر جا کھڑا ہوا تھا۔۔

’’ظاہر ہے۔۔ یہ دروازہ تو بند کرو۔۔۔ آ گر آندر آ گیا تو۔۔‘‘ مجتبیٰ کو ہونق بنا کھڑا دیکھ، وہ خود ہی آگے بڑھ کر دروازہ بند کر چکی تھی۔۔

‘‘نہیں آرہا کتا! ریلیکس کریں۔۔۔‘‘اب وہ نارمل ہو گیا تھا۔

‘‘ہاں۔۔۔اور اِتنی دیر سے دروازہ کیوں نہیں کھول رہے تھے۔۔۔دروازہ بجا بجا کر میرے ہاتھ سرخ ہو گئے ہیں۔۔یہ دیکھو ذرا۔۔‘‘اسے کالر سے پکڑ کر نزدیک کھینچتی وہ اس کے سامنے اپنے ہاتھ کر چکی تھی۔۔جو مزید بوکھلایا تھا۔

‘‘بولو؟؟ کہاں تھے اتنی دیر سے؟‘‘ وہ سوالیہ غرائی۔۔

‘‘ایکسکیوز می میڈم! تمیز سے، میں آپ کا پرسنل باڈی گارڈ ہوں، اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ مجھ پر بدتمیزی پر اُتر آئیں۔۔‘‘وہ تو پہلے ہی اپنی اس باس بیوی سے ناراض تھا، کجا کہ اس کا یہ رویہ، ایک جھٹکے سے اپنا گریبان اسکی گرفت سے آزاد کرایا تھا۔۔

‘‘یار! وہ ہونق ہوئی۔

کیا؟" اس نے آئی برو اُٹھائے۔

کچھ نہیں۔۔ مگر پلیز! یہ رویہ مجھے دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ ناراض ہوئی۔۔

اب آندر چلو، پانی ہی پلادو۔۔ ویسے ہی مجھے چھوڑ کر آ گئے۔۔ اتنی بھوک لگ رہی ہے مجھے۔۔" وہ مجتبیٰ کو سرد رویہ نظر آنداز کرتی اپنی ہی بولتی چلی گئی تھی۔۔۔ ساتھ ہی قدم آندر کی جانب بڑھائے تھے۔۔ جبکہ اس بار وہ بھی سر جھٹکتا آندر آیا تھا۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

کچن سے لا کر ملکہ عالیہ کو پانی پیش کیا تھا۔۔ اور دل ہی دل میں خود کو لعنت ملامت کی تھی۔۔ بیوی کے ہاتھ سے کھانا کھانے کی عمر میں وہ، بیوی کو ملازم بنا اسے پانی پلا رہا تھا۔۔

یہ بھی بتادیجئے کہ کیا کھانا پسند فرمائیں گی؟اب وہ استہزائیہ لب ’ ’
ولہجے میں سوالیہ بولا۔۔

زہر! مل جائے گا؟‘‘ وہ اس کے آنداز پر تپی تھی۔۔ ’ ’

ضرور مل جائے گا! آپ کھانے والی بنیں۔۔‘‘ اب وہ اسکے چہرے ’ ’
کے تاثرات دیکھ محظوظ ہوا۔۔

تمھارا یہاں کیا بیویوں کو زہر دے کر مارنے کا رواج ہے؟‘‘ وہ تپ ’ ’
کر بولی۔

ہاں زبان چلانے والی بیوی کو۔۔۔‘‘ وہ اب مخالف سمت میں ’ ’
صوفے پر ہی بیٹھ گیا تھا۔۔

’’بھوک لگ رہی ہے مجھے۔۔‘‘کچھ دیر خاموشی رہی۔۔پھر وہ ذرا بے چارگی سے بولی تھی۔۔

’’ابھی میں بہت تھکا ہوا ہوں۔۔ابھی صرف پیاز ٹماٹر ڈال کر انڈہ بنا سکتا ہوں۔۔‘‘عریشہ نے بے چارگی سے دیکھا تھا۔۔

’’باہر سے آرڈر کر دو۔۔‘‘اس نے حل پیش کیا۔۔

’’تقریباً ایک گھنٹے میں ڈلیوری ہو گی اس ایریا میں۔۔‘‘اس نے پہلے ہی خبر دار کیا۔

’’ایک گھنٹہ ؟‘‘اس کا منہ کھل گیا تھا۔تو اسے نے بھی کندھے اچکائے۔۔کہ اس کے سوا کوئی آپشن نہیں۔۔

اچھا آرڈر بھی کر دو۔۔اور املیٹ بھی بنادو۔۔۔"مجتبیٰ نے آنکھیں گھمائیں۔۔

"یعنی مجھ سے لازمی کام کرانا ہے۔

ظاہر ہے پرسنل باڈی گارڈ ہو میرے۔۔۔اب کام تو کرنا پڑے گا۔۔"وہ اترائی۔

یہ سامنے میرا کمرہ ہے۔۔یہاں واشروم ہے۔۔فریش ہو جائیں۔"اس نے اسکے ادا نظر آنداز کرتے،راستہ دکھایا۔

میرا کمرہ کہاں ہے؟"اس نے اسکی بات سرے سے نظر آنداز کی تھی۔

‘‘آپ کا تو خیر یہاں کوئی کمرہ نہیں ہے۔۔ہاں یہاں میری بہن کو کمرہ ضرور ہے۔آگر آپ وہاں رہنا چاہیں تو شوق سے رہیں۔۔’’ وہ کندھے اچکا کر بولا تھا۔۔

‘‘اوکے باس!’’ وہ منہ بناتی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔جبکہ وہ مسکراتا ہوا، میڈم صاحبہ کے لئے املیٹ بنانے کی تیاری کرنے لگا تھا۔۔۔

ابھی دو منٹ ہی گزرے تھے۔۔کہ وہ باہر آئی تھی۔۔

‘‘مجتبیٰ!’’ اُسے پکارتی ہوئی وہ کچن میں آئی۔

‘‘ہمم!’’ وہ پیاز اور کٹنگ بورڈ لئے کھڑا تھا۔۔

’’مجھے ایک ڈریس چاہئے۔۔ابھی تو میں اپنا سامان بھی نہیں لائی‘‘

’’ہوں۔۔

’’آپ ایک کام کیجئے آئزل کا کوئی سوٹ لے لیں۔۔۔کب بورڈ میں‘‘ اِیسے کافی ڈریسز ہیں، جو شادی کے لئے لئے تھے، مگر وہ ابھی تک لے کر نہیں گئی۔یوز بھی نہیں کئے ہیں۔۔‘‘اس نے آگاہ کیا۔۔۔

’’چلو ٹھیک ہے۔۔۔میں دیکھتی ہوں۔۔تم ذرا ہاتھ جلدی چلاؤ۔۔۔‘‘وہ شرارت سے بولتی ہنستی ہوئی نکل آئی تھی۔۔جبکہ مجتبیٰ نے آنکھیں گھمائیں۔۔۔

’’یار مجتبیٰ!‘‘وہ دس منٹ بعد پھر سے آئی تھی۔۔

‘‘اب کیا ہوا؟’’ وہ ٹماٹر کٹ کر رہا تھا۔۔

‘‘تم اتنے لمبے کھمبے جیسے ہو۔ مگر کیا تمھاری بہن چھوٹے قد کی خاتون ہے۔۔اس کے کپڑے تو میرے سائز کے ہی نہیں ہیں۔۔’’اس نے ایک اور مسّلہ کشمیر بیان کیا تھا۔۔

‘‘افف! تو اب کیا کروں میں۔۔۔’’مجتبیٰ کو سمجھ نہیں آئی۔۔

‘‘اپنا کوئی ٹراؤزر سوٹ دے دو۔۔آور سائز کو تو میں کسی طرح ایڈجسٹ کر لونگی، مگر یہ اسمال سائز کیسے پہنوں۔۔’’اس نے آنکھیں چلائیں۔۔

‘‘اچھا جی! آجائیں میڈم۔۔۔’’وہ اب اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔ پیچھے پیچھے وہ بھی آگئی تھی۔۔۔

’’یہ ٹھیک ہے؟‘‘اس نے بلیک کلر کا ٹراؤزر سوٹ اس کے حوالے کیا تھا۔۔

’’ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔تھینک یو۔۔۔‘‘وہ اس کے ہاتھ سے تھامتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔

وہ کپڑے تبدیل کرنے کے بعد سیدھی مجتبیٰ کے پاس کچن میں آئی تھی۔ جہاں وہ انہماک سے املیٹ بنانے میں مگن تھا۔

’’بن گیا کیا؟‘‘وہ سلب سے ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی تھی۔وہ چونکا مگر اپنے کام میں مصروف رہا۔

’’جی بس پانچ منٹ اور دے دیں۔‘‘وہ مصروف سا بولا۔

’’اوکے! تم کہتے ہو تو پانچ منٹ اور دے دیتے ہیں۔‘‘ وہ سر ہلا کر وہیں کھڑی ہو گئی۔ اس نے ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی، اور پھر چونک کر اسکی طرف دیکھا، جو اس کے ٹراؤزر شرٹ میں ذرا اپنی اپنی سی لگی تھی۔

’’کیا ہوا؟ پیاری لگ رہی ہوں؟‘‘ وہ اسکا یوں دیکھنا بغور نوٹس کرتی ذرا شریر لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔

’’جی۔۔‘‘ وہ یکدم گڑبڑایا۔

’’ویسے تمھارے گھر میں بہن کے علاوہ کون کون ہوتا ہے؟‘‘ اب وہ مزید استفسار کر رہی تھی۔

’’فی الحال تو بس میں ہی ہوتا ہوں۔‘‘ وہ کندھے اچکا گیا۔

‘‘اوہ اچھا اچھا!’’ جبکہ وہ املیٹ پلیٹ میں نکال کر ٹرائے میں رکھتا ساتھ روٹی بھی رکھ چکا تھا۔۔ جو وہ اتنی دیر میں باہر سے لے آیا تھا۔

‘‘ہم یہاں بیٹھ کر کھائیں گے؟’’ وہ اس کے ساتھ ہی صحن میں پڑے تخت پر آبیٹھی تھی۔

‘‘جی کیونکہ اندر بہت گرمی ہو رہی ہے۔’’ وہ خاموشی سے بیٹھ گئی تھی۔ مگر اب اس کو بیٹھنے میں دشواری کا سامانہ تھا۔ کبھی اس طرح کھانا کھایا جو نہیں تھا۔

‘‘کیا ہوا؟’’ وہ کچھ لمحے خاموشی سے دیکھتا رہا تھا۔

‘‘پاؤں اُپر کر کہ آلتی پالتی مار کر بیٹھ جائیں، جس طرح یوگا میں بیٹھتی ہونگی آپ۔۔’’ عریشہ نے ذرا ناک چھڑا کر اس کی ہدایت پر عمل کیا تھا۔۔ اب وہ واقعی ذرا کمفرٹیبل پوزیشن میں آگئی تھی۔

اب ٹھیک ہے؟‘‘ وہ ہنکار بھر کر سر ہلا گئی۔

’’جلدی کھالیں! مجھے لگ رہا ہے بارش ہونے والی ہے۔

تو کیا تم نے باہر سے کچھ آرڈر نہیں کیا؟ مجھے تو رات میں بھر بھوک لگ جائے گی۔۔‘‘ اسے الگ ہی ٹینشن ہوئی تھی۔

فی الحال تو کچھ آرڈر نہیں کیا۔

آپ بتائیں کیا کھائیں گی؟‘‘ وہ پوچھ رہا تھا۔

پزا منگوالو جلدی سے۔‘‘ مجتبیٰ نے آنکھیں گھمائیں تھیں، ساتھ ہی آرڈر کنفرم کیا تھا۔۔۔

ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

تیز ہوا نے یکدم رخ بدلہ تھا، اور اب آندھی سی آگئی تھی۔۔۔ مجتبیٰ نے کال کی تو پتہ چلا کہ ابھی اس ایریا کا کوئی رائیڈر اویلیبل نہیں تھا۔ ساتھ ہی کچھ دیر لگ جانی تھی۔ وہ سر جھٹک گیا۔ جبکہ عریشہ مصطفیٰ سے کال پر مصروف تھی۔۔

مجتبیٰ تیز ہاتھ چلاتا پلیٹس واش کرنے کے ساتھ ساتھ، ان کی باتیں بھی سُن رہا تھا۔۔ جو اس کے ساتھ اچھی خاصی فرینک لگ رہی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

’’کیا ہوا اب سونا نہیں ہے کیا؟‘‘ مجتبیٰ نے اسے یونہی صحن میں بیٹھا دیکھ کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے استفسار کیا۔

’’ہمم سونا ہے! ضرور سونا ہے!‘‘ اس نے سر ہلایا۔۔

تو پھر؟ صبح آفس بھی تو جانا ہے۔ میڈم آپ آفس کی باس ’ ’ ہیں۔ لیکن میں ایک معمولی سا امپلائی ہوں، یہ بات آپ بار بار کیوں بھول جاتی ہیں؟“ اس نے آئی برو اٹھائے۔

ارے یار کیا ہو گیا ہے؟ نہیں بھولی ہوں۔۔“ وہ خفا ہوئی۔ ’ ’

نئی جگہ ہے! مجھے اتنی جلدی نیند نہیں آتی۔۔“ اس بار اس نے لب ’ ’ دبائے۔

کوشش کریں، آجائے گی۔ مگر آگر آپ یہ بہانے صرف اس لئے ’ ’ کر رہی ہیں کہ آپ واپس اپنے فرینڈ کے گھر جانا چاہتی ہیں تو معذرت! میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا!“ وہ منہ بنا گیا۔

’’تو اجازت مانگ کون رہا ہے؟ مجھے جانا ہو گا تو میں خود ہی چلی جاؤنگی۔۔‘‘اس نے بے نیازی سے کندھے جھٹکے تو مجتبیٰ نے اسے خاموش نگاہوں سے دیکھا تھا۔

’’اچھا اچھا! اب گھورو مت مجھے!‘‘اس نے لب دبائے۔

’’اچھا ابھی یہاں آکر بیٹھ جاؤنا! میں بور ہو رہی وں۔۔‘‘تیز ٹھنڈی ہوا کے باعث اس کے بال پھڑ پھڑا سے رہے تھے۔

’’اچھا جی!‘‘ وہ ساتھ آکر نشست سنبھال گیا۔ جبکہ اب وہ پتہ نہیں کون کون سی باتیں کررہی تھی۔ اور وہ بڑی توجہی سے سُن رہا تھا۔

’’تم بھی تو کچھ بولو۔۔‘‘ وہ ایک پل کو خاموش ہوئی۔

’’آپ بولتی رہیں! میں آپ کو سُن رہا ہوں!‘‘ وہ دھیمی مسکراہٹ سمیت بولا تھا۔ تو وہ ہولے سے مسکرا کر سر جھٹک گئی۔

’’تمھیں پتہ ہے مجتبیٰ! میرا جو کزن ہے نا وہ دل کا بُرا ہرگز نہیں ہے۔ بس تایا کی وجہ سے مجبور ہے۔‘‘ وہ استہزائیہ لب و لہجے میں بولتی مسکرائی تھی۔

’’اگر وہ برا نہیں ہوتا تو کسی عورت کو تنہا سمجھ کر اسکا فائدہ نہ اٹھاتا!‘‘ اس نے باور کرایا۔ تو وہ خاموش رہ گئی۔

’’سننے میں آیا ہے کہ اس نے شادی کرلی ہے! اور جس لڑکی سے شادی کی ہے، وہ اسکی پسندیدہ عورت ہے۔‘‘ وہ بتا رہی تھی۔

’’تو پھر وہ جھوٹا نکاح نامہ اس کی بیوی کو دکھا دینا چاہیئے! تاکہ موصوف کی عقل ٹھکانے آجائے!‘‘ مجتبیٰ کو سوچ کر ہی طیش آیا تھا۔

‘‘نہیں نہیں! یہ اچھی بات نہیں ہے۔ فضول میں گھر خراب ہو گا، مسلہ پراپرٹی کا ہے۔ اب ہم سیدھا عدالت میں ہی ملیں گے!’’ مجتبیٰ خاموش ہوا، اتنی ہی دیر میں ایک جھونکے کے ساتھ بارش برسنے لگی۔۔

‘‘مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ بارش ہو گی، اور اس رائیڈر کا بھی ابھی تک کچھ پتہ نہیں ہے! آپ آندر چلیں، ورنہ بھیگ جائیں گی۔۔’’ وہ فکرمندی سے گویا ہوا تھا۔

‘‘نہیں مجتبیٰ! گرمیوں کی پہلی بارش ہے، مجھے انجوائے کرنے دو۔۔’’ وہ پرجوش ہوئی۔ اس نے تاسفی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

‘‘یہ گرمیوں کی پہلی بارش ہے اسی لئے کہہ رہا ہوں، پہلی بارش میں نہیں نہانا چاہئے خاص کر پاکستان جیسے ملک کے شہر کراچی میں تو بالکل نہیں۔ کیونکہ ابھی کی برسات آسمان کا سارا گرد آلود لے کر نیچے آئے

گی۔ جب دوسری بارش ہو گی تو مطلع صاف ہو جائے گا۔ پھر نہا لیجئے گا۔ ابھی یہ پولشن زدہ بارش ہو رہی ہے۔" عریشہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

'ایک بار پانی نیچے آگیا نا یہ ہوا کی ساری گند بلا نیچے لے آیا، اب جو بارش ہو رہی ہے یہ صاف ہے! تم مجھے نہانے دو،، ابانہ بنو میرے۔۔" وہ ذرا منہ بنا کر بولی، مجتبیٰ نے فوراً استغفار کیا تھا۔

جبکہ اب وہ صحن کے بیچ و بیچ کھڑی، گول گول گھومتی بارش میں بھیگ رہی تھی، جبکہ وہ ٹکٹکی باندھے بس اُسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔ جو اِرد گرد سے لاپرواہ سی تھی۔۔اور وہ خود سے بیگانہ۔

'افف مجتبیٰ تم بھی آؤ نا! دیکھو کتنا مزہ آ رہا ہے۔۔" وہ ایکسائیٹڈ سے ذرا زور سے بولی تھی تو مجتبیٰ بوکھلا کر اس کے نزدیک گیا۔ اب وہ بھی بھیگ گیا تھا۔۔

’’کیا ہو گیا ہے عریشہ تھوڑا آہستہ بولیں۔ یہاں سب گھر بہت قریب قریب ہیں۔ ارد گرد والوں کو آواز جائے گی۔۔‘‘ وہ زبان دانتوں تلے دباتی مجتبیٰ کو کیوٹ لگی تھی۔ وہ یونہی مسکرا دیا تھا۔۔

’’سوری سوری! دیکھو کتنی ٹھنڈی بارش ہے۔۔ جب میں آخری بار بابا کے ساتھ پاکستان آئی تھی۔ جب بھی ایک ایسی ہی بارش ہوئی تھی۔ اور میں گول گول گھوم کر نہا رہی تھی۔ بابا نے کہا تھا عریشہ اتنا نہ بھیگو ورنہ بیمار ہو جاؤ گی۔ اور میں صبح واقعی بیمار ہو گئی تھی۔۔‘‘ اپنے باپ کو یاد کرتے اسکا گلہ رُندھ گیا تھا۔ اور وہ یکدم ہی آگے کو ہوتی ساتھ کھڑی مجتبیٰ کے گلے سے لگتی ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔ وہ اس اچانک افتاد پر بری طرح سے سٹپٹایا تھا۔۔

’’ عریشہ ریلیکس کیا ہو گیا ہے!‘‘اس نے اسے الگ نہیں کیا تھا۔ مگر اسکا سر سہلاتا وہ اسے کالم کرنا چاہ رہا تھا۔۔احساس ہونے پر وہ یکدم پیچھے ہوئی تھی۔۔

’’ سوری!‘‘ وہ خفت زدہ سی الگ ہوئی۔ پورا بدن بھیگا ہوا تھا۔ بھیگ تو مجتبیٰ بھی گیا تھا۔۔

’’ کوئی بات نہیں! آپ آکر چینج کر لیں!‘‘ٹراؤزر شرٹ اس کے بدن سے چپک گئے تھے، بالوں کی لمبی موٹی لٹیں بھی گردن پر چپک سی گئی تھیں۔۔وہ ذرا شرمندہ سی سینے کے گرد بازو لپیٹتی اسکے ہم قدم ہوئی۔۔۔

____

مجتبیٰ اپنے کمرے میں بستر پر لیٹا! مسلسل کروٹیں بدل رہا تھا۔۔۔ بارش ابھی بھی ہو رہی تھی۔۔۔ وہ عریشہ کو اپنا ایک سوٹ نکال کر دیتا اب اپنے روم میں آگیا تھا۔ مزید ضبط کرنا محال لگا تھا۔ ایک تو محرم، پھر تنہائی۔۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا کہ یکدم لائٹ چلی گئی تھی۔ وہ چونک کر اٹھا۔۔

’’اوہ شٹ! ساری مصیبتیں آج ہی آنی تھی۔۔ وہ بڑبڑا کر عریشہ کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

اس کے نوک کرنے پر کوئی آواز نہیں آئی تھی۔۔

’’عریشہ!‘‘ اس بار اس نے آواز لگائی۔

’’میں آندر آرہا ہوں۔ لائٹ چلی گئی ہے۔‘‘ اس نے موبائل کی ٹارچ والا ہاتھ نیچے کرتے اسے تلاش کرنا چاہا تھا۔

عریشہ !‘‘اس بار اس نے ذرا پریشانی سے پکارا۔ ’ ’

میں یہاں واشروم میں ہوں مجتبیٰ ! پلیز مجھے کوئی لائٹ ’ ’
دو۔۔۔ یہاں اتنا اندھیرا ہے، میرا تو دم ہی گھٹ جائے گا یہاں۔۔‘‘آندر
سے اسکی روہانسو سی آواز آئی تھی، تو مجتبیٰ نے بے ساختہ پیشانی کو مسلا
تھا۔۔

آپ یہ میرا موبائل لے لیجئے !‘‘اس نے دروازے کی آڑ میں آتے ’ ’
کہا تھا۔

نہیں بھئی ! موبائل فونز کا کچھ بھروسہ نہیں ہے۔۔ تم کوئی ’ ’
ایمر جنسی لائٹ وغیرہ دے دو۔۔‘‘ وہ اسمارٹ فون تھا۔ یعنی اپنے آپ میں
ہی ایک خطرناک آلہ، اسے اپنے ساتھ واشروم میں لے جانا بالکل بھی سیو
نہیں تھا۔۔

’’دو منٹ صبر کریں!‘‘ وہ اس بار واپسی کمرے میں آیا، سب جگاہیں کھنگالیں مگر ایمرجنسی لائٹ کا تو نام و نشان بھی نہیں تھا۔

’’اب میں ان مادام کو کیا دونگا!‘‘ وہ پریشان ہوا، پھر ساتھ ہی قدم کچن کی جانب بڑھائے شاید وہیں سے کچھ مل جائے۔ نارملی اس علاقے میں لائٹ جاتی نہیں تھی۔ آج بارش کی وجہ سے چلی گئی تھی۔

اِس نے اِرد گرد میں نگاہ گھمائی تو سلیب پر ایک مٹی کا چراغ رکھا دکھائی دیا تھا۔۔

’’افف! نہیں بھئی! کیا عزت رہ جائے گی میری۔ اب اتنا گیا گزرا ہوں میں۔۔ جبھی اسے یکدم یاد آیا تھا کہ اس کے پاس ایک پرانا نوکیا کو کی پیڈ موبائل بھی تو پڑا تھا۔۔

’’مجتبیٰ کیا سو گئے ہو۔۔‘‘اس کی پکارتی آواز پر وہ تیز قدموں سے واپس اپنے رُوم میں آیا تھا۔ ساتھ ہی دراز کھول کر موبائل نکالا تھا،اور تیز قدموں سے آئزل کے کمرے کی جانب بڑھا تھا، جو آج کل اس کے زِیر استعمال تھا۔۔

’’یہ لیجئے !اس موبائل کی روشنی بہت معمولی سی تھی، مگر کام چل سکتا تھا۔

’’تھینک یو! مجھے تو لگا تھا آج تم مجھے مار کر ہی دم لو گے !‘‘اس نے آنکھیں گھمائیں۔

’’اب ایسا بھی کچھ نہیں ہے !‘‘وہ ناراض ہوا۔

’ ’ ایسا ہی کچھ ہے!‘‘اس نے کہتے ساتھ ہی سر جھٹکا تھا۔اور قدم اُٹھا کر سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔موبائل کی روشنی ہی تھی واحد، جس کی وجہ سے کمرہ جگمگ کر رہا تھا۔۔

’ ’ اُفف! یار کیسے انسان ہو تم! یہاں میری خوف سے جان نکل رہی ہے اور تم پتہ نہیں کہاں غائب ہو گئے تھے۔‘‘اس نے باہر آتے ہی اسے خفگی سے گھورا تھا۔

’ ’ وہ ایکچوئیلی میں لائٹ ڈھونڈ رہا تھا۔مگر سب چیزیں آئزل رکھتی تھی۔اب مجھے تو کچھ مل ہی نہیں رہا۔۔‘‘وہ سمجھ کر سر جھٹک گئی۔

’ ’ خیر جانے دو!اب کیا کرنا ہے۔‘‘مجتبیٰ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

’’کیا کرنا ہے؟‘‘اس نے آئی برو اٹھائے۔

’’وہی تو میں پوچھ رہی ہوں۔‘‘اس نے آئی برو اٹھا کر سوالیہ پوچھا۔۔

’’!سو جائیں! صبح آفس جانا ہے!‘‘اس نے جیسے یاد کرایا

’’وہ تو جانا ہی ہے! مگر میں مصطفیٰ سے کہہ کر صبح اپنی ایک گاڑی منگوا لونگی۔ سوری مجتبیٰ مگر میرا گاڑی کے بغیر گزرا نہیں ہے۔۔‘‘اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا تو وہ خاموش رہ گیا۔۔

’’تم نے مائینڈ تو نہیں کیا؟‘‘اب اس نے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنے چاہے تھے۔

’’نہیں! مرضی آپ کی۔ میں بس یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کا اس مسلہ کو حل کرنے کے بارے میں کیا ارادہ ہے!‘‘ اس نے حیرانی سے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔

’’بس بہت جلد!‘‘ وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔

’’تم اسی روم میں ٹھہر جاؤ پلیز! مجھے تو یہاں اس اندھیرے میں ڈر لگ رہا ہے۔‘‘ مجتبیٰ کا دل کیا، اپنی اس باس بیوی کا دماغ درست کر دے! جو آج رات پتہ نہیں کیا کرنا چاہ رہی تھی۔

’’مگر یہاں صرف ایک ہی بیڈ ہے!‘‘ اس نے یاد کرایا

’’اوہ! تو تمھارے روم میں بھی صوفہ نہیں ہے کیا؟‘‘

ہے! ایک کام کریں۔ وہیں آجائیں آپ۔۔" وہ زیر لب بڑ بڑاتا ہوا

اب اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

کچھ کہہ رہے ہو تم؟" وہ ساتھ آتی کان لگا کر بولی۔

جی! یہی کہ اب پلیز سو جایئے گا، ورنہ صبح میری چھٹی ہو جائے

گی۔" وہ دانت کچکچا کر بولا۔

!ہاں تو کمرے میں جا کر اب کونسا کرکٹ کھیلنا ہے۔ سونا ہی ہم نے

کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ صرف کھڑکی کے پردے کے کنارے

سے کبھی کبھار بجلی کی چمک روشنی کی ایک جھلک ڈالتی اور پھر سب کچھ دوبارہ

سیاہی میں ڈوب جاتا۔ باہر بارش کی تیز بوندیں شیشوں پر مسلسل دستک دے رہی تھیں، جیسے قدرت بھی دلوں کے بیچ پڑی دیوار کو گرادینا چاہتی ہو۔

عرئشہ بیڈ پر کمبل میں لپٹی خاموشی سے چھت کو دیکھ رہی تھی، دل میں ایک عجیب سی بے چینی۔ مجتبیٰ کمرے کے دوسرے کونے میں صوفے پر نیم دراز تھا، ہاتھوں میں موبائل تھا مگر سگنلز نہ ہونے کی وجہ سے بار بار مایوسی سے اسکرین بند کر دیتا۔

کب آئے گی لائٹ؟" عرئشہ نے ہلکی سی آواز میں کہا، گویا خود سے مخاطب " ہو۔

"مجتبیٰ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔" بارش تھمے گی تو شاید۔ ڈر لگ رہا ہے؟

"عرئشہ نے پلکیں جھکا لیں۔ "ڈر تو عادت بن گئی ہے۔

مجتبیٰ نے گہری سانس لی اور تھوڑا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔"ہم دشمن تو نہیں ہیں عریشہ... چاہو تو بات کر سکتے ہیں۔"

عرئشہ نے ایک لمحے کو نظریں اٹھائیں، پھر کھڑکی کی طرف دیکھنے لگی۔ بجلی کی ایک تیز کڑک نے کمرے کو لمحہ بھر کو روشن کیا، اور دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں۔ دونوں کے چہرے پر وہی انجان سا تاثر تھا۔ ایک انجانی قربت اور ایک انجانی دوری۔

"باتوں سے کیا بدل جائے گا؟" عرئشہ نے دھیرے سے کہا۔

مجتبیٰ نے مسکرا کر جواب دیا، "شاید موسم... یا شاید دل کا موسم۔"

کمرے میں پھر خاموشی چھا گئی، صرف بارش کی آواز اور دل کی دھڑکن سنائی دے رہی تھی۔ مگر عریشہ دوسری ہی سوچوں میں گم تھی۔۔ وہ فی الحال کسی بھی قسم کی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔اُسی لئے رُخ پھیر گئی۔۔۔

کمرے میں سورج کی روشنی تیز ہو چکی تھی، جب عریشہ کی آنکھ کھلی۔ گھڑی دیکھی تو گھبرا کر اُٹھ بیٹھی۔

"اوہ نو! آٹھ بج گئے؟"

دوسری طرف مجتبیٰ بھی آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھا تھا، کہ گھڑی پر نظر پڑتے ہی بری طرح سے چونکا تھا۔۔

کیا؟ آٹھ بج گئے؟" چادر ایک طرف کو پھینکتا وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

آج تو میٹنگ ہے تمہاری باس لیڈی!" اُس نے ہنستے ہوئے تپتے تپتے انداز میں کہا تھا، جبکہ عریشہ نے منہ بنایا تھا۔۔۔

دونوں نے جلدی جلدی واشروم کارخ کیا،اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش شروع ہوگئی۔

پہلے میں جاؤں گی !"عریشہ نے ہاتھ میں تولیہ پکڑتے ہوئے کہا۔"

ارے تمہیں تو میک اپ کرنا ہوتا ہے، مجھے صرف شیونگ کرنی ہے !""""

مجتبیٰ نے مذاق میں زبان نکالی، مگر عریشہ نے تیز نظروں سے گھورا تو پیچھے ہٹ گیا۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے، لیڈی باس پہلے آپ۔۔"وہ مسکرا کر آئزل کے روم" کی جانب بڑھا، جبکہ وہ ذرا تفخر سے مسکراتی ہوئی واشروم میں جا کر بند ہوگئی تھی۔۔۔!"

کچھ دیر بعد خود وہ اپنی مکمل تیاری پر نگاہ ڈالتا روم میں آیا تھا، عریشہ ہنوز تیار ہونے میں مصروف تھی، اس نے اپنا کل والا ہی جوڑا پہنا تھا، جو وہ آفس پہن

کر آئی تھی۔۔ورنہ اتنے عرصے میں اس نے، کبھی اسے ڈریس ریپیٹ

کرتے نہیں دیکھا تھا۔۔ مجتبیٰ نے کچن کا رخ کیا۔وہ جلدی جلدی توے پر

آملیٹ ڈال رہا تھا،دوسری طرف ٹوسٹ مشین میں سلائس رکھ رہا تھا،اور

ساتھ ساتھ،ایک توس ساتھ ساتھ کھا بھی رہا تھا۔۔

""یار یہ باس لوگ تو بس آرڈر دینا جانتے ہیں، سارا کام تو بندہِ مزدور کے

سر!افف مجتبیٰ کیا قسمت پائی ہے۔۔"اس نے آملیٹ پلٹتے ہوئے زیر لب

کہا،پھر جلدی سے چائے کی کیتلی کا سوئچ آن کیا۔

مجتبیٰ!"عریشہ کی آواز کمرے سے آئی،"

"کافی ریڈی ہے؟"

مجتبیٰ نے جلدی سے جواب دیا،

جی باس! بلکل پانچ منٹ میں حاضر ہے!"اس نے دانت کچکچائے، باڈی"

گارڈ کے بجائے رات سے اپنا کک بنایا ہوا تھا۔۔۔

چند لمحوں بعد عریشہ پوری تیاری کے ساتھ کچن میں داخل ہوئی، بالکل

پروفیشنل لک میں، مگر آنکھوں میں ہلکی سی سُستی کی جھلک واضح تھی۔ شاید

وہ رات ٹھیک سے سو نہیں پائی تھی۔

واہ، تم نے تو ناشتہ بھی بنادیا؟"اس نے حیرانی سے کہا۔"

جی باس، آج کے بعد میرا پروموشن تو بنتا ہے نا؟"مجتبیٰ نے شرارت سے"

کہا۔

عریشہ نے مسکراتے ہوئے ایک کپ اٹھایا۔۔۔

"!آفس میں دیکھوں گی، تمہاری پرفارمنس۔۔"

دونوں جلدی جلدی ناشتہ کر رہے تھے، مگر ان کی ہنسی اور باتوں سے ماحول ایک دم ہلکا پھلکا لگ رہا تھا۔ باہر کار کا ہارن بجا، اور دونوں نے گھڑی دیکھی۔۔

"اوہ نو، دیر ہو گئی۔۔۔ مصطفٰی کی گاڑی ڈرائیور سمیت اسے پک کرنے آچکی تھی۔۔ پتہ نہیں وہ ان گلیوں میں گاڑی کیسے لے کر آگیا تھا۔۔ !"

"چلو مجتبیٰ میں چلتی ہوں، باس دیر نہیں کرتی!" عریشہ نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گئی، مجتبیٰ اس کے پیچھے بھاگتا ہوا آیا تھا۔ تاکہ اپنے سامنے گاڑی میں بیٹھا سکے۔۔۔

"باس! کم از کم لفٹ تو دے دو۔۔" اس بار اس نے شرارت سے کہا تھا۔

' صرف پانچ منٹ ہیں تمھارے پاس، کار میں آکر بیٹھ جاؤ۔۔' اس نے بھی مسکراہٹ دباتے حکم صادر کیا تھا۔ جبکہ مجتبیٰ نے ذرا خشمگیں

نگاہوں سے گھورتے لوٹ کر تیزی سے پورا گھر لاک کیا تھا۔اور ساتھ ہی گاڑی میں آکر بیٹھا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گاڑی تیز رفتاری سے شہر کی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ صبح کی ہلکی ٹھنڈی ہوا نے ماحول کو خوشگوار بنایا ہوا تھا، مگر عریشہ کی پیشانی پر فکر کی ہلکی لکیریں نمایاں تھیں۔

مجتبیٰ،اس کے ساتھ ہی بیک سیٹ پر بیٹھا، مصروف سے آنداز میں، موبائل پر میلز چیک کر رہا تھا۔

’’آج کا دن کچھ عجیب سا لگ رہا ہے۔ایسا لگ رہا ہے، جیسے کچھ ہونے والا ہے۔۔‘‘عریشہ نے اچانک کہا۔

’’کچھ بھی نہیں ہے عریشہ۔ریلیکس کریں۔۔‘‘مجتبیٰ نے مسکرا کر جواب دیا۔

ابھی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا

گاڑی کے دائیں طرف گولیاں لگیں۔ڈرائیور گھبرا کر زور سے بریک لگا کر

گاڑی کنٹرول کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔۔

’’یہ کیا؟‘‘ عریشہ کے منہ سے گھبرائی ہوئی چیخ نکلی،اس نے جلدی

سے اپنا بیگ پکڑ کر خود کو جھکا لیا۔مجتبیٰ نے فوراً اُسے اپنی طرف کھینچ لیا

تھا۔ساتھ ہی خود بھی تھوڑا نیچے کو جھک گیا تھا۔۔۔

’’مجتبیٰ پلیز سر نیچے کر لو۔۔‘‘ وہ جو باہر جھانکنے کی کوشش میں تھا کہ

عریشہ کی آواز پر ٹھہرا۔۔۔

ڈرائیور نے حاضر دماغی دکھاتے ہوئے گاڑی کی اسپیڈ تیزی سے بڑھادی۔

مجتبیٰ نے ایک بار پھر کھڑکی سے باہر جھانکنے کی کوشش کی تو دور ایک موٹر

بائیک پر سوار دو افراد فائرنگ کرتے نظر آئے۔یہ سڑک خالی تھی۔ایک دکا

ہی گاڑی گزر رہی تھی۔۔اور اب تو شاید سب نے اپنا روٹ تبدیل کر لیا تھا۔۔اب سڑک پر صرف انھی کی گاڑی نظر آ رہی تھی۔۔

' ' یار یہ کیا مصیبت ہے !"مجتبیٰ نے دانت پیستے ہوئے کہا،اور عریشہ کو مزید نیچے دھکیل دیا۔" کچھ نہیں ہو گا،پر سکون رہو۔

عریشہ کی سانسیں تیز ہو چکی تھیں، وہ کانپ رہی تھی۔

یہ۔۔۔یہ کوئی عام حملہ نہیں تھا مجتبیٰ۔۔۔یہ میرا کزن ہو سکتا" "ہے۔۔۔پہلے بھی دھمکیاں دے چکا ہے۔۔

کیا؟"مجتبیٰ نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا،"

تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ کہ وہ اس حد تک بھی جا سکتا ہے۔۔اور تم کہہ " "رہیں تھیں، کہ وہ ایک اچھا آدمی ہے۔" وہ تاسفی آنداز میں بولا تھا۔

ڈرائیور نے گاڑی ایک مخالف سڑک پر چڑھا دی اور پوری طاقت سے رفتار تیز کر دی۔ پیچھا کرنے والی بائیک تھوڑی دیر بعد پیچھے رہ گئی، اور پھر ایک موڑ پر غائب ہو گئی۔

چند منٹ بعد جب سب کچھ پُر سکون ہوا، ڈرائیور نے گاڑی آہستہ کی۔ عریشہ اب بھی کانپ رہی تھی، اور مجتبیٰ نے اِس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔

بس، ختم ہو گیا۔ تم ٹھیک ہو؟“ اس نے دھیرے سے پوچھا۔ ’ ’

عریشہ نے سر ہلایا مگر آنکھوں میں خوف صاف نظر آ رہا تھا۔

یہ سب مجھے ڈرانے کے لیے تھا، مگر اب بہت ہو گیا۔۔۔ میں خاموش نہیں " بیٹھوں گی۔“

مجتبیٰ نے گہری سانس لی اور سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"تم اکیلی نہیں ہو، عریشہ۔اس بار ہم دونوں مل کر جواب دیں گے۔"

گاڑی شہر کی رونق میں دوبارہ داخل ہو چکی تھی، مگر اب دونوں کے دل میں ایک نیا عزم جنم لے چکا تھا۔

گاڑی جیسے ہی آفس کی پارکنگ میں رُکی، عریشہ نے دروازہ کھولا اور جلدی سے اَندر کی طرف بڑھ گئی۔اس کا چہرہ ابھی تک خوف اور غصے سے سُرخ ہو رہا تھا۔ مجتبیٰ نے ایک لمحے کو اُسے دیکھا، مگر کچھ کہے بغیر اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف چل دیا۔

عریشہ سیدھا مصطفیٰ کے آفس میں پہنچی۔

’’یہ کیا حال بنایا ہوا ہے تم نے؟سب خیریت تو ہے؟"مصطفیٰ اپنی کرسی سے اٹھ کر حیرت ست استفسار کرتا نزدیک آیا۔

عریشہ نے گہری سانس لی اور کرسی پر بیٹھتے ہی ساری بات جلدی جلدی سنا دی۔ مصطفیٰ کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ سرخ ہوتا جارہا تھا۔اس نے میز پر زور سے ہاتھ مارا،

"کیا بکواس ہے یہ! تمہیں ڈرانے کی کوشش؟اور تم اتنی بڑی بات لے کر ابھی آفس آگئی ہو؟پولیس میں رپورٹ کیوں نہیں کی؟"

’’میں۔۔۔میں ڈر گئی تھی، مصطفیٰ۔سوچا پہلے تم سے مشورہ کرلوں،" عریشہ نے کمزور لہجے میں کہا۔

مصطفیٰ نے غصے سے کمرے میں ٹہلنا شروع کردیا تھا۔۔۔ایک کے بعد ایک مسلہ،اس کی جان ہی نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔

"یہ سب اب برداشت سے باہر ہے عریشہ! یہ سیدھی سیدھی کرمنل ایکٹ ہے۔ ہم ابھی کے ابھی لیگل ایکشن لیں گے۔ تمہارے کزن کو اس کی اوقات دکھانی پڑے گی۔۔"

عریشہ نے سر جھکا کر کہا۔۔۔

"وہ اپنے اثر ورسوخ کا فائدہ اُٹھا رہا ہے، تم جانتے ہو۔ مصطفیٰ رک کر اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔

"اور تم جانتی ہو کہ میں قانون کی زبان بہت اچھے سے سمجھتا ہوں۔ تم بس مضبوط رہو، باقی سب مجھ پر چھوڑ دو۔"

مجتبیٰ باہر ہال میں اپنی ڈیسک پر بیٹھا فائلوں میں الجھا ہوا تھا، سر جھکائے کام میں مگن۔ اس کا دماغ گلاس آفس میں موجود ان دو لوگوں میں الجھا ہوا تھا۔ کچھ سنائی تو نہیں دے رہا تھا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ آندر کا ماحول خاص مضطرب

ہے۔۔۔وہ جان کر خود کو مصروف ظاہر کر رہا تھا۔۔۔جبکہ مصطفیٰ نے تیزی سے اپنا موبائل اُٹھا کر کان سے لگایا تھا۔۔

میں ابھی اپنے لیگل ہیڈ سے بات کرتا ہوں۔آج ہی ایف آئی آر درج" "ہو گی۔

عریشہ نے گہری سانس لی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔دل میں خوف تو تھا، مگر مصطفیٰ کے الفاظ نے اُسے تھوڑا حوصلہ ضرور دیا تھا۔

دوپہر کا وقت ہو چکا تھا۔آفس کا ماحول لنچ بریک کی وجہ سے تھوڑا پر سکون ہو گیا تھا۔لوگ اپنے اپنے لنچ باکس کھول کر گپ شپ کر رہے تھے۔عریشہ، جو صبح سے مسلسل تناؤ میں تھی، اپنی کرسی پر تھکی ہوئی سی بیٹھی تھی۔اچانک اس کے دماغ میں جھٹکے کی طرح ایک خیال آیا۔

اوہ نو! "اس نے ہڑ بڑا کر فون اٹھایا،

''آنٹی کی فلائٹ۔۔

وہ جلدی جلدی فون کی کانٹیکٹ لسٹ میں نمبرز ڈھونڈنے لگی۔ خود سے بڑ بڑا رہی تھی۔۔

آج آنٹی کی پاکستان کی فلائٹ تھی۔۔اور وہ سیدھا مصطفیٰ کے گھر آرہی تھیں۔۔میں تو بھول ہی گئی تھی "!

فون ملاتے ہوئے اس کی انگلیاں کپکپا رہی تھیں۔ دوسری طرف بیل جا رہی تھی مگر کوئی جواب نہیں آیا۔اس نے جھنجھلا کر فون رکھا اور مصطفیٰ کے آفس کی طرف لپکی۔

مصطفیٰ اپنے آفس میں بیٹھا میلز چیک کر رہا تھا۔ دروازہ زور سے کھلا تو وہ چونک گیا۔

کیا ہوا اب ؟" مصطفیٰ نے گھبرا کر پوچھا۔ "

ماں کی فلائٹ ! وہ آج آ رہی تھیں نا؟ میں تو بالکل بھول گئی !" عریشہ ' ' کی آواز میں گھبراہٹ صاف جھلک رہی تھی۔

مصطفیٰ نے فوراً اپنا فون اٹھایا اور گھر پر کال ملائی۔ تھوڑی دیر بعد فون اٹھایا گیا تو مصطفیٰ نے سکون کی سانس لی،

کیا ہوا؟" اس نے موبائل بند کیا تو وہ ہونک ہوئی۔ ' '

میں نے ڈرائیور کو ریمائینڈر دے دیا ہے۔۔ وہ وقت پر آئیر پورٹ

پہنچ جائے گا تم ریلیکس کرو۔۔۔" وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی تھی۔۔۔ کہ

جبھی اس کے فون کی اسکرین پر مجتبیٰ کا میسج آیا۔۔

"لنچ نہیں کرو گی؟ کینٹین میں سب جا رہے ہیں۔"

عریشہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ فون جیب میں رکھا اور کہا،

میں لنچ کر کے آتی ہوں، باقی باتیں بعد میں۔" مصطفیٰ ذرا چونکا پھر

شرارت سے مسکرایا۔۔ کیونکہ اس نے اسے ساتھ چلنے کا نہیں کہا تھا۔۔۔

مصطفیٰ نے شرارت سے کہا۔۔۔

"ہاں ہاں، جاؤ۔۔۔ اور اپنے شوہر صاحب کو بھی ساتھ لے جاؤ، بی چارے کو

باڈی گارڈ ہی سمجھ لیا ہے تم نے تو۔۔" وہ قہقہہ لگا گئی۔۔۔

نخریلا باڈی گرڈ پلس شوہر ہے میرا۔۔زبردستی ساتھ لے کر جانا پڑے"
گا۔۔“وہ آفس سے باہر نکلتی جوابی کارروائی کرنا ہرگز نہیں بھولی تھی۔۔

وہ اسے میسج کرتی سیدھا آفس سے باہر نکل گئی تھی۔۔اسکا ارادہ قریبی
رَسٹورینٹ میں جانے کا تھا۔البتہ عریشہ پہلے ہی لوکیشن پر پہنچ چکی تھی۔۔

’ ’ السلام علیکم مادام!“وہ ساتھ آکر بیٹھتا خوشی دلی سے بولا تھا۔۔

’ ’ وعلیکم السلام! کیا کھاؤ گے؟“وہ مینو کارڈ کے صفحات پلٹ رہی
تھی۔۔

’ ’ آج آپ کی مرضی کا کھالیتے ہیں۔ مگرہاں بل میں پے
کرونگا۔“اس نے پہلے ہی یقین دہانی کرائی تھی۔

’’دیکھ لو۔۔ بعد میں یہ مت کہنا کہ میں ایک غریب باڈی گارڈ ہوں۔۔‘‘ وہ شرارت سے بولی تو اس نے ذرا خشمگیں نگاہوں سے گھورا تھا۔

’’کم آن!‘‘ وہ سر جھٹک کر مسکرا دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اسکی جیب دیکھتے ہوئے جسٹ مین کورس کا آرڈر دے چکی تھی، ساتھ میں سادہ پانی۔ تاکہ اسکے بجٹ پر گراں نہ گرے۔۔۔

’’سر سے بات کی آپ نے؟‘‘ آرڈر سرو ہو چکا تھا، جبھی وہ سنجیدگی سے بولا۔

’’ہاں! مصطفٰی نے کہا ہے وہ دیکھ لے گا۔۔ آج میری مما آرہی ہیں آسٹریلیا سے، تو میں مصطفٰی کے ساتھ گھر ہی جاؤنگی۔ تم مائینڈ تو نہیں کرو گے؟‘‘ اس کا چہرہ بجھ سا گیا تھا کہ عریشہ کے پوچھنے پر فوری اپنے تاثرات بحال کئے تھے۔

نہیں کوئی ایشو نہیں ہے۔۔" وہ دھیمی مسکراہٹ سمیت بولتا، اب کھانے میں مشغول ہو گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ائیر پورٹ کے باہر ہلکی ہلکی ہلچل تھی۔ لوگ اپنے پیاروں کو لینے کے لیے جمع تھے۔ بڑی بڑی سوٹ کیسز کے ساتھ ایک خاتون، جن کے چہرے پر غرور اور خود اعتمادی صاف جھلک رہی تھی، باہر آئیں۔ گہرے رنگ کی ساڑھی، بڑے بڑے سن گلاسز اور ہاتھ میں مہنگا ہینڈ بیگ۔۔۔

سامنے ایک کالے رنگ کی شاندار گاڑی انکی منتظر تھی۔ ڈرائیور نے فوراً باہر نکل کر لپک کر دروازہ کھولا اور مودبانہ انداز میں کہا،

"میڈم، آپ کے لیے مصطفیٰ صاحب نے بھیجا ہے۔

ماہین بیگم نے اپنی سن گلاسز کے اوپر سے سرسری نگاہ ڈالی پھر ایک ادا سے ذرا

"ناک سکیڑی۔۔۔

بڑے ناز سے، اپنے آپ کو سنبھالتی ہوئی وہ گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ڈرائیور نے

جلدی سے دروازہ بند کیااور ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

گاڑی نے آہستہ آہستہ رفتار پکڑی تو ماہین بیگم نے اپنے بیگ سے فون نکالا اور

غصے میں نمبر ملانے لگی۔

عریشہ ! میں پہنچ گئی ہوں۔امید ہے کہ رہائش تم نے میری عزت کے "

مطابق رکھی ہو گی ؟" دوسری طرف عریشہ کی پرسکون آواز آئی،

"جی آنٹی، سب اریجمنٹ ہو چکا ہے۔ آپ آرام سے پہنچ جائیں گھر، پھر بات کرتے ہیں۔"

ماہین بیگم نے ہنکارہ بھرا،

"ہمم... امید کرتی ہوں۔"

فون بند کرتے ہی وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگیں۔ دل ہی دل میں وہ بہت کچھ سوچ رہی تھیں۔۔

مصطفیٰ آفس کی کھڑکی کے پاس کھڑا فون کان سے لگائے نرم آواز میں بول رہا تھا۔ باہر شام کی خنک ہوا چل رہی تھی، مگر اس کے لہجے میں ہمیشہ کی طرح کی محبت پنہاں تھی۔۔

' ' ثمرہ۔۔۔آپ میری بات سن رہی ہیں؟ ' '

دوسری طرف ثمرہ کی ہنستی ہوئی آواز آئی۔۔تو وہ ذرا خفگی سے بولا۔۔۔شاید وہ کچن میں تھی۔وہ اسکی کم سن رہی تھی۔اور ملازمہ کی زیادہ۔۔۔

جی جناب، خیریت؟آج آفس میں اتنی فرصت کہاں سے نکالی؟ ' '

مصطفیٰ نے ہلکی سی مسکراہٹ دبائی،

یار!اصل بات یہ ہے کہ آنٹی۔۔یعنی عریشہ کی امی، تھوڑی دیر میں گھر" "پہنچنے والی ہیں۔میں نے ڈرائیور کو ائیرپورٹ بھیجا تھا، وہ لے کر آرہا ہے۔

ثمرہ کی آواز میں ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی، پھر اس نے سنجیدگی سے پوچھا،

"اوہ اچھا، کب تک پہنچ جائیں گی؟"

مصطفیٰ نے اپنی گھڑی دیکھی،

بس آدھے گھنٹے تک۔ پلیز، دیکھ لو ان کا اچھا سا استقبال ہو۔۔۔ وہ ذرا مغرور" طبیعت کی ہیں۔ سو۔۔۔

اوکے اوکے! ویسے تو میں نے سارے ارینجمنٹس کرا دیئے ' ' تھے۔۔ مگر پھر بھی میں اور دیکھ لو نگی۔۔ فکر نہ کریں۔" اس نے مطمئن آنداز میں کہا تھا۔۔۔

اوہ تھینک یو سوئیٹ ہارٹ!" وہ مسُرور ہوا۔۔ ' '

اچھا بس بس، اتنی تعریفیں نہ کریں۔۔ ' '

اچھا ثمرہ، رات کے ڈنر کا مینیو بھی دیکھ لیجیے گا۔۔ کوشش کیجیے گا کہ ' ' سب کچھ دیسی نہ ہو۔۔۔ باقی عریشہ سے کال کر کہ پوچھ لیں کہ انھیں کیا پسند ہے۔۔"

جی جی آپ بے فکر رہیں، میں دیکھ لونگی۔۔آپ لوگ گھر کب تک آئینگے؟'' اب وہ پوچھ رہی تھی۔

اہمم! آج کچھ اہم میٹنگز ہیں میری۔۔پہلے وہ بھگتالوں شاید کچھ دیر ہو جائے کیونکہ آج سائٹ کا وزٹ بھی ہے۔'' وہ اپنے شیڈول سے آگاہ کر رہا تھا۔۔تو وہ مزید کچھ باتیں کرتی الوداعی کلمات ادا کرتی موبائل بند کر چکی تھی۔۔۔

اہان اپنے آفس کے کیبن میں صوفے پر بیٹھا سگریٹ سلگائے گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔سامنے کی میز پر موبائل رکھا تھا جو اچانک وائبریٹ ہونے لگا۔اس نے چونک کر فون اٹھایا، سکرین پر اپنے خاص آدمی کا نام جگمگا رہا تھا۔

ہاں بولو، کیا خبر ہے؟" اہان نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔"

دوسری طرف سے دبے دبے لہجے میں رپورٹ دی گئی،

"سر، جیسا آپ نے کہا تھا، ہم نے عریشہ میڈم کی گاڑی کو فالو کیا... لیکن ایک عجیب بات ہوئی۔"

اہان کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں،

"کیا مطلب؟ صاف صاف بتاؤ۔"

"سر، عریشہ میڈم اپنے دوست مصطفیٰ کی گاڑی میں تھیں۔ لیکن گاڑی میں ایک اور بندہ بھی تھا۔۔

اہان کا دل ایک پل کو رک سا گیا۔اس نے سگریٹ کی راکھ جھاڑی اور کڑے لہجے میں بولا۔۔

'' کون تھا؟ پتہ لگا یا؟

’’جی! وہ میڈم کے آفس میں ہی کام کرتا ہے۔۔ ’ ’

سر، بات یہ ہے کہ گاڑی آفس کے معمول کے روٹ پر نہیں جا رہی تھی۔"

روٹ کچھ مختلف تھا... ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی اور راستے سے نکال رہے ہوں۔

شاید سیکورٹی کی وجہ سے یا... کچھ اور۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ عریشہ میڈم نے

"’’اس شخص کو لفٹ وغیرہ دی ہو گی۔۔۔

اہان نے آنکھیں میچ کر گہری سانس لی۔ دل میں ایک انجانی سی الجھن جاگ

اٹھی۔ کچھ دیر تک خاموشی چھائی رہی، پھر وہ آہستہ سے بولا،

"تمہیں پورا یقین ہے کہ وہ گاڑی مصطفیٰ کی تھی؟"

"جی سر، بالکل۔ نمبر پلیٹ کی بھی کنفرمیشن کی ہے۔"

اہان کی مٹھی بھینچ گئی۔ نظریں خلا میں گھورنے لگیں۔

عریشہ... مصطفیٰ...اور وہ لڑکا... تینوں اکٹھے ؟اور روٹ بھی الگ؟ وہ سوچ بچار میں گم تھا۔۔ کیونکہ وہ مہروز صاحب کے کہنے پر فائرنگ تو کرا چکا تھا۔۔ مگر در حقیقت وہ ایسا چاہتا نہیں تھا۔۔۔

ٹھیک ہے، تم نظر رکھو۔ مجھے ہر اپڈیٹ چاہیے، ہر حرکت پر نظر رکھو۔""

اہان نے حکم دیا۔

اوکے سر، جیسا آپ کہیں۔" کہہ کر کال بند ہو گئی۔"

اہان نے فون میز پر رکھا اور کرسی کی پشت سے سر ٹکالیا۔ آنکھیں بند کرتے ہی ذہن میں مختلف سوال گردش کرنے لگے۔

' ' یہ سب کیا چل رہا ہے؟ عریشہ کس کے ساتھ تھی۔۔ پاکستان میں تو اور کوئی ملنے والا نہیں ہے۔۔ مگر مصطفیٰ کی گاڑی میں کیوں؟ اور روٹ بدلنے کی کیا ضرورت تھی؟

شک، تجسس اور بے چینی... سب مل کر اس کے دل و دماغ کو جکڑنے لگے تھے۔ وہ جانتا تھا، معاملہ صرف اتفاق نہیں تھا... کچھ تو ایسا تھا جو اس کی نظروں سے اوجھل تھا۔۔ یقیناً عریشہ کچھ پلاننگ کر رہی تھی۔۔

گھر کے لان میں ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی، اور دوپہر کی دھوپ آسمان پر مدھم سی بکھری ہوئی تھی۔ ثمرہ کا دل آج کچھ خاص تیز دھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی اور کبھی دروازے کی طرف۔ مصطفیٰ نے صبح آفس سے فون کر کے سختی سے تاکید کی تھی کہ

"ثمرہ، آج کے مہمان بہت اہم ہیں، استقبال میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے!"

ثمرہ نے گھر کے ہر کونے کو سجادیا تھا، ڈرائنگ روم کی خوشبودار موم بتیاں، تازہ پھولوں کے گلدستے، سب کچھ بہترین انداز میں سجا تھا۔ آج اُس نے خود بھی خاص اہتمام کیا تھا۔ ہلکی سی گلابی شلوار قمیض، نفیس جیولری اور بالوں میں ہلکی سی سیٹنگ، تاکہ آنٹی پر انکا ایک اچھا امپریشن پڑے۔۔۔

آنٹی ! بھی اُس کے ساتھ لان میں آکر کھڑی ہوگئیں۔ اُن کے ' ' چہرے پر بھی معمول کی شرافت اور وقار موجود تھا، مگر ثمرہ کے دل میں جو جوش اور گھبراہٹ تھی وہ چھپائے نہ چھپ رہی تھی۔ نجانے ایسا کیا تھا۔۔ وہ صبح سے گھبراہٹ میں مبتلا تھی۔۔۔

ثمرہ بیٹا، بس گاڑی آتی ہی ہوگی۔۔" زنیرہ بیگم نے نرمی سے کہا اور ہلکا سا" مسکرا کر اپنے دوپٹے کو سنبھالا۔

ثمرہ نے گہری سانس لی، دل ہی دل میں دُعائیں مانگتی رہی کہ سب خیر و عافیت سے گزرے۔ اتنے میں گاڑی کے ٹائروں کی آواز سنائی دی۔ ثمرہ نے بے اختیار ایک قدم آگے بڑھایا، نظریں دروازے پر جم گئیں۔ گاڑی دھیرے سے رکی، اور ڈرائیور نے دروازہ کھولا۔ تو پیچھے سے ایک ماڈرن سی خاتون باہر آئی تھیں۔۔ ایک لمحہ لگا تھا شناسائی کے مرحلے طے ہونے میں۔۔۔ لمحے جیسے تھم گئے تھے۔

ثمرہ کی نگاہ جیسے ہی اُس چہرے پر پڑی، اُس کے پورے وجود میں سنّاٹا سا چھا گیا۔ آنکھیں پتھر کی مانند کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ سانس جیسے ایک پل کو رُک گیا۔ وہ عورت۔۔۔ جنھیں دیکھنے دیکھنے کی اُس نے کبھی خواہش نہیں کی تھی، پتہ نہیں کیوں، اس چہرے سے اتنی نفرت ہو گئی تھی۔۔ آج اچانک سامنے آگئی تھیں۔۔

اُس کے قدموں تلے زمین نکل گئی۔ لب کپکپا کر خاموش ہو گئے، آواز کہیں گم ہو گئی۔ اُس کے ہاتھ میں پکڑا دوپٹہ بے جان ہو کر لٹک گیا، اور آنکھوں میں ایک انجانی سی حیرت اور خوف اتر آیا تھا۔۔

سامنے کھڑی عورت، جو کار سے اتری تھی، اُسی چہرے کی مالک تھی جو ثمرہ کے ماضی کی سب سے تلخ یادوں سے جُڑا تھا۔ ایک مانوس مگر زخم دینے والا چہرہ... آنکھوں میں غرور، لبوں پر طنزیہ ہنسی، اور وہی مخصوص انداز جس نے ثمرہ کو برسوں تک بے سکون رکھا تھا۔ وہ اب مسکرا کر زنیرہ بیگم سے مل رہی تھیں۔

' '
یہ۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" ثمرہ کے دل نے چیخ کر کہا، مگر لبوں سے کوئی آواز نہ نکلی۔ اُس کے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہونے لگیں تھیں۔ قدم پیچھے ہٹنے لگے جیسے زمین پر کھڑے رہنے کی طاقت بھی چھین لی گئی ہو۔۔۔

اسکے آنداز پر زنیرہ بیگم نے حیرت سے ثمرہ کی طرف دیکھا،

"ثمرہ بیٹا، کیا ہوا؟ سب خیریت تو ہے نا؟"

مگر ثمرہ تو جیسے سن ہی نہیں پارہی تھی۔ پتھرائی آنکھوں سے وہ بس اس عورت کو دیکھے جارہی تھی۔۔۔ وہ عورت آگے بڑھی اور سرسری سی نظر ڈال کر بے تاثر لہجے میں بولی۔۔

' ' السلام علیکم!

ثمرہ کے کانوں میں اُن کی طنزیہ آواز گونجی تو دل کی دھڑکن ایک لمحے کو تھم سی گئی۔ اُس نے بے اختیار زنیرہ بیگم کا تھام لیا تاکہ گر نہ جائے۔ پورا وجود کانپنے لگا تھا۔

ثمرہ بیٹا! مجھے تمھاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔ تم ' ' '
جاؤ، جا کر آرام کرو۔۔

''آیئے اندر چلیں۔

ثمرہ ابھی بھی ہلکی سی کپکپاہٹ کے ساتھ کھڑی رہی۔ دل و دماغ کی جنگ عروج پر تھی۔ وہ منظر، وہ چہرہ، سب کچھ اسے کسی خوفناک خواب کی طرح لگ رہا تھا۔

آنکھوں میں سوال تھے، دل میں خوف، اور وجود میں ایک عجیب سی بے بسی۔

وہ لمحہ، جس نے سب کچھ بدل دیا تھا۔

آفس میں شام کی رُوشنی دِھیرے دھیرے مدھم ہو رہی تھی۔ عریشہ اپنے کیبن میں بیٹھی کچھ فائلز دیکھنے میں مگن تھی کہ دروازہ ہلکے سے ناک ہوا۔ سر اُٹھایا تو نظر سامنے گئی تھی، مصطفیٰ چہرے سے سنجیدگی سجائے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ چہرے پر ہلکی سی سنجیدگی تھی، اور آنکھوں میں کچھ الجھن بھی۔

' ' عریشہ، فری ہو؟ مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے،" وہ آکر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عریشہ نے فائل بند کی اور اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا،

' ' جی مصطفیٰ صاحب! سب خیریت ہے؟" وہ سوالیہ آنداز میں گویا ہوا تھا۔

مصطفٰی نے گہری سانس لی،

' ' دیکھو عریشہ، تمہیں پتہ ہے آج جو کچھ ہوا ہے... وہ کوئی چھوٹی بات

نہیں تھی۔ فائرنگ کا واقعہ آسانی سے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اب تمھارا

کزن اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس کو لگامیں ڈالی دی

جائیں۔ ''"

عریشہ نے لب بھینچتے ہوئے ہلکا سا سر ہلایا،

"ہاں، میں جانتی ہوں۔ مگر وہ یہ سب صرف ڈرانے کی کوشش میں کر رہا

ہے، کچھ اور نہیں۔ ''

مصطفٰی نے نظریں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔۔

’’چاہے جو بھی تھا، احتیاط ضروری ہے۔اس لیے میں پوچھنے آیا ہوں

کہ تم آج میرے ساتھ گھر چلو گی یا مجتبیٰ کے ساتھ واپس جاؤ گی؟‘‘

عریشہ کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئی۔ایک طرف دل میں مجتبیٰ کے ساتھ واپسی کی عادت سی ہو گئی تھی، دوسری طرف مصطفٰی کی فکر۔باہر ہلکی ہلکی بارش پھر سے شروع ہو گئی تھی، کھڑکی پر پانی کی بوندیں تھپ تھپ کی آواز کے ساتھ گر رہی تھیں۔رات کے بعد سے ایک بار پھر موسم کے تیور بگڑنے لگے تھے۔

’’تمہیں لگتا ہے کہ ابھی بھی خطرہ باقی ہے؟‘‘عریشہ نے آہستگی سے پوچھا۔

مصطفٰی نے فوراً جواب دیا۔۔۔

’’بالکل۔ جب تک ہم لوگ لیگل ایکشن نہیں لیتے اور پولیس حرکت میں نہیں آتی، تب تک احتیاط بہتر ہے۔‘‘

عریشہ نے نظریں جھکا کر میز پر انگلیاں چلائیں، پھر ہلکے سے بولی،

’’مجتبیٰ بھی تو ساتھ ہے‘‘

مصطفیٰ نے نرمی سے کہا،

"ہاں، میں جانتا ہوں۔ مگر وہ اکیلا تمہیں پروٹیکٹ نہیں کر سکتا، نہ ہی اس کی ذمہ داری ہے۔ دیکھو، یہ تمہارا معاملہ ہے، اور تمہاری سیفٹی میری پہلی ترجیح ہے۔ اس لیے بتاؤ، کیا فیصلہ ہے؟"

عریشہ نے گہری سانس لی،

"اچھا، ایسا کرتے ہیں آج تو مام بھی آئی ہوئی ہیں میں تمھارے ساتھ چلتی ہوں مگر پھر بعد میں مجتبیٰ کے ساتھ ہی جاؤں گی، لیکن اس بار تم اپنے سیکورٹی گارڈز کو بھی ہمارے ساتھ بھیج دو۔ تاکہ دونوں طرف سے احتیاط رہے۔"

مصطفیٰ کے چہرے پر ہلکی سی تسلی کی جھلک آئی،

"ٹھیک ہے، یہی بہتر ہے۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔ اور پلیز... کل کے بعد تم ہرگز اکیلی کہیں نہیں جاؤ گی، یہ میری سخت ہدایت ہے۔"

عریشہ نے ہلکا سا مسکرا کر سر ہلایا،

"ٹھیک ہے باس، جیسا آپ کا حکم۔"

مصطفیٰ نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا،

باس صرف آفس میں ہوں، باہر تو دوست ہوں...اور دوست کی حیثیت "

"سے تمہاری حفاظت میرا فرض ہے۔

عریشہ نے مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا، دل میں ایک عجیب سی طمانیت اور الجھن کا امتزاج سا محسوس کرتے ہوئے۔۔۔ پھر وہ سر جھٹک گئی تھی۔۔

گھر کی فضا میں بے چینی سی چھائی ہوئی تھی۔ جبران صاحب کے بنگلے کے ڈرائنگ روم میں ہلکی سی مدھم روشنی جل رہی تھی، مگر ماحول میں گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی۔ فرناز صوفے پر دونوں بازو سینے پر لپیٹے بیٹھیں تھیں، آنکھوں میں غصے کی چمک اور ماتھے پر بل صاف جھلک رہے تھے۔

آپ کو ذرا پرواہ بھی ہے؟" وہ اچانک دھاڑیں، "

ہم سب کس حال میں ہیں، آپ کو صرف کورٹ کی پیشی کی فکر ہے"

جبران صاحب، جو چند لمحے پہلے سے چپ چاپ سامنے کرسی پر بیٹھے تھے، اپنی عینک اُتار کر ماتھے پر رکھی تھی۔۔ان کی آنکھوں میں ایک تھکاوٹ اور بوجھ کی گہرائی نظر واضح تھی۔

"فرناز، پلیز۔۔۔اَب تم مت شروع ہو جانا۔۔تم دیکھ رہی ہو نا کہ میں شارق کی وجہ سے کتنا پریشان ہوں، ثمرہ کی طرف سے مجھے الگ پریشانی لگی ہوئی ہے پھر قصویٰ وہ الگ ہی باغی ہو گئی ہے۔۔تم دیکھ رہی ہو نا، میں خود کتنا پریشان ہوں۔شارق کا معاملہ مذاق نہیں ہے۔قتل کا کیس ہے، تم سمجھتی ہو؟"

فرناز اُٹھ کھڑی ہوئی تھی،اَن کی آواز میں خفگی اور بے بسی گھل چکی تھی۔

"پریشان؟ آپ پریشان ہیں؟ آپ نے کبھی شارق کو سنبھالا ہوتا تو آج یہ دن

نہ دیکھنے پڑتے ! آپ کی لاپرواہی کی وجہ سے آج ہم عدالتوں کے چکر کاٹ رہے ہیں۔" وہ غرائی تھیں۔ "!

جبران صاحب پر ماتھے پر ناگواری کی شکن سی ابھری تھی، مگر وہ خود پر قابو کر گئے تھے۔۔

یہ وقت الزام دینے کا نہیں ہے فرناز۔ شارق ہمارا بیٹا ہے، اور ہمیں مل کر" اس کی مدد کرنی ہے۔ صبح عدالت میں سب کچھ صحیح سے ہینڈل کرنا ہوگا۔ "وکیل سے میری بات ہوگئی ہے، امید ہے کوئی راستہ نکلے گا۔

فرناز کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے، وہ عورت لیول کی ڈرامے باز تھی۔۔ مگر اُن کی آواز سخت رہی۔۔۔

آپ تو بس یہی کرتے رہیئے گا۔ اور آپ کا وہ داماد آپ کے بیٹے کو ' ' پھانسی کے پھندے پر چڑھادے گا۔۔" وہ پھنکار تھیں۔۔۔

دعا کرو فرناز۔۔۔بس دعا کرو کہ کل کا دن ہمارے حق میں گزرے، ورنہ "

"یہ لڑائی بہت لمبی ہو سکتی ہے۔

فرناز نے روتے ہوئے اپنے دوپٹے کے کونے سے آنکھیں پونچھیں، اور دھیرے سے صوفے پر بیٹھ گئیں۔ ساتھ ہی اب وہ جبران کو دلاسہ دے رہی تھیں۔۔

شام کی خنک ہوا آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ مصطفیٰ کی گاڑی پورچ میں آکر رکی تو عریشہ نے بے دلی سے پرس سنبھالا اور گاڑی سے اُتری۔ مصطفیٰ نے ایک نظر اس کے چہرے کی تھکن کو دیکھا اور خاموشی سے ساتھ ہو لیا۔ گیٹ پر حسبِ توقع ملازم کھڑے تھے مگر ثمرہ۔۔۔وہ نہیں تھی۔

عریشہ اور وہ ڈرائینگ میں داخل ہوئے تو عائشہ بیگم کو وہیں بیٹھے ہوئے پایا

تھا۔۔

''السلام علیکم، کیسی ہیں آپ؟ ' '

وعلیکم السلام، ٹھیک ہوں۔ ' '

اُنہوں نے سرد سے لہجے میں جواب دیا اور تنقیدی نظروں سے اسے سرتا "

پیر دیکھا، آنداز میں کوئی گرم جوشی نہیں تھی۔۔

مصطفیٰ نے ہمیشہ کی طرح خوش دلی سے آگے بڑھ کر ان کا پر خلوص انداز میں

حال احوال پوچھا تھا۔۔۔

''اسلام علیکم آنٹی، کیسی ہیں آپ؟"

''بیٹا میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کیسے ہیں۔ ' '

میں اللہ کا کرم!" اس نے ثمرہ کی کمی شدت سے محسوس کی تھی۔ ’ ’

"آپ یہاں آئیں، مجھے سچ میں خوشی ہوئی۔ اُمید ہے سفر آرام دہ گزرا تھا؟

وہ ذرا نرم ہو کر بولیں،

"جی، بس تھکا دینے والا تھا۔ مگر خیر، اللہ کا شکر ہے۔"

"آپ مما کے ساتھ گپ لگائیں، میں ذرا ری فریش ہو جاؤں۔ ’ ’

عریشہ خاموشی سے آگے بڑھ گئی، اس کا ارادہ روم میں جا کر مجتبیٰ کے گھر جانے کا تھا۔۔

ثمرہ؟ وہ کہاں ہے؟ یہ اس کا معمول تھا کہ وہ گیٹ پر خود استقبال ’ ’ کرتی تھی، مگر آج... وہ نہیں آئی تھی۔۔ اُسے کچھ عجیب لگا تھا۔۔

مصطفیٰ نے خود کو سنبھالا اور پھر مسکراتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔ عریشہ کی ماں نے سر سری انداز میں کچھ باتیں کیں، جن کا جواب دیتا وہ اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

\-

مصطفیٰ کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ پورے گھر میں نظریں دوڑاتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا تو دل میں ایک انجانی سی گھبراہٹ سر اٹھا رہی تھی۔

اس نے ملازمہ سے پوچھا،

"بی بی کہاں ہیں؟" مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔ قدم تیزی سے بڑھاتے ہوئے وہ اپنے بیڈ روم کی طرف آیا۔ دروازہ ہلکے سے دھکا دیا تو وہ آہستہ سے کھل گیا۔

اندر کا منظر دیکھ کر مصطفیٰ کا دل دھک سے رہ گیا۔

ثمرہ کمرے کے کونے میں فرش پر بیٹھی تھی، اپنے گھٹنوں میں سر دیے ہوئے، بال بکھرے ہوئے، اور ساری روشنی جیسے اس کے اندر کی خاموشی میں دب سی گئی تھی۔ آنکھوں کے گرد سوجن اور چہرے پر نمی کے نشان صاف بتا رہے تھے کہ وہ بہت رو چکی ہے۔ مگر اب۔۔۔ ایک گہری خاموشی نے اسے جکڑ رکھا تھا۔

ثمرہ۔۔۔" مصطفیٰ کی آواز ٹوٹ کر نکلی، وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس کے " "قریب بیٹھ گیا۔" یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے؟

ثمرہ نے سر نہیں اٹھایا، بس ایک ہلکی سی لرزش اس کے شانوں میں دوڑ گئی۔ مصطفیٰ نے نرمی سے اس کا بازو تھاما، " ثمرہ، میری جان، دیکھو میری "طرف۔۔۔ کیا ہوا ہے؟ تم نے مجھے اتنا پریشان کر دیا ہے۔

ثمرہ نے آہستہ سے سر اٹھایا، آنکھیں سرخ تھیں اور چہرے پر ایسی تھکن تھی جیسے دل کا بوجھ اب زبان پر لانے کی سکت نہ بچی ہو۔اس نے ہلکی سی نظر مصطفیٰ پر ڈالی اور پھر نظریں چرالیں۔

مصطفیٰ نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔۔

"کیا بات ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟ کچھ کہا کسی نے؟ یا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی؟"

ثمرہ نے دھیرے سے سر ہلایا، جیسے الفاظ کہیں گم ہو گئے ہوں۔پھر بمشکل بولی، "نہیں... کچھ نہیں۔بس۔۔۔ مما اور بابا کی یاد آ رہی تھی۔۔

مصطفیٰ کا دل جیسے مٹھی میں آ گیا تھا۔۔۔شاید وہ خود کو اکیلا محسوس کر رہی تھی۔اس نے ثمرہ کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا، نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا،

میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔ تم اکیلی نہیں ہو، ثمرہ۔ جو بھی بات ہے، بتاؤ" مجھے۔ سب ٹھیک کریں گے۔"

ثمرہ نے مصطفیٰ کے سینے پر سر رکھ دیا، اور آنکھیں موند لیں، اور ایک گہری سانس لی۔ کمرے کی خاموشی میں صرف دونوں کے دلوں کی دھڑکن سنائی دے رہی تھی... جیسے لمحہ بھر کو ساری دنیا تھم گئی ہو۔ مصطفیٰ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔ ایسا کیا ہوا تھا جو ثمرہ اس طرح کا رئیکٹ کر رہی تھی۔۔ ورنہ گھر میں مہمان آیا ہوا ہے اور وہ اس طرح کمرے میں بیٹھ کر آنسو بہائے وہ اس قسم کی لڑکی ہر گز نہیں تھی۔۔ کچھ تو ایسا تھا جو اب ابھی کہہ نہیں سک رہی تھی۔ ویسے تو زنیرہ نے اب ثمرہ سے کچھ بھی کہنا چھوڑ دیا تھا۔۔ آ گر وہ اس کے ساتھ اچھی نہیں تھیں تو اب بری بھی نہیں تھیں۔۔۔

____

ڈائننگ ٹیبل پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ صرف چمچوں اور پلیٹوں کی ہلکی ہلکی آوازیں اس سکوت کو توڑ رہی تھیں۔ مصطفیٰ، عریشہ، اس کی سوتیلی ماں، اور ثمرہ۔۔۔ سب اپنی اپنی پلیٹوں پر جھکے ہوئے تھے، مگر ہر ایک اپنی سوچ میں گم تھا۔

ثمرہ نے نظریں جھکائے نوالہ منہ میں ڈالا مگر وہ گلے سے نیچے اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اس کے ہاتھ تھوڑے کانپ رہے تھے، دل کی دھڑکن بری طرح بے قابو ہو رہی تھی۔ آنکھیں بار بار نمی سے بھرنے لگتیں اور وہ ضبط کی انتہا پر بیٹھی تھی۔

سامنے وہ عورت۔۔۔ جو بظاہر عریشہ کی سوتیلی ماں تھی، مگر ثمرہ کی نگاہوں کے سامنے بار بار بچپن کی دھندلی تصویریں گھوم رہی تھیں۔ وہی چہرہ، وہی کڑی نظریں، وہی کڑوا لہجہ... وہی عورت جس نے برسوں پہلے اسے بے یار و

مدد گار چھوڑ دیا تھا۔ جس سے چہرے کی مشابہت کے باعث اسکا باپ ہمیشہ اسے دھتکار دیا کرتا تھا۔۔اور وہ کیسی ماں تھی کہ اپنی اولاد کی خوشبو نہ پہنچان سکی تھی۔۔جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد وہ بھلے جتنی بھی بدل گئی تھی۔۔۔مگر ایک ماں اپنی اولاد کو کیسے بھول سکتی تھی بھلا۔۔۔یہی بات تھی جو ثمرہ کو مسلسل کچوکے لگا رہی تھی۔۔۔

ثمرہ کی انگلیاں نیپکن پر سختی سے گرفت کیے ہوئے تھیں۔دل کر رہا تھا کہ سب کچھ چیخ کر کہہ دے،اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لے۔مگر۔۔۔نہیں،یہ وقت نہیں تھا۔یہ جگہ نہیں تھی۔صرف اس کا دل جانتا تھا کہ وہ لمحے کیسے کاٹ رہی ہے۔

مصطفیٰ نے ایک نظر ثمرہ پر ڈالی تو اس کا زرد پڑتا چہرہ دیکھ کر ذرا چونکا۔وہ نرمی سے قریب جھک کر کان میں بولا تھا۔۔۔

ثمرہ، کچھ کھاؤ نا، تم نے تو کچھ بھی نہیں کھایا۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ میں کھا رہی ہوں مصطفیٰ!"

عریشہ کی ماں نے ایک تیکھی نگاہ ڈالی، جیسے کوئی خاص دلچسپی نہ رکھتے ہوئے، وہ اپنی پلیٹ میں مشغول رہیں۔ ان کے رویے میں وہی غرور اور لاپروائی تھی، جیسے وہ ہمیشہ سے کسی کے جذبات کو اہمیت نہ دیتی ہوں۔

ثمرہ کا دل کر رہا تھا کہ بس وہ لمحہ ختم ہو جائے۔ حلق میں ہر نوالہ کانٹے کی طرح چبھ رہا تھا۔ آنکھیں بار بار چھلکنے کو تیار تھیں، مگر وہ اپنی حد سے زیادہ مضبوطی دکھا رہی تھی۔

ڈائننگ روم کی خاموشی میں ایک عجیب سی کشمکش چھپی ہوئی تھی۔۔۔ ایک ایسی سچائی جو صرف ثمرہ کے دل کی گہرائی میں دفن تھی۔

کھانے کے بعد جب سب اٹھے، تو ثمرہ نے ایک گہری سانس لی، جیسے دل کے بوجھ کو چند لمحوں کے لیے ہلکا کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔ لیکن اس کی نظریں بار بار اس عورت کے چہرے پر ٹھہر رہی تھیں۔۔۔ماں۔۔۔ جس نے آج تک اس کا نام بھی نہیں لیا تھا۔ عریشہ کو بھی اپنی اس سوتیلی ماں میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ مگر ثمرہ وہ اپنے دل کا کیا کرتی۔۔۔۔ کل شارق کی پیشی تھی۔۔ مصطفیٰ نے اس سے کچھ بھی ڈسکس نہیں کیا تھا۔ تاکہ وہ پریشان نہ ہو جائے مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتی بھلا۔۔۔۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ آسمان پر تاروں کی جھرمٹ چھائی ہوئی تھی، مگر عریشہ کی آنکھوں میں نیند کا نام و نشان نہ تھا۔ کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی

جل رہی تھی، وہ کھڑکی کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔ باہر کی ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے کو چھو رہی تھی، مگر دل کے اندر ایک عجیب سی اُداسی پھیل رہی تھی۔

اس نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھا، رات کے بارہ بجنے کو تھے۔

دل نے ایک بار پھر مجتبیٰ کی یاد دلا دی۔ وہی مجتبیٰ، جو اس کا شوہر تھا۔۔۔ چاہے کونٹریکٹ ہی سہی۔۔۔ مگر اس رشتے کی ڈور نے کب کا دل کی دیواروں میں جگہ بنا لی تھی۔

''پتہ نہیں مصطفیٰ، کیا کر رہا ہو گا، اس وقت؟'' دل نے آہستہ سے سرگوشی کی۔

ایک پل کے لیے وہ ہچکچائی، مگر پھر دل کی ضد کے آگے ہار گئی۔ فون اٹھایا، اور کانٹیکٹس میں مجتبیٰ کا نمبر تلاش کرنے لگی۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔

پھر... کال ملا دی۔

دوسری جانب مجتبیٰ بھی اپنی چھت پر بیٹھا خاموشی سے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔

دل عجیب سی بے چینی میں مبتلا تھا، جیسے کوئی کمی سی محسوس ہو رہی ہو۔ فون کی بیل بجی تو اس نے چونک کر موبائل کی اسکرین دیکھی۔ عریشہ...!

دل نے ایک لمحے کو اچھل کر سینے میں زور سے دھڑکا مارا۔ اس نے فوراً کال ریسیو کی۔

ہیلو..." عریشہ کی مدھم آواز آئی۔"

عریشہ؟ سب خیریت تو ہے؟" مجتبیٰ کی آواز میں فکر مندی اور حیرانی" صاف جھلک رہی تھی۔

کچھ لمحے خاموشی رہی، پھر عریشہ نے آہستہ سے کہا،

"ہاں۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔بس۔۔۔ نیند نہیں آرہی تھی، تو سوچا تم سے

بات کرلوں۔"

مجتبیٰ کا دل پر جیسے ٹھنڈی پھوار سی پڑ گئی ہو۔۔۔

"اچھا کیا تم نے کال کر کے۔میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔۔۔ پتہ نہیں کیوں آج

دل بہت بے چین ہے۔" عریشہ ہلکی سی مُسکرائی، مگر آنکھوں میں نمی

تیرنے لگی۔

'' لگتا ہے بارش ہونے والی ہے۔'' وہ بات پلٹ گئی۔۔

'' ہمم!'' وہ سر جھٹک گیا۔۔کچھ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرنے

کے بعد وہ دونوں ہی رابطہ منقطع کر گئے تھے۔۔۔

\-

صبح کا سورج نکلا تو گلیوں میں معمول کے دن کی چہل پہل شروع ہو چکی تھی، مگر جبران صاحب کے گھر کا ماحول ایک عجیب سی خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہر طرف تناؤ کی کیفیت تھی، جیسے دیواریں بھی سانس روک کر اس گھڑی کو دیکھ رہی ہوں۔

ڈرائنگ روم میں جبران صاحب صوفے پر بیٹھے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں گتھی کیے سر جھکائے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں کے گرد گھرے حلقے اور پیشانی کی لکیریں واضح کر رہی تھیں کہ رات بھر کی نیند ان سے کوسوں دور رہی تھی۔

فرناز بیگم کچن اور کمرے کے بیچ بے چینی سے چکر لگا رہی تھیں۔ وہ بار بار ٹی وی کی طرف دیکھتیں، جیسے کوئی تازہ خبر سننے کی امید ہو، پھر بے بس ہو کر پھر سے صوفے کے قریب آ جاتیں۔

آپ نے وکیل صاحب سے بات کرلی ہے؟"فرناز نے دبے دبے لہجے میں" پوچھا، آواز میں گھبراہٹ صاف جھلک رہی تھی۔

جبران صاحب نے سر ہلایا، مگران کی آواز میں گہرا بوجھ تھا۔"کی ہے... وہی کہہ رہے ہیں کہ کیس کمزور ہے، لیکن میڈیا اور پولیس کا دباؤ ہے... شارق کا "... کل کاریکارڈ بھی سامنے رکھا جارہا ہے

ہمارا بچہ قاتل نہیں ہے، جبران۔۔ بس کار ریسنگ کا شوق تھا اس کا۔ وہ لڑکا" خود جلد بازی میں حادثے کا شکار ہوا ہوگا۔" وہ خاموش رہے۔۔ قتل تو ان کے بیٹے سے ہوا تھا اور یہ بات وہ جھٹلا نہیں سکتے تھے۔ مصطفٰی نے اس پر ثمرہ کو قید رکھنے اور حملہ کرانے کا بھی کیس فائل کر دیا تھا، ایسی صورت حال میں وہ کر ہی کیا سکتے تھے۔

اللہ سے دعا کرو ثمرہ۔۔۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔۔۔" وہ ناچار لہجے میں گویا ہوئے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کورٹ سے سیدھا گھر واپس آیا تھا۔ مصطفیٰ جیسے ہی گھر کے گیٹ سے اندر داخل ہوا تو اس کے چہرے پر دن بھر کی تھکن صاف دیکھی جاسکتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نینداور فکرمندی کا امتزاج تھا۔ ہاتھ میں فائل اور چہرے پر سنجیدگی کی چھاپ لیے وہ سیدھا لاونج کی طرف بڑھا، جہاں صوفے پر ثمرہ چپ چاپ بیٹھی تھی۔

"السلام علیکم!"

مصطفیٰ نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، مگر اس کی آواز میں تھکن چھپی ہوئی تھی۔

ثمرہ نے چونک کر سر اُٹھایا اور زبردستی مُسکرائی۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔۔آپ آگئے؟ ' ' '

مصطفیٰ نے فائلیں ٹیبل پر رکھیں اور جوتے اُتارتے ہوئے تھکے انداز میں بولا۔

ہاں، کیس ختم ہوتے ہی سیدھا آگیا۔ کافی لمبی پیشی تھی آج۔"اس نے"

صوفے پر بیٹھتے ہوئے گہری سانس لی اور ثمرہ کی طرف دیکھا،

شارق کا کیس ابھی بھی پیچیدہ ہے، مگر وکیل نے کہا ہے کہ کچھ امید"

"ہے۔ کہ یہ کیس ہم ہی جیتیں گے۔ کیونکہ ہم حق پر ہیں۔

ثمرہ نے بس سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی خالی مسکراہٹ تھی۔

مصطفیٰ نے غور سے دیکھا، جیسے اس کی آنکھوں میں کوئی چھپی بات پڑھنے کی

کوشش کر رہا ہو۔

ثمرہ، آپ ٹھیک ہیں؟ لگ رہا ہے آپ کچھ پریشان ہو۔ صبح سے دیکھ ' '

"رہا ہوں میڈم کا موڈ کچھ عجیب ہے۔

ثمرہ نے فوراً نظریں چرا لیں۔

"نہیں... کچھ خاص نہیں۔ بس ذرا تھکی ہوئی ہوں۔"

مصطفیٰ نے ہلکا سا ماتھا سکوڑا۔

ثمرہ، آپ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو؟ دیکھو، میں جانتا ہوں کہ تم بہت"

"مضبوط ہو لیکن اگر دل میں کوئی بات ہے تو شیئر کر لو۔

ثمرہ نے زبردستی مسکراہٹ سجائی اور کہا،

مصطفیٰ، واقعی کچھ نہیں ہے۔ آپ خوامخواہ فکر کر رہے ہیں۔ بس تھوڑا سر"

"درد ہے، شاید نیند پوری نہیں ہوئی۔

مصطفیٰ نے اس کی بات کا یقین تو نہیں کیا مگر دباؤ ڈالنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ

آہستہ سے اس کا ہاتھ تھام کر بولا،

"ٹھیک ہے۔۔ اگر کچھ کہنا ہو تو جانتی ہیں نا میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں۔"

ثمرہ کی آنکھیں نم ہو گئیں، مگر اس نے جھٹک کر ان آنسوؤں کو پیچھے دھکیلا

۔۔

،،شکریہ مصطفیٰ۔۔۔ آپ بہت اچھے ہیں۔ ' '

مصطفیٰ نے ہلکی سی مسکراہٹ دی اور کہا،

چلیں پھر ذرا ملازمہ سے کہہ کر چائے بنوالیں۔ اور آپ بھی ذرا ' '

آرام کرو، ٹھیک ہے؟

ثمرہ نے اثبات میں سر ہلایا، مگر دل کے اندر جو طوفان تھا، وہ ابھی بھی بے چین تھا۔ مصطفیٰ چلا گیا مگر وہ اپنی جگہ بیٹھی، دیوار کو خالی نظروں سے تکتی رہی، جیسے کوئی ان کہی بات اس کے سینے میں قید ہو جو زبان تک آنے سے ڈرتی تھی۔

____

گاڑی دھیمی رفتار سے سڑک پر رواں دواں تھی۔ عریشہ کھڑکی کے پار دیکھتے ہوئے اپنے خیالوں میں گم تھی، جبکہ ڈرائیور خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اچانک سامنے سے ایک کالے رنگ کی تیزی سے آکر بالکل ان کی گاڑی کے سامنے آکر رکی، ڈرائیور نے گھبرا کر بریک مارا۔ جبکہ مجتبیٰ بھی بری طرح سے چونکا تھا۔

یہ کیا بکواس ہے؟" عریشہ چونک کر سیدھی ہوئی۔ جبکہ مجبتیٰ بھی

الرٹ ہو گیا تھا۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی ایک مانوس سا چہرہ سامنے آیا۔

اہان! اس کے چہرے پر غصے اور بے چینی کی ملی جلی کیفیت تھی۔

عریشہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ مجتبیٰ نے حیرت زدہ نگاہوں سے اسے

پہچانتے ہوئے کہا، اہان ابھی اسے نہیں دیکھ سکا تھا۔۔ جبھی مجتبیٰ نے کچھ

سمجھتے ہوئے غیر مانوس آنداز میں چہرے کا رخ دوسری طرف پھیر لیا

تھا۔ تاکہ اہان کی نظریں اس پر نہ پڑ سکے۔۔ عریشہ غصے میں کار سے باہر نکلی

تھی۔ مجتبیٰ ابھی تک گاڑی میں ہی بیٹھا تھا۔۔

"اہان؟ تم؟

اہان کی نظریں براہ راست عریشہ پر مرکوز تھیں، جیسے اس کی آنکھوں میں سوالوں کا طوفان ہو۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے، ابھی اور اسی وقت!"

اس کی آواز میں سختی اور گھبراہٹ دونوں تھیں۔ "

عریشہ نے ضبط سے کہا،

"یہ طریقہ ہے بات کرنے کا؟ راستہ روک کر؟"

مجتبیٰ اب تک الجھن میں تھا، وہ گاڑی سے باہر نکلا،

"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟ اور... اہان، تم یہ کیا کر رہے ہو؟"

اہان کی نظریں اس لمحے مجتبیٰ پر پڑیں، اور اس کا چہرہ لمحے بھر کو بدلا، جیسے اس کی حقیقت کھل رہی ہو۔

"مجتبیٰ... تم یہاں؟"اس کی آواز میں حیرانی چھپی ہوئی تھی،اور اس کے تاثرات میں ایک جھجک آگئی۔

مجتبیٰ کا ماتھا شکن آلود ہو چکا تھا۔وہ قدم بڑھا کر قریب آیا اور غصے سے بولا۔۔

"یہ سب تم کر رہے تھے نا؟وہ بلیک میلنگ، فائرنگ۔۔۔یہ سب کچھ تمہاری پلاننگ تھی؟"

اہان نے ایک لمحہ خاموشی اختیار کی،اس کے چہرے پر شدید کشمکش تھی۔اہان تو اپنے سامنے مجتبیٰ کو دیکھ بوکھلا ہی گیا تھا۔پھر فوراً سنبھل بھی گیا تھا۔۔۔
جبکہ عریشہ ابھی تک سمجھ نہیں پائی تھی کہ دونوں کے مابین کیا تعلق تھا۔۔۔

وہ میں۔۔۔۔دراصل مجتبیٰ میری مجبوری تھی۔میں نہیں چاہتا تھا کہ بات یہاں تک پہنچے۔“عریشہ نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا۔۔

"مجبوری؟ تم نے ہماری زندگی اجیرن کر دی، اور اب کہہ رہے ہو مجبوری تھی؟"

اہان کی آنکھوں میں ندامت تھی لیکن وہ خود بھی حواس باختہ نظر آ رہا تھا۔

"میرا مقصد تمہیں نقصان پہنچانا نہیں تھا، میں بس۔۔۔ڈرانا چاہتا تھا۔ کچھ چیزیں میرے ہاتھ سے نکل گئیں۔"

مجتبیٰ نے سخت لہجے میں کہا،

"تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے اہان۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم..."

اہان نے بیچ میں کاٹتے ہوئے کہا،

"مجھے افسوس ہے مجتبیٰ، لیکن پلیز میرا یقین کرو۔۔ میں بس ویسے ہی عریشہ کو۔۔۔

شٹ اپ!" بے غیرت انسان۔۔۔ میرا بس نہیں چل رہا میں تمہارا قتل کر دو۔ تم میری بہن کے جذبات کے ساتھ کھیلتے رہے۔۔"مجتبیٰ نے اسے پیچھے کو دھکا دیا تھا۔۔۔وہ خاموش رہا۔۔۔

عریشہ نے غصے سے گاڑی کا دروازہ کھولا،

نہیں مجتبیٰ ایسے مت بولو پلیز!" وہ تڑپ کر رہ گیا۔۔آئزل تو اس کی روح میں بستی تھی۔۔وہ اسے دھوکا دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

"تمہاری وضاحتوں کا اب کوئی فائدہ نہیں۔ہٹو راستے سے۔"

اہان نے ایک آخری نظر ڈالی،اور تھکے قدموں سے واپس اپنی گاڑی کی طرف گیا۔ مجتبیٰ اور عریشہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے آنکھوں میں بے یقینی، حیرت اور غصہ۔

یہ سب کیا تھا مجتبیٰ! تم اہان کو کیسے۔۔۔" وہ حیران تھی۔

گاڑی میں بیٹھو۔ میں سب بتاتا ہوں۔۔۔

عریشہ نے گہری سانس لیتے ہوئے سر ہلایا، اور گاڑی آگے بڑھ گئی، مگر اس رات کی تلخی دونوں کے دلوں میں گھر کر چکی تھی۔ اسکا کزن مجتبیٰ کی بہن کا شوہر تھا۔ یہی چیز تھی وہ عریشہ کو پریشان کر رہی تھی۔۔ کیا مجتبیٰ بھی اس سازش کا حصہ تھا؟؟

آفس میں شام کی رُوشنی دِھیرے دھیرے مدھم ہو رہی تھی۔ عریشہ اپنے کیبن میں بیٹھی کچھ فائلز دیکھنے میں مگن تھی کہ دروازہ ہلکے سے ناک ہوا۔ سر اُٹھایا تو نظر سامنے گئی تھی، مصطفیٰ چہرے سے سنجید گی سجائے کمرے میں

داخل ہوا تھا۔۔ چہرے پر ہلکی سی سنجیدگی تھی، اور آنکھوں میں کچھ الجھن

بھی۔

’’ عریشہ، فری ہو؟ مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے،" وہ آکر سامنے

والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عریشہ نے فائل بند کی اور اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا،

’’ جی مصطفیٰ صاحب! سب خیریت ہے؟‘‘ وہ سوالیہ انداز میں گویا ہوا

تھا۔

مصطفیٰ نے گہری سانس لی،

’’ دیکھو عریشہ، تمہیں پتہ ہے آج جو کچھ ہوا ہے... وہ کوئی چھوٹی بات

نہیں تھی۔ فائرنگ کا واقعہ آسانی سے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اب تمھارا

کزن اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس کو لگام ڈالی دی

"" جائیں۔

عریشہ نے لب بھینچتے ہوئے ہلکا سا سر ہلایا،

ہاں، میں جانتی ہوں۔ مگر وہ یہ سب صرف ڈرانے کی کوشش میں کر رہا"

"ہے، کچھ اور نہیں۔

مصطفیٰ نے نظریں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔۔

چاہے جو بھی تھا، احتیاط ضروری ہے۔اس لیے میں پوچھنے آیا ہوں ' '

' ' کہ تم آج میرے ساتھ گھر چلو گی یا مجتبیٰ کے ساتھ واپس جاؤ گی؟

عریشہ کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئی۔ایک طرف دل میں مجتبیٰ کے ساتھ

واپسی کی عادت سی ہو گئی تھی، دوسری طرف مصطفیٰ کی فکر۔ باہر ہلکی ہلکی

بارش پھر سے شروع ہو گئی تھی، کھڑکی پر پانی کی بوندیں تھپ تھپ کی آواز کے ساتھ گر رہی تھیں۔ رات کے بعد سے ایک بار پھر موسم کے تیور بگڑنے لگے تھے۔

’’تمہیں لگتا ہے کہ ابھی بھی خطرہ باقی ہے؟‘‘ عریشہ نے آہستگی سے پوچھا۔

مصطفیٰ نے فوراً جواب دیا۔۔۔

’’بالکل۔ جب تک ہم لوگ لیگل ایکشن نہیں لیتے اور پولیس حرکت میں نہیں آتی، تب تک احتیاط بہتر ہے۔‘‘

عریشہ نے نظریں جھکا کر میز پر انگلیاں چلائیں، پھر ہلکے سے بولی،

’’مجتبیٰ بھی تو ساتھ ہے‘‘

مصطفیٰ نے نرمی سے کہا،

"ہاں، میں جانتا ہوں۔ مگر وہ اکیلا تمہیں پروٹیکٹ نہیں کر سکتا، نہ ہی اس کی ذمہ داری ہے۔ دیکھو، یہ تمہارا معاملہ ہے، اور تمہاری سیفٹی میری پہلی ترجیح ہے۔ اس لیے بتاؤ، کیا فیصلہ ہے؟"

عریشہ نے گہری سانس لی،

"اچھا، ایسا کرتے ہیں آج تو مام بھی آئی ہوئی ہیں میں تمھارے ساتھ چلتی ہوں مگر پھر بعد میں مجتبیٰ کے ساتھ ہی جاؤں گی، لیکن اس بار تم اپنے سیکورٹی گارڈز کو بھی ہمارے ساتھ بھیج دو۔ تاکہ دونوں طرف سے احتیاط رہے۔"

مصطفیٰ کے چہرے پر ہلکی سی تسلی کی جھلک آئی،

"ٹھیک ہے، یہی بہتر ہے۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔ اور پلیز... کل کے بعد

تم ہرگز اکیلی کہیں نہیں جاؤ گی، یہ میری سخت ہدایت ہے۔"

عریشہ نے ہلکا سا مسکرا کر سر ہلایا،

"ٹھیک ہے باس، جیسا آپ کا حکم۔"

مصطفیٰ نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا،

"باس صرف آفس میں ہوں، باہر تو دوست ہوں... اور دوست کی حیثیت

سے تمہاری حفاظت میرا فرض ہے۔"

عریشہ نے مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا، دل میں ایک عجیب سی طمانیت اور الجھن کا امتزاج سا محسوس کرتے ہوئے۔۔۔ پھر وہ سر جھٹک گئی تھی۔۔

گھر کی فضا میں بے چینی سی چھائی ہوئی تھی۔ جبران صاحب کے بنگلے کے ڈرائنگ روم میں ہلکی سی مدھم روشنی جل رہی تھی، مگر ماحول میں گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی۔ فرناز صوفے پر دونوں بازو سینے پر لپیٹے بیٹھیں تھیں، آنکھوں میں غصے کی چمک اور ماتھے پر بل صاف جھلک رہے تھے۔

آپ کو ذرا پرواہ بھی ہے؟" وہ اچانک دھاڑیں،"

ہم سب کس حال میں ہیں، آپ کو صرف کورٹ کی پیشی کی فکر ہے"

جبران صاحب، جو چند لمحے پہلے سے چپ چاپ سامنے کرسی پر بیٹھے تھے، اپنی عینک اُتار کر ماتھے پر رکھی تھی۔۔ ان کی آنکھوں میں ایک تھکاوٹ اور بوجھ کی گہرائی نظر واضح تھی۔

فرناز، پلیز۔۔۔اَب تم مت شروع ہو جانا۔۔ تم دیکھ رہی ہو نا کہ میں" شارق کی وجہ سے کتنا پریشان ہوں، ثمرہ کی طرف سے مجھے الگ پریشانی لگی ہوئی ہے پھر قصویٰ وہ الگ ہی باغی ہو گئی ہے۔۔ تم دیکھ رہی ہو نا، میں خود کتنا پریشان ہوں۔ شارق کا معاملہ مذاق نہیں ہے۔ قتل کا کیس ہے، تم سمجھتی "ہو؟

فرناز اُٹھ کھڑی ہوئی تھی،اَن کی آواز میں خفگی اور بے بسی گھل چکی تھی۔

"پریشان؟ آپ پریشان ہیں؟ آپ نے کبھی شارق کو سنبھالا ہوتا تو آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے! آپ کی لاپرواہی کی وجہ سے آج ہم عدالتوں کے چکر کاٹ "! رہے ہیں۔" وہ غرائی تھیں۔

جبران صاحب پر ماتھے پر ناگواری کی شکن سی ابھری تھی، مگر وہ خود پر قابو کر گئے تھے۔۔

"یہ وقت الزام دینے کا نہیں ہے فرناز۔ شارق ہمارا بیٹا ہے، اور ہمیں مل کر اس کی مدد کرنی ہے۔ صبح عدالت میں سب کچھ صحیح سے ہینڈل کرنا ہوگا۔ وکیل سے میری بات ہوگئی ہے، امید ہے کوئی راستہ نکلے گا۔"

فرناز کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے، وہ عورت لیول کی ڈرامے باز تھی۔۔ مگر اُن کی آواز سخت رہی۔۔۔

' ' آپ تو بس یہی کرتے رہیئے گا۔ اور آپ کا وہ داماد آپ کے بیٹے کو پھانسی کے پھندے پر چڑھا دے گا۔۔" وہ پھنکار تھیں۔۔۔

"دعا کرو فرناز۔۔۔ بس دعا کرو کہ کل کا دن ہمارے حق میں گزرے، ورنہ یہ لڑائی بہت لمبی ہو سکتی ہے۔"

فرناز نے روتے ہوئے اپنے دوپٹے کے کونے سے آنکھیں پونچھیں، اور دھیرے سے صوفے پر بیٹھ گئیں۔ ساتھ ہی اب وہ جبران کو دلاسہ دے رہی تھیں۔۔

شام کی خنک ہوا آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ مصطفیٰ کی گاڑی پورچ میں آکر رکی تو عریشہ نے بے دلی سے پرس سنبھالا اور گاڑی سے اُتری۔ مصطفیٰ نے ایک نظر اس کے چہرے کی تھکن کو دیکھا اور خاموشی سے ساتھ ہو لیا۔ گیٹ پر حسبِ توقع ملازم کھڑے تھے مگر ثمرہ۔۔۔ وہ نہیں تھی۔

عریشہ اور وہ ڈرائینگ میں داخل ہوئے تو عائشہ بیگم کو وہیں بیٹھے ہوئے پایا تھا۔۔

"السلام علیکم، کیسی ہیں آپ؟ "

وعلیکم السلام، ٹھیک ہوں۔ ’ ’

اُنہوں نے سرد سے لہجے میں جواب دیا اور تنقیدی نظروں سے اسے سرتا "

پیر دیکھا، انداز میں کوئی گرم جوشی نہیں تھی۔۔

مصطفٰی نے ہمیشہ کی طرح خوش دلی سے آگے بڑھ کر ان کا پر خلوص انداز میں

حال احوال پوچھا تھا۔۔۔

‘‘اسلام علیکم آنٹی، کیسی ہیں آپ؟"

‘‘بیٹا میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔آپ کیسے ہیں۔ ’ ’

میں اللہ کا کرم!‘‘اس نے ثمرہ کی کمی شدت سے محسوس کی تھی۔ ’ ’

"آپ یہاں آئیں، مجھے سچ میں خوشی ہوئی۔اُمید ہے سفر آرام دہ گزرا تھا؟

وہ ذرا نرم ہو کر بولیں،

"جی، بس تھکا دینے والا تھا۔ مگر خیر، اللہ کا شکر ہے۔"

''آپ مما کے ساتھ گپ لگائیں، میں ذرا ری فریش ہو جاؤں۔ '

عریشہ خاموشی سے آگے بڑھ گئی، اس کا ارادہ روم میں جا کر مجتبیٰ کے گھر جانے کا تھا۔۔

ثمرہ؟ وہ کہاں ہے؟ یہ اس کا معمول تھا کہ وہ گیٹ پر خود استقبال ' ' کرتی تھی، مگر آج... وہ نہیں آئی تھی۔۔اُسے کچھ عجیب لگا تھا۔۔

مصطفیٰ نے خود کو سنبھالا اور پھر مسکراتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔ عریشہ کی ماں نے سر سری انداز میں کچھ باتیں کیں، جن کا جواب دیتا وہ اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

مصطفیٰ کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ پورے گھر میں نظریں دوڑاتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا تو دل میں ایک انجانی سی گھبراہٹ سر اٹھا رہی تھی۔

اس نے ملازمہ سے پوچھا،

بی بی کہاں ہیں؟" مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔ قدم تیزی سے بڑھاتے" ہوئے وہ اپنے بیڈروم کی طرف آیا۔ دروازہ ہلکے سے دھکا دیا تو وہ آہستہ سے کھل گیا۔

اندر کا منظر دیکھ کر مصطفیٰ کا دل دھک سے رہ گیا۔

ثمرہ کمرے کے کونے میں فرش پر بیٹھی تھی، اپنے گھٹنوں میں سر دیے ہوئے، بال بکھرے ہوئے، اور ساری روشنی جیسے اس کے اندر کی خاموشی میں دب سی گئی تھی۔ آنکھوں کے گرد سوجن اور چہرے پر نمی کے نشان

صاف بتا رہے تھے کہ وہ بہت رو چکی ہے۔ مگر اب۔۔۔ایک گہری خاموشی نے اسے جکڑ رکھا تھا۔

ثمرہ۔۔۔"مصطفیٰ کی آواز ٹوٹ کر نکلی، وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس کے "قریب بیٹھ گیا۔" یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے؟

ثمرہ نے سر نہیں اٹھایا، بس ایک ہلکی سی لرزش اس کے شانوں میں دوڑ گئی۔

مصطفیٰ نے نرمی سے اس کا بازو تھاما،" ثمرہ، میری جان، دیکھو میری "طرف۔۔۔ کیا ہوا ہے؟ تم نے مجھے اتنا پریشان کر دیا ہے۔

ثمرہ نے آہستہ سے سر اٹھایا، آنکھیں سرخ تھیں اور چہرے پر ایسی تھکن تھی جیسے دل کا بوجھ اب زبان پر لانے کی سکت نہ بچی ہو۔اس نے ہلکی سی نظر مصطفیٰ پر ڈالی اور پھر نظریں چرا لیں۔

مصطفیٰ نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔۔

"کیا بات ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟ کچھ کہا کسی نے؟ یا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی؟"

ثمرہ نے دھیرے سے سر ہلایا، جیسے الفاظ کہیں گم ہو گئے ہوں۔ پھر بمشکل بولی، "نہیں... کچھ نہیں۔ بس۔۔۔ مما اور بابا کی یاد آ رہی تھی۔۔

مصطفیٰ کا دل جیسے مٹھی میں آ گیا تھا۔۔۔ شاید وہ خود کو اکیلا محسوس کر رہی تھی۔ اس نے ثمرہ کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا، نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا،

"میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔ تم اکیلی نہیں ہو، ثمرہ۔ جو بھی بات ہے، بتاؤ مجھے۔ سب ٹھیک کریں گے۔

ثمرہ نے مصطفیٰ کے سینے پر سر رکھ دیا، اور آنکھیں موندلیں، اور ایک گہری سانس لی۔ کمرے کی خاموشی میں صرف دونوں کے دلوں کی دھڑکن سنائی

دے رہی تھی... جیسے لمحہ بھر کو ساری دنیا تھم گئی ہو۔ مصطفیٰ کو سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔ایسا کیا ہوا تھا جو ثمرہ اس طرح کاریئیکٹ کر رہی تھی۔۔ورنہ گھر میں مہمان آیا ہوا ہے اور وہ اس طرح کمرے میں بیٹھ کر آنسو بہائے وہ اس قسم کی لڑکی ہر گز نہیں تھی۔۔کچھ تو ایسا تھا جو اب ابھی کہہ نہیں سک رہی تھی۔ویسے تو زنیرہ نے اب ثمرہ سے کچھ بھی کہنا چھوڑ دیا تھا۔۔آ گر وہ اس کے ساتھ اچھی نہیں تھیں تو اب بری بھی نہیں تھیں۔۔۔

ڈائننگ ٹیبل پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔صرف چمچوں اور پلیٹوں کی ہلکی ہلکی آوازیں اس سکوت کو توڑ رہی تھیں۔ مصطفیٰ، عریشہ،اس کی سوتیلی ماں،اور ثمرہ۔۔سب اپنی اپنی پلیٹوں پر جھکے ہوئے تھے، مگر ہر ایک اپنی سوچ میں گم تھا۔

ثمرہ نے نظریں جھکائے نوالہ منہ میں ڈالا مگر وہ گلے سے نیچے اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اس کے ہاتھ تھوڑے تھوڑے کانپ رہے تھے، دل کی دھڑکن بری طرح بے قابو ہو رہی تھی۔ آنکھیں بار بار نمی سے بھرنے لگتیں اور وہ ضبط کی انتہا پر بیٹھی تھی۔

سامنے وہ عورت۔۔۔ جو بظاہر عریشہ کی سوتیلی ماں تھی، مگر ثمرہ کی نگاہوں کے سامنے بار بار بچپن کی دھندلی تصویریں گھوم رہی تھیں۔ وہی چہرہ، وہی کڑی نظریں، وہی کڑوا لہجہ... وہی عورت جس نے برسوں پہلے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا۔ جس سے چہرے کی مشابہت کے باعث اسکا باپ ہمیشہ اسے دھتکار دیا کرتا تھا۔۔ اور وہ کیسی ماں تھی کہ اپنی اولاد کی خوشبو نہ پہنچان سکی تھی۔۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد وہ بھلے جتنی بھی بدل گئی

تھی۔۔۔ مگر ایک ماں اپنی اولاد کو کیسے بھول سکتی تھی بھلا۔۔۔یہی بات تھی جو ثمرہ کو مسلسل کچوئے لگا رہی تھی۔۔۔

ثمرہ کی انگلیاں نیپکن پر سختی سے گرفت کیے ہوئے تھیں۔دل کر رہا تھا کہ سب کچھ چیخ کر کہہ دے،اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لے۔ مگر۔۔۔نہیں، یہ وقت نہیں تھا۔یہ جگہ نہیں تھی۔ صرف اس کا دل جانتا تھا کہ وہ لمحے کیسے کاٹ رہی ہے۔

مصطفیٰ نے ایک نظر ثمرہ پر ڈالی تو اس کا زرد پڑتا چہرہ دیکھ کر ذرا چونکا۔وہ نرمی سے قریب جھک کر کان میں بولا تھا۔۔۔

ثمرہ، کچھ کھاؤ نا، تم نے تو کچھ بھی نہیں کھایا۔"

''آپ فکر نہ کریں۔میں کھا رہی ہوں مصطفیٰ ' '!

عریشہ کی ماں نے ایک تیکھی نگاہ ڈالی، جیسے کوئی خاص دلچسپی نہ رکھتے ہوئے، وہ اپنی پلیٹ میں مشغول رہیں۔ ان کے رویے میں وہی غرور اور لاپروائی تھی، جیسے وہ ہمیشہ سے کسی کے جذبات کو اہمیت نہ دیتی ہوں۔

ثمرہ کا دل کر رہا تھا کہ بس وہ لمحہ ختم ہو جائے۔ حلق میں ہر نوالہ کانٹے کی طرح چبھ رہا تھا۔ آنکھیں بار بار چھلکنے کو تیار تھیں، مگر وہ اپنی حد سے زیادہ مضبوطی دکھا رہی تھی۔

ڈائننگ روم کی خاموشی میں ایک عجیب سی کشمکش چھپی ہوئی تھی۔۔۔ ایک ایسی سچائی جو صرف ثمرہ کے دل کی گہرائی میں دفن تھی۔

کھانے کے بعد جب سب اٹھے، تو ثمرہ نے ایک گہری سانس لی، جیسے دل کے بوجھ کو چند لمحوں کے لیے ہلکا کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔ لیکن اس کی نظریں بار بار اس عورت کے چہرے پر ٹھہر رہی تھیں۔۔۔ ماں۔۔۔ جس

نے آج تک اس کا نام بھی نہیں لیا تھا۔ عریشہ کو بھی اپنی اس سوتیلی ماں میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ مگر ثمرہ وہ اپنے دل کا کیا کرتی۔۔۔۔۔ کل شارق کی پیشی تھی۔۔ مصطفیٰ نے اس سے کچھ بھی ڈسکس نہیں کیا تھا۔ تاکہ وہ پریشان نہ ہو جائے مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتی بھلا۔۔۔۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ آسمان پر تاروں کی جھرمٹ چھائی ہوئی تھی، مگر عریشہ کی آنکھوں میں نیند کا نام و نشان نہ تھا۔ کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی جل رہی تھی، وہ کھڑکی کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔ باہر کی ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے کو چھو رہی تھی، مگر دل کے اندر ایک عجیب سی اُداسی پھیل رہی تھی۔

اس نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھا، رات کے بارہ بجنے کو تھے۔ دل نے ایک بار پھر مجتبیٰ کی یاد دلا دی۔ وہی مجتبیٰ، جو اس کا شوہر

تھا۔۔۔چاہے کونٹریکٹ ہی سہی۔۔۔ مگر اس رشتے کی ڈور نے کب کا دل کی دیواروں میں جگہ بنالی تھی۔

پتہ نہیں مصطفیٰ، کیا کر رہا ہوگا، اس وقت؟" دل نے آہستہ سے سرگوشی کی۔

ایک پل کے لیے وہ ہچکچائی، مگر پھر دل کی ضد کے آگے ہار گئی۔ فون اٹھایا، اور کانٹیکٹس میں مجتبیٰ کا نمبر تلاش کرنے لگی۔ دل کی دھڑکن تیز ہوگئی تھی۔

پھر... کال ملادی۔

دوسری جانب مجتبیٰ بھی اپنی چھت پر بیٹھا خاموشی سے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ دل عجیب سی بے چینی میں مبتلا تھا، جیسے کوئی کمی سی محسوس ہو رہی ہو۔ فون کی بیل بجی تو اس نے چونک کر موبائل کی اسکرین دیکھی۔ عریشہ...!

دل نے ایک لمحے کو اچھل کر سینے میں زور سے دھڑکا مارا۔اس نے فوراً کال ریسیو کی۔

ہیلو..."عریشہ کی مدھم آواز آئی۔"

عریشہ؟سب خیریت تو ہے؟"مجتبیٰ کی آواز میں فکر مندی اور حیرانی" صاف جھلک رہی تھی۔

کچھ لمحے خاموشی رہی، پھر عریشہ نے آہستہ سے کہا،

ہاں۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔بس۔۔۔نیند نہیں آ رہی تھی،تو سوچا تم سے" "بات کر لوں۔

مجتبیٰ کا دل پر جیسے ٹھنڈی پھوار سی پڑ گئی ہو۔۔۔

اچھا کیا تم نے کال کر کے۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔۔۔ پتہ نہیں کیوں آج" دل بہت بے چین ہے۔'' عریشہ ہلکی سی مُسکرائی، مگر آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

لگتا ہے بارش ہونے والی ہے۔'' وہ بات پلٹ گئی۔۔ ' '

ہمم!'' وہ سر جھٹک گیا۔۔ کچھ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرنے ' ' کے بعد وہ دونوں ہی رابطہ منقطع کر گئے تھے۔۔۔

صبح کا سورج نکلا تو گلیوں میں معمول کے دن کی چہل پہل شروع ہو چکی تھی، مگر جبران صاحب کے گھر کا ماحول ایک عجیب سی خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہر طرف تناؤ کی کیفیت تھی، جیسے دیواریں بھی سانس روک کر اس گھڑی کو دیکھ رہی ہوں۔

ڈرائنگ روم میں جبران صاحب صوفے پر بیٹھے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں گتھی کیے سر جھکائے ہوئے تھے۔ان کی آنکھوں کے گرد گھیرے حلقے اور پیشانی کی لکیریں واضح کر رہی تھیں کہ رات بھر کی نیند ان سے کوسوں دور رہی تھی۔

فرناز بیگم کچن اور کمرے کے بیچ بے چینی سے چکر لگا رہی تھیں۔وہ بار بار ٹی وی کی طرف دیکھتیں، جیسے کوئی تازہ خبر سننے کی امید ہو، پھر بے بس ہو کر پھر سے صوفے کے قریب آجاتیں۔

آپ نے وکیل صاحب سے بات کرلی ہے؟"فرناز نے دبے دبے لہجے میں" پوچھا،آواز میں گھبراہٹ صاف جھلک رہی تھی۔

جبران صاحب نے سر ہلایا، مگران کی آواز میں گہرا بوجھ تھا۔ "کی ہے... وہی کہہ رہے ہیں کہ کیس کمزور ہے، لیکن میڈیا اور پولیس کا دباؤ ہے... شارق کا "... کل کا ریکارڈ بھی سامنے رکھا جا رہا ہے

ہمارا بچہ قاتل نہیں ہے، جبران۔۔ بس کار ریسنگ کا شوق تھا اس کا۔ وہ لڑکا" خود جلد بازی میں حادثے کا شکار ہوا ہو گا۔" وہ خاموش رہے۔۔ قتل تو ان کے بیٹے سے ہوا تھا اور یہ بات وہ جھٹلا نہیں سکتے تھے۔ مصطفیٰ نے اس پر ثمرہ کو قید رکھنے اور حملہ کرانے کا بھی کیس فائل کر دیا تھا، ایسی صورت حال میں وہ کر ہی کیا سکتے تھے۔

اللہ سے دعا کرو ثمرہ۔۔۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔۔۔" وہ ناچار لہجے میں گویا ہوئے تھے۔۔۔

وہ کورٹ سے سیدھا گھر واپس آیا تھا۔ مصطفیٰ جیسے ہی گھر کے گیٹ سے اندر داخل ہوا تو اس کے چہرے پر دن بھر کی تھکن صاف دیکھی جا سکتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نیند اور فکر مندی کا امتزاج تھا۔ ہاتھ میں فائل اور چہرے پر سنجیدگی کی چھاپ لیے وہ سیدھا لاونج کی طرف بڑھا، جہاں صوفے پر ثمرہ چپ چاپ بیٹھی تھی۔

"السلام علیکم!"

مصطفیٰ نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، مگر اس کی آواز میں تھکن چھپی ہوئی تھی۔

ثمرہ نے چونک کر سر اُٹھایا اور زبردستی مُسکرائی۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ آپ آ گئے؟"

مصطفیٰ نے فائلیں ٹیبل پر رکھیں اور جوتے اُتارتے ہوئے تھکے انداز میں بولا۔

ہاں، کیس ختم ہوتے ہی سیدھا آ گیا۔ کافی لمبی پیشی تھی آج۔ "اس نے"

صوفے پر بیٹھتے ہوئے گہری سانس لی اور ثمرہ کی طرف دیکھا،

شارق کا کیس ابھی بھی پیچیدہ ہے، مگر وکیل نے کہا ہے کہ کچھ امید "

ہے۔ کہ یہ کیس ہم ہی جیتیں گے۔ کیونکہ ہم حق پر ہیں۔"

ثمرہ نے بس سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی خالی مسکراہٹ تھی۔ مصطفیٰ نے غور سے دیکھا، جیسے اس کی آنکھوں میں کوئی چھپی بات پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

ثمرہ، آپ ٹھیک ہیں؟ لگ رہا ہے آپ کچھ پریشان ہو۔ صبح سے دیکھ ' '

"رہا ہوں میڈم کا موڈ کچھ عجیب ہے۔

ثمرہ نے فوراً نظریں چرالیں۔

"نہیں... کچھ خاص نہیں۔ بس ذرا تھکی ہوئی ہوں۔"

مصطفیٰ نے ہلکا سا ماتھا سکوڑا۔

ثمرہ، آپ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو؟ دیکھو، میں جانتا ہوں کہ تم بہت "
"مضبوط ہو لیکن اگر دل میں کوئی بات ہے تو شیئر کرلو۔

ثمرہ نے زبردستی مسکراہٹ سجائی اور کہا،

مصطفیٰ، واقعی کچھ نہیں ہے۔ آپ خوامخواہ فکر کر رہے ہیں۔ بس تھوڑا سر "
"درد ہے، شاید نیند پوری نہیں ہوئی۔

مصطفیٰ نے اس کی بات کا یقین تو نہیں کیا مگر دباؤ ڈالنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ آہستہ سے اس کا ہاتھ تھام کر بولا،

"ٹھیک ہے۔۔اگر کچھ کہنا ہو تو جانتی ہیں نا میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں۔"

ثمرہ کی آنکھیں نم ہو گئیں، مگر اس نے جھٹک کر ان آنسوؤں کو پیچھے دھکیلا

۔۔

،،شکریہ مصطفیٰ۔۔۔آپ بہت اچھے ہیں۔ ' '

مصطفیٰ نے ہلکی سی مسکراہٹ دی اور کہا،

چلیں پھر ذرا ملازمہ سے کہہ کر چائے بنوالیں۔اور آپ بھی ذرا ' '

آرام کرو، ٹھیک ہے؟

ثمرہ نے اثبات میں سر ہلایا، مگر دل کے اندر جو طوفان تھا، وہ ابھی بھی

بے چین تھا۔ مصطفیٰ چلا گیا مگر وہ اپنی جگہ بیٹھی، دیوار کو خالی نظروں سے تکتی

رہی، جیسے کوئی ان کہی بات اس کے سینے میں قید ہو جو زبان تک آنے سے ڈرتی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی دھیمی رفتار سے سڑک پر رواں دواں تھی۔ عریشہ کھڑکی کے پار دیکھتے ہوئے اپنے خیالوں میں گم تھی، جبکہ ڈرائیور خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔اچانک سامنے سے ایک کالے رنگ کی تیزی سے آکر بالکل ان کی گاڑی کے سامنے آکر رکی، ڈرائیور نے گھبرا کر بریک مارا۔ جبکہ مجتبیٰ بھی بری طرح سے چونکا تھا۔

’’یہ کیا بکواس ہے؟'' عریشہ چونک کر سیدھی ہوئی۔ جبکہ مجبتیٰ بھی الرٹ ہو گیا تھا۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی ایک مانوس سا چہرہ سامنے آیا۔

اہان !اس کے چہرے پر غصے اور بے چینی کی ملی جلی کیفیت تھی۔

عریشہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ مجتبیٰ نے حیرت زدہ نگاہوں سے اسے پہچانتے ہوئے کہا،اہان ابھی اسے نہیں دیکھ سکا تھا۔۔ جبھی مجتبیٰ نے کچھ سمجھتے ہوئے غیر مانوس آنداز میں چہرے کا رخ دوسری طرف پھیر لیا تھا۔۔تاکہ اہان کی نظریں اس پر نہ پڑ سکے۔۔ عریشہ غصے میں کار سے باہر نکلی تھی۔ مجتبیٰ ابھی تک گاڑی میں ہی بیٹھا تھا۔۔

"اہان ؟تم ؟

اہان کی نظریں براہ راست عریشہ پر مرکوز تھیں، جیسے اس کی آنکھوں میں سوالوں کا طوفان ہو۔

!مجھے تم سے بات کرنی ہے،ابھی اور اسی وقت "

اس کی آواز میں سختی اور گھبراہٹ دونوں تھیں۔ "

عریشہ نے ضبط سے کہا،

"یہ طریقہ ہے بات کرنے کا؟ راستہ روک کر؟"

مجتبیٰ اب تک الجھن میں تھا، وہ گاڑی سے باہر نکلا،

"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟ اور... اہان، تم یہ کیا کر رہے ہو؟"

اہان کی نظریں اس لمحے مجتبیٰ پر پڑیں، اور اس کا چہرہ لمحے بھر کو بدلا، جیسے اس کی حقیقت کھل رہی ہو۔

مجتبیٰ... تم یہاں؟" اس کی آواز میں حیرانی چھپی ہوئی تھی، اور اس کے" تاثرات میں ایک جھجک آگئی۔

مجتبیٰ کا ماتھا شکن آلود ہو چکا تھا۔ وہ قدم بڑھا کر قریب آیا اور غصے سے بولا۔۔

"یہ سب تم کر رہے تھے نا؟ وہ بلیک میلنگ، فائرنگ۔۔۔ یہ سب کچھ تمہاری پلاننگ تھی؟"

اہان نے ایک لمحہ خاموشی اختیار کی، اس کے چہرے پر شدید کشمکش تھی۔ اہان تو اپنے سامنے مجتبیٰ کو دیکھ بوکھلا ہی گیا تھا۔ پھر فوراً سنبھل بھی گیا تھا۔۔۔ جبکہ عریشہ ابھی تک سمجھ نہیں پائی تھی کہ دونوں کے مابین کیا تعلق تھا۔۔۔

وہ میں۔۔۔ دراصل مجتبیٰ میری مجبوری تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ بات یہاں تک پہنچے۔" عریشہ نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا۔۔

"مجبوری؟ تم نے ہماری زندگی اجیرن کر دی، اور اب کہہ رہے ہو مجبوری تھی؟"

اہان کی آنکھوں میں ندامت تھی لیکن وہ خود بھی حواس باختہ نظر آ رہا تھا۔

"میرا مقصد تمہیں نقصان پہنچانا نہیں تھا، میں بس۔۔۔ڈرانا چاہتا تھا۔ کچھ چیزیں میرے ہاتھ سے نکل گئیں۔"

مجتبیٰ نے سخت لہجے میں کہا،

"تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے اہان۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم..."

اہان نے بیچ میں کاٹتے ہوئے کہا،

"مجھے افسوس ہے مجتبیٰ، لیکن پلیز میرا یقین کرو۔۔ میں بس ویسے ہی عریشہ کو۔۔۔

شٹ اپ!'' بے غیرت انسان۔۔۔ میرا بس نہیں چل رہا میں تمھارا قتل کر دو۔ تم میری بہن کے جذبات کے ساتھ کھیلتے رہے۔۔'' مجتبیٰ نے اسے پیچھے کو دھکا دیا تھا۔۔۔ وہ خاموش رہا۔۔۔

عریشہ نے غصے سے گاڑی کا دروازہ کھولا، ‘ ‘

نہیں مجتبیٰ ایسے مت بولو پلیز!’’ وہ تڑپ کر رہ گیا۔۔آئزل تو اس ’ ’ کی روح میں بستی تھی۔۔وہ اسے دھوکا دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

"تمہاری وضاحتوں کا اب کوئی فائدہ نہیں۔ہٹو راستے سے۔"

اہان نے ایک آخری نظر ڈالی،اور تھکے قدموں سے واپس اپنی گاڑی کی طرف گیا۔مجتبیٰ اور عریشہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے آنکھوں میں بے یقینی، حیرت اور غصہ۔

یہ سب کیا تھا مجتبیٰ! تم اہان کو کیسے۔۔۔’’وہ حیران تھی۔ ’ ’

گاڑی میں بیٹھو۔میں سب بتاتا ہوں۔۔۔ ’ ’

عریشہ نے گہری سانس لیتے ہوئے سر ہلایا، اور گاڑی آگے بڑھ گئی، مگر اس رات کی تلخی دونوں کے دلوں میں گھر کر چکی تھی۔ اسکا کزن مجتبیٰ کی بہن کا شوہر تھا۔۔ یہی چیز تھی وہ عریشہ کو پریشان کر رہی تھی۔۔ کیا مجتبیٰ بھی اس سازش کا حصہ تھا؟؟

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

’’آئزل!‘‘ وہ اُسے پکارتا ہوا فوراً سے رُوم میں آیا تھا۔ جہاں وہ بیڈ پر بیٹھی کپڑوں کو تہہ لگا رہی تھی۔

’’اہان! آپ آ گئے؟ اتنی اچانک۔۔۔ مجھے بتایا بھی نہیں۔‘‘ وہ اسے دیکھ حیران ہوئی۔ جبکہ اس نے آتے ہی آئزل کو سینے سے لگا لیا تھا۔

’’میں نے تمھیں بہت مس کیا۔‘‘ اس کو اپنے حصار میں قید کئے، اس وقت وہ انجانے سے خوف سے دوچار تھا۔

’’کیا ہوا؟ سب خیریت ہے؟‘‘ وہ ٹھٹھک گئی تھی۔۔

’’ہمم!‘‘ وہ یونہی اسے لئے کھڑا تھا۔۔

’’مجھے آپ ٹھیک نہیں لگ رہے ہیں۔۔۔ بتائیں تو ہوا کیا ہے؟‘‘ وہ
اسکی گرفت میں سختی واضح محسوس کر گئی تھی۔

’’آئی لو یو! تمھیں پتہ ہے نا میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔‘‘ اس
سے ذرا سا فاصلہ بناتا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا وہ مخمور لہجے میں گویا ہوا
تھا۔ آئزل نے ذرا حیرانی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

’’میں جانتی ہوں اہان! کیا ہو گیا ہے۔۔۔‘‘ وہ اس بار دھیرے سے
مسکرائی تو اہان کچھ ریلیکس ہوا تھا۔۔ اپنی محبت کو کھو دینے کا خیال ہی سوہان
روح تھا۔۔ جو کچھ بھی تھا وہ صرف مہروز صاحب کے کہنے پر کر رہا تھا، ورنہ وہ
تو شروع سے آئزل کے لئے دیوانگی کی حد تک پاگل تھا۔

اچھا چھوڑو یہ سب! طبیعت کیسی ہے؟" اس کا دھیان یکدم دوسری طرف گیا تھا۔

ٹھیک ہوں میں۔۔" ابھی اس کے الفاظ لبوں میں اَدھورے ہی تھے کہ باہر سے مجتبیٰ کی چنگھاڑتی ہوئی آواز سُنائی دی تھی۔۔ جو کمرہ ہلکا سا کھلا ہونے کے باعث اِن کے رُوم تک آرہی تھی۔

یہ مجتبیٰ کی آواز ہے نا؟ یہ اتنی زور سے کیوں پکار رہا ہے۔۔" آئزل یکدم پریشان ہوئی تھی۔

"میں دیکھتا ہوں۔۔ تم یہیں۔۔۔

آئزل! اس بار ایک اور آواز بلند ہوئی تھی۔

اللہ خیر کرے۔۔اہان چلیں جلدی۔۔پتہ نہیں کیا ہو گیا۔۔''اہان نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔جبکہ وہ دوپٹہ سنبھالتی روم سے نکل گئی تھی۔۔۔

گاڑی تیزی سے شہر کی گلیوں میں گھومتی ہوئی ایک عالی شان بنگلے کے سامنے آ کر رُکی تھی۔ عریشہ نے اُلجھن اور حیرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ مجتبیٰ کی طرف دیکھا۔

''یہ۔۔۔یہ تم کہاں لے آئے ہو مجھے؟ یہ تو تایا ابو کا گھر ہے۔''

مجتبیٰ نے غصے میں گاڑی کا دروازہ کھولا، مٹھیاں سختی بھینچ رکھی تھیں۔

''ہاں کیونکہ آج میں یہاں سے حساب لئے بغیر ہرگز نہیں جاؤنگا۔

عریشہ ہکا بکا رہ گئی۔

،،مگر تمہیں کیسے پتا یہ اہان کا گھر ہے؟ ' '

مجتبیٰ نے ایک پل کو اس کی طرف دیکھا، آنکھوں میں عجیب سی تکلیف تھی۔ وہ اب اس پر بھی اعتبار نہیں کر سک رہی تھی۔۔۔

دونوں تیز قدموں سے بنگلے کے دروازے کی طرف بڑھے۔ اور سیدھا ہال "میں آ گئے تھے۔۔۔ اتنے میں ملازمہ بھی وہاں آ گئی تھی۔۔

اہان کہاں ہے؟ اسے کہو مجتبیٰ آیا ہے! "مجتبیٰ کی آواز سخت اور ' ' بے چین تھی۔ ساتھ ہی اس نے دو سے تین بار اسے تیز آواز میں پکارا تھا۔۔۔ مہروز صاحب اور تحمینہ بیگم اس وقت کسی کام سے نکلے ہوئے تھے۔۔۔ گھر میں اس وقت صرف آئزل اور اہان ہی تھے۔۔۔

عریشہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ اس بات پر ابھی تک حیران تھی کہ مجتبیٰ اتنے یقین سے یہاں آیا کیسے۔ ملازمہ ہڑبڑا کر اندر چلی گئی۔ کچھ ہی لمحوں بعد اہان ہال میں آتا دکھائی دیا، اور اس کے چہرے پر جیسے ہوائیاں اڑ گئیں۔ ساتھ ہی حیران و پریشان سی آئزل بھی ساتھ ہی باہر آئی تھی۔۔۔

' ' تم دونوں۔۔۔ یہاں؟" اہان نے چونک کر کہا۔

مجتبیٰ نے تیز قدموں سے آگے بڑھ کر اس کا گریبان پکڑ لیا۔

' ' یہ سب کیا تماشا لگا رکھا ہے تم نے؟ کیوں عریشہ کو بلیک میل کر رہا تھا؟

اہان نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی، مگر مجتبیٰ کا غصہ خطرناک حد تک تھا۔

مجتبیٰ یہ کیا بدتمیزی ہے!" آئزل یکدم گھبرائی تھی۔ عریشہ کو سرے سے نظر آنداز کر گئی تھی۔۔اس نے اپنے بھائی کے ساتھ آئی اس نئی لڑکی کو دیکھنے تک گوارہ نہیں کیا تھا۔۔اسے اس وقت صرف اپنے بھائی کی فکر تھی۔۔

"چھوڑو مجھے! بات سنو میری۔۔

عریشہ نے آگے بڑھ کر مجتبیٰ کو روکا۔

"چھوڑو مجتبیٰ، پہلے بات تو سُن لو۔۔"

مجتبیٰ اہان کو چھوڑو، ورنہ میں اب تمھیں ایک تھپڑ لگا دونگی۔۔"وہ چلائی تھی۔۔

عریشہ نے حیرت سے دیکھا تھا۔۔۔وہ اہان کی بیوی آئزل تھی، جو ہکا بکا نظروں سے منظر کو دیکھ رہی تھی۔ مجتبیٰ نے اپنی گرفت ڈھیلی کی اور جیسے ہی عریشہ نے آئزل کو دیکھا، اس کی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔

''کیا بدتمیزی ہے یہ؟'' اس بار وہ سختی سے گویا ہوئی۔

''بدتمیزی میں نہیں! تمھارا یہ شوہر کر رہا ہے۔'' وہ غصے سے چلایا تھا۔

''اہان یہ سب کیا ہے؟'' وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

''مجتبیٰ تم جاؤ یہاں سے! آئزل میں تمھیں بتاتا ہوں سب۔۔'' اس نے قائل کرنا چاہا۔۔

نہیں آئزل یہیں رہے گی، اسے بھی تو تمھارے کارناموں کا پتہ ’ ’

لگے۔‘‘

مجتبیٰ! آئزل کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ڈاکٹر نے اسے اسٹریس ’ ’

دینے سے منع کیا ہے۔‘‘اس بار اس نے دانت کچکچائے۔

تو یہ سب اوچھی حرکتیں کرنے سے پہلے سوچنا چاہئے تھا نا۔۔‘‘وہ ’ ’

استہزائیہ لب و لہجے میں بولا۔۔

مجتبیٰ مجھے بتاؤ کیا کیا ہے اہان نے۔۔کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔‘‘اب ’ ’

آئزل سنجیدگی سے بولی تھی۔۔کچھ تو تھا۔۔۔

‘‘آئزل۔۔۔ ’ ’

اہان پلیز ! وہ خاموش ہو گیا۔۔ مجتبیٰ نے ایک نظر غصے سے دیکھا ' '

تھا۔۔۔

ڈرائنگ روم میں خاموشی چھاگئی تھی۔آئزل نے بے یقینی بھری نظروں سے اہان کی طرف دیکھا، جیسے مجتبیٰ کے الفاظ پر یقین نہیں آرہا تھا۔وہ دھیرے دھیرے صوفے پر بیٹھ گئی، آنکھیں نمی سے بھرنے لگیں۔

مجھے تو لگا تھا تم۔۔۔ تم سچ میں بزنس کے کام سے باہر ہو۔ مگر تم" یہاں۔۔۔ یہ سب ؟ عریشہ کو ڈرانا، اس پر وار کرنا؟"آئزل کی آواز کپکپا رہی تھی۔

آئزل کچھ حقیقت نہیں ہے۔۔بس میں بابا کے کہنے پر۔۔۔۔" وہ ' '

خاموش ہو گیا تھا۔۔۔

عریشہ ایک طرف کھڑی آنکھیں پھاڑے یہ سب سُن رہی تھی۔ دل میں ہلچل مچ گئی تھی۔ اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ اہان اسکے شوہر کا بہنوئی تھا۔۔۔

’’بے غیرتی کی بھی ایک انتہا ہوتی ہے اہان! میں تمھاری اکلوتی کزن ہوں۔۔ اور تم نے ہمیشہ میرے ساتھ ناانصافی کی۔۔ اور اب اپنی بیوی کو بھی دھوکا دیتے رہے ہو۔۔‘‘ وہ غصے سے غرائی تھی۔

’’شٹ اپ! میں نے اپنی بیوی کو کوئی دھوکا نہیں دیا ہے۔۔ اور بات سنو آگر تمھارا وہ باپ دادا ابو کی جائیداد کا سیو نٹی پرسنٹ لے کر نہ اُڑتا تو ہمیں یہ اوچھے ہتھکنڈے بھی استعمال نہ کرنے پڑتے۔۔‘‘ وہ اس بار غصے سے غرایا تھا۔ آئزل بالکل خاموش بیٹھی تھی۔

تمیز سے بات کرو اہان! بیوی ہے میری۔۔" مجتبیٰ نے گھور کر دیکھا تھا۔

"بیوی تو کیا اس کی ہر بات مان لو گے؟ جو غلطی تھی وہ میں نے مان لی۔۔ لیکن میں نے آئزل کو کوئی دھوکا نہیں دیا ہے۔۔۔ بابا نے جھوٹا نکاح نامہ ہی بنوایا تھا اسے ٹریپ کرنے کے لئے۔۔ آگر یہ میرے نکاح میں ہوتی تو ابھی تمھاری بیوی نہ کہلا رہی ہوتی۔۔ دوسری بات ان محترمہ کا باپ کوئی نیک صفت انسان نہیں تھا۔ دادا ابو کی ساری جائیداد دھوکے سے لے کر اسٹریلیا فرار ہو گیا تھا۔ اور انکی وہ دوسری بیوی، دونوں میاں بیوی ایک نمبر کے لالچی تھے۔۔ اور بات سنو مسز مجتبیٰ! تمھارے باپ نے ایک دو بچوں کی ماں کو ورغلایا تھا۔ کیونکہ اس عورت کا شوہر بھی ایک لینڈ لارڈ آدمی تھا۔ وہ اسکی جائیداد بھی ہڑپ کرنا چاہتا تھا۔ مگر بدقسمتی سے وہ جیولری

کے علاوہ زیادہ کچھ ساتھ نہیں لا سکی تھی۔۔۔ مرتے وقت تمھارا باپ تمھارے سامنے، نیک صفت بن گیا۔۔ نیک صفت شادی شدہ عورتوں کو نہیں ورغلاتے سمجھیں۔۔" اس بار وہ شدید غصے کی کیفیت میں غرایا تھا۔۔ عریشہ کو چپی سی لگ گئی تھی۔

' ' جھوٹ مت بولو! میرے باپ کے بارے میں۔۔" وہ کچھ لمحوں بعد غرائی تھی۔۔

' ' ہاہاہا! بابا آجائیں تو خود ڈیل کر لیں گے تمھیں! بہت ہو گیا یہ کھیل۔ بلکہ میں نے تو بابا کو پہلے بھی کہا تھا کہ دفعہ کریں تمھیں اور تمھاری جائیداد کو، مگر انھیں بھی پتہ نہیں کونسی پیسے کی بھوک ہے۔۔ خون تو ایک ہی ہے نا۔۔" اس بار وہ ناگواری سے غرایا تھا۔۔ یہاں بات اسکی بیوی پر آ گئی تھی۔۔

اپنی جھوٹی سچی کہانی اپنے پاس رکھو! آئزل تم چلو میرے

ساتھ۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اس مکار شخص کے ساتھ رہنے کی۔۔ جو

اپنی کزن کو بلیک میل کر سکتا ہے۔ اس کے لئے مزید عورتوں سے تعلقات

بنانا کونسی بڑی بات ہو گی۔۔" مجتبیٰ پر بس بیوی کی محبت تھی یا کچھ اور بس

وہی سوار تھا۔

مجتبیٰ بکواس بند کرو! خبر دار جو تم نے میرے کردار پر انگلی اٹھائی

تو، جان سے مار دونگا۔۔" وہ تیز لہجے میں غرایا تھا۔ آئزل گھبرا گئی تھی۔

"آئزل چلو یہاں سے۔

آئزل کہیں نہیں جائے گی،، یہ میری بیوی ہے اور میرے ساتھ ہی

رہے گی۔۔" وہ سختی سے اسکا ہاتھ تھام چکا تھا۔ کہیں وہ واقعی بھائی کے

ساتھ نہ چلی جائے۔

ہاتھ چھوڑوں اسکا۔۔

مجتبیٰ تم ابھی جاؤ یہاں سے۔۔۔انکل، آنٹی کو آنے دو مجھے ان سے بات کرنی ہے۔۔ تم فی الحال اس لڑکی کو یہاں سے لے کر جاؤ۔۔ بلکہ اب تمھاری باڈی گارڈ کی نوکری بھی ختم ہو گئی، تو اس لڑکی کا قصہ ختم کرو۔۔۔۔ یہ ان خاندانی معاملہ ہے خود حل کر لیں گے۔۔۔" آئزل بولی بھی تو کیا تھی۔۔۔

کیا؟؟ کیا بکواس کی ہے تم نے ؟؟؟ یہ لڑکی کیا رٹ لگا رہی ہو۔۔بیوی ہے میری۔۔" اس نے بہن کو غصے سے دیکھا تھا۔

تم بھول رہے ہو کہ تم نے مجھے کیا بتایا تھا۔" اس نے آئی برو اٹھائیں۔اب عریشہ اور اہان خاموشی سے دونوں بہن بھائیوں کی تکرار دیکھ رہے تھے۔

’’ نکاح کیا ہے میں نے، کوئی کھیل نہیں ہے۔۔ عریشہ میری بیوی۔۔۔۔‘‘

’’ ایک منٹ مجتبیٰ! تمھاری بہن واقعی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ میں کوئی تمھاری بیوی نہیں ہوں، یہ نکاح ایک کونٹریکٹ کے تھرو ہوا تھا، اور اب جبکہ تم اس فراڈی شخص کے رشتہ دار نکل آئے ہو تو مجھے تم پر بھی بھروسہ نہیں ہے۔ کیا معلوم یہ تم سب کا کوئی پلین ہو۔۔۔‘‘ اہان استزائیہ مسکرایا تھا۔

’’ عریشہ تم اپنے باپ کی ہی بیٹی ہو، یہ بات بار بار واضح نہ کیا کرو، دوسروں کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنا جانتی ہو بس! کبھی احد مصطفیٰ! تو کبھی مجتبیٰ آصف!‘‘ اس بار مجتبیٰ کو چپی سی لگ گئی تھی۔۔۔ عریشہ نے ایک لمحے میں اس کے وجود کو خاک کر دیا تھا۔۔

تم سے تو اب میں عدالت میں نمٹ لو نگی۔۔ مصطفیٰ دیکھنا تمہارا کیا ’ ’

حال کرتا ہے۔“اس نے دانت کچکچائے۔

وہی مصطفیٰ نا جس سے تم شادی کی خواہش مند ہو۔یہ جانتے ہوئے ’ ’

بھی کہ وہ الریڈی میریڈ ہے۔اپنے باپ کی بیٹی !“عریشہ کا چہرہ سرخ پڑا

تھا۔۔

شٹ اپ۔۔۔بلڈ۔۔۔۔“وہ غصے سے غرائی۔۔ مگر اب مجتبیٰ ’ ’

خاموش رہا تھا۔۔

آئزل تم چل رہی ہو میرے ساتھ ؟“اس نے آخری بار بہن سے ’ ’

پوچھا تھا۔

نہیں ! میں کل آونگی۔۔۔اور تم ڈائیورس پیپرز تیار رکھنا !“آئزل ’ ’

سختی سے بولی تھی۔جبکہ وہ خاموشی سے اٹھ کر گھر سے نکل گیا تھا۔۔ عریشہ

بھی اس کے پیچھے ہی بھاگی تھی۔۔ مگر وہ اس کی گاڑی میں بیٹھنے کے بجائے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

’’آئزل میری بات !‘‘

’’اہان مجھے فی الحال تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔ سونے دو۔۔‘‘ وہ ناراضی جتاتی ہوئی رخ پھیر گئی۔۔ جبکہ اہان نے ذرا آنکھیں چلا کر دوسری سائیڈ پر نیم دراز ہوتے ہوئے، اسے ایک جھٹکے سے اپنے حصار میں لیا تھا۔

’’جب تک میری بات نہیں سنو گی میں تمھیں سونے نہیں دونگا۔۔‘‘ اس کی آنکھوں میں شرارتی مسکان تھی۔

میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں اہان۔“ وہ خفگی سے بولی۔ ’ ’

مذاق کر کون رہا ہے۔۔ میں بس اپنے بے بی کی مما کو منانے کی ’ ’ کوشش کر رہا ہوں، کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھ سے ناراض ہو کر سوئیں اور ان پر شوہر کو ناراض کرنے جیسے کوئی سیکشن لاگو ہو جائے۔“ وہ ہنوز شرارتی لب و لہجے میں بولا، جبکہ اس کے چہرے پر قوس وقزاح کے کئی رنگوں نے اپنی بہار دکھائی تھی۔۔

میں صبح اٹھتے ہی مجتبیٰ کے ساتھ چلی جاؤنگی۔“اس نے دھمکی ’ ’ لگائی۔

نام مت لو اس جہنمی سالے کا۔“ وہ خفگی سے بولا تو آئزل نے گھور ’ ’ کر دیکھا تھا۔

’ ’ میرا مطلب ہے سالے صاحب کو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔۔میں خود آپ کو لے جاؤنگا۔“ وہ فوراً پٹھڑی پر چڑھا تھا۔۔کہیں بیوی سچ میں ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

’ ’ “چھوڑو مجھے نیند آرہی ہے۔

’ ’ کیوں نیند آرہی ہے۔۔ایک ہفتے سے تو میں گھر بھی نہیں تھا۔نیندیں پوری نہیں کی ہیں آپ نے۔۔“اس کے بالوں کی لٹوں سے کھیلتا وہ شرارتی لب و لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔آئزل نے اس کی گرفت سے نکلنے کے لئے بھرپور مزاحمت کی تھی۔۔

’ ’ اسی شہر میں بیٹھ کر تم نے مجھے پاگل بنایا ہے۔۔بات نہیں کرو مجھ سے۔۔“اس کے سینے پر زور سے ہاتھ مارتی اب وہ غصے سے بولی تھی۔۔

یار سب کچھ بتا تو دیا میں نے۔۔اب کیوں ناراض ہو۔۔" وہ مزید ’ ’
سختی سے اپنے حصار میں جکڑ چکا تھا۔

اتنے تم ننھے کاکے ہو نا! کل کو انکل بولیں گے اہان، فلاں لڑکی سے ’ ’
شادی کرلو، تو تم شادی کرلینا۔۔" اس نے کینہ توز نگاہوں سے بولا تھا۔

آئیڈیا اچھا ہے ویسے! ابا پر یہ الزام ڈالا جا سکتا ہے۔۔" آئزل نے ’ ’
زور سے کہنی پیٹ میں چبھائی تھی۔

زہر لگ رہے ہو مجھے۔" وہ ہولے سے مسکراتا ہوا، اسکے گالوں پر ’ ’
لب رکھ گیا۔اور یہاں آکر وہ موم ہو گئی تھی۔

لیکن آپ ہمیشہ مجھے، پیاری لگتی ہو۔۔ناراضی چھوڑ دو آئزل! میں ’ ’
سارا معاملہ دیکھ لونگا، عریشہ اتنی بھی کوئی بری نہیں ہے کہ تم نے مجتبیٰ

کو ڈائریکٹ طلاق دینے کا ہی بول دیا ہے۔۔ مجنون کی طرح گیا ہے یہاں سے عریشہ کا بوڈی گارڈ!“اس بار وہ سوچ کر مسکرایا تھا۔۔

تم نے ہی تو کہا تھا کہ وہ کسی لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہے؟“اس ’ ’ نے بھنویں اٹھائیں۔

لڑکے سے نہیں شادی شدہ مرد سے۔“اس نے مسکراہٹ دبائی۔ ’ ’

ہاں وہی!“اس نے ناک چڑھائی۔ ’ ’

لیکن وہ لڑکا اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہے، لیکن مجھ سے ’ ’ کم!“آئزل نے آنکھیں چلائیں۔۔

تو پھر اب؟“اس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا، اب وہ خود ہی اسکے ’ ’ پاس جگہ بنا کر لیٹ گئی تھی۔۔ ناراضی اپنے آپ ہی ختم ہونے لگی تھی۔

’’اب یہ فیصلہ تو وہ دونوں خود ہی کریں گے۔۔ تمھیں بیچ میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی کا گھر خراب کرانا اچھی بات نہیں ہے۔اور یہ طلاق کے معاملات میں آگر دونوں فریقین اس نہج پر پہنچ جائیں تو اکیلے ہی معاملہ حل کرنے دینا چاہئے! نکاح خود کیا ہے تو طلاق دینی ہے یا نہیں یہ فیصلہ بھی انکا اپنا ہو گا۔‘‘اس بار وہ تنبیہ لہجے میں بولا تھا۔

’’لیکن وہ میرا چھوٹا بھائی ہے اہان، میں کیسے اسے اکیلا چھوڑ دوں۔‘‘اہان نے گردن جھکا کر اسے گھورا تھا۔

’’ایک تو یہ تم عورتوں کو خوش فہمی بہت ہوتی ہے کہ تمھارا بیٹا یا چھوٹا بھائی، تمھارے مشورے کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔۔وہ لڑکی بیوی ہے اسکی، زمہ داری اٹھائی ہے تو فیصلہ بھی اسے خود ہی لینے دو۔اور اتنا گبرو جوان

تمھیں کہاں سے چھوٹا نظر آتا ہے۔۔“اس بار اس نے ایک بار پھر اس کے سینے پر ہاتھ مارا تھا۔

وہ میرے لئے ہمیشہ چھوٹا ہی رہے گا۔۔“وہ مسکرائی تھی۔۔جبکہ ’ ’
اب وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

پھر اب تو کوئی شکوہ نہیں ہے؟“وہ محبت سے بولا تھا۔۔۔ ’ ’

میں ابھی بھی ناراض ہوں۔۔۔“اس نے فوری شکوہ درج کرایا ’ ’
تھا۔۔وہ ہنس پڑا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ثمرہ میں کچھ دنوں سے نوٹس کر رہا ہوں کہ آپ بجھی بجھی سی ’ ’
ہیں۔۔سب ٹھیک تو ہے نا؟“وہ سوالیہ بولا۔۔

جی مصطفیٰ سب ٹھیک ہے!'' وہ ہولے سے مسکرائی۔ ' '

مما نے کچھ کہا ہے!'' وہ اسے اپنے حصار میں لے گیا تھا۔۔وہ دونوں ' '
شام کے وقت بالکنی میں کھڑے تھے۔

بالکل بھی نہیں! آنٹی کا رویہ آگر میرے ساتھ بہت اچھا نہیں ہے ' '
تو اب وہ مجھے کچھ کہتی بھی نہیں ہیں۔۔'' وہ یاسیت بھرے لہجے مین بولی
تھی۔

''میں بات کرونگا ماما سے۔۔ ' '

نہیں مصطفیٰ! کچھ چیزوں اور زخموں کو بھرنے کے لئے وقت درکار ' '
ہوتا ہے۔۔رشتوں میں زور زبردستی نہیں کی جاتی، انھیں بس ان کے حال پر
چھوڑ دیا جاتا ہے۔وقت خود قدر کرا دیتا ہے۔''مصطفیٰ نے دھیرے سے اسکے
ماتھے پر لب رکھے تھے۔۔۔

اور اب مسکراتے ہوئے، اس کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عریشہ اپنی کرسی پر بیٹھی فائلز پلٹ رہی تھی، مگر اس کی نظریں بار بار دروازے کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ آخر اس نے انٹرکام کا بٹن دبایا،

،،مجتبیٰ، ذرا میرے آفس میں آؤ۔ ' '

کچھ لمحوں بعد دروازہ ہلکی سی دستک کے ساتھ کھلا۔ مجتبیٰ اندر آیا، آنکھوں میں ہلکی سی الجھن لیے، جیسے سمجھ نہ پا رہا ہو کہ بیوی نے باس کی کرسی پر بیٹھ کر کیا بات کرنی ہے۔

جی، میم ؟"اس نے قدرے مصنوعی سنجیدگی سے کہا، جیسے باقی سب "
امپلائز کے ساتھ ہوتا ہے۔وہ کچھ دونوں سے واپس مصطفٰی کے گھر شفٹ
ہوگئی تھی۔۔اس نے بھی چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔۔

عریشہ نے نظریں اوپر اٹھا کر اسے دیکھا، اسے دیکھ وہ مگر فوراً چہرے پر سختی لا
کر بولی،

یہ رپورٹ تم نے بنائی ہے ؟"اس نے میز پر رکھی ایک فائل اس کی طرف "
سرکائی۔

مجتبیٰ نے فائل کی طرف دیکھا، پھر عریشہ کی آنکھوں میں جھانکا، جیسے سمجھ
رہا ہو کہ یہ سرزنش صرف آفس والی نہیں، کہیں کچھ اور بھی چھپا ہے۔

جی۔۔۔میم، میں نے ہی بنائی ہے۔کوئی مسئلہ ہے تو بتائیں، ابھی ' '
ٹھیک کر دیتا ہوں۔"اس نے قدرے محتاط لہجے میں کہا۔

عریشہ نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر ہاتھ باندھ لیے۔

"تمہاری پرفارمنس پچھلے کچھ دنوں سے نیچے جا رہی ہے، مجتبیٰ۔ ذرا

پروفیشنل رہو۔ ذاتی زندگی کا اثر آفس ورک پر نہیں پڑنا چاہیے۔"

مجتبیٰ نے تھوڑی دیر چپ رہ کر نظریں جھکا لیں، پھر ہلکی آواز میں بولا۔۔

''جی میم، کوشش کروں گا۔۔'

عریشہ کا دل چاہا کہ سب کچھ بھول کر اس کے قریب چلی جائے، مگر باس کا

رعب برقرار رکھتے ہوئے اس نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔۔

"اچھا، تم جاؤ۔۔۔ اور دوپہر تک یہ رپورٹ ریویو کر کے دوبارہ جمع کراؤ۔"

مجتبیٰ نے سر ہلایا،

"اوکے میم۔"

وہ مڑ کر دروازے کی طرف جانے لگا تو عریشہ نے قدرے نرم آواز میں پکارا،

"اور سنو۔۔"

مجتبیٰ نے پلٹ کر دیکھا۔

عریشہ کی آنکھوں میں ہلکی سی شرارت ابھری،

""لنچ ٹائم میں میرے ساتھ کینٹین چلنا ہے، مجھے کچھ ڈسکس کرنا ہے۔"

وہ سمجھ کر سر ہلا گیا تھا۔۔۔

اوکے میم!" وہ سر ہلا گیا۔۔۔

وہ دروازہ بند کر کے باہر نکل گیا اور عریشہ نے مسکرا کر کرسی کی پشت سے

ٹیک لگا لی، ایک گہری سانس لیتے ہوئے جیسے خود کو بھی تسلی دی ہو۔ وہ ایک

نتیجے پر پہنچ چکی تھی۔۔اور اپنے فیصلے کو لے کر مطمئن تھی۔۔وہ دونوں الگ دنیا کے رہائشی تھے۔۔

____

شام کا وقت تھا۔۔ مصطفیٰ آفس میں تھا۔۔ عریشہ بھی ساتھ ہی تھی۔۔۔زنیرہ بیگم اپنے کمرے میں تھیں۔۔ ثمرہ لان میں چہل قدمی کر رہی تھی، جبھی وہاں وہ آگئی تھیں۔۔

’’سنو لڑکی!‘‘ وہ اپنی ماں کی آواز پر چونکی۔۔فریحہ بیگم کے انداز ہی نرالے تھے۔۔

جی ! کچھ چاہئیے تھا آپ کو ؟‘‘ وہ سختی سے گویا ہوئی ۔۔اس عورت ’ ’
سے بات کرتے وقت وہ خود ہی سخت ہو جایا کرتی تھی ۔۔

تم میں اکڑ کس بات کی ہے ۔۔ایک تو میری بیٹی کے حق پر ڈاکا ڈالا ’ ’
ہے تم نے ۔۔اُپر سے نخرے دیکھو ۔۔۔‘‘ ثمرہ نے حیرت سے انکی جانب
دیکھا تھا۔

کہنا کیا چاہتی ہیں آپ ؟‘‘ ثمرہ کو طیش آیا تھا ۔۔ ’ ’

مصطفیٰ عریشہ سے شادی کرنا چاہتا تھا ۔۔آ گر تم خون بہا میں نہ آتی ’ ’
تو ۔۔‘‘ وہ نفرت سے غرائی ۔

اپنی بکواس بند رکھیں۔۔آ گر آپ کو برداشت کر رہی ہوں تو صرف '' ''

اس لئے کیونکہ آپ میرے گھر میں مہمان کی حثیت سے کھڑی

ہیں۔۔۔"انھونے حیرت سے اس کم صورت لڑکی کو دیکھا تھا۔

ہے کیا تم میں ؟ شکل نہ صورت۔ کردار کی ہلکی، مردوں کو پھنسا کر '' ''

شادی کر لینے والی لڑکی تم۔۔۔۔" وہ حقارت سے بولیں تو ثمرہ کی آنکھیں

جلنے لگی تھیں۔۔

جی ایسا ہی ہے کیونکہ میں اپنی بد کردار ماں پر گئی ہوں۔ شکل بھی '' ''

اسی جیسی ہے، اور کردار بھی۔۔ جو عورت اپنے عاشق کے لئے دو بچوں کو

چھوڑ کر جا سکتی۔۔میں اس ماں کی بیٹی ہوں۔۔ سمجھیں آپ۔۔" وہ تیز لہجے

میں شدت سے غراتی، بھاگنے کے آنداز میں گھر کے بیرونی حصے کی جانب

بڑھی تھی۔۔۔آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے، جنھیں وہ ہاتھ کی پشت سے رگڑتی جارہی تھی۔۔ جبکہ فریحہ بیگم سناٹے میں آگئی تھیں۔۔۔۔۔

’’ہیلو! مصطفیٰ!‘‘ اسکی آواز بالکل سپاٹ تھی۔۔۔

’’جی ثمرہ کہیں!‘‘ وہ مصروف سا بولا۔ آگر ذرا غور کرتا تو وہ ضرور ٹھٹھک جاتا۔۔۔

’’آپ بزی تو نہیں ہیں۔۔۔مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے؟‘‘ وہ اس کے اکھڑے اکھڑے آنداز پر ٹھٹھک گیا۔ اور فائل اُٹھا کر سائیڈ پر رکھ دی تھی۔

’’آپ بولیں۔۔۔‘‘

‘‘عریشہ کی والدہ کا آپ کہیں اور انتظام کر دیں، میں انھیں اس گھر میں ایک سیکنڈ برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔آگر یہ یہاں رہیں گی تو میں یہاں نہیں رہو نگی۔۔’’ دوسری طرف مصطفیٰ حیران و پریشان سا رہ گیا تھا۔۔آخر اس کی بیوی اتنی بڑی بات کیسے کر سکتی تھی۔۔

‘‘واٹ؟؟ ثمرہ آر یو اوکے؟ ہوا کیا ہے؟؟’’ وہ تیزی سے اٹھتا کرسی کی پشت سے اپنا کوٹ اٹھا کر پہن چکا تھا۔۔ ثمرہ کی سانس اب بُری طرح سے پھول رہی تھی۔ گویا ضبط جواب دے گیا ہو۔

‘‘بس میں جو کہہ رہی ہوں آپ وہ سُن لیں۔۔۔مجھے عریشہ اور اسکی ماں دونوں ہی اس گھر میں برداشت نہیں ہیں۔۔یہ دونوں اب میرے گھر میں نہیں رہ سکتیں۔اور آگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو مجھے بتادیں، میں یہاں سے چلی جاؤنگی۔۔۔’’ وہ اب رونا بھی شروع کر چکی تھی۔۔ مصطفیٰ کو ٹینشن

نے آن گھیرا تھا۔۔وہ دوڑتا ہوا آفس سے نیچے آیا تھا۔۔جہاں گاڑی کے ساتھ ڈرائیور بھی کھڑا تھا۔۔اس نے خود ڈرائیو کرنے کے بجائے ڈرائیور کو اشارہ کیا تھا۔

’’ریلیکس! ایسا کیا ہو گیا؟ جو آپ ایسی باتیں کر رہی ہیں۔۔ڈانٹ پینک۔۔میں گھر آ رہا ہوں۔۔رونا بند کریں۔۔‘‘ وہ پیشانی مسلتا اچھا خاصہ پریشان ہوا تھا۔کیونکہ ثمرہ کبھی اتنا ہائیپر نہیں ہوتی تھی۔۔یقیناً کوئی بڑی بات تھی۔۔۔وہ راستے سے عریشہ کو بھی گھر پہنچنے کا میسج کر چکا تھا۔۔۔

وہ چہرے پر سنجیدگی سجائے، تیز قدموں سے گھر میں داخل ہوا تھا۔اور الماس بی بی سے ثمرہ کا پوچھتا سیدھا رُوم میں داخل ہوا تھا۔۔

”ثمرہ کیا ہوا میری جان! اس طرح کیوں رُو رہی ہیں آپ؟“ وہ ذرا پریشان ہوا تھا۔۔

”مصطفیٰ! یہ عورت۔۔۔ یہ عورت مجھے اپنے گھر میں نہیں چاہئے۔۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔ مجھے کچھ ہو جائے گا۔۔ انھیں یہاں سے باہر نکالیں۔۔ ان سے بولیں یہ وہیں چلی جائیں جہاں سالوں پہلے چلی گئی ہیں۔۔ انھیں بولیں یہ میرے گھر سے جائیں۔۔۔ میں ان کی شبیہ نہیں ہوں۔۔۔ میں ان جیسی نہیں دکھتی، میں ان کی طرح ہلکے کردار کی نہیں ہوں۔۔۔ انھیں بولیں یہ یہاں سے۔۔۔ یہاں سے۔۔۔ جائیں اور کبھی۔۔۔ کبھی واپس لوٹ کر نہ آئیں۔۔۔“ وہ ہزیانی کی سی کیفیت میں بے ربط جملے ادا کر رہی تھی، مصطفیٰ کا ماتھا ٹھنک گیا تھا۔۔ اس کے الفاظ غیر معمولی بالکل بھی نہیں تھے۔۔۔ اس کا دماغ اسے جو سگنل دے رہا تھا، اس نے اسے حیران و پریشان کر دیا تھا۔۔

”ثمرہ ریلیکس! اٹھیں پہلے یہاں اُپر بیٹھیں۔ پھر مجھے بتائیں کہ ہوا کیا ہے۔۔ فریحہ آنٹی نے کچھ کہا ہے۔۔“ وہ حقیقت اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

”نہیں مصطفیٰ آپ ابھی جائیں اور اُنھیں بولیں کہ میرے گھر سے چلی جائیں۔۔ ثمرہ کے گھر سے چلی جائیں۔ میرے گھر میں، میرے دل میں اس عورت کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے، جو ماں کیا عورت کہلانے کے بھی لائق نہیں ہے۔۔ انھیں کہیں کہ یہ یہاں سے چلی جائیں۔۔“ اس بار وہ شدت سے گریہ سے چلائی تھی۔۔ جبکہ ثمرہ کی رونے کی آوازیں سن کر الماس کی اطلاع دینے پر زنیرہ بیگم کی ہمراہی میں شرمندہ سی فریحہ بھی ساتھ ہی آئی تھیں، ان کے عین پیچھے عریشہ تھی۔۔۔ جو ابھی ایمرجنسی میں آفس سے آئی تھی۔ فریحہ چاہ کر بھی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کر پا رہی تھیں کہ احد مصطفیٰ

کی بیوی ثمرہ ہی انکی بیٹی ثمرہ تھی۔۔ جیسے وہ پانچ برس کی عمر میں رُوتا ہوا چھوڑ گئی تھیں۔۔

"مصطفیٰ کیا ہوا ہے اسے!" وہ اسے ہی سنبھال رہا تھا کہ زنیرہ نے سنجیدگی سے سوال کیا تھا۔۔

"کچھ نہیں مام بس ویسے ہی۔۔" اُسے سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا جواز پیش کرتا۔۔

"مصطفیٰ یہ پھر آگئیں۔۔۔انھیں کہو کہ جائیں یہاں سے۔۔۔۔۔آپ جائیں یہاں سے۔۔۔نکل جائیں میرے گھر سے۔۔۔۔آپ کی اس گھر میں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔" وہ مصطفیٰ کے حصار میں ہی شدت سے غرائی تھی۔۔۔ جسم کانپ رہا تھا۔ تھوڑی لرز رہی تھی۔۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھیں سرخ پڑ گئی تھیں۔۔ چہرہ بُری طرح دہک رہا تھا۔۔

"مصطفیٰ یہ میرا گھر ہے نا۔۔۔ میرا گھر۔۔۔" اس بار اس نے پاگلوں کی طرح مصطفیٰ سے پوچھا تھا۔۔ بچپن سے لے کر اب تک کی تمام دھتکار نگاہوں کے سامنے کسی فلم کی طرح گھوم گئی تھی۔

"ہاں ثمرہ، یہ آپ کا گھر ہے۔ یہ ہمارا گھر ہے۔۔۔" مصطفیٰ اس کے دل میں بیٹھا خوف بہت اچھے سے جانتا تھا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ بچے بچپن کی باتیں بھول جاتے ہیں مگر شاید وہ یہ نہیں جانتے کہ کچھ الفاظ ناسور کی طرح دل و دماغ میں ہمیشہ پنجے گاڑھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔۔ سگے باپ کی دھتکار وہ کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔۔ سوتیلی ماں کا اسکے باپ کے گھر سے نکال دینا، بے یار و مددگار چھوڑ دینا وہ کبھی بھول سکتی ہی نہیں تھی۔۔ وہ شوہر کے گھر سے ساس کے دھکے مارنا شاید مر کر بھی نہ بھولتی، اگر مصطفیٰ نہ ہوتا تو شاید وہ اب تک پاگل ہو چکی ہوتی۔

"یہ میرا گھر ہے۔۔اور یہ میرے گھر میں نہیں رہیں گی مصطفیٰ! عریشہ تم جاؤ یہاں سے۔۔اپنی اس ماں کو لے کر کہیں دور چلی جاؤ۔۔۔یہ تمھاری سوتیلی ماں میرے گھر میں نہیں رہ سکتی۔۔۔ بالکل نہیں رہ سکتی۔۔چلی جائیں آپ یہاں سے۔۔" وہ چاہ کر بھی اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سک رہی تھی۔۔۔ عریشہ اپنی جگہ پتھر کی ہو گئی تھی۔۔۔یہ سب کیا تھا؟

"مصطفیٰ ہوا کیا ہے؟" عریشہ کی کپکپاتی ہوئی آواز برآمد ہوئی تھی۔۔

"یہ لڑکی پاگل ہو گئی ہے۔۔روز کا ایک نیا تماشہ ہے۔۔" زنیر ثمرہ پر ایک نخوت ذدہ نظر ڈال کر بولی تھیں۔

"مام پلیز!" مصطفیٰ نے انھیں باز رکھا تھا۔

"الماس خالہ! مام کو ان کے رُوم میں لے کر جائیں۔" زنیر بیٹے پر ایک خفا سی نگاہ ڈالتی کمرے سے نکلتی چلی گئی تھیں۔اس بار وہ ثمرہ کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"ثمرہ۔۔۔بس۔۔۔بہت ہو گیا۔۔۔ قابو رکھیں خود پر۔۔" وہ سختی سے بولا تھا، کیونکہ وہ کسی صورت قابو نہیں آرہی تھی۔۔اب وہ اپنی بیوی کی وجہ سے اپنے منہ سے تو مہمانوں کو جانے کا نہیں بول سکتا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔۔آپ انھیں یہاں سے نہیں بھیجیں گے

نا۔۔۔میں۔۔۔میں۔۔۔۔" مصطفیٰ سے دور ہوتے اس نے ہچکیاں لی تھیں۔۔فریحہ بس بغور اسکا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔۔ہاں وہ انہی جیسی نظر آتی تھی۔۔۔ایک ماں کی نظر اپنی پیدا کی ہوئی اولاد کو نہیں پہچان سکی تھی؟؟فریحہ کا دل ہول رہا تھا۔۔سارا غرور، تنفر خاک میں مل گیا

تھا۔۔آج سالوں بعد اولاد مقابل آ کھڑی ہوئی تھی۔۔وہ اس کی شکل تک دیکھنے کی روادار نہیں تھی۔۔۔

"ثمرہ۔۔۔" مصطفٰی نے اسے پکڑنا چاہا تھا۔۔

"میں۔۔میں یہاں نہیں رہونگی۔۔ جھوٹ جھوٹ بولا آپ نے۔۔۔یہ بھی میرا گھر نہیں ہے۔۔نہیں میرے باپ کا گھر میرا نہیں تھا تو یہ گھر میرا کیسے ہو سکتا ہے۔۔میں یہاں نہیں رہونگی۔۔۔میں چلی جاؤنگی یہاں سے۔۔" وہ اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔جبکہ مصطفٰی نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے پکڑا تھا۔ورنہ اب اس کے قدم باہر کی جانب بڑھنے تھے۔۔

"ثمرہ! ہوش کریں کیا ہوگیا ہے۔۔۔زندگی میں سب کچھ ہوتا ہے۔۔لیکن اس طرح خود پر سے کنٹرول نہیں کھویا جاتا۔۔۔بچوں جیسی حرکتیں کیوں کر رہی ہیں آپ؟" اس بار مصطفٰی نے اسے پوری طرح سے جھنجھوڑ دیا تھا۔۔

جبکہ اسے بس اتنا یاد تھا کہ مصطفیٰ نے ایک بار بھی یہ نہیں کہا کہ ثمرہ یہ تمھارا گھر ہے۔۔ تم یہاں سے کیوں جاؤ گی، یہاں سے عریشہ اور اسکی ماں جائیں گی۔۔ مگر بیوی سے زیادہ اسے دوستی عزیز تھی۔۔اور اپنے ہی خیالوں میں استہزائیہ مسکرائی تھی۔۔

"میں یہاں نہیں رہونگی۔۔۔یہ عورت۔۔۔۔یہ۔۔ عورت دشمن ہے میری۔۔۔یہ ماں نہیں ہے۔۔یہ ماں نہیں۔۔۔یہ ماں کے نام پر۔۔۔۔۔۔"اس نے ٹوٹی سانسوں میں بمشکل اپنے لفظوں پر قابو کیا تھا۔۔جبکہ عریشہ کے ارد گرد دھماکے ہونے لگے تھے۔۔

"تمھارے باپ نے ایک دو بچوں کی ماں کو پھنسایا تھا۔۔ایک شادی شدہ عورت کو ورغلایا تھا۔۔"

”نہیں عریشہ تم ہی میری بیٹی ہو۔۔میری کوئی اولاد نہیں ہے، میں نے ہمیشہ تمھیں ہی اپنی اولاد سمجھا ہے چندہ۔۔۔۔“ عریشہ کو لگا وہ پاگل ہو جائے گی۔۔یہ کیسی بھیانک حقیقت تھی۔۔اس نے اہان کی باتوں پر ذرا یقین نہیں کیا تھا۔۔۔اور اب۔۔۔۔

”میں۔۔۔۔یہاں سے چلی جاؤ نگی۔۔بہت دور چلی جاؤ نگی۔۔جہاں یہ نہیں ہو نگی،، کوئی مجھے ان سے نہیں ملائے گا۔۔۔کوئی مجھے ان کی طرح بد کردار نہیں کہے گا۔۔کوئی مجھے دھتکارے گا نہیں۔۔میں یہاں نہیں رہو نگی۔۔“ وہ زیر لب دھیمی آواز میں بڑ بڑاتی بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔سانس بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔آواز حلق میں دب گئی تھی۔۔۔جبکہ وہاں کھڑا شاید کوئی بھی شخص اس کی ازیت کو سمجھ نہیں سک رہا تھا۔۔۔

”عریشہ تم آنٹی کو لے کر جاؤ، میں ثمرہ کو دیکھتا ہوں۔۔“ عریشہ جو خود صدمے کی کیفیت سے دوچار تھی۔۔خاموشی سے کمرے سے نکل گئی تھی۔۔جبکہ فریحہ بھی اس کی پیروی میں باہر کی جانب بڑھی تھیں۔کہنے اور سُننے کو کچھ تھا ہی نہیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”ثمرہ!“ وہ ایک گہری سانس بھرتا اس کے ساتھ آکر بیٹھا تھا۔۔اور اسے اپنے حصار میں لینا چاہا تھا، وہ اسکو بری طرح جھٹک چکی تھی،اور یہ شاید پہلی بار تھا۔۔

”ثمرہ!“ وہ حیران ہوا۔۔اور ایک بار پھر اسکا ہاتھ پکڑنا چاہا۔۔اور اس بار بھی سابقہ عمل دہراتی وہ مصطفٰی کو لب بھینچ لینے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

"جو کچھ ہوا ٹھیک نہیں تھا۔۔آ گر آپ نے پہچان لیا تھا کہ وہ آپ کی مما

۔۔۔"

"اس عورت کو میری ماں مت کہیں، میری ماں سالوں پہلے مر گئی، وہ صرف

میری زندگی کی بُری حقیقت ہیں بس۔۔" وہ اس کی بات کاٹتی شدت سے

چلائی تھی۔۔۔اسکا یہ آنداز مصطفٰی کے لئے حیران کن تھا۔۔

"اوکے اوکے ریلیکس! یہ پانی پیجئیے!" اس نے اٹھ کر پانی کا گلاس بھر کر اس

کی جانب بڑھایا۔ جو ہاتھ سے پیچھے کر گئی۔

"ثمرہ اب آپ مجھے سختی پر مجبور کر رہی ہیں۔۔آپ کوئی چھوٹی بچی نہیں

ہیں، جیسے اپنے جذبات پر قابو نہیں ہے۔" اس بار مصطفٰی کے لہجے میں سختی در

آئی تھی۔۔مگر وہ یونہی اسکی طرف سے رُخ پھیر کر بیٹھ گئی تھی۔اس نے

ایک تاسفی سانس خارج کی تھی۔۔

"اچھا یہاں میری طرف دیکھیں۔۔" وہ نرم پڑا تھا۔ کیونکہ وہ کسی صورت اسکی بات سننے کو تیار نہیں تھی۔

"میری طرف تو دیکھیں ثمرہ!" اسکا چہرہ پکڑ کر اپنی طرف کیا تھا، مگر وہ نظریں پھیر گئی۔

"نہین دیکھنا!"

"مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ مجھے یہاں سے جانا ہے۔" اس کی وہی رٹ۔۔

"اب میں کچھ کہونگا نہیں بلکہ ایک تھپڑ لگاؤنگا، تاکہ آپ کا الٹا دماغ ٹھکانے پر آجائے۔" اس کی ایک ہی گردان پر اب وہ زچ ہوا تھا۔ جبکہ ثمرہ نے ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں سے مصطفیٰ کو گھور کر دیکھا تھا۔۔ اور اس سچوئشن میں بھی پتہ نہیں کیوں مصطفیٰ کو ہنسی آگئی تھی۔

”مذاق کر رہا ہوں، اب کیا آنکھوں سے ہی کھا جائیں گی مجھے۔۔“ مصطفیٰ کو مسکراتا دیکھ، اب اس کے آنسو گالوں پر بہہ گئے تھے۔ اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھتی واشروم میں جا کر بند ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ ارے ارے ہی کرتا رہ گیا تھا۔

”کیا مصیبت ہے یار ! یہ عریشہ کی ماں کا ثمرہ کی ماں ہونا ضروری تھا کیا۔۔“ وہ تنفر سے سوچتا سر جھٹک گیا۔۔ کافی دیر تک وہ اس کے باہر آنے کا ویٹ کرتا رہا، مگر وہ جانتا تھا کہ میڈم آندر رونے کا شغل فرما رہی ہو نگی۔۔

”ثمرہ دو منٹ سے پہلے باہر آجائیں، ورنہ آگر میں نے دروازہ کھولا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔“

”اس سے زیادہ برا میرے ساتھ ہو بھی نہیں سکتا۔ قسمت ہی منحوس ہے میری۔۔“ وہ آندر سے بولی تھی۔۔ ساتھ ہی اب رونے کی آواز تیز ہو گئی

تھی۔۔ مصطفیٰ کا دل کیا اپنا سر دیوار میں مار لے، نہ سختی کام آ رہی تھی اور نہ ہی نرمی۔۔۔

"یہ سیونٹیس کی ہیروئینوں کی طرح اپنی قسمت کو کوسنا بند کر لیں۔ میری طرف سے کوئی ہمدردی نہیں ملے گی آپ کو۔۔" اب وہ سسکیاں لے رہی تھی۔۔

"ٹھیک ہے آپ رہیں آندر! میں ہی بے غیرتوں کی طرح جا کر مہمانوں سے بول دیتا ہوں کہ وہ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ میری بیوی تو بچی بن گئی ہے۔ اور اسے پاگل پن کا دورہ پڑ گیا ہے۔۔" اس بار وہ خفا ہوا تھا۔۔ مگر دوسری جانب سے نو رسپانس۔۔

"ثمرہ!!" ناچار ایک بار پھر آواز لگائی۔

"آپ کو ضرورت نہیں ہے۔۔اپنے پیارے مہمانوں کو یہاں سے جانے کا بولنے کی۔ میں خود ہی یہاں سے چلی جاؤنگی۔ ویسے بھی زبردستی آئی تھی نا آپ کے ساتھ خون بہامیں۔۔آنٹی بھی نہیں چاہتی کہ میں آپ کے گھر میں رہوں، ویسے بھی ثمرہ کا کوئی گھر نہیں ہے۔۔"

"ہو گئی بکواس؟" وہ خفا ہوا۔

"ذرا ایک قدم گھر سے باہر نکال کر دکھائیں آپ۔۔ پھر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ سختی ہوتی کیا ہے۔۔ایک منٹ سے پہلے باہر آئیں۔۔بس بہت ہو گئیں بچوں جیسی حرکتیں، میں بھی یہاں پاگلوں کی طرح بیوی کو ہی منائیں جارہا ہوں۔۔میں باہر جارہاہوں دیکھنے کے لئے، کہیں عریشہ اور آنٹی سچ میں ہی نہ چلی گئی ہوں آپ کی اسٹوپڈ حرکتوں کی وجہ سے۔۔" وہ تیز لہجے میں بولتا اس بار واقعی کمرے سے نکل گیا تھا۔ دروازہ جس انداز میں بند ہوا تھا یقیناً وہ غصہ

ہو گیا تھا۔۔اور مصطفیٰ کا غصہ تو بہت برا تھا۔۔۔ ثمرہ کو بھی کچھ احساس ہوا تھا۔ تو جلدی سے دروازہ کھولتی کمرے میں آئی تھی۔۔ مگر مصطفیٰ کو سامنے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا دیکھ، وہ سرے سے نظر انداز کرتی سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھی تھی۔۔

"حلیہ درست کریں اپنا۔۔ میں مر نہیں گیا ہوں ابھی، جو یہ حالت بنالی ہے۔" ثمرہ نے پانی گلاس میں نکالتے خفا نظروں سے دیکھا تھا۔۔

"دس منٹ صرف دس منٹ ہیں آپ کے پاس۔مجھے یہ کمرہ اور آپ بالکل نیٹ اینڈ کلین، پرفیکٹ چاہیئے ہو۔۔"اس بار وہ ذرا تنبیہ لہجے میں بولتا، کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔

"پرفیکٹ چاہیئے!"اس نے پیچھے سے منہ چڑھایا تھا۔اتنا سارا رونا دھونا ڈالنے کے بعد اب وہ نارمل ہو گئی تھی۔

جبھی مصطفیٰ پلٹا تھا، اس کے ایکسپریشن دیکھ مسکرایا تھا، جبکہ وہ اپنی جگہ شرمندہ سی ہو گئی تھی۔ اور جلدی سے رُخ پھیر لیا۔

"کہاں جا رہی ہیں آپ دونوں؟" وہ رُوم میں آیا تو وہاں اُنھیں پیکنگ میں مصروف دیکھ، ذرا حیران ہوا۔۔

"مصطفیٰ ہمیں جانے دو، مجھے تو سمجھ بھی نہیں آ رہا کہ میں ثمرہ سے نگاہ کیسے ملاؤں گی۔" وہ حد سے زیادہ شرمندہ دکھائی دے رہی تھیں۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے آنٹی! وہ تھوڑا جذباتی ہو گئی۔۔ ثمرہ کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں۔۔" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"نہیں بیٹا! میں ہی ایک بدنصیب ماں ہوں۔۔"

”اوہ پلیز مام! اب آپ یہ ناٹک بند کر دیں، ثمرہ نے بالکل ٹھیک کیا ہے آپ کے ساتھ۔۔۔آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔۔اور جب کے حقیقتاً آپ نے بابا کے چکر میں اپنی دو اُولادوں کو دُھتکار دیا تھا۔۔۔“وہ تنفر سے پھنکاری تھی۔۔

”عریشہ!“اس نے تنبیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔ابھی ایک کو سمجھا کر آرہا تھا اب دُوسری شروع ہو گئی تھی۔۔

”ڈرائیور سے بولو! ہمیں مجتبیٰ کے گھر چھُوڑ آئے۔“وہ سر جھٹک گئی۔۔۔

”یار! سیم غصّے میں تھیں۔۔آنٹی پلیز آپ تو یہاں ٹھہر جائیں۔۔اِسے جانے دیں اپنے شوہر کے گھر۔اب وہی اِسکا گھر ہے۔۔“وہ نرم خوئی سے بولا۔

”بالکل نہیں !تاکہ ثمرہ انکی شکل دیکھ دیکھ کر خود پر ظلم کرتی رہے۔۔اور وہ سہی کہہ رہی تھی یہ اسکا گھر ہے۔۔وہ یہاں سکون سے رہنے کا حق رکھتی ہے۔“مصطفیٰ خاموش ہو گیا۔۔

”ثمرہ کو کہنا اپنی ماں کو معاف کر دے۔۔میں اپنی عریشہ کے ساتھ جا رہی ہوں۔۔جب ثمرہ ٹھیک ہو جائے گی تو میں آؤنگی،اس سے معافی مانگنے ،اور شارق۔۔۔وہ کیا۔۔۔واقعی اس نے تمھارے بھائی کا قتل کیا تھا۔۔“مصطفیٰ کے ماتھے پر تیوری چڑھ گئی تھی۔۔سد شکر تھا کہ زنیرہ بیگم کو علم نہیں تھا کہ ان کے بیٹے کے قاتل کی بہن کے ساتھ ساتھ اب ماں بھی انکے گھر میں رہ رہی تھی۔

”جی۔۔۔اگلی پیشی میں سزا سُنا دی جائے گی مجھے یقین ہے۔“وہ خاموش رہ گئیں۔

”چلیں۔۔۔“اس بار مصطفیٰ نے خاموشی سے اُنھیں راستہ دے دیا تھا۔اخلاقاً بولنا فرض تھا۔ مگر وہ ثمرہ کو مزید کسی ازیت سے دوچار نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”ثمرہ یہ بہت غلط حرکت تھی۔۔ کم از کم مجھے آپ سے یہ اُمید نہیں تھی۔“وہ کمرے میں داخل ہوتا،ذرا ناراضی سے گویا ہوا تھا۔ جبکہ وہ ایک نظر دیکھ کر سر جھٹک گئی۔۔اسے اب ٹائی کھولتا دیکھ، کچھ خیال آیا تو قدم اُٹھاتی ڈریسنگ رُوم میں آئی تھی،اور کب بورڈ کھول کر اس کے لئے ڈریس نکالا تھا۔

''شلوار قمیض نکال دیں پلیز!'' وہ بھی ساتھ ہی پیچھے آیا تھا۔ تو وہ سر ہلاتی، الماری میں لٹکتے ہینگر ادھر ادھر کرنے لگی تھی۔۔اور ایک بلیک کلر کا کاٹن کا شلوار سوٹ نکال دیا تھا۔۔

''آپ نے ابھی کہیں جانا ہے کیا؟'' وہ ویسے ہی پوچھ بیٹھی تھی۔

''ہمم مزمل کے کیس میں، ایک بندے سے ملنا تھا آج۔۔'' وہ سنجیدہ ہو گیا تو ثمرہ سر ہلا گئی۔۔ ساتھ ہی قدم روم میں جانے کے لئے بڑھائے تھے، جبھی مصطفٰی نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ پکڑ کر، اسے دیوار سے لگایا تھا۔۔ ساتھ ہی ہاتھ سے ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کیا تھا۔۔ کیونکہ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔ ہ اچانک افتاد پر بری طرح سے بوکھلائی تھی۔۔

''مصطفٰی!'' اس نے بمشکل چیخ پر قابو کیا تھا۔

''کیا تھا یہ سب!'' اس نے اس کے چہرے پر نگاہیں گاڑھی۔

”کیا سب ؟“اس نے الٹی بھونیں اٹھائیں تھیں۔

”یہی سب تماشہ !گھر آئے مہمان کے ساتھ کوئی ایسے کرتا ہے ؟دشمن کے ساتھ بھی یہ سلوک نہیں کیا جاتا۔وہ تو پھر آپ کی۔۔۔۔“اس کے لفظ لبوں میں ادھورے ہی رہ گئے تھے۔

”مصطفیٰ پلیز ! بار بار اس عورت کو میری ماں کہہ کر میرے زخم تازہ نہ کریں۔۔ایک ہفتے سے برداشت کر رہی تھی۔۔اب نہیں ہوا مجھ سے۔۔انسان ہوں میں۔۔“وہ ناراضی سے بولتی چہرے پھیر گئی۔۔ مصطفیٰ نے انگلیوں سے رخ اپنی جانب کیا تھا۔

”میں نے آپ سے کتنی بار پوچھا کہ کوئی ایشو ہے تو بتائیں،آپ نے مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔۔پوچھ سکتا ہوں کیوں ؟“اس بار وہ سختی سے بازپرس کر رہا تھا۔وہ خاموش رہی۔

"کچھ پوچھا ہے ثمرہ۔۔۔"اس نے لفظ دہرائے تھے۔

"کیا بتاتی آپ کو۔۔ کہ یہ جو عورت آپ کی دوست کی بی لوڈ ماں بن کر آئی ہے۔یہی میری وہ ماں ہے۔۔ میری وہی ماں، جو چھوٹی سی عمر میں ہم دونوں بہن بھائیوں کو رُوتا بِلکتا چھوڑ گئی تھی۔۔ جس کے کردار کو ہمیشہ میرے باپ نے میرے کردار سے تولا۔۔۔"ایک بار پھر سے دہراتے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔اس بار اس نے بغیر کچھ کہے اسے سینے سے لگایا تھا۔۔اور وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔

"ثمرہ کچھ چیزوں کو ہم کبھی نہیں بدل سکتے۔۔۔ جو ہو گیا سو ہو گیا۔۔۔ مگر آئندہ کچھ بھی ہو، آپ نے سب سے پہلے مجھے بتانا ہے۔۔اپنے دل میں نہیں رکھنا۔اور یوں تماشہ تو ہرگز نہیں کرنا۔۔۔اچھا ہوا کہ ماں صحیح وقت پر چلی گئیں۔۔ ثمرہ مین نہیں چاہتا کہ ماں کے دل میں آپ کی طرف سے مزید

کوئی بدگمانی پیدا ہو۔۔آپ سمجھ رہی ہیں نا میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔" اسکا سر تھپکتا ہوا وہ روم میں لے آیا تھا۔تو ثمرہ آنسو پونچھتی ہوئی پیچھے ہوئی تھی۔۔

"آپ شاور لے لیں۔۔میں الماس خالہ سے کہہ کر کھانا لگواتی ہوں۔۔"

اسے یکدم خیال آیا کہ وہ اتنی دیر سے اپنے ہی ڈرامے کئے جا رہی تھی۔۔

"نہیں ابھی نہیں! پہلے میں اپنا کام کر کہ آجاؤں، پھر ڈنر کرتے ہیں ساتھ میں۔۔۔" وہ کپڑے اٹھاتا واشروم کی جانب بڑھا تھا۔۔

"کون؟" مجتبیٰ کسی کی آمد پر چونک گیا تھا۔۔

"مجتبیٰ میں ہوں!" وہ حیران ہوا۔۔اور دروازہ کھولا، سامنے وہ بیگ لئے کھڑی تھی، ساتھ ہی اسکی ماں بھی تھیں۔۔

”آندر نہیں بلاؤ گے؟“

”آجائیں۔۔“ وہ فوری رستہ سے ہٹا تھا۔۔

”السلام علیکم آنٹی!“

”وعلیکم السلام! عریشہ نے مجھے بتایا کہ آپ بہت اچھے بچے ہیں۔ تو میں نے سوچا کچھ دن اپنے بیٹے کے پاس رہ لیتی ہوں۔۔“

”جی ضرور آنٹی! کیوں نہیں۔۔۔“ وہ ہولے سے مسکرایا۔۔ عریشہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔۔

عدالت میں گہری خاموشی طاری تھی۔ جج اپنی نشست پر بیٹھا تھا، اور کمرہ عدالت میں موجود ہر شخص کی نظریں شارق پر جمی ہوئی تھیں۔ شارق کے

چہرے پر ندامت، شکست اور خوف کے ملے جلے آثار نمایاں ہیں۔اس کے وکیل نے آخری دلیل دے دی ہے۔اب جج فیصلہ سُنانے کے لیے تیار ہے۔۔

”عدالت کے سامنے پیش شواہد اور گواہوں کے بیانات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ملزم شارق جبران نے کار ریسنگ میں شکست کے بعد جان بوجھ کر مزمل وجدان مصطفیٰ کو اپنی گاڑی سے کچل کر قتل کیا۔“

کمرہ عدالت میں سر گوشیاں گونجنے لگی تھیں، مگر جج کی آواز سب پر حاوی تھی۔

پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 302 کے تحت یہ فعل قتل عمد کے زمرے میں آتا ہے، جس کی سزا سزائے موت یا عمر قید ہے۔عدالت اس سنگین جرم کے تحت ملزم شارق جبران کو عمر قید کی سزا سُناتی ہے،اور اسے ہدایت کی جاتی

ہے کہ وہ مزمل وجدان مصطفیٰ کے ورثا کو دیت کی رقم پانچ کروڑ روپے ادا

"کرے۔ عدالت برخاست!

شارق کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔۔۔ کمرہ عدالت میں موجود زنیرہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے، مگر ان میں ایک سکون کی جھلک واضح تھی۔

مصطفیٰ ہولے سے مسکرایا تھا۔۔۔ جبران صاحب ڈھنے کے انداز میں پیچھے کو ہو کر بیٹھے تھے۔۔۔ جوان بیٹے کو عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی۔۔۔ بیٹی نے قطع تعلق کر لی تھی۔۔۔ اور فرناز اور قصویٰ اس مشکل وقت میں انھیں اکیلا چھوڑ کر لندن بہن کے گھر شادی میں چلی گئی تھیں۔۔۔

نیوز دیکھتی ثمرہ کی آنکھوں سے آنسو جھرنے کی مانند بہہ رہے تھے۔۔ بھائی اور باپ کو دیکھ اسکا کلیجہ منہ کو آگیا تھا۔۔ مگر وہ مصطفیٰ کی واپسی سے پہلے پہلے اپنے سارے آنسو بہا لینا چاہتی تھی۔۔ انصاف تو ہونا تھا۔ اور برابر ہونا تھا۔۔ اس کے باپ اور بھائی نے جو بویا تھا اب اس کے کاٹنے کا وقت آن پہنچا تھا۔ مگر وہ کیا کرتی بہن تھی، بیٹی تھی۔ ان کا سوچ سوچ کر دل بند ہو رہا تھا۔۔۔ مگر بسا اوقات حالات آپ کے حق میں ہو کر بھی نہیں ہوتے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچن اپرن پہنے عریشہ مصروف سی کچن میں کچھ بنانے میں مگن تھی، جب وہ پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔۔

"کیا ہو رہا ہے؟" اس کی گردن چومتا وہ محبت بھرے لہجے میں بولا تھا۔

"تمھارے لئے زہر کی کڑھائی پکا رہی ہوں۔۔ تم کوئی کک کیوں نہیں رکھ لیتے ہو۔۔" وہ زچ ہوئی تھی۔۔

"کک زہر کی کڑاہی کی ریسپی نہیں جانتا بیوی! پھر میں یہ ڈش کیسے کھا سکونگا؟" وہ شرارتی لہجے میں بولا تو اس نے زور سے کہنی ماری تھی۔

"تمھیں میرا ذرا خیال نہیں ہے میرے باڈی گارڈ۔۔" سبزیاں کاٹتے وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔۔۔ عریشہ کی پوسٹ مصطفیٰ نے مجتبیٰ کو دے دی تھی۔ کیونکہ عریشہ نے اپنا آفس اس کے حوالے کرتے گھر میں رہنے کو ترجیح دی تھی۔۔۔ وہ ابھی بھی مجتبیٰ کے گھر میں ہی رہتے تھے۔ مجتبیٰ بزنس کا سارا پروفٹ عریشہ کو دے دیتا تھا۔ اور انکا گزارہ صرف مجتبیٰ کی واجبی سی تنخواہ میں ہی ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ بیوی کے خرچے پر پلنے والا مرد ہرگز نہیں

تھا۔۔ عنقریب وہ اس کے لئے سب کچھ کرنے والا تھا۔۔ مگر ہر چیز وقت مانگتی ہے۔۔۔

"یار تمھارا خیال ہے! جبھی تو اتنی محنت کرتا ہوں۔۔"

"محنت کرتا ہوں، لیکن خرچ نہیں کرتا۔۔ میرے اکاؤنٹس بھرے جا رہے ہو۔۔ میں کیا کرونگی پیسے کا۔" وہ خفا ہوئی۔

"اوہ ہو بیوی! تم تو خفا ہو گئی ہو۔۔ میں نے تمھارے لئے ایک ملازمہ اور کک کا انتظام کر دیا ہے۔۔ اور ایک بات اور میں نے ایک جگہ سائٹ لی ہے۔ وہاں ہم اپنا آفس الگ سے بنائیں گے!" سائٹ کا سن کر اس کے چہرے پر چمک سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

"سچ میں!" وہ خوش ہوئی تھی۔

"یس سچ میں!" وہ نرمی سے بولا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔اور مجتبیٰ اُسے مسکراتا دیکھ دل سے مسکرایا تھا۔۔

مہروز صاحب نے جب عریشہ کو اس کے باپ کی حقیقت بتائی تو کتنی ہی دیر وہ خاموش رہی تھی۔۔ پھر انکے معافی مانگنے پر وہ خاموشی سے وہاں سے آگئی تھی۔۔دلوں میں اتنی جگہ نہیں تھی کہ ہنسی خوشی،ایک نئی شروعات کرتے،اہان بیس پرسنٹ پراپرٹی سے دستبردار ہو گیا تھا۔۔۔مہروز صاحب نے بڑا بن کر، مجتبیٰ کے ساتھ اسے باقاعدہ طور پر رخصت کر دیا تھا۔۔وہ اپنے تایا کے گھر جاتی تھی مگر ان کی بھتیجی کی حثیت سے نہیں بلکہ مجتبیٰ کی بیوی کی حثیت سے۔۔کیونکہ کہیں نہ کہیں دل میں خلش باقی تھی۔۔وہ مہروز صاحب اور اہان کا رویہ اتنی جلدی نہیں بھول سکتی تھی۔۔بھلے وہ دنیا دکھاوے کو یا سچ میں کچھ بھی کرتے۔۔۔

"مبارک ہو برخوردار! اللہ نے رحمت سے نوازہ ہے۔۔" مہروز صاحب مسکراتے لہجے میں بولے تو جب سے ٹینشن میں پاگل ہوتے اہان نے اللہ کا شکرادا کیا تھا۔۔

"آئزل ٹھیک ہے؟" وہ فوری ڈاکٹر کی طرف بڑھا تھا۔

"جی وہ ٹھیک ہیں۔ کچھ دیر میں وارڈ میں شفٹ کر دیا جائے گا۔۔" وہ پر سکون ہو گیا تھا۔۔ جبکہ سب اسکی بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔ مگر وہ آئزل کے ساتھ دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

”تھینک یو سوئیٹ ہارٹ! مجھے اتنا پیارا تحفہ دینے کے لئے! وہ اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔۔ جس کا چہرہ نقاہت کے باعث کمزور ہو گیا تھا۔۔۔

”ہماری بیٹی کیسی ہے؟“ اس نے جھولے کی طرف اشارہ کیا۔

”آؤ ساتھ دیکھتے ہیں۔۔“ اپنی بیٹی کو گود میں اٹھا کر وہ آئزل کے قریب لایا تھا۔۔

”پیاری ہے نا!“ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھرمٹ بہنے لگی تھی۔۔

”بہت زیادہ پیاری ہے۔۔ اللہ نصیب اچھے کرے۔۔ آمین!“ وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

(پانچ سال بعد)

شام کی سُرمئی رُوشنی ہر سو اپنے پنکھ پھیلا چکی تھی۔۔اِیسے میں ساریہ اور فاریہ جو جڑواں بچیاں تھیں، گھر کے لان میں کھیلتی پھر رہی ہیں۔ جبکہ ثمرہ چھ ماہ کے عبداللہ صمد کو گود میں لئے مسلسل انھیں شرارت سے باز آنے کی ہدایت کررہی تھی۔۔

"ثمرہ! "میری بچیوں کا ڈانٹا نہ کرو،ان کی کھلکھلاہٹ سے ہی تو یہ گھر گونجتا ہے۔۔"انھونے محبت سے پوتے کو گود میں لیتے ثمرہ کو خشک لہجے میں منع کیا تھا۔ گزرے وقت میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔۔ان کے اور ثمرہ کے درمیان تعلقات آج بھی ویسے ہی تھے۔ جیسے اول روز، مگرہاں کچھ تبدیل ہوا تھا تو وہ تھی انکی پوتے پوتیوں سے محبت!

جن میں انکی جان بستی تھی۔۔

"آنٹی میں تو بس! اس لئے کہہ رہی ہوں کہ یہ لوگ چوٹ لگا لیتی ہیں پھر مصطفیٰ مجھ سے ناراض ہوتے ہیں۔۔" وہ نرمی سے بولی۔

"رہنے دو مصطفیٰ کو۔۔یوں چھوٹی موٹی چوٹ کھانے کی عادات ہو گی تو آئندہ زندگی کے ہر میدان میں کامیاب ہو نگی، لڑکیوں کو اتنا نازک نہ بناؤ، ہر وقت ان کے سروں پر تم نہیں بیٹھے رہو گے۔۔۔" وہ گہری بات کر گئی تھی۔۔ وہ چپ ہو گئی۔ مگر وہ اپنی اولاد کو خود سے اچھی زندگی دینا چاہتی تھی۔ وہ ایک اچھی ماں بننا چاہتی تھی۔۔ اور وہ کامیاب ٹھہری تھی۔۔ اتنی دیر میں مصطفیٰ کی گاڑی کی بھی آواز آئی تھی۔۔۔ اور بچیاں کار پورچ کی جانب دوڑ لگا چکی تھیں۔۔

"بیٹا آرام سے بابا یہیں آئینگے۔۔" وہ اپنی بچیوں کو دیکھ مسکرائی تھی۔۔۔ جو باپ کے پاؤں سے لپٹ گئی تھی۔۔ جو دونوں کو ساتھ گود میں

اُٹھائے انھی کی جانب آرہا تھا۔۔ وہ پہلے سے زیادہ گریس فل اور ہینڈسم ہو گیا تھا۔۔اور ثمرہ کے لئے دیوانگی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔۔

"خیریت ! آج وقت سے پہلے آ گئے ؟" مصطفیٰ اسے نرم نگاہوں سے دیکھتا ایک چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔۔ ساتھ ہی بیٹے کو گود میں اُٹھایا تھا۔

"جی عریشہ کے بیٹے کی دوسری سالگرہ ہے میں نے بتایا تو تھا آپ لوگوں کو۔۔۔وہاں جانا ہے۔۔" ثمرہ کو یکدم یاد آیا۔

"اوہ مصطفیٰ میں تو بالکل بھول ہی گئی تھی۔۔" وہ تاسفی لہجے میں بولی۔

"تو تمھیں بچوں کے پیچھے بھاگنے سے فرصت ہو گی تو کچھ یاد رکھو گی نا،ایک ماں کی،بیوی کی ہزاروں زمہ داریاں ہوتی ہیں۔۔" انھو نے ہمیشہ کی طرح جھڑ کا تھا۔

"ثمرہ آپ میرے کپڑے نکال دیں۔۔بچوں کو میں خود ریڈی کر لونگا۔۔

اور مام آپ آجائیں الماس خالہ کو بتادیں، وہ آپ کی تیاری کر دیں گی۔۔"اس

نے بیچ کی راہ نکالی۔۔وہ ساس بہو کے بیچ نہیں بولتا تھا۔نہ ہی اس نے ثمرہ پر

اپنی ماں کی زمہ داری ڈالی تھی۔۔وہ خوشی سے کر دیتی تھی تو ٹھیک، نہیں

کرتی تھی تو وہ خود کر دیا کرتا تھا۔اسکی ماں اسکی زمہ داری تھیں، نا کہ ثمرہ

کی۔۔۔۔ویسے بھی وہ انھی کی نسل کی تربیت میں پاگل ہوئی رہتی

تھی۔۔۔۔

"میں نکال دیتی ہوں آنٹی کے کپڑے بھی۔۔آپ لوگ آجائیں۔۔"وہ

تیزی سے بولتی اٹھ گئی تھی۔جبکہ مصطفیٰ نے خاموشی سے اسے جاتے دیکھا

تھا۔۔۔

”مام اب تو آپ ثمرہ کی طرف سے دل صاف کر لیں! شارق کو عمر قید ہو گئی ہے۔۔ جبران انکل کا انتقال ہو گیا ہے۔ حالانکہ وہ یہ سب نہیں چاہتی تھیں، خون بہا میں خود کو پیش کر کہ وہ اپنے بھائی کو بچانا چاہتی تھیں۔ مگر میرے فیصلے کے سامنے وہ خاموش ہو گئی تھیں۔۔ اب ہم ہی اُن کے اپنے ہیں۔۔ اب کس بات کی سزا دے رہی ہیں آپ ثمرہ کو۔ پلیز، دل سے کدروتیں نکال دیں۔۔ آپ کے بیٹے کو انصاف مل چکا ہے۔۔۔“ وہ خاموشی اختیار کر گئی تھیں۔۔۔ بیٹا مر اتھا انکا۔۔۔۔ بھلا اتنا بڑا دل کہاں سے لاتیں۔۔ زندگی تھی کہانی نہیں۔۔۔ مگر پھر بھی وہ ہر روز ایک کوشش ضرور کیا کرتی تھیں۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

وہ لوگ اس وقت عریشہ کے گھر میں موجود تھے۔۔ان پانچ سالوں میں وہ ایک بہترین ایریا میں پانچ سو گز کا اپنا گھر بنا چکا تھا۔۔۔جیسے عریشہ اور اس نے بہت محبت سے سجایا تھا۔۔۔ان دونوں کو دو سال پہلے ہی اللہ نے بیٹے کی نعمت سے نوازہ تھا۔۔۔

"سالگرہ مبارک ہو چیمپ !اہان نے اسے اٹھا کر گدگداتے شرارت سے کہا تھا،، جبکہ اسکی بیٹی سب جگہ بھاگتی پھر رہی تھی۔اور ڈیڑھ سالہ رومان ماں کی گود میں تھا۔

"شکر ہے تمھیں وقت مل گیا !آگر میرے بیٹے کی سالگرہ پر نہ آتے نہ تم دونوں تو دیکھ تیرے ساتھ کیا کرتا !"اس کے گلے لگتا، مجتبیٰ ذرا خفگی سے بولا۔کیونکہ پہلی برتھ ڈے پر آئزل اور اہان بچوں سمیت ویکشن کے لئے لندن گئے ہوئے تھے۔۔

"میرے بھتیجے کی سالگرہ ہے، ہم نے تو آنا ہی تھا۔۔" آئزل ذرا اترا کر بولی تو سب مسکرا دئے۔ اتنے میں مصطفیٰ کی فیملی بھی آ گئی تھی۔۔ سب بچے کھیلتے پھر رہے تھے۔ لیڈیز ایک طرف باتوں میں مگن تھیں، جبکہ وہ لوگ الگ تھلگ سے کھڑے ہنسی مذاق میں مصروف تھے۔۔

"بھئی لڑکوں آ جاؤ، میرے بچے کی برتھ ڈے کا کیک نہیں کاٹنا کیا! وہ بہت ایکسائیٹڈ ہے۔۔" عریشہ کے کہنے پر مجتبیٰ اور سب ہی ٹیبل کی جانب بڑھے۔ جہاں چھوٹے سے رومان کو چھری پکڑا کر کیک کٹ کیا تھا۔۔ اور سب نے منہ میٹھا کیا تھا۔۔۔

"اسمائل!" فوٹو گرافر کی آواز پر سب ہی مسکرائے تھے۔۔ اور اسلام آباد میں اپنے اپارٹمنٹ میں موجود فریحہ لائیو یہ منظر دیکھ روتے ہوئے مسکرائی تھیں۔ کیونکہ اپنے ہی بچوں کی خوشیوں میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں

تھی۔۔۔ ثمرہ نے انھیں معاف ضرور کر دیا تھا۔۔ مگر وہ انکا تعارف نہیں چاہتی تھی۔۔ کچھ معاشرے کی وجہ سے انھونے بھی کنارہ کر لیا تھا۔۔ وہ بیٹی کے سسرال میں اسکی عزت کو قائم رکھنا چاہتی تھیں۔ کیونکہ وہ پہلے ہی زنیرہ کا رویہ دیکھ چکی تھیں۔ بیٹی کے لئے مزید آزمائش نہیں بن سکتی تھیں۔ عریشہ کئی بار انھیں اپنے پاس آنے کا کہہ چکی تھی، مگر وہ ٹال جاتی تھیں۔۔۔۔ شاید جوانی میں اولاد کو چھوڑنے کا یہی انجام ہوتا ہے کہ بڑھاپے میں یہ اولاد آپ کو چھوڑ دیتی ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”یہ آپ مجھے کہاں لے آئے ہیں مصطفیٰ!“ وہ ذرا حیران ہوئی تھی۔۔

”آپ کو کیا لگتا ہے؟ کہاں لایا ہوں؟“ یہ ایک خوبصورت اور شاندار گھر تھا۔۔ ثمرہ تو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔۔۔۔

"پتہ نہیں۔۔یہ کس کا گھر ہے؟"

"آپ کا۔۔۔ہمارے بچوں کا۔۔۔" ثمرہ ٹھہر گئی تھی۔۔انکی جڑواں بچیوں کی پیدائش کو ابھی دو ماہ ہی ہوئے تھے۔۔۔

"آپ نے اس روز کہا تھا نا کہ ثمرہ کا کوئی گھر نہیں ہے تو بس یہ ثمرہ کا گھر ہے۔۔آپ جب چاہیے یا یہاں آسکتی ہیں۔۔" وہ بے یقنی سے دیکھ رہی تھی۔۔جبھی وہ مسکرا کر ماتھے سے ماتھا ٹکرا گیا۔۔

"اس کی ضرورت نہیں تھی مصطفیٰ! میں نے تو بس ویسے ہی جذبات میں کہہ دیا تھا۔۔میرا گھر وہی ہے، جہاں آپ ہیں، ہماری اولاد ہے۔۔" وہ نم آواز میں بولی تھی۔۔

"کیوں ضرورت نہیں ہے۔۔جب ہمارے بچے اپنی نانی کے گھر جانے کی ضد کریں تو آپ انھیں بتانا کہ یہ انکی ماں کا، انکے نانی نانا کا گھر ہے۔نانا، کی

ڈیتھ ہو گئی ہے۔۔ مگر یہ گھر ان کے لئے ہمیشہ کھلا رہے گا۔ میں ہمارے بچوں اور آپ کے دل میں کوئی حسرت نہیں رہنے دینا چاہتا۔۔" ثمرہ کی آنکھیں چھلک گئی تھیں۔۔

"آئی لو یو مصطفیٰ ! اینڈ تھینک یو۔ ثمرہ کو ہر لمحہ اتنا اسپیشل فیل کرانے کے لئے۔۔" وہ فرطِ جذبات میں اس کے سینے سے لگتی، اسکا سینہ چوم گئی۔۔ جو اس کے سر پر اپنا سر ٹکا گیا تھا۔۔۔

"ثمرہ!" شیشے کے پار غیر مرئی نکتے کو گھورتی، ثمرہ چونک کر ہوش میں آئی۔۔ اور تیزی سے آنکھوں میں در آئی نمی صاف کی تھی۔۔

"جی!" وہ اس وقت سلک کی لوز سی نائٹی میں ملبوس تھی۔۔ جبکہ اسکا بیٹا صوفے پر بیٹھے مصطفیٰ کی گود میں تھا۔

"یار یہ سو گیا ہے۔۔اسے بیڈ پر لٹا دیں فی االحال!" وہ ان دونوں کے درمیان ہی سوتا تھا۔۔ ثمرہ سر ہلا گئی۔۔۔اور بیٹے کو مصطفیٰ کی گود سے لے کر بیڈ پر لٹا کر ساتھ رکھا، کمبل اٹھا کر مصطفیٰ کے ساتھ بیٹھتی،اس پر اور خود پر کمبل برابر کرتی وہ کندھے پر سر رکھ گئی تھی۔۔اس نے بھی فوری اس کے گرد حصار قائم کیا تھا۔۔۔

"ہمارے بچے کتنی جلدی بڑے ہو رہے ہیں نا مصطفیٰ!" وہ کچھ لمحوں بعد بولی تھی۔

"ماشاءاللہ سے!" وہ اپنی کل کائنات کو دیکھ نرمی سے مسکرایا تھا۔ جبکہ ثمرہ سر اٹھا کر چمکتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی ہولے سے مُسکرائی تھی۔اس نے جھک کر عقیدت سے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

سب کچھ مکمل تھا، مگر کہیں کچھ ادھورا رہ گیا تھا۔۔۔

کچھ حسرتیں تھیں۔۔۔۔

کچھ ادھوری باتیں۔۔

کچھ ادھورے جذبے۔۔۔

کہیں نامکمل خواہشات۔

کبھی ان کہی محبت۔۔۔۔

تو کہیں تواقعات۔۔۔

زندگی مکمل ہو کر بھی تشنہ تھی۔۔۔

زندگی میں تشنگی نہ ہو تو پھر زندگی کیسی۔۔۔۔۔۔

ختم شد۔۔۔۔